بھی مقصود ہے کہ وہ اِن سے اصلی فائدہ حاصل کرتے ہوئے (۱) - بلند نظر وسیع دِل اور عالی دماغ بنیں - (۲) - تعصب اور تنگ دلی کے مرض سے بچیں - اور (۳) - اپنی زندگی کو عملی بنائیں - تاکہ پڑھنے والے اور لکھنے والے - دونوں کی غرض پوری ہو - ست گورو سب کا کلیان کریں - یہہ سچے دل کی سچی دُعا ہے +

بھگت جن

بھگتی مارگ بہت سہل اور ساتھ ہی حقیقت کے حاصل کرنیکا یقینی طریقہ ہے اور راستے میں تکلیف دینے والے نہیں مگر اس راستہ میں خوشی اور آنند ملتا ہے جسکا بیان کرنا بہت مشکل ہے شاستروں میں بھگت پانچ قسم کے بتائے گئے ہیں -

(۱) شانت (۲) داسیہ (۳) واتسلیہ (۴) سکھیہ (۵) مدھر +

(۱) - شانت بھگت بیرج دل کے نیک اور حلیم ہیں - یہ نیچے درجہ کے بھگت ہیں - ابتک انمیں بھگتی کا جذبہ جوش پر نہیں آیا ہے - جب جذبہ جوش پر آتا ہے - جنون جیسی حالت ہو جاتی ہے +

(۲) - داسیہ بھگت عمومی بھگت ہیں جو بھجن بندگی سیوا - اور ایشور کے سیوکوں کی ٹہل کرتے رہتے ہیں - اِن کی تعداد ہر جگہ ہر مذہب اور ہر قوم میں کثرت سے ملے گی + یہ دو طرح کے بھگت عام ہیں باقی تین طرح کے بھگت شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں - اور بغیر انکا سنگ کئے نہ کوئی اس قسم کی بھگتی کو سمجھ ہی سکتا ہے +

(۳) واتسلیہ بھگتی وہ ہے جسمیں ایشور کو بچہ سمجھ کر پوجا جاتا ہے - کمایا مائی جسودا - نند اسو غیرہ اس قسم کے بھگت تھے - ایشور نہ کسی کا باپ ہے نہ ماں ہے نہ لڑکا ہے - اُس کی بھگتی لوگ اپنے اپنے مزاج کے موافق کرتے ہیں سوا ہندوؤں کے اوروں کے یہاں ایشور کو لڑکا سمجھ کر پوجنا بیدینی اور کفر سمجھا جائیگا کیونکہ اُنہیں اس بھگتی کا جذبہ نہیں ہے

(۴) - سکھیہ - کہتے ہیں دوست کو - ایشور کو مِتر اور دوست سمجھنا سکھا بھاؤ ہے جیسے ارجن اور گوال بال کی بھگتی کرشن جی کے ساتھ تھی +

(۵) - مدھر بھگتی اِن سب سے زیادہ رسیلی ہے - ایشور کو پیار پریتم اور معشوق مانکر اُسکی محبت کا دم بھرنا مدھر بھگتی ہے - برج ابن کی گوپیاں اس قسم کی بھگت تھیں +

جولائی ۱۹۱۶ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

Vigyaan Bachnayan

ہندو فلسفہ کے دلچسپ سلسلہ کا نمبر ۲۵

وگیان بچناین

سال کے بارہ مہینوں کے ہر روز کے لئے ایک ایک بچن

لینا ہووے سو جلد لے - کہی سُنی مت مان
کہی سُنی جُگ جُگ چلے آوا گون بندھان
(پرم سنت کبیر صاحب)

از

ایڈیٹر وگیانی لاہور

جولائی ۱۹۱۶ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دیباچہ

اس چھوٹی سی کتاب میں چھوٹے چھوٹے بچن بارہ مہینوں کے ایک ایک دن کے خیال سے لکھے گئے ہیں اسکی ترتیب بارہ ماسہ کی نظر سے ہوئی ہے دن چریا کے لحاظ سے یونہی من میں ایک ترنگ آگئی اور لکھنا شروع کردیا گیا۔ ہمارے لکھنے کا مقصد تو ہمیشہ سے یہی ہے کہ کسی طرح کسی بات سے پڑھنے والے میں آتم وچار کی لہر پیدا ہو جائے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ لہر کس وقت اور کس قسم کے الفاظ سے ہوگی۔ اس کا نہ کوئی وقت مقرر ہے نہ کوئی قاعدہ۔ ہاں بار بار اُسی طرف چت کے رجوع کرتے رہنے سے یہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ کبھی نہ کبھی یہ حالت آہی جائیگی لکھنے والے کے مقصد کا اظہار تو ہو گیا۔ پڑھنے والے کی غرض بھی یہی رہتی ہے کہ کسی طرح آتما کا انبھو حاصل ہو اگر خواہش نہ ہو تو پھر کسی وگیانی کے قسم کے روکھے پھیکے رسالہ کے خریدنے کی ضرورت ہی کیوں محسوس ہو۔ جو لوگ اس کو بغور پڑھتے اور اسکی تحریروں کی قدر کرتے ہیں۔ اُن کو صرف اپنی تفریح طبع ہی نظر نہیں رہتی بلکہ اگر انکے دلوں کے پردوں کے اندر داخل ہو کر دیکھا جائے تو تفریح کے علاوہ کوئی خواہش بھی چھپی ہوئی نظر آویگی اور وگیانی کے لکھنے والے کو اُسی خواہش کے کُرید کر پرگٹ کرنیکی آرزو رہتی ہے۔ اُن دو جملوں سے دونو فریق کی غرض کی وضاحت ہو گئی۔ آتم تتو۔ تتو کی درشٹی سے ایک ہے۔ اس کو کوئی چت (چیتن) کہتا ہے کوئی گیان بتاتا ہے۔ کوئی ذات۔ کوئی رُوپ۔ کوئی برہمہ کوئی حقیقت کہتا ہے۔ یہ سب الفاظ قریب قریب ہم معنی الفاظ ہیں یہ ایک کس طرح انیک کے رُوپ میں بھاستا ہے۔ سمجھنے کا بھی مضمون ہے اور سمجھ سے باہر بھی ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں برہمہ کو جانتا ہوں وہ برہمہ سے ملا ہوا بھی کوسوں دور ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ میں برہمہ کو نہیں جانتا ہوں وہ سچے معنے میں برہمہ ہے برہمہ بد آپ ہی ہیں گویا یہ گورکھ مضمون ہے۔ ویدانت کی کتابوں میں لوگ دوہشت میں مختلف طریقوں میں اُس کا وچار کیا گیا ہے سنت مت یا رادھا سوامی مت میں محض وچار ہی کا کام نہیں رہتا بلکہ وہ سُرت شبد کے سادھن کے ساتھ ستسنگ کرا کر وچار کا موقع دیتے ہیں۔ یہ آتم تتو ست لوک سے نیچے اُتر کر شونیہ استھان میں آیا اور پھر تیسرے تل سے اوپر سہس دل کنول میں ہزاروں رُوپ اور لاوارث سُرت پیت ہونے لگا۔ ایک کا اس طرح انیک اور اگنت شکلوں میں بھاسنا معرفت کا راز ہے اور جو اس راز کو جان لیتا ہے یا انبھو کر لیتا ہے اس کو سچی شانتی اور مکتی مل جاتی ہے۔ اس رسالہ میں جو بات لکھی ہے اُسی کی طرف طبیعت کے رجوع کرنیکا خیال کیا گیا ہے۔ اور بس ٭

۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کو ہر وقت مطالعہ کیا کرتے ہیں ۔صرف اُن ہی کو اس بات کی خبر رہتی ہے ۔ کہ آیا وہ
بُرے ہیں یا بھلے ہیں +
(۶)۔ جس طرح خوشبودار پھُول سے خوشبو اور میٹھے چشمہ سے ہر وقت تازہ اور
خوش گوار پانی بہتا رہتا ہے ویسے ہی نیک دل سے نیکی کے خیالات نکلتے رہتے ہیں +
(۷)۔ جس طرح سڑی گلی چیز سے تعفّن اور گندہ نالہ سے پانی بہتا ہے ۔ ویسے ہی
بُرے دل سے بدی کے خیالات برآمد ہوا کرتے ہیں ۔ جو بھلا ہے وہ سب سے زیادہ
اپنی ہی ذات کے لئے بُرا ہے +
(۸)۔ بھلا کر بھلا ہوگا ۔ بُرا کر بُرا ہوگا ۔ آپ بھلا تو جگ بھلا ۔ آپ بُرا تو جگ بُرا +
(۹)۔ بُرا آدمی چونکہ اَوروں سے نفرت کرتا ہے ۔ اس لئے اور لوگ بھی اس
سے نفرت کرتے رہتے ہیں ۔ بھلا آدمی چونکہ اَوروں سے محبّت کرتا ہے ۔ اِس لئے اور
لوگ بھی اُس کے ساتھ محبّت سے پیش آتے ہیں +
(۱۰)۔ رام من ہے ۔ لکشمن خودداری ۔ بھرت پریم ۔ شتروہن انکساری ۔ اور
سیتا ست کی وِرتی ہے ۔ جب یہ چاروں ہی ساتھ ہوں ۔ تب ہی رام کی بزرگی ہے
اس طرح جس من میں خودداری ۔ پریم ۔ انکساری اور حق پسندی ہو ۔ سچے معنی میں
اُسی کو سچّا من کہنا چاہیئے +
(۱۱)۔ پھول وہی جو نیشور چڑھیں ۔ من وہی جو دھرم کے ارپن ہو +
(۱۲)۔ جب تم خود دُکھی ہونا نہیں چاہتے تو پھر اَوروں کو کیوں دُکھی کرتے ہو؟
(۱۳)۔ جو حالت اپنے لئے پسند نہ ہو اُسے اَوروں کے لئے بھی پسند نہ کرو +
(۱۴)۔ نیکی میں صحت ۔ طاقت اور عقل رہتی ہے ۔ بدی میں بیماری ۔ کمزوری
اور بدتمیزی (لاودیا) رہتی ہے +
(۱۵)۔ جو دل کا نیک ہے اُس کو غصّہ نہیں آتا اور غصہ نہ ہونے کی وجہ سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُس کے جسم کے پرپُرزوں میں بے جا حرکت اور چنچل پنا نہیں آتی - اور جہاں یہ حالت ہوتی ہے وہاں شانتی رہتی ہے - جو زندگی کا امرت ہے +

(۱۶) - جو دل کا بد ہے - وہ بات بات میں غصہ کرتا ہے - اور غصہ کے سبب سے اُس کے جسم کے پرپُرزوں میں بے جا حرکت اور چنچل پنا رہتی ہے - اور جہاں یہ حالت ہوتی ہے وہاں ہی اشانتی رہتی ہے - جو زندگی کا زہر ہے +

(۱۷) - شریر - من - اور آتما کا ایک حالت میں ملے جُلے رہنا سُکھ ہے - اور اِن تینوں کا ایک دوسرے سے الگ الگ رہنا دُکھ ہے +

(۱۸) - جس کے من - شریر اور آتما کے درمیان موافقت نہیں ہے وہی اَوروں کو بُرا سمجھے گا +

(۱۹) - اَوروں کو بُرا سمجھنا ہی مغایرت - بیگانگی اور دوئی پنا ہے - اِسی کا نام مہا پاپ اور مہا ادھرم ہے +

(۲۰) - اَوروں کو اچھا اور اپنا سمجھنا ہی یگانگت - وحدت اور ایک پنا ہے - اسی کا نام پرم دھرم اور پرم پُنیہ ہے +

(۲۱) - دھرم کو بچا رکھو اور تم بھی بچے رہو گے - دھرم کو کھو دو - اور تُم خود جاؤ گے +

(۲۲) - ہر بات میں راضی نامہ لگانے کی تم کو اجازت ہے - لیکن اگر کسی معاملہ میں اُس کی اجازت نہیں ہے تو وہ صرف دھرم ہی ہے +

(۲۳) - دھرم کا دوسرا نام اہنسا ہے - اور جن کو کچھ بھی سمجھ بوجھ ہے وہ ہنسا نہیں کرتے +

(۲۴) - اگر کسی کو مارنے ہی کا شوق ہو تو وہ دوسروں کو کیوں مارنے جاتا ہے اپنے کو کیوں نہیں مارتا ؟

جولائی ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۲۵)۔ اپنے مارنے اپنے آپا کے زایل کرنے اور آپنے آپ کو قابو میں کر لینے سے اصلی زندگی۔ اور زندگی کی اصلی طاقت ملتی ہے۔ مگر جو اوروں کو مارتا رہتا ہے اور دُکھ دیتا ہے۔ وہ موت کے منہ میں ہے +

(۲۶) جس کو بندھن یا غلامی کہتے ہیں وہ صِرف ہِنسا ہی ہے +

(۲۷)۔ ہِنسا کرنے والا غرض کا۔ نفسانیت کا۔ لذّت کا۔ اور دِل کے ناپاک جذبات کا غلام ہے۔ یہہ ایسی غلامی ہے۔ کہ جس سے چھوڑانے کی طاقت زمینی یا آسمانی مخلوق میں سے کسی میں بھی نہیں ہے +

(۲۸)۔ ہِنسا کرنے والے کا دل نرک سے بھی بدتر ہے۔ وہ جیتے جی نرک میں ہے۔ اب اُس کے لئے اس سے بدتر نرک اور کون ہوگا +

(۲۹)۔ شُرتی۔ سمرتی۔ پُوران سب ایک زبان ہو کر کہتے ہیں "اہنسا پرمو دھرمہ"

(۳۰)۔ جین (جینی)۔ بودھ۔ اور سنت۔ ان تینوں کی یہہ خصوصیّت ہے کہ وہ من۔ بچن۔ کرم سے ہنسا نہیں کرتے +

کرم

بھیاساٹھہ

(۱)۔ یہ سنسار کرم کی جگہہ ہے۔ اسلئے تُم بھی کرم کرتے رہو +

(۲)۔ کرم کرنے والا چُست چالاک رہتا ہے۔ سُست اور اپاہج بے مصرف آدمی ہے +

(۳)۔ انسان یا تو اپنے کام آئے یا دوسروں کے۔ نکمّا آدمی کس کام کا؟

(۴)۔ جو کُنجی بار بار قفل کو مروڑتی رہتی ہے وہ چمکیلی بنی رہتی ہے۔ لیکن جو یُوں ہی پڑی رہتی ہے اُس کو مورچہ لگ جاتا ہے +

جولائی سنہ ۱۹۱۶ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۵)۔ دُنیا میں ہم کو تو کوئی چیز ایسی نظر نہیں آتی جو حرکت میں نہ ہو۔ پس تم یا اور کوئی آدمی کیسے نکمّا بیٹھ سکتا ہے!

(۶)۔ کرم کرو۔ کرم میں لگے رہو۔ اور اس کرم کا پھل تمھارے لئے بہت ہی مُفید ثابت ہوگا +

(۷)۔ سورج چمکتا ہے۔ بادل گرجتے ہیں۔ مینہہ برستا ہے۔ ہوا بہتی ہے آگ جلتی ہے۔ پانی چلتا ہے۔ الغرض آسمان اور زمین کی تمام طاقتیں کسی نہ کسی کام میں لگی ہوئی ہیں۔ اور تم کو بھی اُن سے مصروفیت اور سرگرمی کا سبق سیکھنا چاہیئے +

(۸)۔ کرم کرنے میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ ایک تو یہہ کہ تمھارا کام فضول نہیں ہے۔ دوسرے یہہ کہ اُس سے کسی کا نقصان نہیں ہوتا +

(۹)۔ فضول کام کرنا حمق اور پاگل پنے کی علامت ہے۔ اور اپنے کام سے دوسروں کو نقصان پہنچانا شیطنت ہے +

(۱۰)۔ دیوتا اور راکشس دونوں ہی کرم کرتے ہیں۔ دیوتا تو اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ اور حتی الامکان بلاغرض نہ کسی کو چھیڑتے نہ کسی کو دُکھی کرتے ہیں راکشس کا سلوک اس کے برعکس ہے +

(۱۱)۔ منش یہ نہ دیوتا ہے نہ راکشس ہے۔ اس میں سوچنے وچارنے کا مادّہ ہے۔ اگر سوچ وچار کرتے ہوئے وہ دیوتاؤں کی راہ چلتا ہے تو دیوتا ہے۔ اور اگر بُری ہی راہ اختیار کرتا ہے تو راکشس ہے +

(۱۲)۔ جو نیکی کے بدلے نیکی کرتا ہے وہ معمولی انسان۔ جو بدی کے عوض بھی نیکی کرتا ہے وہ غیر معمولی انسان۔ اور جو نیکی کے عوض بدی کرتا ہے وہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ حیوانوں میں بھی احسانمندی کا مادّہ پایا جاتا ہے +

(۱۳)۔ ہردوار میں گنگا بہہ رہی تھی۔ ہم بھی سنان کرنے گئے۔ ہزاروں لاکھوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کی بھیڑ بھاڑ رہتی - اور تمام آدمی گنگا کی ستتی گا گا کر اس کے پانی میں غوطہ لگا رہے تھے - ہم نے اپنے دِل میں سوال کیا "اس گنگا کی ایسی عزّت کا سبب کیا ہے ؟ دِل نے جواب دیا "گنگا سب کی ناپاکی کو اپنے اندر لے کر پھر بھی پاک رہتی ہے سب کو فیض پہنچاتی رہتی ہے - اور اس کے کرم کے پاک اثر کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچتا - یہہ اُس کی بزرگی کا سبب ہے - اگر انسان بھی اسی طرح اوروں کی بُرائیوں کو نظر انداز کرتا ہوا اُن کو اپنی پاکی سے پاک کرتا رہے - تو وہ عزّت اور تعظیم میں گنگا سے بھی بڑھ جائے" +

(۱۴) - جو خصوصیت گنگا میں ہے - وہی آگ - ہوا - اور پرتھوی میں بھی ہے - اِن کے کرم بھی اسی طرح کے پاک کرنے والے اور پاکی کے بخشنے والے ہیں - مگر گنگا میں شیتلتا ہے جو اَوروں میں نہیں ہے +

(۱۵) - تم ایسے کرم کرو - کہ تم بھی ٹھنڈے اور شانت بنے رہو - اور تمہارے کرم کی وجہ سے دوسروں کو بھی ٹھنڈک اور شانتی پہنچے +

(۱۶) - کیا وجہ ہے - کہ دُنیا میں کرشن کی پوجا اور تمام اوتاروں سے زیادہ کی جاتی ہے ؟ سبب یہہ ہے - کہ اُنھوں نے راجسو یگیہ میں تمام مہان - اتیتھی - رشی مُنی - چھوٹے بڑے سب آدمیوں کے پاؤں اپنے ہاتھ سے دھوئے تھے - اور اَوتاروں میں سے کسی نے بھی یہہ کام نہیں کیا تھا +

(۱۷) - جو کرم کئے ہوئے بغیر سنیاس لیتا ہے وہ دُکھی ہوتا ہے - لیکن جو سمجھ بوجھ کر کرم کرتا ہے وہ اپنے دل کا سنیاسی ہی بن جاتا ہے +

(۱۸) - کرم کرو - مگر کرم کے پھل کی خواہش نہ کرو +

(۱۹) - کرم کرنے کا تو تم کو اختیار ہے - لیکن کرم کے پھل کی خواہش کرنا بھرم جال میں پھنسنا ہے +

(۲۰) - کنول تالاب کے کیچڑ اور پانی سے پیدا ہو کر اُن کے اُوپر آجاتا ہے اور اپنی مُسکراہٹ سے سب کو خوش کرتا ہے - تُم بھی اس پرپنچ سے پیدا ہو کر اس کی غلاظت سے بچتے ہوئے سب کو اپنے کرم سے خوش کرو - اور جب رہو پرپنچ کے کیچڑ پانی کے اوپر ہی رہو +

(۲۱) - جس قدر یکسوئی اور یکدلی کے ساتھ کرم کروگے - اُسی قدر تمھارے دل کے پردے پھٹتے جائیں گے - اور تُم روشن ضمیر ہوجاؤ گے +

(۲۲) - جو کرم کرو - کرم کے مالک کی طرح خوشی اور یکدلی کے ساتھ کرو - جس کرم میں تُم اپنے مَن کو بھول جاؤ - سمجھ لو - کہ وہ کام تم کام کے مالک کی طرح کر رہے ہو - اور تُم سچ مُچ اُس کرم کے مالک ہو +

(۲۳) - غلام یا قیدی کی طرح کرم نہ کرو - غلام بددلی اور چنچل مَن سے کام کرتا ہے اور ہر وقت دُکھی رہتا ہے - اُس کا دِل کرم میں نہیں رہتا - بلکہ دلی تشویش کی طرف رہتا ہے +

(۲۴) - کرم کو اس خیال سے نہ کرو - کہ اُس سے تم کو کوئی نفع ملیگا - بلکہ اس خیال سے کرو - کہ اُس کا کرنا دھرم ہے +

(۲۵) - راجہ جنک کرم یوگی تھا - اُس کے پاس بڑے بڑے رِشی گیان سیکھنے آتے تھے - اسی طرح اُپ نشدوں کا راجہ اجات شترو بھی کرم کرتا ہوا سچا گیانی کہلاتا تھا - بات یہ تھی - کہ وہ نشکام کرم کرتے تھے +

(۲۶) جس طرح دھرم کا سمجھنا کٹھن ہے - ویسے ہی کرم کا سمجھنا بھی آسان نہیں ہے - دونوں کے سمجھنے کے لئے دیش - کال اور وستو کی مطابقت اور مناسبت کا علم ضروری ہے +

(۲۷) - خوشی - شانتی اور سنتوش کے ساتھ کام کرنا ستوگنی - دُکھ اور فکر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور پریشانی کے ساتھ کام کرنا رجوگنی - غفلت - کاہلی اور سستی کے ساتھ کام کرنا تموگنی کرم ہے +

(۲۸) - جو لوگ بلا غرض نشکام کرم کرتے ہیں - اُن کے کرم تینوں گُن کے دائرہ سے اُونچے ہوتے ہیں +

(۲۹) - سکام کرم بندھن کے کارن ہوتے ہیں - کیونکہ اُن میں پھل کی اِچھیا رہتی ہے - لیکن جب پھل کی اچھیا ہی نہ ہو - تو پھر وہ کرم کس طرح کسی کو باندھ سکتے ہیں !

(۲۹ الف) - اپنے اپنے استھان میں سب ہی کرم اچھے ہیں - اِن میں سے نہ کوئی کرم چھوٹا کہلاتا ہے نہ بڑا +

(۲۹ ب) - جس کرم سے آتم بدی کی قریب کا امکان ہو - وہ بے شک اچھا اور جس سے دُوری ہو وہ بُرا ہے - کرم کے متعلق صرف اِتنا ہی کہا جاتا ہے +

دیا

(۱) - دیا سورگ کا مُول ہے کرودھ نرک کا مُول + سُکھ سنتوش دیا ہے کرودھ رہے دُکھ مُول + جیٹھ

(۲) - دیا سنسکرت لفظ "دے" (بچانے) سے نکلا ہے - کسی کو دُکھ سنتاپ اور کلیش سے بچانا ہی دیا ہے +

(۳) - جو آپ بچنا چاہتا ہے - وہی دوسروں کو بھی بچانا چاہے گا +

(۴) - سنسار میں ایک بھی پرانی ایسا نہیں ہے - جو بچنا نہ چاہتا ہو - پھر اوروں کو کوئی کیوں نہ بچائے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۵)۔ بھوساگر سے پار ہونے کے لیئے یہ دیا جہاز ہے۔ جو دیا نہیں کرتا وہ جہاز کے تختوں کو توڑ رہا ہے۔ اور جب اُس میں پانی آ جائیگا تو دوسروں کے ساتھ وہ آپ بھی ڈوب جائے گا +

(۶)۔ دیا کرنا بہت سہل ہے۔ جو شخص راہ کے کانٹے اور کنکر اس خیال سے اُٹھا کر پھینک دیتا ہے۔ کہ کسی مُسافر کے پاؤں کو ان سے دُکھ نہ ہو۔ وہ دیا کرتا ہے +

(۷)۔ دیا بڑائی کا نشان ہے۔ کیونکہ دیا ہمیشہ چھوٹوں ہی پر کی جاتی ہے +

(۸)۔ نہ بڑوں کو کسی کی دیا کی ضرورت ہے۔ نہ برابر والوں کو۔ اور نہیں دُشمن اور مخالف کسی کی دیا کے محتاج ہیں۔ چھوٹوں پر رحم کرنا۔ اُن کو دُکھ سے بچا لینا۔ اُن کی مدد کرنا ہی دیا کہلاتی ہے +

(۹)۔ سوچو۔ جو شخص تم سے درخواست کرتا ہے۔ کہ اُس پر دیا کرو۔ وہ تم کو اپنے سے بڑا۔ اور اپنے آپ کو تم سے چھوٹا سمجھتا ہے۔ اُس کا درخواست کرنا ہی تمہاری ستتی ہے۔ پھر کیسے ممکن ہے۔ کہ کوئی تمیزدار آدمی ایسے چھوٹے کی مدد سے انکار کرے گا +

(۱۰)۔ ایشور کا نام دین دیال اور دینا ناتھ ہے۔ آج تک کسی نے اُس کو بڑوں پر دیال یا بڑوں کا ناتھ نہیں کہا۔ جو لوگ سچے ایشور کے بھگت ہوں اُن کو بھی اُس کی طرح دین دُکھیوں کے ساتھ ہمدردی اور دیا سے پیش آنا چاہیئے +

(۱۱)۔ برابر والوں کے ساتھ دوستی۔ بڑوں کی بڑائی دیکھکر خوشی۔ اور بُرے آدمیوں کے ساتھ نہ رغبت نہ نفرت۔ اور چھوٹوں کے ساتھ ہمیشہ دیا کا سلوک کرنا یہ علمِ اخلاق کا زرّیں اصول ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۱۲) - قدرت میں جو بڑے ہیں - اور بڑی طبیعت رکھتے ہیں وہ چھوٹوں کو کبھی نہیں ستاتے +

(۱۳) - جو شخص کسی پر دیا کرتا ہے - وہ اصل میں سب سے زیادہ اپنے ساتھ سلوک کر رہا ہے - کیونکہ اُس آسان طریقہ سے وہ اپنے دل کو روز بروز اور ملائیم اور پاک صاف بنا رہا ہے +

(۱۴) - جس چشمہ میں گندگی بھری رہتی ہے - اُس کا پانی بھی گندہ رہتا ہے مگر جو پاک اور صاف ہے - اُس کے پانی میں پانی سطراوت اور تازگی رہتی ہے - یہی حال دل کا بھی ہے - کیونکہ دل بھی ایک قسم کا چشمہ ہی ہے +

(۱۵) - دل کا چشمہ اور چشموں کی طرح ہر وقت اُبلتا رہتا ہے - خیالات اور جذبات کی دھاریں اُس کا پانی ہیں - اگر وہ ناپاک ہے تو اُس میں کام - کرودھ - لوبھ موہ - اور اہنکار پیدا ہونگے - اور اگر وہ پاک صاف ہے تو اُس سے اکامنا - اکرودھتا الوبھتا اور نر ہنکار پنے کی دھاریں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی رہیں گی +

(۱۶) - جس میں دیا نہیں ہے وہ کبھی نہ بھگتی کر سکتا ہے - نہ بھگت ہو سکتا ہے - کیونکہ بھگتی نام ہے پریم اور محبت کا - اور ان کی جڑ میں دیا چھپی رہتی ہے - دیا سے جو محروم ہے اُس کے لئے بھگتی کا دروازہ ہمیشہ بند ہے +

(۱۷) - دیا کی دو دھاریں ہیں - جو جیو سنسار کے کلیش سے بچنے کے لئے ایشور کی بھگتی کی طرف جاتی ہے وہ اپنے اُوپر دیا کرتا ہے - اور جو پریم کی دھارا اوپر سے ایشور کی طرف سے آتی ہے - اُس کو دیا کہتے ہیں +

(۱۸) - اگر کسی چھوٹے کو اپنا بنانا چاہو - تو دیا کرو - اور کسی بڑے کو قابو میں لانا چاہو تو خوش ہو کر اُس کے ساتھ پریم کرنے کی عادت ڈالو +

(۱۹) - دیا بھاو سے جانور - درندہ - پرندہ - چرند - سب اپنے ہو جاتے ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آدمیوں کا تو کہنا ہی کیا ہے!

(۲۰)۔ دیا کئی طرح سے کی جاتی ہے۔ آنکھ سے۔ ہاتھ سے۔ دل سے۔ بچن سے۔ کسی کو دیکھکر دیا کے آنسو بہانا ہمدردی ہے۔ کسی کو مصیبت کے گڑھے میں گرتا ہوا پاکر اپنے ہاتھوں سے اُس کو بچا لینا مدد ہے۔ دل سے کسی کی نسبت نیک خیال پیدا کرنا۔ اور اُس کی بھلائی چاہنا خیر اندیشی ہے۔ پریم اور محبت کے کلام سے کسی کے دل کو اُبھار دینا۔ اور اُس کا بڑھانا نصیحت اور اُپدیش ہے +

(۲۱)۔ دیا کی بے شمار صورتیں ہیں۔ اور ان سب کا اصل اصول انسان کا دیاوان دل ہے +

(۲۲)۔ بھوکے کو روٹی۔ پیاسے کو پانی۔ ننگے کو کپڑا۔ اور بے سہارے کو سہارا دینا سبھی دیا ہیں۔ مگر جو لوگ کہ اگیانی منشیہ کو گیان کا دان دیتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑی دیا ہوتی ہے +

(۲۳)۔ جہاں ضرورت نہ ہو۔ وہاں اپنی دیا کو بے فائدہ خرچ نہ کرو۔ ورنہ وہ ضایع ہو جائے گی۔ اور تم خود مفلس بن جاؤ گے۔ جہاں ضرورت ہو۔ وہاں ہی دیا کرو۔ ایسے موقعوں پر دیا کا خرچ کرنا فضول خرچی نہیں کہلاتی۔ اور اُس کا سود بہت بڑھ جاتا ہے +

(۲۴)۔ دل کو گنگا کا پاک چشمہ بنالو۔ ہزاروں۔ لاکھوں پانی پیتے جائیں گے مگر وہ بھرے کا بھرا ہی رہے۔ اسی طرح دیاوان کا دل ہوتا ہے۔ اُس کے پریم کا پانی کبھی نہیں گھٹتا +

(۲۵)۔ دیاوان دل کے چشمہ کا تعلق اندر ہی اندر ایشور کے چرنوں سے ملا رہتا ہے جیسے گنگا وشنو کے چرنوں سے نکلی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ ان دونوں میں سے کسی کی دھار کبھی خشک نہیں ہوتی

(۲۶)۔ جو اُسے کہتے ہیں۔ "ایک لگاؤ سے دیس پاوے" یہ بالکل جھوٹی ہے

اور دکھ کا دینے والی صدا ہے۔ لیکن اگر یہ بات کہیں صحیح اُترتی ہے تو صرف دنیا کے معاملہ میں۔ وہاں بے شک ایک کے بدلے دس کیا ہزاروں لاکھوں۔ اور بے شمار ملتے رہتے ہیں +

(۲۷) ۔اور کچھ نہیں۔ صرف نیک بننے کی ضرورت ہے۔ نیک بنے نہیں کہ ایشور سے میل ملا نہیں۔ پس جتنا جی چاہے خرچ کرو۔ اسکے خزانہ میں کیسے کمی آوے گی +

(۲۸) ۔ صاحب کے دربار میں کمی وستو کی ناحد + بندہ موج نہ پاوہیں چوک چاکری میں مانہہ۔ (کبیر صاحب) +

(۲۹) ۔ مالک کو اگر تم سچ مچ دیاوان سمجھتے ہو۔ اور ساتھ ہی اگر اُس کے سیوک کہلانے کی خواہش رکھتے ہو۔ تو پھر تم کو بھی دیاوان ہونا چاہئے۔ پوجا کرنے والے کو ہمیشہ پوجیہ جیسا ہونا چاہئے +

(۳۰) ۔ "دیا بھاو ہردے نہیں گیان کتھے بےحد + سو نر نرک جائینگے پڑھ پڑھ ساکھی شبد" ۔ دکھیرضا

بویک

(۱) ۔ جو آتا ہے وہی جاتا ہے۔ جو پیدا ہوتا ہے وہی مرتا ہے۔ جو کبھی نہیں آیا۔ وہ کیسے جائے گا۔ جو پیدا ہی نہیں ہوا وہ کیسے مریگا + | اساڑھ

(۲) ۔ کوئی حالت دائمی نہیں ہے۔ جو ہے وہ عارضی ہے +

(۳) ۔ آسمان پر بادل چھائے۔ رِم جھم رِم جھم پانی برسا۔ ندی نالے اُمنڈنے لگے۔ کس کی طاقت کہ پانی کے سیلاب کا مقابلہ کرے۔ مگر صبر کرو۔ تھوڑی ہی دیر میں پانی بہہ گیا۔ آسمان پھر صاف ہے۔ بادل نام کو بھی نہیں ہے۔ اسی طرح زندگی کے تمام تماشوں کا حال ہے۔ آج ہے۔ کل نہیں ہے۔ کل ہے پرسوں نہ رہے گا +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۴)۔ ست کو ست اور است کو است جاننا بویک ہے۔ نتیہ کو نتیہ اور انتیہ کو انتیہ سمجھنا ہی سچی بُدھی ہے۔ ست کو است خواہ است کو ست سمجھ لینا اور نتیہ کو انتیہ خواہ انتیہ کو نتیہ مان لینا ہی ابویک اور تِربُدھی ہے +

(۵)۔ گیان شاستر کو پڑھکر اپنے آپ کو برہم نہ جاننا اور نہ سمجھنا مد درجے کی اگیان کی بات ہے۔ برہم کس کو کہتے ہیں؟ چیتن یا چت شکتی ہی کا نام برہم ہے۔ تم سوچ سکتے ہو۔ کہ اس نظر سے تُم برہم ہوئے یا نہیں؟

(۶)۔ کڑچھی بار بار حلوے کی کڑاہی میں جاتی ہے۔ مگر اُس کے مٹھاس کی لذّت نہیں پاتی۔ اسی طرح نادان آدمی بار بار وید۔ شاستر اور گیتا پڑھتے ہیں۔ مگر اُن کے اصلی مطلب سے باخبر نہیں ہوتے +

(۷)۔ گدھے کی پیٹھ پر چندن لدا ہے۔ مگر اُس کو کیا خبر۔ کہ یہ اعلےٰ درجہ کی خوشبودار چیز ہے۔ اسی طرح بہت پڑھے لکھے آدمی کتابوں کے مضمون کے بوجھ سے لدے رہتے ہیں۔ مگر کتابوں کے علم کی لذت سے محروم ہیں +

(۸)۔ جانوروں کی بہت قسمیں ہوتی ہیں۔ سنو۔ سے گورو پشو نر پشو تریا پشو وید پشو سنسار + مانش سوئی جانیے جا ہی بویک بچار۔" (کبیر صاحب) +

(۹)۔ سنسار کیا ہے؟ جو سار کے سنگت ہو اور خود سار نہ ہو۔ وہ سنسار ہے دُکھ۔ سُکھ۔ موت۔ زندگی۔ اچھا بُرا۔ صحیح غلط۔ امرت زہر۔ لوک پرلوک۔ یہی سنسار ہے۔ اور یہ سب بادل کی چھائوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے +

(۱۰)۔ سنسار کو سار سمجھ کر پُتر دھن اور ستری میں لپٹ رہنا اگیان ہے۔ اگیان کے اور کوئی سینگ پونچھ نہیں ہوتی۔ آدمی جانتا ہے۔ کہ یہ سب ناشمان ہیں۔ اور ناشمان سمجھتا ہوا پھر بھی اُن ہی کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ اس سے زیادہ اگیانی اور کون ہوگا

(۱۱)۔ جس کا من مفلسی میں چنچل ہو۔ اور جو دولت پاکر بھی شانت بنا رہے اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

خوف - غصہ اور پریشانی اُس کو نہ ستا سکیں - ہم اُسی کو یوگی اور سچا مُنی کہیں گے +

(۱۲) - جو رات دن رام رام کہا کرتے ہیں مگر ایرشا - ڈاہ کرنے اور بدلہ لینے کے فکر میں پڑے رہتے ہیں وہ ایوگی ہیں - انکے رام رام کہنے سے رام کو خود شرم آتی ہوگی +

(۱۳) - یوگی کو نہ کسی بات کی خواہش ہوتی ہے نہ وہ کسی کا اُمیدوار رہتا ہے اور نہ اُس کو کوئی لالچ دے سکتا ہے - اگر اس کو کرم کرتے ہوئے دیکھو - تو سمجھ لو - کہ وہ صرف پرکرتی کے سوبھاو سے کرم کر رہا ہے +

(۱۴) - بغیر کسی اور کی مدد کے اپنے بندھن کو آپ اپنے تجربہ سے کاٹ دینا یوگ کی علامت ہے +

(۱۵) - مالک کا سچا پیارا یوگی ہی ہوتا ہے - کیونکہ اُس کا رُوپ اُس کے رُوپ سے نیارا نہیں ہے +

(۱۶) - جو اپنی مدد آپ کرتا ہے وہ تمیزدار آدمی ہے - جو دوسروں سے مدد کا محتاج رہتا ہے وہ پشو ہے - اور جو ضرورت کے وقت اَوروں کو مدد دے دیکر اُبھار دیتا ہے - وہ دیوتا ہے +

(۱۷) - جو اپنی مدد آپ نہیں کرتا وہ نیچ ہے - جو دوسروں کی مدد کا محتاج رہتا ہے وہ مہا نیچ ہے - اور جو مدد دینے کے قابل ہوکر بھی مدد دینے سے جی چراتا ہے وہ اُس سے بھی گیا گذرا ہے +

(۱۸) - اندریاں بڑی ہیں مگر من ان سے بھی بڑا ہے - اور من سے بڑی بدھی ہے - کیونکہ یہی بدھی بویک والی ہے - اور وہ آتما سے بہت قریب ہے +

(۱۹) - کسی کی گالی سُننے سے تم کو کیوں غصہ آتا ہے ؟ سُسرال میں گالی کھاکر تم کو کیوں غصہ نہیں آتا ؟ آخر گالی تو گالی ہی ہے - اس راز کو سمجھ لو - اور پھر تم کو غصہ نہ آئے گا +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۲۰) - سادھوؤں کی عزت ضرور کرو - مگر اُس سادھو کو زیادہ بزرگ سمجھو - جو
بویک والا ہو - ورنہ تم کو کرم دھرم پوجا پاٹ اور تیرتھ مندریں پھنسائیں گے - مگر
بویکی تم کو اپنے اندر آتما کے درشن کرنے کرانے کا جتن بتائے گا +

(۲۱) "سادھو میرے سب بڑے اپنی اپنی ٹھور + شبد بویکی پارکھی تے
ماتھے کی مور" (کبیر صاحب) +

(۲۲) - ہم نے کئی شبد ابھیاسی دیکھے یہ آنکھ - کان - زبان بند کرنا تو سیکھ گئے
مگر اس بات کی اُن کو خبر نہیں ملی - کہ شبد ابھیاس ہے کیا چیز اور اُس کا مقصد کیا ہے؟
اس کا سبب یہ ہے - کہ وہ بویک شکتی سے خالی ہیں +

(۲۳) - تیلی کے کولھو کا بیل گھر ہی میں پچاس کوس کا چکر لگاتا ہے - مگر جہاں
ہے وہاں ہی رہتا ہے - اور آنکھوں پر پٹی بندھی رہتی ہے - اسی طرح ابویکی کا
کرم دھرم اور یوگ ابھیاس کا حال ہوتا ہے +

(۲۴) "جب لگ نہیں بویک من تب لگ لگے نہ تیر + بھوساگر نا ہیں ترے
ستگور کہیں کبیر" (کبیر صاحب) +

(۲۵) - کھانا - سونا اور شہوت یہ سب میں عام ہیں - فرق بویک کا ہوتا ہے -
جس آدمی کو بویک سے خالی پاؤ - سمجھ لو - کہ وہ اب تک حیوانیت سے اونچے نہیں اٹھا +

(۲۶) - بغیر بویک کے ابھیاس نہیں - بغیر ابھیاس کا ویراگ نہیں - بغیر ویراگ کے
شانتی نہیں - اور بغیر شانتی کے آتما کا آنند نہیں ملتا - بویک اسلئے سب کی جڑ ہے +

(۲۷) - جس میں بویک نہیں ہے اُس کو گیان سکھانا پتھر میں تیر چلانا ہے +

(۲۸) "مورکھ کے سمجھاوتے گیان ہرڈے کا جاے + کوئلہ ہوئے نہ اُوجلا چاہے
سومن صابن لائے" (کبیر صاحب) +

(۲۹) - جو یہ سمجھتا ہے - کہ میں مر جاؤں گا - اور کوئی شخص مجھکو قتل کر دے گا -

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

وہ ابویکی ہے۔ کیونکہ اس نے ابھی آتم شبد کا ارتھ نہیں سمجھا ہے +

(۵۲) ۔ آدمی میں بویک کی پیدائش اُس کے جلد مُکت ہونے کی علامت ہے +

سادھن

ساون

(۱) ۔ دُنیا محتاجگی کا نام ہے ۔ اور محتاجگی کے دور کرنے کا علاج کوئی نہ کوئی تدبیر ہوتی ہے ۔ اور اسی تدبیر کے کام میں لانے کی ترکیب اور مشاقی کو سادھن کہتے ہیں ۔ یہاں بغیر سادھن کے کسی کا بھی گذارا نہیں ہے +

(۲) ۔ جو سادھن کرتا ہے اپنا کام بنا لیتا ہے جو نہیں کرتا وہ نقصان اُٹھاتا ہے +

(۳) ۔ اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ۔ کہ یہاں ہر شخص کو کسی نہ کسی قسم احتیاج کمی ۔ نقص یا غرض سے تعلق رہتا ہے ۔ کوئی بھی تو ایسا نہیں مِلتا ۔ جو غرض سے خالی ہو یا کسی نہ کسی شے کا محتاج نہ ہو ۔ اور جب غرض اور محتاجگی کا احساس موجود ہے ۔ تو اُس کا علاج بھی کرنا ضروری ہے +

(۴) ۔ دُنیا میں بغیر غرض کا کوئی بھی نہیں ہے +

(۵) ۔ " سُر نر مُنی کی یہ ہی ریتی + سوارتھ لاے کریں سب پریتی "
(گوسوامی تلسی داس جی) +

(۶) ۔ ہم کیوں پڑھتے لکھتے ہیں ۔ کیونکہ اس کام میں ہماری غرض شامل ہے اور اُس غرض کے پوری کرنے کا سادھن ہمارا پڑھنا لکھنا ہے +

(۷) ۔ ہم ایشور کی پوجا کیوں کرتے ہیں ؟ کسی اپنے مطلب کے لئے ۔ ورنہ اگر مطلب نہ ہوتا ۔ تو ہم بھُول کر بھی ایشور کا نام نہ لیتے +

(۸) ۔ دُنیا کے تمام کاروبار عبادت ۔ مطالعہ ۔ کرم دھرم ۔ دیا ۔ دان سب ہیں

اپنی غرض لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ دنیا غرض اور محتاجگی کا مقام ہے۔ اور ہم مجبور ہیں۔ کہ اس غرض کے دور کرنے کے لئے کچھ جتن اور سادھن کریں +

(۹)۔ چور چوری کرتے ہیں۔ بُرے لوگ بدمعاشی اختیار کرتے ہیں۔ یوگی یوگ کرتے ہیں۔ ویدانتی وِچار کیا کرتا ہے۔ راجہ راج کاج۔ اہلکار نوکری۔ کسان کھیتی۔ اور پیشہ ور پیشہ کرتے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ اُن کو کسی نہ کسی قسم کی غرض سے تعلق ہے +

(۱۰)۔ یہ سب کاروبار ایک نہ ایک طرح کے سادھن ہیں +

(۱۱)۔ کوئی سادھن بُرا ہے۔ کیونکہ وہ غلط فہمی کے ساتھ ہے۔ اور کوئی اچھا ہے۔ کیونکہ وہ صحیح سمجھ لے کر کیا گیا ہے +

(۱۲)۔ بُرے سادھن میں آدمی کو تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ اور تجربہ کرنے کے بعد اُس کو پھر صحیح اور سچے راستہ پر آنے کی ضرورت ہوتی ہے +

(۱۳)۔ اچھے سادھن میں سے آدمی کو سُکھ ملتا ہے۔ اور اس سُکھ کا تجربہ اُس کو ترقی کی راہ میں خودبخود لے جاتا ہے +

(۱۴)۔ چور کو چوری کی سزا ملی۔ تب جا کر وہ سیدھے راستہ پر آیا۔ یوگی کو یوگ سادھن کا سُکھ نصیب ہوا۔ اس وجہ سے وہ بے خوفی اور خوشی کے ساتھ سادھن میں لگا ہوا ہے +

(۱۵)۔ چور اور جوگی دونوں اپنے اپنے غرض کے لئے صحیح اور غلط سادھن کر رہے ہیں۔ ایک کا کام بہت دیر میں ہوگا۔ دوسرے کا جلد ہوگا۔ ایک کی راہ پیچدار اور ٹیڑھی ہے۔ دوسرے کی سیدھی اور نزدیک ہے +

(۱۶)۔ جس طرح اور ہر قسم کے کام سادھن کے محتاج ہیں ویسے ہی مذہبی اور رُوحانی غرض کی تکمیل بھی بغیر سادھن کے نہیں ہوتی +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۱۷) ۔ جیسے اور سب اغراض ہوتے ہیں ۔ ویسے ہی مذہب اور روحانیت کی بھی غرض ہُوا کرتی ہے +

(۱۸) ۔ جن میں مذہب اور رُوحانیت کی غرض کی کمی ہے یا معدومیت ہے اُن کو اُن کے سادھن سے تعلق نہ ہوگا ۔ اور اِس لئے اُن کو کسی طرح کا سادھن بتانا سخت غلطی ہوگی +

(۱۹) ۔ دُنیا میں ہر چیز غرض والے کے لئے ہے ۔ جس کو غرض ہو وہ ہزار بار آکر لے جائے گا ۔ اور جس کو غرض ہی نہ ہوگی وہ تمھارے کہنے سے سادھن کی طرف کیسے رجوع ہوگا ؟

(۲۰) ۔ پیاسے کے لئے پانی ۔ اور بھوکوں کے لئے روٹی ہے ۔ کیونکہ جہاں جس شے کی مانگ ہوتی ہے وہاں ہی وہ شے مہیّا کی جاتی ہے ۔ بغیر مانگ کے مہیّا کرنے کا اہتمام قدرت میں کہیں بھی نہیں ہے ۔ اس نظر سے ان ادھکاری یعنی بغرض کو اپنا اُپدیش سُنانا اُس اُپدیش کی تحقیر اور ذلّت کرانا ہے +

(۲۱) ۔ چار باتیں ہیں جن کا خیال رکھنا مقدم ہے ۔ وِشے ۔ ادھکاری ۔ سمبندھ اور پریوجن ۔ اور جو اِن چاروں کو سمجھ کر سادھن سیکھتے یا سکھاتے ہیں وہاں فائدہ ہوتا ہے ۔ اور جہاں سمجھ سے کام نہیں رہتا ۔ وہاں اُلٹا نقصان ہوتا ہے +

(۲۲) ۔ بھوکے کو کھانا کھلانا اُس کا اوپکار کرنا ہے ۔ آسودہ کو کھانا کھلانا اُس کا اَپکار کرنا اور اُس کو ناحق بیمار بنانا ہے +

(۲۳) ۔ وِشے کہتے ہیں مضمون کو ۔ پریوجن کہتے ہیں مقصد کو ۔ سمبندھ کہتے ہیں تعلّق کو ۔ اور ادھکاری کہتے ہیں غرض والے کو ۔ پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے ۔ کہ آیا جو سادھن بتایا جاتا ہے ۔ اُس کا کسی کو ادھکار بھی ہے یا نہیں ۔ اور یہ سادھن خود کیا ہے ۔ اس کی غرض کیا ہے ۔ اور ادھکاری کا اُس کے ساتھ تعلّق کیا ہے ! اگر ان

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چاروں کا میل مِل گیا۔ تب تو سادھن بہتر نتیجہ پیدا کرے گا۔ ورنہ بدتر +

(۲۴)۔ مثلاً وشے یوگ ہے۔ یوگ کا مقصد دُکھ کی نورتی اور پرمانند کی پراپتی ہے۔ جو شخص دُکھوں سے چھوٹنے اور پرم آنند پراپت کرنے کی غرض رکھتا ہے وہی ادھکاری ہے۔ اور یوگ کے سادھن کے ساتھ اُس ادھکاری کا اور ساتھ ہی پرم سُکھ کا تعلق بھی ہے +

(۲۵)۔ جس کو یقین ہے کہ یوگ کے سادھن کا خاص قسم کا پھل ہوگا۔ اور اُس پھل کے حاصل کرنے کے لئے اُس میں تڑپ ہے۔ تب تو وہ بہت جلد اُس کا عمل کر کے اُسے سیکھ لیگا۔ اور اگر برعکس اس کے نہ اُس کو یقین ہے۔ اور نہ اُس کے دِل میں پھل کے لئے تڑپ ہے تب وہ کیسے سیکھیگا!

(۲۶)۔ سنسار میں کوئی شخص بھی دُکھی نہیں رہنا چاہتا۔ سب کو سُکھ کی خواہش ہی رہتی ہے۔ اس لئے سب کو یوگ کے سیکھنے کا ادھکار ہونا چاہیئے؟ نہیں۔ یہاں غلطی ہے۔ سُکھ کی خواہش تو سب کو ہے۔ اور سُکھ کے سب ادھکاری ہیں۔ مگر یوگ کے سب ادھکاری اس وجہ سے نہیں کہے جاتے۔ کہ سب پرانی یوگ کے دوارا اپنے دُکھوں کی نورتی نہیں چاہتے۔ بلکہ اُن کے خیالات۔ یقین۔ اور عقاید میں اختلافات ہیں +

(۲۷)۔ پھر یوگ سادھن کے ادھکاری کون ہیں؟ سُنو سے "وِشَین سے جو ہوئے اُداسا + پرمارتھ کی جا من آسا + اندری تھکت گِلت من ہوئی + بھوک نیند آلس جن کھوئی + پریم بان جس ہِردے لاگا + کھوجت پھرے سادھ گو روجاگا" +

(۲۸)۔ جس کو من کے چنچلتا کا دُکھ ہو۔ جو من کی یکسوئی میں شانتی تلاش کرتا ہو۔ اور جس کو پورا نشچے ہو۔ کہ یوگ کرنے سے من ٹھہر جائے گا۔ وہ یوگ کا ادھکاری ہے۔ اور جو یوگ کو متھیا سمجھتا ہے اُس کو اس کا ادھکار نہیں ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۲۹) - جیسے دنیا کا کوئی کام بغیر سادھن کے پورا نہیں ہوتا - ویسے ہی روحانیت کی غرض بھی اُس کے بغیر حاصل نہیں ہوتی +

(۳۰) - چونکہ انسان کی طبیعتیں جُدا جُدا ہیں - اور اُن کے اغراض کی تکمیل کے لئے سادھن بھی مختلف ہی ہونگے +

(۳۱) - اگر تم میں سے کسی کو کسی غرض کے حاصل کرنے کا خیال ہو - تو ضرور سادھن سیکھو - اور اپنی زندگی کو سادھن سمپن بنالو - ورنہ تمھارا مقصد کبھی پورا نہ ہوگا +

دان

بھادوں

(۱) - جو دیتا ہے وہی پاتا ہے - جو نہیں دیگا وہ کیا پائیگا +

(۲) - جس کو کچھ دیتے ہو - تو پریم سے دو - تاکہ تمھارے پریم میں ترقی ہو - اگر دان کرنے میں پریم شامل نہیں ہے - تو وہ پھر برکت کی چیز نہ ہوگی +

(۳) - پریم سے دیا ہوا دان لینے والے اور دینے والے دونوں کا کلیان کرتا ہے - مگر جو دان کہ نفرت - نمایش - اور بے پروائی کے ساتھ دیا جاتا ہے - وہ دونوں کے لئے نقصان کا باعث ہوتا ہے +

(۴) - پریم کا ایک تنکا نفرت کے ہزاروں پھولوں سے بڑھکر ہے - اور پریم کا ساگ نفرت کے پکوان پر قابل ترجیح ہے +

(۵) - جو لوگ نام کے خیال سے سدابرت دیتے ہیں اُن کو اسی جنم میں دان کا پھل مل چکا - عوام میں ناموری ہو گئی اور بس - لیکن جو شخص بغیر کسی ذاتی غرض کے دان دیتے ہیں اُن کو بہت پھل ملتا ہے +

(۶) - دان دیتے وقت دیش - کال - وستو - پاتر کا خیال کسی حد تک رکھنا ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھلا ہی ہوتا ہے - مگر خوف یہ ہے - کہ زیادہ احتیاط کرنے سے کہیں دل سخت نہ ہو جائے - ورنہ اُس کا سُدھرنا مشکل ہو گا +

(۷) - دان ہمیشہ ایسا ہو - جو یا تو برہمچاری کو ملے یا جو بالکل لاچار ہیں - ان کے بعد پھر دوسروں کا حق ہے +

(۸) - نوجوان اور کمسن بچّوں کو بھی ضرورت کے وقت دان دینا بُرا نہیں ہے - مگر ایسا نہ ہو کہ کہیں وہ دان دینے والے ہی کے سہارے رہنے کی اُن کی عادت نہ پڑ جائے - ورنہ پھر وہ دان ایک طرح پر اُن کا نقصان کرے گا +

(۹) - کسی مدرسہ میں بہت سے طالب علم رہتے تھے جو دوپہر کے وقت کھانا کھایا کرتے - اور جو پھدکیاں وہاں آتیں اُن کو بھی کچھ نہ کچھ وہ دیدیا کرتے پھدکیوں کی عادت پڑ گئی روز وہ انتظار میں رہتیں - اور لڑکوں کے پس خوردہ پر گذر کرتیں - اور دوسری جگہوں کا جانا بھی چھوڑ بیٹھیں - اتفاق کی بات مدرسہ میں دو مہینہ کی چھٹی پڑ گئی - لڑکے اپنے اپنے گھر گئے - پھدکیاں کھانے کے انتظار میں آئیں - مگر چونکہ اُنکو کچھ کھانا نہ ملا نتیجہ یہ ہوا - کہ دو چار دن میں وہ مر گئیں - یہ بھی دان تھا - مگر یہ دان پھدکیوں کے لئے زہر کا اثر رکھتا تھا +

(۱۰) - اصلی دان تو وہ ہے - جو انسان کو ہمیشہ کے لئے محتاجگی کے عیب سے نجات دے - اور یہ گیان کا دان ہے +

(۱۱) - سوائے گیان کے اور قسم کے سب دان صرف عارضی ضرورتوں کو رفع کرتے ہیں - اور اسی نظر سے اُن کو دینا بھی چاہیئے +

(۱۲) - خیال رکھو - کہ تمہارا دل کسی کو اپاہج نکما یا غیروں کا دست نگر نہ بنائے +

(۱۳) - ایک سادھو رہتا تھا - اُس کی افیون کھانے کی عادت تھی - جب وہ کھانا کھاتا - کوّے اُس کے آس پاس منڈلانے لگتے - سادھو کو جو دُور کی سُوجھی - آٹے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

میں افیون گھول کر اُن کی گولیاں بناکر کوؤں کو کھلاتا۔ اب تو اُن کو بھی افیون کی چاٹ پڑ گئی۔ جب تک سادھو زندہ تھا اُن کی ضرورت رفع ہوتی رہی۔ جب وہ کہیں چلا گیا یا مر گیا۔ تو ساتھ ہی ان کوؤں کی بھی وہ دُرگت ہوئی۔ کہ ایشور کی پناہ! اس قسم کا سلوک بُرا دان ہے۔ بلکہ اس کو دان بھی کہنا نہ چاہیئے +

(۱۴)۔ پھر ہم کیسے جانیں کہ کون شخص دان کا پاتر ہے؟ اس کا پتہ پانا مشکل ہے اگر تم کو نہیں معلوم کہ پاتر کون ہے تو دل کو نیک اور رقیق بناکر دان دو۔ اور اپنی راہ لو زیادہ اُلجھن میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے +

(۱۵)۔ دان دینے کی عادت اچھی ہوتی ہے۔ اس سے دل اُونچا ہوتا رہتا ہے۔ اور کمینہ پن کی عادتوں سے وہ دُور رہتا ہے +

(۱۶)۔ ع "دیہہ دھرے کا گُن یہی دیہہ دیہہ کچھ دیہہ + کہے کبیرا دیہہ تُو جب لگ تیری دیہہ" +

(۱۷)۔ ع "دیہہ کھیہہ ہو جائے گی پھر کون کہے گا دیہہ + نشچے کر اُپکار ہی جیون کا پھل ایہہ" +

(۱۸)۔ ع "گانٹھی ہوئے سو ہاتھ کر ہاتھ ہوئے تو دیہہ + آگے ہاٹ نہ بانیا لینا ہوئے سو لیہہ" +

(۱۹)۔ ع "دھن دیئے دھن نا گھٹے ندی نہ گھٹے نیر + اپنی آنکھوں دیکھ لو یوں کتھ کہیں کبیر" +

(۲۰)۔ دینا اصل میں لینا ہے۔ جو دان دیتا ہے وہ اپنا نقصان نہیں کرتا۔ بلکہ دان کے عوض اُس کو کچھ ملتا بھی ہے +

(۲۱)۔ جس وقت کسی سچے حاجتمند کی مُراد براری ہوتی ہے۔ اُس کے دل سے سچی دُعائیں نکلتی ہیں۔ اور یہ دعائیں چونکہ نیک خیال کی دوسری صورتیں ہیں

دان دینے والے کے دل میں سما جاتی ہیں۔ اور اُس کو دلی تقویت بخشتی ہیں +

(۲۲)۔ سخی کی بلا رد ہے +

(۲۳)۔ کسی بھوکے کو پریم سے کھلا کر دیکھو۔ کہ تم کو کس قسم کی اصلی اور رُوحانی خوشی نصیب ہوتی ہے +

(۲۴)۔ دان دیتے وقت یہہ نہ کہو کہ دُنیا بھکھ منگوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور یہہ مُصیبت کے باعث ہیں۔ بلکہ مالک کا شُکریہ ادا کرو۔ کہ تُم کو اِن محتاج دان لینے والوں کا درشن ملتا ہے۔ اگر یہہ نہ ہوتے۔ تو تُم کس کو دان دیتے۔ اور تمھاری فیاضی کو مشتاقی کا موقع کیسے ملتا +

(۲۵)۔ اصل میں تم دان لینے والوں پر احسان نہیں کرتے۔ بلکہ جو تمھارا دان لیتے ہیں وہ تُم پر احسان کرتے ہیں +

(۲۶)۔ مالک کا شُکر کرو۔ کہ وہ تمھارے ہاتھ سے اوروں کو روزی دلواتا ہے۔ ورنہ تُم کیا ہو جو اُن کو دیتے اُن کی قسمت اُن کے ساتھ ہے۔ بیچ میں تم اِس قدرتی نظام کا فائدہ حاصل کر لیتے ہو +

(۲۷)۔ دینے کے لئے اِنّ کا دان اور لینے کے لئے مالک کا نام بتایا گیا ہے اور یہی ہماری تمھاری اور سب کی عادت ہونی چاہیئے +

(۲۸)۔ دان دیتے وقت اگر دو باتوں کا خیال رہے۔ تو پھر کبھی تکلیف نہ ہو اوّل کسی کو معلوم نہ ہونے پاوے۔ کہ تمھاری دان دینے کی عادت ہے۔ دوسرے دان دینے کی کوئی غرض تمھارے دل میں نہ رہے +

(۲۹)۔ دان دینے سے تکلیف اُن ہی کو ہوتی ہے جو غرض اور نام کے لئے دان دیتے ہیں +

(۳۰)۔ ایک دان دینے کا گُن آدمی کے ہزاروں عیبوں کو چھپا دیتا ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور وہ یونہی ہر دلعزیز بنا رہتا ہے +

گورو اور شِشیہ

اسوج

(۱) - یہ کرّہ جس میں ہم اس وقت بستے ہیں - انسان کے لیئے بالخصوص تعلیم معلّم اور متعلّم کا مقام ہے - اور تاوقتیکہ انسان کا بچہ کسی سے کچھ نہ سیکھے یا سکھایا نہ جائے تب تک کام نہیں بنتا +

(۲) - کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو آدمی میں نہ ہو - ہر طاقت و لیاقت کا امکان اُس میں پہلے ہی سے ہے - مگر اگیان کی بےبسی نے اُس کو لاچار کر دیا ہے - اور وہ اس بات کا محتاج ہو گیا ہے - کہ کوئی خیال دلانے والی یا ہدایت کرنے والی طاقت اُس کی دستگیری کرے +

(۳) - زمین کی اور مخلوق انسان کے بچّہ کی طرح بےبس نہیں ہوتی - وہ پھر بھی کام کرنے اور کر لینے کے قابل ہوتی ہے - اِس میں ابتداً وہ اوصاف نظر نہیں آتے +

(۴) - جو طاقت کہ دستگیری کرنے آتی ہے - اُس کو پیر یا دستگیر یا گورو کہتے ہیں - ہاتھ پکڑ کر اُٹھانے والا دستگیر - اور بولنے والے یا بتانے والے کو گورو کہتے ہیں +

(۵) - گورو نام ہے آدرش - معراج یا اِشٹ کا - ممکن ہے کہ وہ انسان کی صورت میں ہو - اور ممکن ہے اُس کی اور ہی شکل ہو - مگر انسان کی شکل میں جو شخصیت تعلیم دیتی اور ہدایت کرتی ہے - وہ سب پر فائق - قابلِ ترجیح - اور عزّت کیئے جانے کی مستحق ہے +

(۶) - گورو کا کام کہیں کہیں قدرت کی طاقتیں (دیوتا) زمینی مخلوق - اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پھل پھول پتے تک دیتے ہیں۔ مگر جو علم اِن سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ مکمل نہیں ہوتا۔ انسان کی صورت ہی ہر قسم کے خیالات کی رُو نمائی کر دیتی ہے۔ اور اُس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے رشتہ یا چیلے کے تمام جذبات کے اُبھرنے کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ جس کی اُمید اَوروں سے نہیں ہوتی +

(۷)۔ انسان کا غرور اور اُس کا اہنکار کسی شے کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتا۔ وہ سب کو پھر بھی جڑ اور اپنے آپ کو چیتن سمجھتا ہے۔ اس نظر سے اَوروں کا تعلق اُس کے اہنکار کو تبدیل نہیں کرتا۔ یہہ صرف اُس وقت سُدھرتا ہے۔ جب انسان کی صُورت کا گورُو ملتا ہے +

(۸)۔ انسان میں فطرتاً نقل کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ جو اَوروں کو کرتے دیکھتا ہے خود بھی کرنے لگ جاتا ہے۔ گورُو کے نمونہ کو دیکھکر اُس میں گیان شانتی اور یکسوئی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے +

(۹)۔ جب دُنیاوی اور ظاہری کام کے سیکھنے کے لئے گورو کی ضرورت ہے۔ تو پھر دینی اور باطنی کام کے سیکھنے کے لئے کیوں نہ ہوگی!

(۱۰)۔ ڈوبنے والے کو جس طرح وقت پر کسی جہاز کے آجانے سے بچنے کی اُمید ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سچے گورو کے ملنے پر اُس کو سنسار ساگر سے پار اُترنے کی آسا بندھنے لگتی ہے +

(۱۱)۔ آدمی کچھ کام نہ کرے۔ صرف سچے گورو کی صُحبت اختیار کرے۔ اور اُس میں خود بخود تمام نیک اوصاف آجائیں گے +

(۱۲)۔ گورو کتنے قسم کے ہیں؟ گورو کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک معمولی آچاریہ گورُو جو کتابوں کو پڑھ کر اور معمولی علم و عمل سیکھ کر رُوحانی تعلیم دیتا ہے۔ دوسرا ساڈھو گورُو جو سادھن میں لگا ہے۔ اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی پار لگاتا ہے۔ تیسرا ہنس گورُو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جو اعلےٰ درجہ کا وچاروان اور بدی سے بچتا ہوا نیکی کے راہ میں چلتا ہے۔ اور دُنیا سے بے لوث رہتا ہے۔ چوتھے سنت گورو۔ یا ست گورو۔ جو جیون مُکتی کی دشا میں ہے اور بھلائی بُرائی دونوں پر غالب آ کر اپنی عملی مثال اوروں کے سامنے پیش کر کے اُنکو آپ جیسا بننے اور بنانے کا جتن سکھاتا ہے۔ یہہ آخری گورو سب سے بڑھکر ہوتے ہیں۔ اور مبارک ہیں وہ شِشیہ جن کو یہہ مل جائیں!

(۱۳)۔ شِشیہ بھی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک معمولی۔ جن کی نظر میں گورو کرنا بیوہار ماتر ہے۔ دوسرے کنشٹ۔ جن میں تموگن کی مُوڑھتا بہت ہے۔ تیسرے مدھیم جو راجسی سوبھاو والے ہیں۔ چوتھے ستوگنی جن میں یوگ کے ساتھ انوراگ ہے۔ یہہ سب میں اُتم ہیں۔ اور یہہ بحث مباحثہ سے بچ کر صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں +

(۱۴)۔ جو خاص غرض کو مدِنظر رکھکر گوروائی کلپیشہ کرتے ہیں۔ اور جو کسی خاص غرض کی وجہ سے چیلے بنتے ہیں۔ وہ ریاکار اور جھوٹے ہیں۔ اور اُن کو گورو اور شِشیہ کہنا غلطی ہے +

(۱۵)۔ جس نے اپنے آپے کو مار ڈالا۔ اور اس نظر سے مُردہ ہو رہا وہی مرید ہے اور جو شاسن (حکم) مانتا ہے وہی شِشیہ ہے +

(۱۶)۔ گورو کا حکم سر آنکھوں سے مانتا ہوا جو اپنے من پر اُس حکم کے بل سے حکومت کرتا ہے۔ اُسی کو چیلا اور سیوک بولتے ہیں +

(۱۷)۔ "سیوک سیوا میں رہے انت کہوں نہیں جاے + دُکھ سُکھ سر اُوپرسہے کہیں کبیر سمجھاے" +

(۱۸)۔ "پھل کارن سیوا کرے تجے نہ من سے کام + کہیں کبیر سیوک نہیں چہے چوگنا دام" +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۱۹) — سہ "سیوک سوامی ایک مت جو مت میں مت مِل جاے + چتورائی ر
یجھیں نہیں رجھیں من کے بھاے" +

(۲۰) — سہ "سیوک سیوا میں رہے سیو کرے دن رات + کہیں کبیر کو سیوک کا
سنمکھ نا ٹھہرات" +

(۲۱) — سہ "سیوک مکھا کہاوہی - سیوا میں درڑھ ناہیں + کہیں کبیر سو سیوکا
لکھ چوراسی جاہیں" +

(۲۲) — سہ "دُکھ سُکھ ایک سمان کر ہرش شوک نہیں بیاپ + پراوپکاری
تہ کامنا اُپجے چھوہ نہ تاپ" +

(۲۳) — سہ "شش کو ایسا چاہیئے گورو کو سربس دے + گورو کو ایسا چاہیئے
شش کا کچھو نہ لے" +

(۲۴) — سہ "کبیر نربندھن بندھ رہا بندھ نربندھن ہوے + کرم کرے
کرتا نہیں سو اس کہاوے سوے" +

(۲۵) — گورو رُوحانیت کا آفتاب ہو - اور سیوک مجلّےٰ شیشہ کی طرح ہو - تب دونوں
میں ایک ہی رُوپ کا نور نظر آنے لگے گا +

(۲۶) — اپنے آپے کو کسی کے چرنوں میں ارپن کرنے کی نسبت سے پہلے لوگ چیلے
ہؤا کرتے تھے - اس آپے کے مارنے کی اور کوئی دوسری تدبیر نہیں ہے - اس وقت کوئی
برلا ہی سیوک ملیگا - جو اس معیار پر پُورا اُتر سکے گا +

(۲۷) — سیوک تو کمائی کی ہوئی ملایم مٹّی ہے - اور گورو کمہار ہے - اور اس
مٹّی میں اپنے اُپدیش کا پانی ڈالکر گوندھتا ہے - اور پھر اُس کو گھڑے کی شکل کا بنا کر اپنا
ایک ہاتھ اندر لگا دیتا ہے - اور دوسرے ہاتھ سے تھپتھپا کر اُوپر سے ٹھونکتا رہتا ہے -
تاکہ گھڑا چکنا - مضبوط اور سڈول بن جائے - اور تب اُس میں پرمارتھ کا پانی رکھا جا سکے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ گورو اور سیوک کی حیثیت ہے - گورو ظاہرا سیوک کو سخت سُست کہکر باطنی طور پر اُس کو مدد دے دے کر آپ جیسا بناتا ہے +

(۲۸) - سیوک کو چاہیئے - کہ وہ اپنے آپ کو مہندی کی طرح پیس کر گورو کے سامنے پیش کرے - وہ جب چاہیں گے اُس کو اپنے چرنوں میں لگالیں گے +

(۲۹) - انڈا بے حس و حرکت رہتا ہے - پرندہ اُس پر بیٹھکر اُس کو سیتا ہے اور اپنی گرمی دے دے کر اُس کو پالتا ہے - تب اُس کے اندر سے بچہ نکلتا ہے - گورو بھی اسی طرح سیوک کے ساتھ سلوک کرتا ہے +

(۳۰) - "شِشیہ (چیلا) کھانڈا (تیغ) گورو مُصیقلا (صیقل گر) - چڑھے شبد کھرسان (سان کا پتھر) + شِشیہ سمکد رہے تو نیچے ششیہ سوجان" + (کبیر صاحب) +

گرہست آشرم

کاتک

(۱) - جو خانہ داری کے تعلّقات کی ذمہ داری کرتا ہے - وہ گرہست ہو کر گرہستی رہے +

(۲) - یہ ہلکا اور ساتھ ہی بہت وزنی اور بڑا کام ہے - اگر وہ سمجھ دار ہے - تو اُس کا کام ہلکا ہوتا ہے - اور اگر ان سمجھ ہے - تو پھر وہ کام سر اور گردن کا بوجھ ہو جاتا ہے +

(۳) - سادھو سٹریٹ (لاہور) سے رات کے وقت ایک بارات گذر رہی تھی - دُولہا سر پر سہرا باندھے گھوڑے پر چڑھا ہوا جا رہا تھا - باجے بج رہے تھے مرد اور عورت دونوں ہی بارات میں شریک تھے - روشنی بھی اچھی تھی - ہم نے اپنے دل سے سوال کیا - یہ جلوس اور آرایش کس غرض سے ہے؟ اور دل نے جواب دیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ دُولہہ جو گھوڑے پر سوار ہے - پُرش کے اختیارات حاصل کر کے آج چھوٹا راجہ بنا ہے - یہہ دولہن کو بیاہنے جا رہا ہے - جو پرکرتی ہے - پرکرتی پُرش کی جائداد ہے یہہ ہمت اور جُرأت کر کے اُس کو جیتنے اُس پر قابو رکھنے اور اُس کے تعلقات کو وسیع کرنے چلا ہے - اور اس لئے یہہ جشن منایا جاتا ہے - راجہ کے آنے جانے اور شاہی کاروبار کے بڑھانے کے وقت اسی طرح کی خوشی منانے کا دستور چلا آتا ہے - یہ آج سے راجہ ہو گا - اس کا گھر سلطنت اور اس کی بیوی اُس سلطنت کی رانی ہو گی - یہہ وجہ جلوس نکالنے اور آرایش کرنے کا ہے" +

(۴) - پُرش (دُولہہ) کے دو وصف ہوتے ہیں بھوگ اور موکش اور جو ان دونو کی سمجھ رکھتے ہیں وہی پُرش کہلانیکا استحقاق رکھتے ہیں +

(۵) - مزے لُوٹنا صُحبت کا لُطف اُٹھانا بھوگ ہے - اور پھر صُحبت اور مزے کے سامان سے ہمیشہ اسنگ رہنا موکش ہے +

(۶) - پُرش ستری کے ساتھ بھوگ کر کے اسنگ ہو جاتا ہے - اس سے لِپت نہیں ہوتا - بال بچے ستری پیدا کر کے اُن کو پالتی پوستی ہے - پُرش کچھ بھی نہیں کرتا +

(۷) - مگر نہیں - پُرش ایک کام کرتا ہے - اپنا سایہ ستری کو دیتا ہے - اپنا بل اُس کو دیتا ہے - اپنی کمائی اُس کے سپرد کر دیتا ہے - اور وہ ستری پُرش کے سنجوگ سے کام والی - بل والی - اتھ والی اور کمائی والی ہو جاتی ہے +

(۸) - پُرش سہج بیراگی ہے - وہ سوبھاؤ ہی سے اسنگ ہے - ستری کی سنگت سے اُس میں گرہن اور سمبندھ پرتیت ہوتے ہیں +

(۹) - جس پُرش کے گھروالی نہیں ہے اُس کا نہ کوئی اعتبار کرتا ہے نہ بے اعتباری اعتبار اور بے اعتباری صرف ستری کی وجہہ سے ہوتی ہے +

(۱۰) - ہم کو لاہور میں ایک مرتبہ مکان کرایہ پہ لینے کی ضرورت ہوئی - بھاٹی دروازہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کی ایک گلی میں بھائی دیال سنگھ کا مکان خالی تھا۔ سوال کیا گیا "تمھاری ستری اور اور بال بچے بھی ہیں"؟ ہم چُپ رہے۔ کیا کہتے اور کیا جواب دیتے۔ مکان تو مِل گیا۔ مگر گلی کی عورتیں بغیر ستری کے پُرش کو دیکھ دیکھ کر بُرا بھلا کہتی ہیں۔ ایک دن ایک ستری نے دبی زبان سے ہم کو لنڈوہ بھی کہہ دیا۔ ہم ہنسے اور وہ شرما گئی +

(۱۱)۔ جس کے ستری ہی نہیں ہے۔ وہ پُرش کیسے ہو سکتا ہے! اُس آدمی کو پُرش صرف نادان ہی کہیں گے۔ کیونکہ پُرش کا خطاب آدمی کو صِرف ستری کی نسبت سے مِلا کرتا ہے۔ بغیر ستری کے آدمی کو کیا کہنا چاہیئے۔ ہم نہیں جانتے اور نہ کسی نے ہم کو اب تک وہ لفظ بتایا ہے +

(۱۲)۔ بن گھرنی گھر بھُوت کا ڈیرا +

(۱۳)۔ اگر ستری اور ستری کے کاروبار سے نفرت ہو۔ تو پھر پُرش بنتے اور کہلانے کی ہوس کو بھی ترک کرو۔ اس حالت میں نہ تم ستری ہو نہ پُرش ہو۔ کیا ہو؟ یہ ہم نہیں کہہ سکتے +

(۱۴) جس طرح راجہ کے بے شمار تعلّقات ہیں ویسے ہی گرہستی کے فرائض بھی اَنگنت ہیں۔ وہ ایک ہوتا ہوا انیک رُوپ میں بھاستا ہے +

(۱۵)۔ وہ اپنے گھر کا راجہ۔ اپنی ستری کا پتی۔ بال بچوں کا باپ۔ بھائی بہنوں کا بھائی۔ ماں باپ کا بیٹا۔ راجہ کا پرجا۔ اور سوسائٹی کا ممبر۔ رشتہ داروں کا سمبندھی۔ وغیرہ وغیرہ سب کچھ ہے۔ اور اُس کو سب کا لحاظ کرنا پڑتا ہے +

(۱۶)۔ جس دیس میں راجہ نہیں ہوتا۔ اُس میں بدانتظامی رہتی ہے۔ اِسی طرح جس گھر میں پُرش نہیں وہ بھی نِکمّا ہی ہوتا ہے +

(۱۷)۔ راجہ کا دھرم ہے۔ کہ اپنے راج کی پرجا کو قابو میں رکھے۔ ورنہ پھر وہ راجا کیسا! اسی طرح پُرش کا دھرم ہے۔ کہ وہ گھر اور گھر والوں پر حکومت قایم کرے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور کوئی گھر کا آدمی نامناسب کام نہ کرنے پاوے - اگر اس میں یہ گن نہیں ہے - تو وہ پرش کیسا!

(۱۸) - جیسے راجہ کے ماتحت ملک کے تمام معاملات رہتے ہیں - اسی طرح گرہستیوں کے ماتحت بھی تمام ملک کی برائی بھلائی - اور شانتی اشانتی رہتی ہے +

(۱۹) - گرہستی سب کا آدھار ہے - تینوں آشرم اسی پر قایم رہتے ہیں - اگر یہ اپنے آپ کو سنبھال نہ رکھے - تو برہمہ چاری - ون پرستی اور سنیاسی کا کہیں ٹھکانا بھی نہ رہے +

(۲۰) - گرہستی میں تیاگ اور گرہن دونوں ہوتے ہیں - ضرورت کے سامان کو ضرورت کے وقت کے لئے اکٹھا کر رکھنا گرہن ہے - اور ضرورت کے سامان کو ضرورت کے وقت اوروں کو دینا اور اُن کی ضرورت کو رفع کرنا تیاگ ہے +

(۲۱) - "دھار و تو دواُو بھلے کیا گرہی ویراگ + گرہی داساتن کرے بیراگی الوراگ" (کبیر صاحب) +

(۲۲) - گرہستی ترگنا تمک ہے اور وہ ترگنا تمک نہیں ہے - جب تک وہ لکشمی - (دولت) سرسوتی (عقل) اور پاروتی (جسمانی صحت یا طاقت) کی اُپاسنا کرتا رہتا ہے تو وہ ترگنا تمک ہے - اور جب ان سے اسنگ رہتا ہے تو وہ پھر ترگنا تمک نہیں ہے +

(۲۳) - لکشمی ست - سرسوتی رج اور پاروتی تم ہے - گرہستی کو ان تینوں ہی کی ضرورت رہتی ہے +

(۲۴) - کاتک میں لکشمی (دیوالی) کی پوجا - پھاگن میں پاروتی (ہولی) اور بھادوں میں سرسوتی (رکشا بندھن) کی پوجا کا گرہستیوں کے درمیان پربندھ رہتا ہے - جب بھادوں کی بارش کی طرح دھن دولت آنے لگے - تو اپنے آپ کو گورو کے حکم کے تابع کر کے عقل سے کام لینا ویاس پوجا ہے - جب کاتک میں کام کر چکے تب دھن کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جایز استعمال کرنا لکشمی پوجا ہے۔ اور جب بھوگ چُکلے تو خیرات کرنا اور جسمانی رُوحانی خوشی حاصل کر کے صحت کا خیال کرنا ہولی یعنی پاروتی کی پوجا ہے +

(۲۵)۔ جس گرہستی میں بھگتی بھاو نہیں ہے۔ وہ اصلی دولت۔ اصلی عقل۔ اور اصلی صحت جسمانی سے محروم رہیگا +

(۲۶)۔ سے "کبیر سب جگ نردھنا دھنونتا نہیں کوے + دھنونتا سو جانئے جا کے ست نام دھن ہوے" +

(۲۷)۔ سے "کبیر مایا روکھڑی دو پھل کی داتار + کھاوت خرچت مُکتی ملے۔ سنچت نرک دُووار" +

(۲۸)۔ سے "کھان خرچن بہو انتر امن میں دیکھ وِچار + ایک کھلاوے سادھ کو ایک ملاوے چھار" +

(۲۹)۔ سے "کھائے پکائے لوٹائے دے کرلے اپنا کام + چلتی پریاں رے نرا۔ سنگ نہ چلے چھدام" +

(۳۰)۔ سے "ٹوٹے میں بھگتی کرے تا کا نام سپوت + مایا دھاری مسخرے کیتی ہی گئے اُوت"۔ (کبیر صاحب) +

ون پرست آشرم

اگھن

(۱)۔ اگھن۔ سنسکرت لفظ اگرہن (اُ = نہیں۔ گرہ = گھر) سے نکلا ہے۔ گھر سے بے گھر ہونا۔ اور خانہ داری کے تعلقات کو ترک کر دینا اگرہن ہونا ہے۔ جہاں گرہن ہوتا ہے وہاں ہی تیاگ کیا جاتا ہے۔ اور جہاں گرہن نہیں وہاں تیاگ کیسا!

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

(۲)۔ جس کو گھر میں رہکر پرمارتھ کی کمائی کرنے کا موقع نہ ملے۔ اُس کو ضرور الگ تھلگ ہو کر رہنا چاہیئے۔ ورنہ من کو شانتی نہ ملے گی +

(۳)۔ جو گھر میں رہتے ہیں وہ گرہستی ہیں۔ اور جو بن میں رہتے ہیں وہ ون پرستی کہلاتے ہیں۔ ون کے کئی مادّی ارتھ ہیں۔ تھاہ لینا۔ تلاش کرنا۔ خدمت کرنا وغیرہ وغیرہ عام طور پر ون جنگل کو کہتے ہیں۔ ون پرستی کا دھرم یہ ہے۔ کہ بن میں رہکر تھاہ لے۔ تلاش کرے اور خدمت کرے! کس کی؟ اپنی۔ اپنے من کی۔ اور اپنے اِشٹ کی +

(۴)۔ یہ نہ سمجھو۔ کہ بن میں سادھو کی زندگی بیکاری کا جیون ہوتا ہے! نہیں بلکہ وہاں بھی کام کرنا ہوتا ہے۔ ہاں گھر کے کام کاج سے بن کے کام کاج میں فرق ہوتا ہے۔ وہاں من کا دینا مقصود تھا۔ یہاں من کا لینا مقصود ہے۔ گرہستی نے تو دُنیا کو من دے رکھا تھا۔ ون پرستی نے سب طرف سے من کے ہٹانے کا اہتمام کر رکھا ہے +

(۵)۔ کوئی زمانہ تھا۔ جب جنگل کی زندگی ابھیاس اور شغل کے لئے موزوں تھی۔ اب وہ وقت نہیں رہا۔ اس لئے اگر کوئی کسی ایکانت ستھان میں بیٹھ کر سادھن میں مصروف ہوتا ہے تو وہ بھی بن پرستی ہے +

(۶)۔ ون پرستی نام ہے سادھو کا۔ جو سادھن کرتا ہے وہی سادھو کہلاتا ہے سادھ کے معنی ہیں ختم کرنا۔ تکمیل کرنا۔ پُورا کرنا۔ اور گرہست آشرم میں جس کی زندگی میں اب تک پورا ساکشاتکار نہیں ہوا ہے۔ اور اُس کو کام پُورا کرنا ہے۔ اور پورے کرنے کے جتن میں لگا ہے۔ وہی سادھو اور ون پرستی ہے +

(۷)۔ ایسا شخص چاہے بن میں رہے یا کسی جگہ ایکانت میں رہکر سادھن کرے اُسی کو تم سادھو اور ون پرستی کہہ سکتے ہو +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۸) - ۵ "پریم بھاو یک چاہیئے - بھیس انیک بناے + چاہے گھر میں باس کر چاہے بن میں جاے" + (کبیر صاحب) +

(۹) - ون پرستی کے فرائض جہاں اور بہت سے ہیں وہاں سب سے پہلے ابتدائی مرحلہ میں اُس کو یم اور نیم کا سادھن کرنا نہایت ہی ضروری ہے +

(۱۰) - یم کہتے ہیں ترک کرنے کو - اور نیم کہتے ہیں گرہن کرنے کو غلط - مُبہم اور شک وشبہ والے خیالات کا دل سے نکال دینا یم اور صحیح - سچّے اور یقین اور وشواس کے خیال کو دل میں داخل کرنا نیم ہے - کسی کے نقصان پہنچانے - جھُوٹ بولنے - بے ایمانی کرنے - ایشور سے بِمکھ ہونے - ستری بھوگ کرنے - خوف - شرم اور سُستی کا ترک کر دینا یم ہے - اور صفائی - بھگتی - سُمرن - بھجن - دھیان - پریم بھاو دیا - سنتوش - گورو کی سیوا - اور ادھکاریوں کو ضرورت کے موافق ہدایت کرنا یہہ نیم کہلاتے ہیں - جن میں یہہ دونوں نہ ہوں اُن کو سادھو یا ون پرستی نہ کہو +

(۱۱) - یم اور نیم میں اخلاق اور دھرم کی تمام باتیں شامل ہیں - ان کا پُورا پُورا عامل ہونا مشکل ہے - اسلئے ضرورت ہے کہ آدمی ایسے شخص کے ست سنگ میں جا کر بیٹھنا اُٹھنا شروع کرے جو اُس کی نگاہ میں سچا پرمارتھی ہے - اور اُس کی مثال کی پیروی کرے اور جو عمل یوگ وغیرہ کا ابھیاس وہ بتا دے اُس کے سادھن کرتے رہنے سے خود بخود زندگی تبدیل ہو چلیگی - اور آہستہ آہستہ اُس میں بھی ون پرستی یا سادھو کے لکشن پیدا ہونے لگیں گے +

(۱۲) - ۵ "بششٹ سدھرہیں ست سنگت پائی + پارس پرس کُودھات سوہائی" - (گوسوائی تُلسی داس جی) +

(۱۳) - آدمی کچھ بھی نہ کرے - صرف اچھّے سادھو - ہنس یا سنت کے ست سنگ میں آیا جایا کرے - اور اُس کا کام بن جائیگا +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۱۴)۔ "کبیر سنگت سادھ کی جیوں گندھی کی باس + جو کچھ گندھی دے نہیں توبھی باس سُوباس"۔ (کبیر صاحب) +

(۱۵)۔ "بِدھ بِدھ مانگوں نہیں مانگوں تُم سے ایہہ + نِس دِن درشن سادھ کا کہیں کبیر موہی دیہہ"۔ (کبیر صاحب) +

(۱۶)۔ پرمارتھ کی کمائی کے لئے ست سنگ سے بڑھ کر اور کوئی تدبیر نہیں ہے مگر کمتر آدمی اس بات کی سمجھ رکھتے ہیں +

(۱۷)۔ جو باقاعدہ ست سنگ کرتا ہے اور ناغہ نہیں کرتا۔ وہ عملاً دن پرستی ہے اور اُس کا کام دھیرے دھیرے آپ بنتا ہوا جارہا ہے +

(۱۸)۔ نہ سوا بھیاس نہ ایک ست سنگ۔ نہ سو طرح کی بھجن بندگی۔ اور نہ سچے دل سے ایک سادھو کی سیوا +

(۱۹)۔ "بندگی بھجن کرے سو برسا + گورو کا سنگ دو گھڑ یا ٹیڈھ کا"۔ (حضور مہاراج) +

(۲۰)۔ جس طرح ایک ایک بُوند سے تالاب بھر جاتا ہے۔ ویسے ہی روز روز کے تھوڑی تھوڑی دیر کے ست سنگ سے آدمی کا دل پرمارتھ کے خیال سے بھر جاتا ہے +

(۲۱)۔ جس طرح کمزور رسّی کنوئیں کے پتھر کو رگڑ رگڑ کر کاٹ دیتی ہے۔ ویسے ہی روز روز کے تھوڑی تھوڑی دیر کے ست سنگ سے من کے سنساری بھاو نکل جاتے ہیں +

(۲۲)۔ یہ سچ ہے۔ پہلے یہ من ست سنگ میں نہیں لگتا۔ یہ اپنی پہلی عادت کے موافق وسوسے اور گنا دن اُٹھاتا ہے۔ لیکن جب اس کو یقین ہو جائے گا کہ اب ست سنگ کئے بغیر گذارہ نہیں ہے۔ تو پھر آہستہ آہستہ وہ وہاں جمنے لگیگا۔ اور تھوڑے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہی دنوں میں اسکی حالت تبدیل ہو جائے گی +

(۲۳)۔ سنساری من جس طرح ست سنگ میں نہیں ٹھہرنے دیتا ویسے ہی کسی قسم کے ابھیاس میں بھی تو نہیں بیٹھنے دیگا۔ اس لئے ابھیاس سے پہلے ست سنگ کا کرنا اور بھی ضروری ہے +

(۲۴)۔ کسی سادھو کی صحبت ظاہری ست سنگ ہے۔ اور اپنے اندر سادھن کرنا باطنی ست سنگ ہے۔ وہ اس کی بنیاد ہے۔ بغیر اُس کے یہ نہیں حاصل ہوتا +

(۲۵)۔ گیان ہمارے اپنے اندر ہے۔ مگر شروع شروع میں کتاب۔ مدرسہ اور اُستاد سے مدد لینی پڑتی ہے۔ اسی طرح حقیقت بھی ہمارے ہی اندر ہے۔ اور ظاہری باطنی ست سنگ اُس کے ساکشاتکار کرانے کے سادھن ہیں +

(۲۶)۔ "کوٹی کوٹی تیرتھ کرے کوٹی کوٹی کرے دھام + جب لگ سادھ نہ سیوہی تب لگ کانچا کام" +

(۲۷)۔ "کنتھا کیرتن کل بیشے بھو ساگر کی ناو + کہیں کبیر جگ ترن کو ناہیں اور اُپاو" +

(۲۸)۔ "کنتھا کیرتن کرن کی جاکے نس دن ریت + کہیں کبیر تا داس سے نشچے کیجے پریت" +

(۲۹)۔ "کنتھا کیرتن چھوڑ کر کرے جو اور اُپاؤ + کہیں کبیر تا سادھ کی پاس کو اُو ست جاؤ" +

(۳۰)۔ "کنتھا کیرتن رات دن جاکے اُدیم ایہہ + کہیں کبیر تا سادھ کی ہم چرنن کی کھیہہ" +

(کبیر صاحب)

سنیّاس آشرم

پوس

(۱)۔ست سنگ ۔ سُوادھیایر۔ بھگتی۔ ابھیاس ۔ اور وچار سے اس سنسار کو اسار جان کر چھوڑ دیا ۔ اور جس کو اس چھوڑنے کا بھی خیال نہیں رہ گیا ہے۔ اُسی کو سنیّاسی کہتے ہیں +

(۲)۔ جو سب کا تیاگ کر دیتا ہے۔ اور کسی سے بھی تعلّق نہیں رکھتا۔ وہی سچا سنیّاسی ہے +

(۳)۔ یہہ ضروری نہیں ہے۔ کہ سب ہی سنیاس آشرم کو دھارن کریں۔ اگر کسی کو برہمہ چریہ کی اوستھا میں حقیقت کا ساکشاتکار ہو جائے تو بہتر ہے۔ وہ تمام عُمر برہمہ چاری ہی بنا رہے۔ اسی طرح گرہست اور ون پرستی کی بابت بھی جاننا چاہیے۔ لیکن اگر برہمہ چریہ۔ گرہست اور ون پرست میں آکر بھی گیان پیدا نہیں ہوا۔ تو پھر خواہ مخواہ سنیاس لے کر سب سے الگ تھلگ۔ گھومتے پھرتے رہنا اور وچار کرتے رہنا چاہیے ممکن ہے۔ کہ اس تیاگ اور بھجن سے تجربہ ہو۔ اور سنسار کا موہ مایا چھوٹ جائے +

(۴)۔ انسان کی طبیعتیں خاص خاص قسم کی ہوتی ہیں۔ کسی کسی کو تو ایک معمولی اشارہ ہی سے بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ اور کسی کسی کو لاکھ سمجھائیے مگر وہ نہ سمجھے گا۔ سمجھنا تو ضرور ہے کسی نہ کسی ڈھنگ سے سمجھ لینے ہی میں بھلائی ہے۔ مگر طبیعت اور من کے ڈھنگ کو کیا کیا جائے۔ یہہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ کس کو کس طرح پر فائدہ ہوگا۔ اس لئے ہر آشرم کا تجربہ کرنے کا عمل جاری کیا گیا +

(۵)۔ اب تم چاروں آشرموں کے دھرم کو سمجھو۔ برہمہ چاری اُس کو کہتے ہیں۔ جس کی برہم میں چریا ہو۔ برہمہ نام ہے وید (علم اور گیان کا) اور جس کو اس سے حظ ہے اور طبیعت اس شغل میں یکسو رہتی ہو۔ اُس کو اب کسی اور کام یا شغل کی کیا ضرورت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رہی۔ جو بچوں کی طرح برہمہ ودیا کے کھیل میں خوش رہتا یا رہ سکتا ہے۔ اب اُس کو کچھ بھی کرنا نہیں رہا۔ یہہ سنگ میں اسنگ اور کرم میں اکرم ہے۔ اور مکان میں مسافر ہے۔ اور سنک سننددن وغیرہ کی مثال ہے۔ یہہ ذات حقیقی کی وہ حالت ہے جب اُس نے کہا تھا۔ کہ میں ہوں۔ اور اسی وجہ سے اہم برہمہ آسمی اُسی کا مہاواکہ ہے۔ لیکن اگر یہہ کافی نہیں تو پھر گرہستی بن کر گرہن کرنے کا کام کرنا چاہیئے۔ گرہستی دو لفظ "گرہ" (گھر) اور "ستھی" (قیام کرنے) سے نکلا ہے۔ گرہ نام ہے۔ گھر۔ ستری۔ اور ناموری کا۔ اور اس کے مادہ "گرہ" کا مطلب "لینے" "قبول کرنے" "پانے" اور "پکڑنے" سے ہے۔ برہمہ چاری میں فطرتاً نہ تیاگ ہے نہ گرہن ہے۔ گرہستی میں گرہن ہے آدمی اس آشرم میں داخل ہوکر "گرہن" کے اصول کی خوب عقلی۔ علمی اور عملی مشاقی کرتا رہے سو وہ ایک ہوکر انیک بنے۔ برہمہ چاری تو ایک ہے "ایکو برہمہ دویتو ناستی"۔ مگر گرہست انیک رُوپ والا ہے۔ بھائی۔ بند۔ شوہر۔ رشتہ دار۔ پرجا سب کچھ ہے ایک پنے کی حیثیت چھوڑ کر وہ بیاہ کرکے دو ہوا۔ پرش اور پرکرتی بنا۔ گھر بار۔ دولت حرمت سب کچھ مل گیا۔ اب اُس نے پرجا یعنی اولاد پیدا کی۔ اولاد کا سلسلہ بڑھا۔ اُنکی رشتہ داریاں کاروبار سب کی ترقی ہوئی یہاں تک کہ اب وہ گرہستی پرش ہوتا ہوا برہمہ کی طرح سب میں رما ہوا اور سب میں پھیلا ہوا اور سب سے ملا ہوا رہتا ہے۔ دیکھو کیسی اچھی حالت ہے! اگر اس بیوہار سے وہ اپنے برہمہ رُوپ کو برہمہ کار ورتی کی مدد سے جان گیا تو اُس سے کہو گرہستی بنا رہے گھر چھوڑنیکی ضرورت مطلق نہیں ہے۔ سنتے بیان ہی جگ میں گھر ہی جن جوگ کما تا ہو۔ یہ ذات حقیقی کی وہ حالت ہے جب اس نے کہا تھا کہ "میں ایک سے انیک ہو جاؤں"۔ اس کا مہاواکہ "ایکو ہم بہو سامی" یہاں فرات نے پُرش اور پرکرتی کا رُوپ اختیار کرکے پرجا کی اُتپتی کی۔ لیکن اگر یہہ حالت میسر نہیں ہوئی تو پھر لہو۔ گھر بار۔ نوجوان لڑکوں کے سپرد کرے۔ اور آپ ون پرستی ہو جائے۔ ون پرستی میں دو گُن رہتے ہیں۔ گرہن بھی اور تیاگ بھی۔ وہ گرہن اور تیاگ دونوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کرتا ہے - اور گرہن اور تیاگ دونوں میں نہیں بھی ہے ستری ساتھ ہے - مگر اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے - یہہ وچار کی حالت ہے - پُرش یہاں آکر وچارتا ہے - کہ کس کا تیاگ اور کس کا گرہن! دونوں ہی تو ہمارے رُوپ ہیں - اور نہ گرہن سے ہم کو نقصان پہنچتا ہے نہ تیاگ سے فائدہ ہوتا ہے - چونکہ یہہ حالت وِچار کی ہے - اِس لئے اس کا مہاواکیہ "ایم پرگیا تم برہمہ" ہے - اگر اِس درجہ میں آکر ذات اور سروپ کا ساکشاتکار ہو گیا - تو بس کام بن گیا - اب تبدیل حالت کی ضرورت نہیں رہی لیکن اگر پھر بھی اصلیت اچھّی طرح ذہن نشین نہیں ہوئی - تو پھر سب کا تیاگ کرکے سنیاسی ہونا چاہیئے - اور رات دن سروپ کا چنتن ہونا ہے - اسکا مہاواک ہے "ایم آتما برہمہ" +

(۶) - بندھن میں رہنا مناسب نہیں ہے - ہندوؤں میں یہ دستور ہے - مرتے وقت آدمی کو کھاٹ سے نیچے اُتار دیتے ہیں - اور گھر کے چھپّر سے باہر کر دیتے ہیں - کیونکہ کھاٹ اور چھپّر دونوں ہی بندھن ہیں +

(۷) - تیاگو تیاگو اکسی سے کیا لینا ہے +

(۸) - کنگر چُن چُن محل بنایا لوگ کہیں گھر میرا + نا گھر تیرا نا گھر میرا چڑیا رین بسیرا " (شاہ کمال) +

(۹) - سنیاس گیان حاصل کرنے کی آخری حالت ہے - جب کسی کو دست نہیں آتے - اور کوئی جلاب فائدہ نہیں دیتا - تب وید اور حکیم اُس کو جمال گوٹے کی گولی دیتے ہیں - یہہ سنیاس جمال گوٹا ہے +

(۱۰) - اگر اس حالت میں آکر بھی آدمی نہ سُدھرے تو وہ سخت بد نصیب ہے - اور جنم مرن کا بھاگی ہوگا - اور ابھی اُس کو بہت سے دُکھ بھوگنے پڑیں گے - اچھا - کیا مضائقہ! چل بے تیلی کے بیل - گھر ہی میں پچاسوں کوس چلتا رہ - اور پھر بھی تہاں کا تہاں!

جولائی ۱۹۱۰ء

(۱۱)۔ اُداسی۔ بیراگی۔ گوسائیں۔ کن پھٹے۔ جوگی۔ جنگم۔ کتنے قِسم کے سادھو دیکھنے میں آتے ہیں۔ اور پھر دس نامی سنیاسی۔ اور راما نندی فقیر بے شمار ہیں۔ یہہ نہ اودھر کے ہوئے نہ اُدھر کے۔ آشرموں کا بھید ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ گھر سے نکلے دھن دولت جمع کی۔ اکھاڑا بنایا۔ اور لاکھوں کا لین دین کرنے لگا۔ کون کس کی بُرائی کرے! یہہ آشرم بھنگ اور مریادا بھنگ ہیں۔ مگر خیر! بابا کا کھیل ہے۔ ہمارے لئے وہ بھی عبرت آموز ہیں۔ اور اس لئے قابل تعظیم ہیں +

(۱۲)۔ تیاگ صرف سنیاسی کا دھرم ہے۔ اَوروں کے لئے اس کی تعظیم نہ ہونی چاہیئے۔ بلکہ اُن کو ایسی ہدایت کرنی چاہیئے۔ کہ وہ دِل کے وسیع اور نظر کے اُونچے ہو جائیں +

(۱۳) برہمہ چاری۔ گرہستی۔ ون پرستی اور سنیاسی کو اپنا اپنا دھرم پالنا چاہیئے۔ چودو سروں کا دھرم بغیر سوچے سمجھے اختیار کرتا ہے وہ پتت اور ادھرمی ہے +

(۱۴)۔ جیسے تِل میں تیل۔ دودھ میں گھی۔ پھول میں خوشبو۔ پھل میں رس۔ چقمق میں آگ اور مہندی میں لالی رہتی ہے۔ ویسے ہی آتم دیو بھی تمھارے اندر رہتے ہیں۔ اُس کو کھیں (برہمہ چاری)۔ گرہن (گرہستی)۔ گرہن اور تیاگ (ون پرستی)۔ اور تیاگ کے سادھن سے ساکشات کرو۔ بات مشکل نہیں ہے۔ تنکے کی اوٹ پہاڑ ہے +

(۱۵)۔ اندریوں کے وشے سے۔ من کے مان بڑائی سے۔ اور پرپنچ (سنسار) کے بیوہار سے جو آزاد رہتا ہے وہ سنیاسی ہے۔ اَوروں کو سنیاسی کہنا غلطی میں داخل ہے +

(۱۶)۔ سنیاسی کہیں بھی مرے۔ اُس کو کاشی اور مگھر کا بھرم نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ آشا ترشنا سب تیاگ چکا ہے۔ جب مرنے کا وقت آیا۔ پرم سنت کبیر صاحب کاشی چھوڑ کر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

گھر چلے آئے۔ اور مرتے وقت یہ کلام فرمایا "جو کبیرا کاشی مرے تو رام ہی کون نہورا" +

(۱۷)۔ جو پہلے تین آشرموں سے باقاعدہ نہیں گذرا ہے۔ وہ سچا سنیاسی کبھی نہ ہوگا۔ یوں تو آج کل کمسن لڑکے بھی سنیاسی بنائے جاتے ہیں۔ سنیاس جیسا ہم نے پہلے بتایا ہے۔ آخری مرحلہ اور سنسار کے قفس کھولنے کی جمال گوٹا والی گولی ہے +

(۱۸)۔ ہاں اگر کسی کے فطرت اور طبیعت میں سنیاسی بننے کا شوق ہے۔ تو وہاں یہ اصول نہیں برتا جا سکتا ہے۔ ہر قاعدہ میں مستثنیات ہوتے ہیں +

(۱۹)۔ جو برا بھلا کسی قسم کا کرم نہیں کرتا۔ جو دیوتا کسی کو نہیں پوجتا۔ جو کڑوا میٹھا بچن نہیں بولتا۔ اور نہ کسی کو اچھا۔ اور نہ کسی کو برا سمجھتا ہے۔ اور سونا مٹی جس کی نگاہ میں ایک سی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہی سچا سنیاسی ہے۔ اس نے سچ مچ سب کا تیاگ کر رکھا ہے +

(۲۰)۔ اس کی نظر میں ایسی یکسانیت آگئی ہے۔ کہ نیند اور جاگرت دونوں ایک ہو گئے ہیں +

(۲۱)۔ جس کے ہاتھ میں من۔ بچن۔ کرم کے قابو میں رکھنے کا تر دنڈ (تین لکڑیوں کا ڈنڈا) ہو وہی سنیاسی ہے +

(۲۲)۔ جس دنیا کی نظر سے سنساری جاگتے ہیں۔ سنیاسی اُس کی نظر سے سوتا ہے اور جس پرمارتھ کی نظر سے سنساری سوتے ہیں۔ سنیاسی اُس کی نظر سے جاگتا ہے +

(۲۳)۔ سنیاسی کے کرم بیج دگدھ ہو گئے ہیں۔ اب اُن میں انکھوا نے کی طاقت نہیں رہی ہے +

(۲۴)۔ جس نے سب کچھ ترک کر دیا۔ اب وہ کیا لیگا۔ اور کوئی اُس کو کیا دیگا۔ اُس کے یہاں اب لینے دینے کا سوال ہی نہیں رہا ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۲۵)۔ جس نے ہزاروں قسم کے پاپڑ بیلے۔ تمام آشرموں میں بھٹکتا رہا۔ اور سنیاس لینے پر بھی بہکا ہوا ہے۔ اُس کو سنیاسی کیوں کہتے ہو۔ اُسکے سنیاسی بننے میں ابھی دیر ہے +

(۲۶)۔ نرک کا خوف چھوڑا۔ سورگ کی آس چھوڑی۔ ایشور کا خیال چھوڑا۔ اور اس چھوڑنے کے خیال کو بھی چھوڑ دیا۔ وہ کامل اور سچّا سنیاسی کہلاتا ہے +

(۲۷)۔ دُنیا میں سب سے پہلے سنیاسی رِشبھ دیو جی ہوئے ہیں۔ جو جینیوں کے پہلے تیرتھنکر تھے۔ اُن کا حال پڑھو۔ تب تم کو سنیاس دھرم کی سمجھ آئیگی +

(۲۸)۔ دوسری مثال بُدھ بھگوان نے قایم کی۔ رشبھ دیو اور بُدھ دونوں سورج بنسی کشتری تھے +

(۲۹)۔ سنیاس وشا میں جیوں کے نانا پن کے بھاو کو مِٹ جانا چاہئے +

(۳۰)۔ اگر سنیاسی سنیاس لینے پر بھی شاستر پڑھکر آتما کے سمجھنے کی اُمید رکھتا ہے۔ تو اُس سے کہو۔ ابھی سنیاس کی منزل تجھ سے بہت دُور ہے +

(۳۱)۔ سنیاس کی ابتدا شاستروں کا آخری مرحلہ ہے۔ مگر کوئی کسی کو سمجھائے بھی تو کیسے سمجھائے۔ سنساری وِدّیاوان تو سنیاس لینے پر بھی بھنگ کی طرح شاستر کو گھوٹتے رہتے ہیں +

اصلیّت

ماگھ

(۱)۔ سردی میں سردی کے وقت ہر شخص کو آگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح جو سنسار کے بندھن کے بندھن سے دُکھی ہیں۔ اُن کو اس سے مُکتی کی خواہش ہوتی ہے +

(۲)۔ جس کو بندھن نہیں ہے۔ یا جو بندھن کو بندھن نہیں سمجھتا۔ اُس کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

واسطے نہ مکتی ہے۔ اور نہ اُس کو مکتی کی صدا اُسنانی ہی ضروری ہے۔ ہر شے خواہشمند کے لئے ہے +

(۳)۔ عام طور پر جو لوگ بغیر اصلیت کے سمجھے ہوئے بندھن سے چھوٹنے اور مکتی کے حاصل کرنے کا حوصلہ کرتے ہیں۔ اُن کو نہ مکتی ہی ملتی ہے۔ اور نہ اُن کے بندھن ہی چھوٹتے ہیں۔ کیونکہ اب تک اُن میں بندھ اور مکتی کی سمجھ ہی نہیں ہے۔ یہہ صرف جھوٹے شوق۔ عجائب پسندی یا تقلید کی وجہہ سے مذہب۔ مذہبی عمل یا مذہبی فلسفہ کے اِردگرد چکّر لگاتے ہیں +

(۴)۔ لوگ یوگ سیکھنے کے لئے نکلے۔ برسوں اِس کام میں گذارے مگر یوگ نہیں آیا۔ کیوں؟ کیونکہ اُن کو نہ من کے اصلی چنچلتا کا علم تھا۔ اور نہ دُکھ تھا پھر فائدہ کیا ہوتا؟

(۵)۔ "دوڑت دوڑت دوڑیا جہاں لگ من کی دَوڑ + دوڑ تھکے من تھر بھیا وستو ٹھور کی ٹھور" (کبیر صاحب) +

(۶)۔ جو ایشور پر سچّا بھروسہ کرتا ہے۔ اُس کے دل کی مُراد بر آئے ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ بشرطیکہ مُراد کی احساس دِل میں پیدا ہو گئی ہو +

(۷)۔ خیال میں بہت بڑی طاقت ہے۔ خیال میں ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں۔ یہہ چلکر اپنے ہاتھوں سے مقصد کی چیز کو پکڑ لاتے ہیں +

(۸)۔ یوگ۔ جپ۔ تپ۔ گیان۔ دھیان۔ غرضیکہ جو چیز ہے۔ سب خیال کی مشّاقی۔ یکسوئی۔ اور اتحاد کی ترکیبیں ہیں۔ جو اس ایک بات کو سمجھ گیا۔ اُس کے واسطے کوئی کام مُشکل نہیں ہے۔ اور جو اِس کو نہیں سمجھتا۔ وہ برابر بھرمتا رہیگا +

(۹)۔ یہی من ہم کو غریب بناتا ہے۔ اور یہی دولتمند کرتا ہے۔ جیسا خیال من میں آگیا۔ آدمی ویسا ہی بن گیا +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۱۰) - حیوان - انسان - درخت - ندی - نالے یہ سب خیال کی صورتیں ہیں - خیال عجیب وغریب چیز ہے - بلکہ سچی بات تو یوں ہے - کہ جو کچھ ہے - وہ خیال ہی ہے +

(۱۱) - ایک ہی خیال ایک ہی وقت میں ہزاروں - لاکھوں اور بے شمار صورتیں اختیار کر لیتا ہے - یہ سنسار آخر کیا ہے! یہ بھی تو ایک ہی خیال کی حرکت کا تماشہ ہے اور دیکھو اس میں کس قدر نظارے نظر آرہے ہیں +

(۱۲) - جب کوئی شخص متعدد خیالات کو دل دیتا ہے - تو اُس کو پریشانی اور حیرانی نصیب ہوتی ہے - اور جب وہ صرف ایک خیال کا ہوتا ہے - تو شادی اور شادمانی ملتی ہے +

(۱۳) - مگر اِن دونوں سے بہتر وہ ہے جس کو نہ ایک کی ہوس ہے اور نہ انیک کا وہم ہے +

(۱۴) - ایک اور انیک دونوں خیال کے اندر رہتے ہیں - اور جب ان کے جھگڑے چھوٹ جاتے ہیں - اور ایک دو میں سے کوئی نہیں رہتا - تو اُسی کو ذات واجب الوجود - ذات برحق - ذات مطلق - سروپ اور آتما کہتے ہیں +

(۱۵) - ہندو تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو مانتے ہیں - دوسرے مذہب والے ان کو نادان کہتے ہیں - لیکن ان کو یہ خبر ہی نہیں ہے - کہ یہ کروڑوں لوگوں کے ارپوں کو پوجتے ہیں - اور ناحق اپنی توحید کی ڈینگ مارا کرتے ہیں +

(۱۶) - جو شخص یہ کہتا ہے - کہ خدا ایک ہے - تو اُس سے پوچھنا چاہیے - کہ خدا اگر ایک تھا - تو دوسرا مشرک اُس کا شریک کیسے ہو گیا! یہاں تو بالعوض ایک کے تین نظر آرہے ہیں ہم - تم اور وہ +

(۱۷) - اصلیت نہ موحد کی سمجھ میں آتی ہے نہ غیر موحد کی - دونوں ایک جیسے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہیں ۔ یہی باہمی لڑائی جھگڑے کا سبب ہے +

(۱۸) ۔ ایک شخص خدا کا قایل ہوتا ہوا شیطان کی ہستی ۔ اور رسول اور نبیوں کے ایمان کا اقرار کر رہا ہے ۔ دوسرا برہمہ کو ایک بتاتا ہوا دیوی دیوتاؤں کے نام لیتا ہے ۔ اب تم خود ہی سمجھو ۔ ان میں سے کون موحد ہیں اور کون غیر موحد !

(۱۹) ۔ بات یوں ہے ۔ کسی کے دل میں اب تک اصلیت کے جاننے کا خیال نہیں آیا ہے ۔ اس وجہ سے بے ٹھور ٹھکانے باتیں ہو رہی ہیں ۔ جب وہ وقت آجائے گا ۔ اُس وقت ان کی زبان خود بخود بند ہو جائے گی +

(۲۰) ۔ جو شخص یہ کہتا ہے ۔ کہ ہمارا مذہب سچا اور دوسروں کا جھوٹا ہے ۔ وہ مثل اُس نادان طالب علم کے ہے ۔ جو اپنے مدرسہ کو سچا ۔ اور دوسرے کو جھوٹا کہا کرتا ہے +

(۲۱) ۔ اگر نجات کوئی چیز ہے ۔ اور وہ اصلیت رکھتی ہے ۔ تو پھر سب سے چھٹکارا پانا چاہیئے ۔ اگر ایک سے چھوٹے اور دوسرے سے تعلق رکھا ۔ تو پھر نجات تو نہیں ہوئی +

(۲۲) ۔ سچے نجات یافتہ کو مذہب اور مذہب کے مقصد سے بھی کوئی تعلق نہیں رہتا ۔ کیونکہ جو منزل مقصود پر پہنچ گیا ۔ اب وہ خواہ مخواہ ناحق کیوں راستوں کی ماپ کرنے لگا ہے +

(۲۳) ۔ جہاں مذہبی بحث مباحثے ہوتے ہیں ۔ وہاں ہم کبھی نہیں جاتے ۔ کیونکہ یہہ بچپن ہی سے ہمارے ذہن نشین ہو گیا ہے ۔ کہ بحث مباحثے تفرقوں کی جڑ ہیں ۔ فریقین تفرقات پسند ہو کر صرف عقلی اور علمی طاقتیں دکھانے آتے ہیں ۔ اس کے سوا اُن کا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا ۔ اور دونوں ہی اپنے پکش کے مضبوط کرنے کا پختہ خیال کر لیتے ہیں +

(۲۴) ۔ ہم یہہ نہیں سمجھتے ۔ کہ ہم کو اس قدر ایشور اور برہمہ کے جھگڑوں میں پڑنے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یا اُن کے صحیح یا غلط ثابت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے یا ہم ہیں - اور اس لئے برہمہ اور ایشوَر بھی ہے - کیا یہ دلیل اِس کے سمجھنے سمجھانے کے لئے کافی نہیں ہے ؟

(۲۵) - بالعوض دوسروں کے سکھانے یا ان کی بابت سیکھنے کے اگر ہم اپنی بابت سیکھتے تو شاید بہت اچھا ہوتا - ایشوَر کا علم ہماری اپنی ذات کے علم کے اندر شامل ہے +

(۲۶) - ہم ایشوَر ہیں ہیں - یا ایشوَر ہم میں ہے یہ قابل غور سوال ہے - ایشوَر ہم میں ہے - کیونکہ اُس کے اوصاف - اور ہستی کے خیالات سب ہمارے اپنے اندر سے نکلتے ہیں - رہا دوسرا سوال کہ ہم ایشوَر ہیں ہیں - اس کا جواب ہم مذہبی دوراندیشوں کے حوالہ کرتے ہیں +

(۲۷) - ہم جب چاہتے ہیں شانت ہو رہتے ہیں - اور جب چاہتے ہیں اشانت بن جاتے ہیں - یہ ہمارا روزانہ عمل ہے - کیا اس سے ہمارے اندر شانتی اور اشانتی کے امکان کا تصوّر نہیں ہوتا +

(۲۸) - آج تک سوا رگمراہوں کے اور کسی نے بھی نہیں ہدایت کی - کہ ایشوَر کو اور جگہ تلاش کرو - نادان مندر، مسجد - پوتھی کتاب اور رسم و رواج میں پھنساتے - اور عقلا اپنے دل کے اندر اُس کے درشن کرنے کی ہدایت کرتے ہیں - اِن میں تم کس کو سچّا سمجھتے ہو ؟

(۲۹) - تلاش کرتے کرتے جب تھک جاؤ گے تب جو شے ملیگی وہ اپنا آپا ہی ہوگا - یہ صحیح اور سچّی بات ہے - مگر اسکے سمجھنے میں برسوں لگ جاتے ہیں +

(۳۰) - کسی سمجھ دار نے آج تک یہ نہیں کہا - کہ ایشوَر ہم سے جُدا ہے یا ہم ایشوَر سے جُدا ہیں - بس یہ سوچنا چاہیے کہ ہم خود اصل میں کہاں ہیں !

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اصلیت پرستی

پھاگن

(۱) - بلا ضرورت جو جلدی کرتے ہیں - اُن کا کام دیر میں بنتا ہے - اور جو ضرورتاً دیر کرتے ہیں اُن کا کام جلد ہو جاتا ہے +

(۲) - یہہ سنسار یوں ہی نہیں ہے - یہہ کسی سنکلپ اور کسی کے سنکلپ کا نتیجہ ہے - مانا کہ یہہ سنکلپ بطور خود اپنی ہستی نہیں رکھتا - مگر جو چکر چل گیا ہے - وہ تو اُس وقت تک چین نہ لیگا - جب تک اپنی گردش کو پورا نہ کر لیگا - تب پھر بیچ میں اُس کو کون روک سکتا ہے +

(۳) - وہ سنکلپ سب پر مقدم ہے - باقی اور سب جیو جنتو - آدمی دیوتا - اُسی کے ماتحت ہیں - اور اُسی میں گتھے ہوئے ہیں وہ اپنا کام کر رہا ہے - اور جو سنکلپ کی صورتیں اُس میں پروئی ہوئی اُس کی موافقت کا دم بھرتی ہیں وہ جلدی یا دیری کی پرواہ نہیں کرتیں +

(۴) - یہہ سچ ہے - یہہ سنکلپ کی مورتیں اُس زبردست سنکلپ سے جدا نہیں ہیں - یہہ بھی وہی ہیں - مگر جو قاعدہ چلا ہوا ہے چلا ہوا ہے +

(۵) - وہ سنکلپ گیان ہے - تمام مورتیں گیان سروپ ہی ہیں - مگر گیان نے جو خاص روپ خاص خاص کام کے لیئے دھارن کیا ہے سو وہ تو ہو کر ہی رہیگا +

(۶) - گیان ایک ہے - اور گیان انیک ہے - اور گیان دونوں سے پرے ہے - اس کا سمجھنا انسان کے اپنے پہلوے نگاہ پر منحصر ہے +

(۷) - دیکھنا - سُننا - چکھنا - چھونا - سونگھنا - یہہ بیوہار کے گیان ہیں - جو من یعنی چھٹویں اندری کے ماتحت اور اُسی میں پروئے ہوئے ہیں - من تو ایک ہے - مگر یہہ اُس کے مختلف روپ ہوتے ہوئے انیک ہیں +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۸)۔ پہلے یہہ من تھا۔ اُس میں نتن کرنے سے شبد پیدا ہوا۔ جو آکاش بنا۔ پھر سپرش ہوا۔ جس سے وایو پیدا ہوا۔ پھر رُوپ ہوا۔ جس سے اگنی کا ظہور ہوا۔ پھر رس ہوا۔ جس سے پانی کی دھار بہہ نکلی۔ اور پھر اُسی سے گندھ ہوا۔ جس کی ستھول صورت یہہ پرتھوی ہے +

(۹)۔ جب تم کسی رس کا منن کرتے ہو۔ تو مُنہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اور اُس کی دھار جاری ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پنچ ماترا۔ پنچ تن ماترا کے پنچ مہا بھوت اور اُن کے گرہن کرنے کی پانچ اندریاں بنیں۔ یہہ سب کے سب گیان ہیں۔ اور گیان سن کے تابع ہیں +

(۱۰) سگیان کا ہر کام با قاعدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بُدھی تتو ہر جگہہ ہے۔ رچنا میں کہیں بھی تم کو بے قاعدگی نہ نظر آئے گی +

(۱۱)۔ اور جب بے قاعدگی نہیں ہے۔ تو پھر تم کرم۔ قاعدہ۔ قانون۔ اور اصول کی دُنیا میں رہکر کیوں جلد یا دیر کی بے قاعدگی کرنا چاہتے ہو؟ صبر کرو۔ جو تم چاہتے ہو وہی ہو گا۔ کیونکہ تمھاری خواہش خود اُس کے ہونے کی دلیل ہے۔ اور اگر خواہ مخواہ جلد یا اضطرابی کرتے ہو۔ (تو تاوقتیکہ یہہ اضطراب خود اُس سنکلپ میں شامل نہ ہو) تم کو ناحق بے چینی ہو گی +

(۱۲)۔ تم کیا چاہتے ہو؟ اصلیت کا ساکشاتکار کرنا۔ یہی یا اور کچھ؟ اِس کا ساکشاتکار تو تم کو خود ہی ہو رہا ہے۔ وہ تم سے جُدا نہیں ہے۔ مگر غلط خیال کی وجہ سے تم کسی اور اُدھیڑ بُن میں رہتے ہو۔ اس لئے وہ چھُپ جاتا ہے۔ اور ساکشاتکار پر پردہ پڑ جاتا ہے +

(۱۳)۔ "گھٹ میں ہے سُوجھت نہیں لعنت ایسے زند + نانک اس سنسار کو ہوا موتیا بند" (گورو نانک صاحب) +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۱۴) ۔ایک شے ہے۔ جو نظر کے سامنے ہے۔ نظر میں ہے۔ اور ناظر میں بھی ہے۔ مگر من کے ڈانواں ڈول ہو جانے سے دکھائی نہیں دیتی۔ من جب یکسوئی کی اصلی حالت میں آئے تب تو خبر پڑے +

(۱۵) ۔جوگ۔ جپ۔ تپ۔ گیان وچار۔ پوجا پاٹ وغیرہ سب اسی ٹیڑھے من کے سیدھے کرنے کی تدبیریں ہیں۔ باقی جو شے ہے وہ ہر وقت ہے۔ بلکہ جب وقت بھی نہیں رہتا۔ تب بھی وہ ہے +

(۱۶) ۔ "جیہی کارن بھوئیں بہُو پھرے گھومے دیس بدیس + پیا ملن جب ہوئیاں آنگن بھیا بدیس" (کبیر صاحب) +

(۱۷) ۔لڑکا بغل میں اور شہر میں ڈھنڈھورا۔ یہہ سب کا حال ہو رہا ہے +

(۱۸) ۔جو لوگ یہہ کہتے ہیں۔ کہ مُکتی سب کے لئے ہے۔ وہ سخت غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ یوُں کہنا چاہیئے تھا۔ کہ مُکتی صرف بندھن والوں کے لئے ہے +

(۱۹) ۔جس کو جس شے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُسی کے لئے وہ شے قدرت میں ہوتی ہے۔ نہ دوسروں کو اُس سے کام ہے اور نہ اُس کو دوسروں سے کام ہے +

(۲۰) ۔قدرت نام ہے ممکنات کا۔ جس میں ہر ایک شئے کا امکان ہو اُس کو قدرت کہتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس رچنا میں بندھن مُکتی۔ موت زندگی۔ بُرا بھلا سب کچھ ہی ہے +

(۲۱) ۔جو اصلیت پرست نہیں ہیں۔ اور اصلیت کو نہیں جانتے۔ اُن کا دعوے ہے۔ کہ ایشور سرو شکتیمان ہوتا ہوا بھی اپنے جیسا دوسرا نہیں بنا سکتا۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مگر وہ ایشور ہی تھا جس نے کہا تھا۔ ایکو ہم بہو سّامی۔ (میں ایک سے انیک ہو جاؤں) ایک کو کون کہے۔ ایشور نے بے شمار خلقت آپ جیسی پیدا کر لی۔ کیونکہ جس کو ہم گیان کہتے ہیں اُس میں ہر بات کا امکان ہے +

(۲۲)۔ غیر اصلیت پرست کہتے ہیں۔ سرشٹی موت کی وادی ہے۔ یہاں کوئی شخص دائمی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہہ بھی بالکل غلط دعوے ہے۔ پُوران مارکنڈے اور بھُشنڈی جیسے چرنجیوں کی مثال پیش کرتے ہیں۔ لیکن اگر اس کو بھی نہ مانا جائے تو ایشور تو ہمیشہ زندہ رہنے والا وجود ہے۔ جب ایشور نہیں مرتا تو پھر ہم کیسے مرینگے!

(۲۳)۔ غیر اصلیت پرست کہتے ہیں۔ کہ ایشور کے جگت سے کوئی باہر نہیں جا سکتا۔ مگر ہم صاف دیکھ رہے ہیں۔ کہ جیو کا جگت ایشور کے جگت سے بالکل جدا اور نیارا ہے۔ جہاں جیو پتا ہے۔ وہاں ایشور پتا نہیں ہے۔ اور جہاں ایشور پتا ہے وہاں جیو پتا نہیں ہے +

(۲۴)۔ جب من میں بھرانتی آجاتی ہے۔ تو موٹی موٹی باتیں بھی سمجھ میں نہیں آتیں۔ لطیف اور باریک نکتوں کو کون کہے!

(۲۵)۔ جسم میں جتنے اندریاں ہیں سبھی گیان والی ہیں۔ مگر ان کو نہ مُکتی سے غرض ہے نہ بندھن سے۔ مُکتی اور بندھن سے صرف من کو کام رہتا ہے۔ اور وہی ایسے گورکھ دھندوں میں پھنسا رہتا ہے۔ اسی طرح اور جیو جنتو جن میں من کی پھرتا بھرانتی کے ساتھ نہیں ہے۔ اُن کو نہ مُکتی سے غرض ہے نہ بندھن سے۔ آدمی کا من بہت چنچل ہو گیا ہے۔ وہ بندھن کو محسوس کر رہا ہے اس لئے نجات کے راہ کی تلاش صرف اُسی کو ہے +

(۲۶)۔ گنوں کے تاگوں کے لپیٹ میں پھنسنا بندھن ہے۔ اچھائی برائی اور اچھائی برائی کی ملی جُلی حالت۔ یہہ تینوں بندھن ہیں۔ اِن کی جڑ کاٹ دو۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور تم مکت ہو +

(۲۷)۔ ہولی میں لوگ صبح کے وقت آگ جلا کر دولہنڈی کھیلتے ہیں۔ دھول اور مٹی سے کھیلنا دولہنڈی ہے۔ دوپہر کو عبیر گلال وغیرہ کے رنگ سے کھیلتے ہیں تیسرے پہر نہا دھو کر سفید کپڑے پہن کر یار آشناؤں سے گلے ملتے ہیں)۔ تم بھی ایسا ہی کرو۔ صبح تموگن کے راکھ کی۔ دوپہر رجوگن کے رنگ کی۔ اور تیسرے پہر ستوگن کے صفائی کی ہولی کھیلو۔ اور جب یہ کھیل کھیل چکو۔ وصال۔ ساکشا تکار۔ اور اصلیت کے گلے ملو +

(۲۸)۔ "ہل مل کھیلوں شبد میں انتر رہی نہ ریکھ + سمجھے کا مت ایک ہے کیا پنڈت کیا شیخ" (کبیر صاحب) +

(۲۹)۔ "ہم باسی اس دیس کے جہاں بارہ ماس بلاس + کنول کھلے امرت جھرے تیج پنج پرکاش" (کبیر صاحب) +

(۳۰)۔ "دھجا پھڑکے سن میں باجے انہد تور + تکیہ ہے میدان میں پہنچیگا کوئی سور" (کبیر صاحب) +

(۳۱)۔ "گن اندری سہجے گئے ستگور کری سہائے + گھٹ میں نام پرگٹ بھیا بک بک مرے بلائے" (کبیر صاحب) +

متفرقات

(۱)۔ خالی گھڑا شور مچایا کرتا ہے۔ جس کو ساکشاتکار نہیں ہے۔ وہی شاستراتھ کے لئے للکارتا اور لڑنے کے لئے آستین سنبھالتا رہتا ہے + | ماہماس |

(۲) – جو جیسا ہے اور جس نے اپنی نگاہ جیسی بنالی ہے – اُس کو یہ جگت ویسا ہی بھاسنے لگتا ہے +

(۳) – یہاں نہ نیکی ہے نہ بدی – مگر نیک نیکی دیکھتے ہیں اور بدکار بدی – "نیکی نیک را و بدی بدرا" +

(۴) – جو جس خیال کو پختہ کرتا ہے – اُس کا انجام ویسا ہی ہوتا ہے +

(۵) – جہاں دونوں انتہائی حدیں ملتی ہیں – سچائی کا وہاں ہی پتہ ملتا ہے – اسی وجہ سے سندھیا کے وقت بھجن کرنے کی تاکید ہے +

(۶) – گیانیوں کو انسان – حیوان اور نباتات سب میں ایشور نظر آتا ہے – اگیانی اگر ایشور کو بھی دیکھ لے – تو اُس کی ذات میں بھی اُس کو اگیان کا بھرم ہو +

(۷) – ایک آگ لکڑی میں رہتی ہے – دوسری لکڑی کو جلاتی ہے – اسی طرح نرگن اور سگن رُوپ کا حال ہے +

(۸) – گیان یوں تو سرو دیاپک اور محیط ہے – مگر کبھی کبھی مُورکھ میں وہ زیادہ پرگٹ ہوتا ہے – اور پوتھی والے پنڈت اُس سے خالی نظر آتے ہیں +

(۹) – آتما کا ملنا پوتھی – کتاب – وید – اور قرآن کے ماتحت نہیں ہے – وہ ان سب سے پرے کی چیز ہے +

(۱۰) – آسمانی کتابوں پر ایمان لانے والوں کے ایمان کا پتہ نہیں رہتا – لیکن جو اُن کی مطلق پرواہ نہیں کرتے – اُن میں اکثر سچے ایمان کا نور جھلکتا ہُوا دیکھا جاتا ہے +

(۱۱) – پڑھے لکھے آدمیوں کا ایشور حرف اور لفظوں کا بنا ہُوا ہے – اُسی کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف پر ان کا بچار رہتا ہے – وہ اُس ایشور کو نہیں جانتے – جہاں من – بانی – اکشر اور شبد کی بھی پہنچ نہیں ہے +

(۱۲) – "سُرت سُندری ٹہل کماوے شبد بھرے جہاں پانی + گورو ترپ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سادھ کی سنگت نانک سوگھرجانی" (گورو نانک صاحب) +

(۱۳) ۔ ۵" نام بنا بیکام ہیں چھپن بھوگ ولاس
کیا سنگھاسن بیٹھنا کیا، ویکنٹھ نواس"

(۱۴) ۔ ۵" جوبن آدے سہج میں سوئی میٹھا جان
کڑوا لاگے نیم سا جا میں اینچا تان"

(۱۵) ۔ ۵" گریئے پربت شیکھر سے پڑیئے دھرن منجھار
مورکھ متر نہ کیجیئے بوڑیے کالی دھار"

(۱۶) ۔ ۵" ہردے ماہیں آرسی مکھ نہیں دیکھا جائے
مکھ تو جب ہی دیکھئے جو من کی دبدھا جائے"

(۱۷) ۔ ۵" ایک اچنبھا دیکھیا ہیرا ہاٹ بکائے
پرکھن ہارا باہرا کوڑی بدلے جائے"

(۱۸) ۔ ۵" ہیرا گورو کا شبد ہے ہردے بھیتر دیکھ
باہر بھیتر بھر رہا ایسا اگم ایک"

(۱۹) ۔ ۵" بھیدی جانے سرب گن ان بھیدی کیا جان
کے جانے گورو پارکھی ۔ کے جن لاگا بان"

(۲۰) ۔ ۵" جا کے من وشواس ہے سدا گورو ہے سنگ
کوٹ کال جھکجھورئے تو نہ ہو من بھنگ"

(۲۱) ۔ ۵" لکھن ہار نے لکھ لیا جا کو ہے گورو گیان
سرت شبد کے انترے الکھ پرش نربان" (پریم سنت کبیر صاحب)

(۲۲) ۔ ۵" من بتھر کر جانیں نہیں ۔ برہم کہیں گو ہرائے
چوراسی کے پھند میں پھیر پڑیں گے آئے

جولائی سنہ ۱۹۱۷ء

(۲۳) — "چار اٹھارہ نو پڑھے کھٹ پڑھ کھویا مول
سُرت شبد چینہے بنا جیوں پنچھی چنڈ ول"

(۲۴) — "تُلسی میں کو سوتے بہجے وبن گتی سوے
گورو نوے جو ششیہ کو سادھ کہاوے سوے

(۲۵) — "بڑے بڑائی پاے کر روم روم ہنکار
سُنگور کے پرچے بنا چاروں برن چمار"

(۲۶) — "لکڑی اُترے تار سے پُن گہ پکڑے تار
جا کا جا سنگ من رما پہونچت لگے نہ بار"

(۲۷) — "تُلسی ایسی پریت کر جیسے چندر چکور
چونچ جھکی گردن گلی چتوت واہی اور"

(۲۸) — "تُلسی یا سنسار میں پانچ رتن ہیں سار
سادھ سنگ۔ سُتگور شرن۔ دیا۔ دھرم۔ اُپکار"

(۲۹) — "کوئی تو تن من دُکھی کوئی چت اُداس
ایک ایک دُکھ سبن کو سُکھی سنت کا داس" (پرم پُرش تُلسی صاحب)

(۳۰) — "نانک دُکھیا سب سنسار
جو سُکھیا سو نام آدھار" (گورو نانک صاحب)

وگیان پچنابن سماپت

جولائی ۱۹۱۶ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہندو فلسفہ کے دلچسپ و دلآویز سلسلہ کا نمبر ۲۶

شری وگیان بودھاین

مہابھی نشکرمن

مقدس مآب مہاپربھو سدھارتھ گوتم بدھ کے پوتر اور منورنجن چرتر
جو ہندوؤں کے نویں اوتار اور بودھوں کے پچیسویں بدھ تھے

بدھم شرنم گچھامی
دھرمم شرنم گچھامی
سنگھم شرنم گچھامی

از

تصنیف لطیف بابو شیوبرت لال ورمن - ایم - اے
ایڈیٹر وگیانی لاہور

مطبوعہ راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور

جولائی ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

فہرست مضامین وگیان بودھاین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
منگلاچرن، بجند نا۔ اور پرارتھنا . .	۷۱	بدھ اناتم وادی نہیں تھے	۹۵
ارپن پتر	۷۵	نروان معدومیت نہیں ہے	۹۷
ہدایت	۷۶	معلّم کی خوبی	۹۷
دیباچہ	۷۷	غلط فہمیاں	۹۸
بدھ کی اُتپتی	۷۷	پورانوں کی نسبت التماس	۹۹
بُدھ اوتار	۷۷	حقیقت کی داستانیں	۱۰۰
بودھوں کی تعداد	۷۹	پورانوں کے مضامین ہمیشہ نئے رہتے ہیں	۱۰۰
بُدھ دھرم کا زوال	۸۰	پورانوں میں سرشٹی کا بیان	۱۰۱
دھرم میں تبدیلی	۸۱	پورانوں میں انسان کی بزرگی	۱۰۲
ہندو بدھ دھرم کے مخالف نہیں . .	۸۳	بُدھ کا جنم دواپر میں ہوا ہے	۱۰۵
بدھ بھگوان کی مہا شانت مت کی کتابوں میں	۸۶	بُدھ کے حالات	۱۰۵
" " اور کتابوں میں . .	۸۷	**(۱)۔ بال کانڈ**	
ہر اوتار کی خصوصیت	۸۸	پہلا سرگ۔ سدھارتھ کی پیدائش . . .	۱۰۷
بُدھ مکمل اوتار	۹۰	دوسرا سرگ۔ اسِت رشی کا آگمن اور مایا کی موت	۱۱۴
بُدھ ناستک نہیں تھے	۹۱	تیسرا سرگ۔ بچپن تعلیم اور پہلا جنم کو سنتی ...	۱۱۷
سگن اور نرگن	۹۲	چوتھا سرگ۔ زندگی کے ... کا پہلا تجربہ	۱۲۳
ایشور کی نسبت خیال	۹۳	پانچواں سرگ۔ بیاہ کے متعلق مشورہ	۱۲۸
بُدھ اور شاستر	۹۳	چھٹا سرگ۔ عشق اور من کے کاروبار	۱۳۰

جولائی ۱۹۱۲ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مضمون	صفحہ
ساتواں سرگ۔ فن پہیکری میں تمان اور شادی	۱۳۳
(۲) ویراگ کانڈ	
پہلا سرگ۔ شادی اور شادی کے بعد کے حالات	۱۳۹
دوسرا سرگ۔ ویراگ کا نشوونما ...	۱۴۱
تیسرا سرگ۔ یشودھرا کا خواب ...	۱۴۶
چوتھا سرگ۔ زندگی کا پہلا عبرتناک نظارہ	۱۴۹
پانچواں سرگ۔ ״ ״ دوسرا ״ ״	۱۵۲
چھٹا سرگ۔ روحانیت کی جھلکتی ہوئی تصویر	۱۵۹
ساتواں سرگ۔ مایا کا نیا پھنسانیوالا رشتہ	۱۶۳
(۳) مہابھی نشکرمن کانڈ	
پہلا سرگ۔ گھر سے باہر نکل جانا ...	۱۷۰
دوسرا سرگ۔ گمشدہ کی تلاش اور راجہ کا صبر	۱۷۶
تیسرا سرگ۔ راج گرہ کے قیام کے حالات	۱۸۰
چوتھا سرگ۔ بیرہانوں کی حمایت اور وکالت	۱۸۵
پانچواں سرگ۔ کرشنا گوتمی کو اُپدیش ...	۱۹۰
چھٹا سرگ۔ راجہ بمبسار سے بات چیت	۱۹۴
ساتواں سرگ۔ مختلف آچاریوں کے ساتھ خیالات کا تبادلہ	۱۹۹
(۴) نروان کانڈ	
پہلا سرگ۔ اُرو ویلو میں تپ ...	۲۰۲
دوسرا سرگ۔ گانے بجانیوالی عورتوں سے سبق	۲۰۷
تیسرا سرگ۔ سوجاتا کی بھینٹ ...	۲۰۹
چوتھا سرگ۔ مار بدکردار ...	۲۱۵
پانچواں سرگ۔ نروان ...	۲۲۲
چھٹا سرگ۔ نروان کی خوشی ...	۲۲۸
ساتواں سرگ۔ نروان کے بعد سات ہفتے	۲۳۱
(۵) دھرم چکر پرورتن کانڈ	
پہلا سرگ۔ برہما کی درخواست ...	۲۳۴
دوسرا سرگ۔ اپاک کی بے التفاتی ...	۲۳۸
تیسرا سرگ۔ کاشی میں دھرم چکر پرورتن	۲۴۰
چوتھا سرگ۔ دھرم چکر پرورتن در سلسل	۲۴۶
پانچواں سرگ۔ یش اور اُسکے دوستوں کا سنگھ میں شریک ہونا ...	۲۴۹
چھٹا سرگ۔ بھکشوؤں کا پرچار کیلئے باہر بھیجا جانا	۲۵۴
ساتواں سرگ۔ تینوں کشیپ دھرم میں دیکشت ہوتے ہیں	۲۵۷
آٹھواں سرگ۔ راج گرہ میں پرچار اور اُپدیش	۲۶۱
نواں سرگ۔ راج گرہ میں ہلچل ...	۲۶۶
دسواں سرگ۔ اناتھ پنڈک اور اُس کے ساتھ بات چیت ...	۲۶۸
گیارھواں سرگ۔ اناتھ پنڈک کے ساتھ مزید سوال و جواب ...	۲۷۰

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مضمون	صفحہ
(۶) کپل وستو کانڈ	
پہلا سرگ ۔ گم شدہ کے ملنے کی خوشخبری	۲۷۴
دوسرا سرگ ۔ سواروں کا دینوبن میں پہنچنا	۲۸۱
تیسرا سرگ ۔ باپ بیٹے کا ملاپ ۔۔۔۔	۲۸۳
چوتھا سرگ ۔ بُدھ کی نسل ۔۔۔۔۔	۲۸۷
پانچواں سرگ ۔ یشودھرا ۔۔۔۔۔	۲۹۰
چھٹا سرگ ۔ راج بھون میں اُپدیش ۔۔	۲۹۴
ساتواں سرگ ۔ ؍؍ ؍؍ مسلسل	۳۰۰
آٹھواں سرگ ۔ راہل کا سنگھ میں شامل ہونا	۳۰۸
(۷) دھرم پرچار کانڈ	
پہلا سرگ ۔ شراوستی ۔۔۔۔۔۔۔	۳۱۰
دوسرا سرگ ۔ راج گرہ ۔۔۔۔۔۔۔	۳۱۴
تیسرا سرگ ۔ مہاون ۔۔۔۔۔۔	۳۱۷
چوتھا سرگ ۔ شدھودن کی وفات اور سنگھ میں عورتوں کی شرکت ۔۔۔	۳۱۹
پانچواں سرگ ۔ عورتوں کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایت ۔۔۔۔۔	۳۲۱
چھٹا سرگ ۔ کرامات کی ممانعت ۔۔	۳۲۳
ساتواں سرگ ۔ سنگھ میں نااتفاقی اور اتفاق	۳۲۵
آٹھواں سرگ ۔ مختلف مقامات میں دورہ	۳۳۰
(۸) درشن کانڈ	
پہلا سرگ ۔ نیستی اور ہستی ۔۔۔۔۔	۳۳۸
دوسرا سرگ ۔ ہستی کا مسئلہ ۔۔۔۔	۳۴۲
تیسرا سرگ ۔ نروان اور آتما ۔۔۔۔	۳۴۴
چوتھا سرگ ۔ ایک قومیت ۔۔۔	۳۵۲
پانچواں سرگ ۔ وحدت (ایک جسم) اور انیکتا (کثرت) ہر ایک مقصد	۳۵۳
چھٹا سرگ ۔ دھیان کی طاقت ۔۔۔	۳۵۶
ساتواں سرگ ۔ تپ ریاضت کی غلط فہمی	۳۵۹
آٹھواں سرگ ۔ دھرم پد ۔۔۔۔۔	۳۶۲
(۹) پری نروان کانڈ	
پہلا سرگ ۔ گرو دھ شکھو پر آخری اُپدیش	۳۶۵
دوسرا سرگ ۔ بُدھ کا ظرافت کے گھر بھکشا پانا	۳۶۷
تیسرا سرگ ۔ بُدھ اپنی موت کی خبر دیتے ہیں ۔۔۔۔۔۔	۳۷۰
چوتھا سرگ ۔ بیماری کی ترقی ۔۔۔	۳۷۴
پانچواں سرگ ۔ آخری وقت کی دردمند باتیں	۳۷۹
چھٹا سرگ ۔ سوبھدر کے ساتھ بات چیت	۳۸۰
ساتواں سرگ ۔ بُدھ کی وفات ۔۔۔	۳۸۶

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رادھا سوامی دیال کی دیا رادھا سوامی سہائے

منگلاچرن ۔ بندنا اور پرارتھنا

(۱)

دوہے

(۱)	گورو کے چرن سروج میں	کوٹ کوٹ ڈنڈوت
	گورو کی دیا اپار سے	چھوٹے بھو کے کھوٹ
(۲)	تین تاپ کے بھنور میں	بوڑے بار مبار
	گورو سمرتھ نے دیا کی	بوڑت لیا نکار
(۳)	گورو سماں داتا نہیں	گورو سماں نہیں دیو
	گورو کی پل پل بندنا	نس دن کیجے سیو
(۴)	گورو اگیا میں چالئے	تن من سیس جھکاے
	کال کرم سے بچن کا	اور نہ کوئی اپاے
(۵)	گورو سے کچھ مانگوں نہیں	مانگوں ان سے ایہہ
	رادھا سوامی دیا کرو	گر چرنن کی کھیہہ

(۲)

شبد

(۱)	گورو کے چرن میں بل بل جاؤں	گورو موہی دین سنبھارا
	گورو کھیوٹیا ۔ شبد ناو دیئی	کوئی چڑھے گورو کا پیارا

جولائی سنہ ۱۹۱۷ء

(۲)	بھوساگر یک اگم پنتھ ہے	سوجھے وار نہ پارا
	کبھی بدھ پار جائے کوئی پرانی	جب گورو دیں نہ سہارا
(۳)	رم جھم کرم مینگھ جھر لایو	پون نہے پوروائی
	رات اندھیری بجلی چمکے	داور شور مچائی
(۴)	راہ نہ سوجھے ڈگر نہ بوجھے	ناو پڑی منجدھارا
	میری لاج تمھیں سوامی ستگورو	تم سب بدھی رکھوارا
(۵)	دین دیال دین ہتکاری	تم دینن کے سہائی
	رادھا سوامی داتا دیا بچارو	دو چرنن شرنائی

(۳)

شبد

(۱)	تین تاپ سے جگت دکھاری	سکھ آنند نہیں پاوے
	گیان یوگ کی گم نہیں واکو	بھرم اگیان بھلاوے
(۲)	منواروں نے متی گتی گائی	متی مایا کی داسی
	بدھی چترتا چھل ارو دھوکے	جم کی گلے رنچ پھاسی
(۳)	بھرم بھرم بھرمے نس باسر	بھرم میں آن بھولانے
	بھرم ہنڈولے جھولے سارے	رشی منی - اور سیانے
(۴)	منش جنم کا سار نہ جانا	رتن واد گنوایا
	جیہی دیکھا سو بھول بھرم میں	پھر پھر بھٹکا کھایا
(۵)	رادھا سوامی سنت روپ جگ آئے	شبد کی ڈگر بتائی
	جو کوئی چرن شرن میں آیا	تاہی لیا اپنائی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۴)

شبد

تُم ہی انتر جامی - تُم چرن سروج نامی

(۱) راہ رکانا گھٹ کا بتایا — کھٹکا ہے کا چھڑایا
ڈُوبت بھَو جل پار لگایا — بھٹکتی بھاو سِکھایا

(۲) تُم گیاتا تُم گیانی پُورے — تُم ہی گیان سروپم
کرونا ساگر سب گُن آگر — دھارا اوبھُت رُوپم

(۳) ستیّہ پُرش ست دھام نواسی — سب کے گھٹ گھٹ باسی
ستیّہ رُوپ ست پد کے داتا — ست چِت آنند راسی

(۴) سُرت شبد کا پنتھ چلایا — مارگ اگم بتایا
سُرت میں شبد۔ شبد میں سُورت — سُرت کا رُوپ دِکھایا

(۵) انہد تُور گاج رہا گھٹ میں — الکھ دھجا پھہرائی
رادھا سوامی چرن شرن ہماری — دُھر پد آن سمائی

(۵)

شبد

(۱) گورو کی دیا بھید سب جانا — گھٹ میں بھان پرکاسا
تِمر مِٹا اگیّان نناسا — سہج ہی بھیا اُجیاسرا

(۲) برہم رام سے گورو پد اُونچا — کوئی کوئی بھید نہ جانے
لکھ لکھ الکھ۔ اگم لکھ پاوے — تب کچھ سادھ پچھانے

جولائی سنہ ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۳) بن گورو مرم نہ پاوے کوئی ۔ پنڈت رشی منی گیانی
یہ تو بھید ملے گھٹ انتر ۔ جب سمجھے گورو بانی

(۴) گورو نے کچھ مجھ سمجھایا ۔ روپ وراہ بتایا
نرسنگھ وامن پد درسایا ۔ رام کرشن لکھوایا

(۵) بدھ متا کا سار سمجھایا ۔ کلکی کی گتی بھاکھی
رادھاسوامی چرن شرن بلہاری ۔ کھل گئی ہئے کی آنکھی

نوٹ۔ (یہ نظمیں دیوالی کی رات کو لکھی گئی تھیں) +

جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رادھا سوامی سہائے

ارپن پتر

پرم پُرش پُورن دھنی حضور رائے سالگرام صاحب بہادر (رادھا سوامی)

کے چرن کمل کی یادگار میں

دین بھاؤ اور نمرتا کے ساتھ۔

سمرپن

بھگتی دان موہی دیجیئے۔ گورُو دیون کے دیو

اور نہیں کچھ چاہیئے۔ نِس دن تیری سیو

داسوں کا داس اور سیوکوں میں سب سے ادھم اور نیچ

شیو

ایڈیٹر وگیانی

سادھو سٹریٹ

لاہور

۱۱۔ مارچ ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہدایت

وگیان بودھاین وگیان کے سلسلہ کی پانچویں کتاب ہے۔ جس طرح وشنو کے اوتار کی اصلی عظمت شری رامچندر جی سے شروع ہو کر بدھ میں مکمل ہوتی ہے۔ اسی طرح وگیان کی تعلیم وگیان رامائن سے ابتدا ہو کر وگیان بودھاین میں ایک طرح پر پوری ہوتی ہے جنھوں نے اس سلسلہ بغور مطالعہ کیا ہے اُن کی رائے ہیں وگیان کرشنایَن سب سے زیادہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے۔ مگر یہ اپنی اپنی رائے ہے۔ ہم اپنی کسی کتاب کو بُرا بھلا نہیں کہتے۔ ہاں صرف اس قدر بیشک عرض کرنے کی جُرأت ہوتی ہے۔ کہ جنھوں نے رامائن پڑھی ہے۔ وہ سب ان کتابوں کا یکے بعد دیگرے مطالعہ کریں۔ تاکہ روحانی تعلیم کے خیالات کے نشوونما کے مدارج اُن کے ذہن نشین ہوتے جائیں۔ جو بات باقی رہ گئی ہے۔ وہ ہم وگیان سنتاین میں معلّے ومقدس حضور مہاراج کی سوانحعمری میں قلمبند کر کے تصوف اور معرفت کے اصل مراد کو پیش کر دیں گے۔ اس کے بعد اب وہی کتاب نذر ہوگی۔ اور وہ گیانی رسالہ کے دو مہینے کے نمبروں کا یکجائی نمونہ ہوگا +

کتاب ہذا کے تیار کرنے میں ہم نے مختلف و متعدد کتابوں سے مدد لیا ہے ان میں سے "لایٹ آف ایشیا" اور "گاسپل آف بُدھ" زیادہ تر ہمارے سامنے رہی ہیں۔ دو ایک کانڈ تو مجبوراً ہم کو "گاسپل" سے نقل کر دینے پڑے ہیں +

اُمید ہے۔ ناظرین اس کو پڑھ کر خوش ہونگے۔ اور لکھنے والے کو دُعاے خیر سے یاد فرما دیں گے +

شیو

دفتر وگیانی سادھو سٹریٹ لاہور
مارچ سنہ ۱۹۱۷ء

جولائی سنہ ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دیباچہ

بُدھ کی استتی

کہاں ہے اُس مشعلِ طریقت کی روشنی جو نروان کے راہ میں بھُولے بھٹکے ہوؤں کو سچّا راستہ دکھاوے! کِدھر ہے وہ فرحت بخش رُوحانی زندگی کا دلفریب نظارہ۔ جو دل و دماغ کو متحرّک کرتا ہُوا منزلِ مقصُود کی طرف خوشی خوشی لے جائے!

بدھ سب کہتے ہیں اس دُنیا میں لاثانی تھے تم
رحمت و لطف و کرم اشفاق کے بانی تھے تم

فقر کو ترجیح دیکر سارا چھوڑا راج پاٹ
قابلِ تخت و حکومت اور جہانبانی تھے تم

کاسہ لے کر ہاتھ میں مثلِ گدا دردر پھرے
جہل کی ظُلمت مٹائی نورِ یزدانی تھے تم

آدمی پر حصر کیا حیواں کے بھی ہمدرد تھے
فخرِ قوم و فخرِ عالم فخرِ انسانی تھے تم

یگیہ شالاؤں کا مذبح خوں سے رنگیں دیکھ کر
دِل میں رحم آیا خلافِ رسمِ قربانی تھے تم

مذہبی تعلیم میں اصلاح کی با ذوق و شوق
ہادیٔ راہِ طریقت اور حقّانی تھے تم

خیر و برکت کی مجسّم صُورت اب کس جا چھُپی
آؤ اپنا دُکھ مِٹاؤ فضلِ ربّانی تھے تم

آؤ آجاؤ کہ انساں مُبتلائے غم ہیں سب
درد سے رنج و الم سے دیدۂ پُرنم ہیں سب

بُدھ اوتار

بُدّھ بھگوان وشنو کے خاص اوتاروں میں سے نوین ہیں جنھوں نے پرگٹ ہو کر خالص سلامت روی اور معصومیت کی پاکانہ زندگی کی اہمیت کی اشاعت کی۔ اور تنگدلی اور تعصّب سے بچ کر تیاگ اور ویراگ کے ذریعہ سچائی سے ہمکنار ہونے سچّے بنّے اور سچائی کے نمونہ بن کر دکھانے اور سچائی کے اصلی مقصد کے تکمیل کرنے کی ہدایت کی۔ دُنیا میں بے شمار رُوحانی معلّم ہوئے ہیں۔ مگر ان میں

جولائی سنہ ۱۹۱۷ء

جو کمال ہے وہ اب تک لامثال نظر آتا ہے۔ اِس قسم کی پُورانی شخصیت کا پتہ تواریخ
سے سوائے اس مخصوص ذات پاک کے اور کہیں نہیں ملتا۔ ہمارے اس کہنے کا یہہ
مطلب نہیں ہے۔ کہ بُدّھ جیسے اور مکمل بزرگ دُنیا میں ظاہر نہیں ہوئے۔ کیونکہ اُس
دعوے کے اُبطال کے لئے۔ خود بُدھ بھگوان کا یہہ کہا ہوا کلام کہ "میں چوبیس بُدھ ہو چکے ہیں
بُدھوں میں پچیسواں آخری بُدھ ہوں" موجود ہے۔ اِس کے سِوا سنتوں کا وجود مُبارک
خود اس کی تردید کرتا ہے۔ ہمارے کہنے کی غرض صرف یہہ ہے۔ کہ جس طرح فلسفہ کے
پیچیدار تانے بانوں سے بچتے اور بچاتے ہوئے اور وقت وقت پر اشاروں سے کام
لیتے ہوئے سِدّھارتھ بھگوان نے دھرم کی تعلیم دی ہے۔ وہ تواریخ کے صفحات
کے بدضاعت اُلٹنے پر بھی کہیں نظر نہیں آتی۔ یہ ایک خصوصیت ہے۔ جو صرف اُن ذات پاک
سے مخصوص پائی جاتی ہے۔ تعلیم بالکل سیدھی سادی۔ نہ کہیں اُس میں بال کی کھال
نکالنے کی ضرورت نظر آتی ہے۔ نہ ہندی کی چندی کرنے کی نوبت آئی ہے۔ اور یہی
سبب ہے کہ چوتھائی صدی کے اندر ہی اندر دُنیا کے اِس عالمگیر طریق نے وہ شاندار
فتح حاصل کی۔ جو اور کسی مذہب کے حصہ میں اب تک نہیں آئی۔ اور پانچ سو برس کے
اندر اندر وہ قریب قریب اُس وقت کی دُنیا میں ہر جگہہ پھیل گیا۔ اور اب تک اُس کے
پیروکاروں کی تعداد (غلط ہو یا صحیح) کُل آبادی کی ایک تہائی بتائی جاتی ہے۔ بعضوں
کی رائے میں بُدھ دھرم کے معتقد اس وقت پچاس کروڑ کے قریب ہیں۔ بعض اِس
سے زیادہ اور کم بھی بتاتے ہیں۔ اُس کا رتبہ دُور دُور تک پھیلا ہؤا ہے۔ ہمالیہ کی بلند ترین
مرتفع چوٹیاں بھوٹان نیپال اور تبت اب تک اُس پر فدا ہیں۔ سمندری علاقوں میں
جزیرہ لنکا خاص طور پر اُس کی تعلیم کا دلدادہ ہے۔ چین میں بُدھ کا نام عزّت اور تعظیم کے
ساتھ لیا جاتا ہے۔ جاپان کا قومی مذہب شنٹو گو اُس کا خاص دھرم بتایا جائے۔
مگر راقم نے اپنے سیر و سیاحت کے زمانہ میں اچھی طرح یقین کر لیا ہے۔ کہ اُس زندہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور جاندار قوم کا اصلی مذہب صرف بدھ دھرم ہی کہا جا سکتا ہے۔ مشرقی جزیرہ نما جو انڈو چائنا کہلاتا ہے۔ اس کا نام لیوا ہے۔ وسط ایشیا۔ سیبریا (مشرقی روس) اور سویڈش لاپلینڈ تک میں وہ پایا جاتا ہے۔ سیام کا ملک بودھ سلطنت کے تابع ہے ہمارے اپنے ملک بھارت ورش سے گو یہ طریق جلا وطن کہا جائے مگر اس کی روح اور اس کی تعلیم کا جوہر اب تک کسی نہ کسی شکل میں ہمارے درمیان بھی موجود ہے۔ نادان ہیں وہ لوگ جو ہندوؤں کو بدھ دھرم کے اثر سے خالی سمجھتے ہیں۔ ان کے جھٹلانے کے لئے صرف اسی ایک بات کا ذہن نشین کرا دینا کافی ہے۔ کہ بدھ ہمارے پورانک دھرم کے نویں اوتار تسلیم کئے جاتے ہیں۔ دور کیوں جاتے ہو۔ ویشنو طریق کے تمام سنپرداؤں اور فرقوں کے طرز عمل کو غائر بین نظر سے دیکھو۔ اور یہ سب ہزار زبان سے عملاً اس کی لطیف تعلیم کے جوہر کا اعلان کرتے ہوئے اس کو جذب کر رہے ہیں یہ سچ ہے کہ یہ بدھ کا نام نہیں لیتے۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے!

> نام نہ لیا تو کیا ہوا۔ جو انتر ہے ہیت
> پتی ورتا پتی کو جیسے۔ کبھوں نام نہیں لیت
>
> پرم سنت کبیر صاحب

اور اس نام نہ لینے کا سبب ہے جو ہم آگے چل کر بیان کریں گے +

بودھوں کی تعداد

الغرض اگر تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر غور کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو اب تک مقدس مآب بدھ دیو کے نام لینے والے دنیا میں سب سے زیادہ ہیں۔ ڈھائی ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذرا جب بدھ نے اپنی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ اور باوجود بوڑھے ہونے کے اب تک یہ شاندار طریق عام انسان کی کشش اور توجہ کا باعث بنا ہوا ہے۔ اور علم و فضل کی ترقی کے ساتھ اس کی عزت بالعوض گھٹنے کے بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اور یہ ترقی امید دلاتی ہے کہ کیا عجب پھر کسی وقت وہ نئی قالب اختیار کر کے پھر دنیا کو فتح کر سکے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بُدھ دھرم کا زوال

بُدھ دھرم پر کئی سو برس کی اشاعت کے بعد زوال آنا شروع ہوا۔ اُس کے مٹھ اور وِہار جلائے گئے۔ اُس کے بھکشو اور معصوم فقیروں کے گلے بیرحموں کی چھریوں سے کاٹے گئے۔ کُتبخانے آگ کے حوالے ہوئے۔ جابجا طور پر اُس کی استیصال اور بیخ کنی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ مگر وہ کچھ ایسا سخت جان ثابت ہو رہا ہے۔ کہ اب تک اپنی ہستی کو نہ صرف قایم کئے ہوئے ہے۔ بلکہ اپنے زیر اثر بے شمار آدمیوں کے رُوحانی تسکین کا باعث بنا ہوا ہے۔ جہاں تک تواریخ پتہ دیتی ہے۔ صرف یہی ایک مذہب ہے جو صُلح کل اور انسان کی عالمگیر اخوت کا جھنڈا بلند کئے ہوئے شانتی۔ پریم۔ اور محبت کے ساتھ آدمیوں کو اُس عَلَم کے شاندار سایہ کے نیچے آکر آرام اور راحت پانے کی دعوتیں دیتا ہوا چلا آرہا ہے۔ صِرف یہی اکیلا دھرم ہے جس کا دامن خُون کے دھبوں سے عجیب طور پر پاک نظر آتا ہے۔ باقی اور کسی مذہب کی اشاعت کی تواریخ مطالعہ کرو۔ وہ خونریزی۔ قتل و جدل۔ اور ہلاکی اور سفاکی کی تواریخ ثابت ہوگی۔ یہ جس طرح ابتدا میں پاک و صاف تھا۔ اُسی طرح ابتک بھی ویسا ہی ہے۔ اور بڑے سے بڑے حاسد اور متعصب سے متعصب نُکتہ چین کو کہیں بھی ایک مثال ایسی نظر نہیں آتی۔ جس میں لڑائی جھگڑے کے سلسلہ میں اس کی اشاعت کا اہتمام مدنظر رکھا گیا ہو۔ بودھ اپنے دھرم پر مر مٹے۔ جانوروں کی طرح بے رحمی اور ظلم کی بیدیوں پر ذبح کئے گئے۔ گاجر اور مولی کی طرح ان کے سر کاٹے گئے۔ مگر کبھی کسی حالت یا کسی موقع پر بھی جان کی حمایت اور دھرم کی حفاظت کے لئے [illegible] ایک متنفس نے بھی انتقام کی تلوار ہاتھ میں نہیں لی۔ گوجرانولہ کی [illegible] ہیں جن [illegible] بھکشو [illegible] کی پاکانہ زندگی بسر کرتے تھے بُری طرح [illegible] گئے۔ تکشِلا کی عالیشان دارالعلوم جس کے دُور دُور تک [illegible] پھیلے ہوئے [illegible] اب تک اپنی قدیم عظمت کی یاد دلا رہے ہیں مسمار [illegible] کر دیا گیا۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پشاور کی مرتفع بینار یں جن کی بنیاد کے نیچے اِس زبردست اور قابلِ تعظیم معلّم کی راکھ (خاک) مدفون تھی ڈھائے گئے - سمرقند - بلخ - بخارا - ترکستان - کشمیر اور دیگر مقامات کے معبد زمین دوز کر دیئے گئے - بودھ اپنی پاک کتابوں کو بغل میں دبا کر تبت کے پناہ دینے والے وادیوں کی طرف چلے گئے - مگر ان میں سے نہ تو کسی نے بت پرستوں اور ظالموں کے مقابلہ میں لڑائی کی - اور نہ اُن کے ساتھ لڑنے کے لیئے کسی زبردست طاقت کا سہارا نہیں تلاش کیا - تن بہ تقدیر تسلیم اور رضا کی راہ پر چلتے ہوئے سکوت اور خاموشی کے ساتھ ایسی جگہ چلے گئے - جہاں انسان کیسی صورت والے درندوں سے امن و امان کی حالت نصیب ہوئی - کیا اِس قسم کی معصومیت اس طرح کی بھلائی - اور اس ڈھنگ کے طور و طریق اور کسی جگہ نظر آتے ہیں! انسان کو اگر اپنی انسانیت پر ناز ہو - تو اس انسانیت کی زبردست شان صرف بنی نوع کی محبت - حد درجہ کی ایثار نفسی اور بے غرضی ہی کو سمجھنی چاہئے - اور یہ تمام باتیں عملی پیرایہ میں بودھوں ہی میں نظر آتی ہیں - بات بنانا - بحث کے میدان میں مدلل تقریروں کا طومار باندھنا اور کج بحثی کرتے رہنا دوسری بات ہے - مگر کر کے دکھا دینا - مذہبی زندگی کی مثال اپنے ذاتی قول فعل اور عمل سے قایم کرنا اور بات ہے - تمام دنیا کے مذاہب چاہے کوئی بھی ہو - ان الزامات سے بری نہیں ہے - ہاں اگر اس کا سہرا کسی کے سر باندھا جا سکتا ہے - تو وہ صرف بدھ دھرم ہے +

دھرم میں تبدیلی

ہم اس بات کو مانتے ہیں - کہ امتداد زمانہ کے اثرات تغیرات اور توہمات نے اس دھرم کی وہ حالت نہیں رہنے دی جو اس سے مخصوص تھی - آج کل ہر جگہ باطل پرستی پھیل گئی ہے - اور چاہے جاپان ہو یا چین - لنکا ہو یا سیام - تمام بودھ ملکوں میں خرابیاں واقع ہو گئی ہیں - لیکن اگر کوئی بات نقص سے خالی اور انسانی کمزوریوں سے پاک ہے - تو وہ صرف بدھ بھگوان کی تعلیم زندگی ہے

اور وہی بُنیاد ہے جس پر اس مذہب کی عالیشان عمارت کھڑی کی گئی تھی - اور باتوں میں چاہے بُدھ فرقوں کے درمیان باہمی اختلافات ہوں - مگر جہاں تک کہ گوتم بُدھ کے سوانحات کا تعلق ہے - سب متفق الرائے ہو کر اعلان کر دیتے ہیں کہ رُوحانیت پاکیزگی - اخلاق - اور نفس کُشی کی یہ زندگی ہے - جو روشنی کا مینار بن کر بھُولے بھٹکے ہوئے جہازوں کو ناپاکی اور کثافت کے تنگ و تاریک چٹانوں سے باہر نکالنے کا اہتمام کرتی ہے - تمام واقعات کی جس طرح جانچ پڑتال کرنا چاہو کر لو - ایک بھی تو ایسا واقعہ اس بزرگ کی زندگی میں نہیں ملتا - جو اُس کی پاکی پر دھبہ ڈالتا ہو - عیسائی پادری عام طور پر اور مذاہب کے بانیوں کے شان میں بُرا بھلا کہنے کے عادی ہیں - اُن کا یہ اصول ہی ہو گیا ہے - کہ چاہے کچھ بھی ہو - مگر وہ کسی کو بے خطا نہ کہیں گے - یہ اُن کا قصور نہیں ہے - یہ اُن کے دھرم کی تعلیم ہے - مگر ان نُکتہ چین حرف گیروں کو بھی وقت وقت پر اقرار کرنا پڑا ہے - کہ حضرت مسیح کو چھوڑ کر صرف اس امن کے شاہزادہ سدھارتھ ہی کی ایسی مثال دُنیا میں ملتی ہے - جو خوش اخلاقی اور پاکی کی زبردست جھلکتی ہوئی تصویر ہے "ہم بُدھ کا مسیح کے ساتھ مقابلہ کرنا نہیں چاہتے - اور نہ ہم کو کسی کی طرفداری منظور ہے - بے جا حمایت تنگ دلی اور تنگ خیالی کی جڑ ہے - جن کو ضرورت ہو - بطور خود دونوں بزرگوں کے حالات کا خود مقابلہ کر کے اپنے لئے نتیجے اخذ کریں - ہم یہاں صرف اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں - کہ ان عیب بین مسیحیوں کو بھی مجبور ہو کر یہاں دبے ہوئے لفظوں اور استعجاب و حیرت کے لہجوں میں سچائی کے تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہیں آیا - اور اُن کو ماننا پڑا - کہ اُن کے گورو کے پہلو بہ پہلو ایک اور شخصیت ہے جو پاکی کی دعویدار ہے ٭

بُدھ ایک زبردست بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں - جنھوں نے محبت اور پریم کے ہتھیاروں سے انسان کے دلوں کو فتح کر لیا - اور اُن کے اندر اپنا تخت گاہ بنایا -

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مسیحی مذہب کی اشاعت کے حالات خود قدم قدم پر خونریزیوں کے واقعات سے بری طرح خونیں اور داغدار نظر آتے ہیں - اِن کو پوتر گنگا کا پانی بھی نہیں دھو سکتا - باہمی جنگ وجدل - باہمی نفسانیت کے سوا مسیحی سنگھ جہاں جہاں گئے - خون کی ندیاں بہائیں - اُن کے کارنامے پڑھو - خود تم مطمئن ہو جاؤ گے - ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مسیحی طریق میں بھی اچھی روحوں کا ظہور ہوا ہے - مگر اس کو تسلیم کرتے ہوئے بھی کوئی شخص کہنے سے درگذر نہ کرے گا - کہ یہ راجہ بھوج اور بھوجا تیلی کا مقابلہ ہے -
"چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"

ہندو بُدھ دھرم کے مخالف نہیں

قدیم ہندوؤں کے متعلق کہا جاتا ہے - کہ وہ بُدھ دھرم کے مخالف تھے - اور جنھوں نے واقعات کا مطالعہ نہیں کیا ہے - وہ اس غلط العام روایت پر اٰمنّا وصدّقنا کہہ اُٹھتے ہیں - مگر ہمارے یہاں ایک بھی تو ایسی روایت نہیں ہے - جو اس کی تائید کرتی ہو - قریب دس برس ہوئے ہیں - کہ بُدھ گیا کے سنیاسی ہندو مہنت نے سنسکرت اور بھاشا میں ایک مدلّل کتاب لکھی تھی - جس میں پورانوں کے حوالے دیکر بُدھ بھگوان کی شخصیت کو بے خطا - منزہ من الخطا اور حد درجہ کی پاک ثابت کی تھی - یہ کتاب مفت میں بلا قیمت تقسیم کی جا رہی ہے - جس کا جی چاہے اُس کو منگوا کر پڑھے - اور اپنا اطمینان کرلے - ذیل میں ہم کچھ اُس کے اقتباسات داخل کرتے ہیں -

بُدھ بھگوان کی مہما پورانوں میں

(۱) "اب میں بُدھ کے اوتار کا بیان کروں گا - جو اس چرتر کو پڑھینگے وہ اپنے من کی کامناؤں کو پورا کریں گے" -
اگنی پوران باب ۱۶ - شلوک ۱

(۲) "شانت آتما - لنبے کان - سُندر روپ - بستو دھارن کئے ہوئے - بُدھ کمل آسن پر وراجمان ہیں - وہ کامناؤں کے دینے والے - اور سب پر کرپا

کے بچھے کے ناس کرنے والے ہیں"۔ اگنی پوران باب ۹ ۴۹ شلوک ۸

(۳) "کچھ - مچھ - وراہ - نرسنگھ - وامن - بھارگو (پرسرام) رام - کرشن - بدھ - اور کلکی - ان کی مورتوں کو گایتری منتر سے دھارن کر کے ان کی پوجا کرنی چاہیئے"۔ لنگ پران - اُترارد‍ھ - باب ۴۸ شلوک ۳۱

(۴) "بدھ کا جنم جیشٹھ کے شوکل پکش میں ہوگا"۔ نرنے سندھو - باب ۱۱

(۵) "بدھ کی پوجا پوس کی شکل پکش کی ستمی کو کرنی چاہیئے" نرنے سندھو باب ۱۱

(۶) "چرنوں کا دھیان کرتے ہوئے اُپاسک کو کہنا چاہیئے - "بدھائے نمہ"۔ بھوشیہ پوران - اُترارد‍ھ - ادھیائے ۳

(۷) "بدھ گیروے بستر دھارن کئے ہوئے - اوپر کا بستر کندھے پر پڑا ہوا - پدم آسن پر بیٹھے ہوئے - دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر دھیان میں مگن ہیں"۔ بھوشیہ پوران - اُترارد‍ھ

(۸) "یوگ دھیان میں آسن جمائے ہوئے - مہایوگی - سر منڈائے ہوئے بدھ کے روپ میں - بالکوں کے کلیان کرنے والے - جناردن (وشنو) ہیں"۔

جاتک شتی پوجا پرکرن

(۹) "بدھی اور سمجھ بوجھ والا اُپاسک - گھٹ (گھڑے) کو سامنے رکھ کر بدھ کی سونہری مورتی بنوا کر سامنے رکھے - اور اُس کی پوجا کر کے براہمن کو دان دے"۔ ہیما دری - ادھیائے ۱۵ برہم کھنڈ

(۱۰) "مچھ - کچھ - وراہ - نرسنگھ - وامن - رام (پرسرام) رام (دشرتھ پتر) - رام (کرشن) بدھ - کلکی - یہ دس اوتار ہیں - یہ سب اے سرپادھا! اُسی ایک کے روپ ہیں - اے سندر! یہ دس زینے ہیں اُس وشنو کے درشن کرنے کو جانے کے"۔ وراہ پوران - ادھیائے ۴ - شلوک ۳

(۱۱) "شراون کی شوکل پکش کی دواشی بدھ دوادشی کیلیے مخصوص ہے"۔ وراہ پوران

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۱۲) "بدھ اور کلکی! تم دونوں کو نمسکار ہے - تم دونوں اچھے بر کے دینے والے ہو" + وراہ پوران ادھیائے ۵۵ شلوک ۳۷

(۱۳) "دس اوتار مچھ - کچھ .... بدھ - کلکی .... جیسا تم وان ہیں" + وراہ پوران ادھیائے ۱۳۷ شلوک ۳۷

(۱۴) "جو میرا بھگت ہے - وہ اندریوں کو بس میں کر کے - مچھ - کچھ - .... بدھ - کلکی کی پوجا کرے - اے کمل نیتر والی دیوی! وہ دس اوتاروں کو پوجے" + وراہ پوران ادھیائے ۱۲ شلوک ۵۵-۶۶

(۱۵) "مچھ - کچھ - وراہ کو نمسکار! نرسنگھ وامن کو نمسکار! پوتر بدھ اور رکشا ناس کرنے والے کلکی کو نمسکار"! گرگ سنہتا وشوجت کھنڈ ادھیائے ۵ شلوک ۵۰

(۱۶) "دھرم کے ستھاپن کرنے اور دیتوں کے مارنے کے لئے - اس کمل نین نے تپ کر کے بدھ کا جنم لیا" + متسیہ پران ادھیائے ۴۷ شلوک ۲۴۷

(۱۷) "نمو شدھا بدھا یہ نمستے گیان روپنے + نمستا نتہ روپایہ ساکشنے جگتاں نمہ" + کورم پوران ادھیائے ۹ شلوک ۱۵

(۱۸) "نمو بدھائے شدھا یہ نمو مکتائے ہیتوے + نمو نمستے ... بیدھے نمہ" + کرم پوران

(۱۹) "نمہ شدھائے بدھایہ - گنو بھنا یا کشتا یہ" + انو پوران ادھیائے ۳ شلوک ۲۳

(۲۰) "کرشنائے نمو بھیام + بدھائے نمو بدھو ... میو"

(۲۱) "کلی پر اپتے یتھا بدھو + بھو نیتارا بینے پربھو کلجگ کے آتے ہی نارائن بدھ روپ میں پیدا ہوتے ہیں" + نرسنگھ پوران باب ۳۶ شلوک ۲۹

(۲۲) "دواپر اور کلی کی سندھیا میں دیتوں کو بھرم میں ڈالنے کے لئے نارائن بدھ کے نام سے جن کے پتر ہوتے ہیں - ان کی پوجا یدھی کرے

سہائتہ کرنی چاہئیے"+ گرڈ پوران ادھیا ۲ شلوک ۳۲

(۲۳) "بدھ ہم کو گنہگار پاکھنڈیوں سے ۔ اور کلکی ہم کو گناہ سے بچائیں"+ گرڈ پوران ادھیا ۲۰۲ شلوک ۱۱

(۲۴) "اے جوتی سروپ بدّھ! تجھ کو نمسکار ہے ۔ تو نے بدکاروں کے یگیوں کو اس لیئے روک دیا ۔ کہ جانور ذبح ہونے سے بچ جائیں"+ دیوی بھاگوت سکندھ ۱۰ ۔ ادھیا ۵ شلوک ۱۴

(۲۵) "میں اُس بدھ کو نمسکار کرتا ہوں ۔ جس نے یگیوں میں پشوؤں کے بلدان کرنیکی نندیا کی ہے"+ پدم پوران کریا کانڈ ادھیا ۶ شلوک ۱۸۸

(۲۶) "نمو بدھائے شدھایہ + شوکر پاپے نمونمہ"+ پدم پوران کریا کانڈ ادھیا ۱۱ شلوک ۹۴

(۲۷) "وہ بدھ جو تپ کی وجہ سے سب دیوتاؤں سے افضل ہے ۔ جو جگت کا پرسیتم ہے ۔ جس نے بغیر ہتھیار کے جگت کو فتح کیا ۔ جس میں جوش اور سُندرتا ہے ۔ . . . . وہی شدھودن کا لڑکا ہو کر پیدا ہوا ۔ اُس کا کوئی دشمن نہیں ہے ۔ وہ سب کا آنند دینے والا ہے ۔ وہ سب پر کرپا کرتا ہے ۔ اُسی نے شونیہ واد کا فلسفہ سکھایا ۔ وہ نیکیوں کا دینے والا ۔ چار کروڑ سچائیوں کا پرگٹ کرنے والا ہے ۔ . . . . "+ نارد پنچ راتر شکست پرماد

(۲۸) ۔ تُو نے بدھ کے رُوپ میں جنم لیا ۔ تیاگ اور ویراگ کی مہما بتائی ۔ کرم اور مایا کو وشو کا ٹھہرایا جس کو اگیانی برہمہ مان رہے تھے"+ کلکی پوران انش ۲ ۔ ادھیا ۳ شلوک ۲۶

بدھ بھگوان کی مہما شاکت مت کی کتابوں میں

(۱) "اے بدھ! تو بھوساگر پار کرنے میں ہمارا مددگار ہوتا ہے ۔ تجھ کو نمسکار ہے ۔ میں کلی جگ سے ڈر کر تیرے شرن میں آیا ہوں ۔ تو سب کی مدد کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے ۔ تو پدم آسن پر بیٹھا ہوا ۔ ہاتھوں کو رانوں پر دھرے ہوئے ۔ بند کی ہوئی آنکھیں ۔ دھیان میں مگن ۔ سُندر رُوپ ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شاگرد ہاتھوں میں کتابیں لئے ہوئے تیرے اِردگرد کھڑے ہیں۔ اور دشک کے دیوتے اور اندر تیری پوجا کر رہے ہیں۔ ......" میرو تنتر

(۲)۔ بُدھ جو سب کا کارن ماتر ہے۔ مَیں اُس کو نمسکار کرتا ہوں" + میرو تنتر

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

بُدھ بھگوان کی مہما اور کتابوں میں

(۱) "اے جگدیش! تیری جے ہو۔ تُو نے شُرتی کے یگیوں کا کھنڈن کیا۔ جن میں پشوؤں کے بل کا بدھان آتا ہے۔ اِن جانوروں کا بدھ دیکھ کر تجھ کو دیا آئی۔ تیری جے ہو" + گیت گووند

(۲) "جگت کے اِس طبقہ میں شاکیہ سنگھ نے پہلے بُدھوں کی جگہ پر بیٹھ کر شُونیہ وادا اور نِروان کے تیروں سے دُکھ رُوپی شترو کا ناس کیا۔ پُورن گیان کو پراپت کر لیا۔ جس میں آنند ہی آنند ہے۔ اور کرودھ اور دُکھ کا نام نہیں ہے" + للت وستر

مندروں کی کمی

رہی بات کہ ہندوستان میں بُدھ کے مندر بہ کثرت کیوں نہیں ہیں۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ رام اور کرشن کی طرح عام طور پر اُن کے نام کو ہر دلعزیزی کا رتبہ حاصل نہیں ہے۔ ایک سوچنے اور سمجھنے کا مضمون ہے۔ جس کا اِشارہ ہم نے اپنی وگیان رامائن کے دیباچہ میں کر دیا ہے۔ سبب یہ ہے۔ کہ ہندو آج کل کی طرح ہمیشہ سے نادان اور ان سمجھ نہیں تھے۔ وہ بہت دانشمند۔ سوچ سمجھ والے اور انجام بین تھے۔ یہ سچ ہے۔ کہ بُدھ بھگوان کی پاک شخصیت ہر پہلو سے مکمل دلکش اور قابل توجہ ہے۔ ہر قسم کی لغزش اور کمزوریوں سے پاک و صاف ہے مگر آخر وہ ہے کیا؟ اور کس کی تقلید کی مستحق ہے؟ صرف اس سوال کو حل کرو اور اُس کا جواب تمہارے لئے حد درجہ کا اطمینان بخش ثابت ہو گا +

ہر اوتار کی خصوصیت

ہر اوتار جیسا کہ ہم اس سلسلہ کی کتابوں میں اکثر کہتے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آ رہے ہیں - انسانی زندگی کے کسی نہ کسی حصّہ کی روشن اور چمکتی ہوئی مثالیں ہیں - کوئی بچپن کوئی برہمچاری - کوئی گرہستی - اور کوئی بن پرستی - اور سنیست کی نمایاں اور قابل تقلید نظیر پیش کرتی ہے - رام گرہستی اور کرشن ون پرستی ہیں - عام طور پر ہندو سوسائٹی کے تمام افراد گرہستی ہیں - گرہستی کے لئے گرہست دھرم کا پالن کرنا ہے یا درکت دھرم کا؟ رام باہمہ ہیں - اور اس لئے گرہستیوں کو باہمہ بننے کی ضرورت تھی - اگر اس سے کچھ اور بڑھکر چلنا ہے - تو پھر باہمہ اور بےہمہ بننے کی ضرورت ہے - یعنی انسان سب کا رہے اور کسی کا بھی نہیں - یہہ بات کرشن کی زندگی میں ہے وہ باہمہ اور بےہمہ دونوں ہیں - اور یہی ہونے کی وجہ سے اُن کی بھی پرستش کا اس قدر اہتمام ہے - کرشن گرہست آشرم کو لئے ہوئے ورکت ہیں - وہ پورے تیاگی اور ویراگی نہیں ہیں وہ یہہ بھی ہیں اور وہ بھی ہیں - یہہ وجہ ہے - کہ اُن کے نام کو اس قدر ہردلعزیزی حاصل ہے - ہندوؤں میں آشرم دھرم کے پالن کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ گمراہ اور ادھرمی ہے - وہ گرہستی جو گھر میں رہکر سنیاسی کا لباس پہنتا ہے ! اپنے آشرم کا دھرم پالنے اور آشرموں سے بُرا ہی کیوں نہ معلوم دے - لیکن وہ اور آشرموں کے دلفریب اور اچھے نظر آنے والے دھرموں سے لاکھ درجہ بہتر ہے - یہ بھگوت گیتا میں خود کرشن بھگوان کی تعلیم ہے - اور ہر شخص کی زندگی کا ذاتی تجربہ شہادت دیتا ہے کہ آدمی جس حالت اور حیثیت میں رہے اُسی کے قایم رکھنے اور اُسی پر چلنے کا خیال رکھے - اگر گرہستی ہو تو گرہست دھرم کے فرایض اچھی طرح سے انجام دو - اور رام کی تقلید کرو - اور اگر گرہستی سے کچھ اوپر آگئے ہو - تو کرشن کی باہمہ اور بےہمہ زندگی سے مفید اور اخلاق آموز سبق سیکھو - ون پرستی نے ابھی تک خانہ داری کے جھمیلوں سے اپنے آپ کو بالکل بے تعلق نہیں کر لیا ہے - وہ درمیانی اور برزخی حالت میں ہے - اس لئے اُس کو کرشن ہی کی اُپاسنا لازمی ہے - بدھ بھگوان سنیاس کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

روپ ہیں۔ وہ صرف سنیاسیوں۔ تیاگیوں۔ اور ویراگیوں کی پیروی کرنے کے نمونہ ہیں۔ گرہستی اور بن پرستی کے لئے سو قسم کے جھگڑے بکھیڑے رہتے ہیں۔ گرہستی کا مارگ تو گرہن ہے۔ بن پرستی کا گرہن اور تیاگ دونوں کا ہے۔ ان کی ذمہ داریاں بہت مشکل اور نازک ہیں۔ یہ بدھ کی پیروی کیسے کر سکتے ہیں! ان کو ابھی تک ویدوں کے ساماجک دھرم سے آزادی نہیں ملی۔ اور بغیر اس آزادی کے وہ بدھ کی پیروی کا دم کیسے بھر سکتے ہیں! یہ سمجھنے اور سوچنے کی بات ہے۔ مانا کہ بدھ کی شخصیت نہایت ہی مکمل ہے۔ اس پر کوئی عیب نہیں لگا سکتا۔ وہ بے عیب بھی ہے۔ مگر ہم گرہستی سوا اس کے کہ اس کی تعظیم میں اپنا سر جھکا دیں۔ اور زیادہ کیا کر سکتے ہیں! جب ہم سنیاسی ہو جائینگے تب بودھ بن لیں گے۔ اوتاروں کے کارناموں کو تو دیکھو۔ رام گرہستی بن کر لڑتے بھڑتے رہے۔ خانہ داری کے کام کرتے رہے۔ کرشن نے جہاں قومی مجلسی اور ملکی دشمنوں کو زیر زبر اور ہلاک کیا۔ ساتھ ہی نفسانی اور روحانی دشمنوں کو بھی مغلوب کیا۔ اور تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں تعلق کا بہترین نقشہ دکھا دیا۔ جہاں بھوگ تھا ساتھ ہی یوگ بھی تھا۔ ان کی زندگی میں ایک دن بھی تو ایسا نہیں آیا۔ جب انھوں نے نتیہ نیم کا پالن نہ کیا ہو! برعکس اس کے بدھ کی ذات پاک میں ہم کیا دیکھتے ہیں؟ راج پاٹ چھوڑا۔ گھر کے کام دھندوں سے منہ موڑا۔ سب کو عام طور پر فقیرانہ اور پارسایانہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی۔ اور صرف نروان پد کے معراج تک بنانے کی ہدایت کرتے رہے۔ ہزاروں گرہستیوں کو بھکشو کا لباس پہنا پہنا کر وہاروں میں رہنے اور سادھن کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور بے ہم سپنے کی ضرورت محسوس کرائی۔ یہ سنیاس کا دھرم تھا۔ یہ مجموعی حیثیت میں عوام کا تو طریق کبھی نہ ہوا تھا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ امیدیں کرنی چاہئیں۔ پس اگر ہندو اس طرف اتنے مایل نہیں ہیں تو برا کیا ہے! عام ہندو ساماجک دھرم کو تلانجلی تو نہیں دینا چاہتے۔ سنیاسی ورن آشرم کو فضول اور نکما سمجھتا ہے۔ سنیاسی کو سمجھا بھی ایسا

چاہیئے۔ سنیاسی ویدوں کے کرم کانڈ کو مکتی کا سدّ راہ مانتا ہے۔ اُس کو ماننا بھی ایسا ہی چاہیئے۔ لیکن عوام تو ایسا نہیں کر سکتے۔ ورنہ مجلسی شیرازہ ابھی دم کے دم میں درہم برہم ہو جائے۔ ہندو ہمیشہ سے کہتے آئے ہیں۔ کہ جو زندگی کے جس درجہ میں ہو اُسی کی پابندی کا خیال رکھے۔ اگر کوئی شخص سنیاسی ہو کر پھر گرہستی کا دھرم کرتا ہے۔ تو وہ مہاپتت اور ادھرمی ہے۔ اس لئے وہ اپنے افراد کے کثیر تعداد کو بودھ ہونے سے روکنے لگے۔ اب تم کو اختیار ہے۔ اس قدر کچھ سمجھ لینے کے بعد بھی اگر تم ہندوؤں کو بدھ دھرم کا مخالف کہتے ہو۔ تو سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ ابھی تک نہ تم نے اچھی طرح دھرم کی مریادا کو ذہن نشین کیا۔ اور نہ ہندو سوسائیٹی کی کانسٹیٹیوشن ہی کی مُراد کی طرف غایر نگاہ سے دیکھا ہے اگر کوئی نادان ہونا چاہتا ہے تو ہو جائے۔ ہم کیا کریں۔ اور کوئی کیا کرے! الغرض صرف سمجھ بُوجھ کا پھیر ہے۔ ورنہ ہندو کسی حالت میں بدھ کے مخالف نہیں ہیں۔ اُس دھرم کی تعظیم کا جوہر اب بھی اگر کہیں جذب کیا ہوا ملیگا۔ تو صرف ہندوؤں ہی میں ہوگا۔ چین اور جاپان وغیرہ ہزار بودھ کہے جائیں۔ مگر اُن میں سب کے سب سنیاسی کب ہیں! بُدّھ دھرم عوام کا طریق نہ تھا نہ ہے۔ اور نہ ہوگا۔ وہ صرف بھکشو۔ سنیاسی۔ اور تیاگیوں کا مارگ ہے۔ اور مُبارک ہیں وہ سنیاسی۔ تیاگی۔ اور ویراگی۔ جو اس رُوحانیت کی شاندار مثال کو نظر کے سامنے رکھکر ہمہ تن اُس کی پیروی میں لگے رہتے ہیں!

بُدھ مکمل اوتار

گوتم بدھ رُوحانی نُقطہ نگاہ سے تمام اوتاروں میں بزرگ ہیں۔ کیونکہ جس طرح زندگی مچھ (بیج) رُوپ سے پرگٹ ہو کر رام اور کرشن میں اپنے ظہور کا جلوہ دکھاتی ہے۔ اور ان مرحلوں میں آ کر شاندار ہو جاتی ہے۔ وہی آگے بڑھ کر بدھ کی مقدّس ذات شخصیت کے رُوپ میں جسمانی کہلاتی ہوئی رُوحانی نظر آتی ہے۔ وہ باکمال ہے۔ کس تنگدل اور متعصّب

کا دل ایسا ناپاک ہو گیا ہے۔ جو اُس کی شان میں بدی اور عیب کے کلمے زبان سے نکالنے کی جُرائت کرے گا!

بُدھ ناستک نہیں تھے

بُدھ ویدوں کے کرم کانڈ کے حامی نہیں تھے۔ بُدھ ورن آشرم بویک کے طرفدار نہیں تھے۔ بُدھ مجلسی حالت کے قوانین کو قبولیت کی نظر سے اِس قدر نہیں دیکھتے تھے۔ اُن کا طریق معصُومیت اور بے خطائی کا طریق تھا۔ اوم اہنسا پرمو دھرمہ۔ یہہ اصول اُن کے شمسی جھنڈے کا نشان بنا ہوا تھا۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر صِرف نِروان حاصل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے۔ تو اور کون اوتار کرتا! نظیر قایم کرنا تو اوتاروں ہی کا کام ہے۔ معمولی انسان تو صرف پیرو اور مقلد بن سکتے ہیں۔ یہہ کام صرف اوتاروں ہی سے متعلق ہے۔ اور اسی وجہہ سے ہندو اوتاروں کو پُوجتے ہیں۔ اور اُن کی تعظیم بجا لاتے ہیں۔ جن لوگوں کو بُدھ دھرم کے مطالعہ کرنے کا اچھی طرح موقعہ نہیں ملا۔ وہ اُس کو غلطی سے ناستک بتاتے ہیں۔ اُن کو سمجھ نہیں ہے۔ اَن سمجھی کی حرکت اس وجہہ سے قابلِ معافی ہوتی ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ وہ برہمہ اور ایشور کو نہیں مانتے تھے۔ مگر ہم کو بہ حیثیت طالب علم ایک بھی ایسی مثال بُدھ دھرم کے نوشتہ جات میں نہیں مِلتی۔ جس میں صاف لفظوں میں برہمہ یا ایشور کی ہستی سے قطعی انکار کیا گیا ہو۔ بلکہ جا بجا اُن کی ہستی کے اشارے واضح پیرایہ میں آئے ہیں۔ اب رہا یہہ کہ آیا بُدھ خود اِنکو مانتے بھی تھے یا نہیں۔ ایک دوسرا سوال ہے۔ اس کے کئی جواب ہو سکتے ہیں۔ اوّل بُدھ تیاگی اور سنیاسی تھے۔ سنیاسی کی تعریف یہی ہے۔ کہ وہ سب کا تیاگ کر دے۔ ہندوؤں کے درمیان اِن بودھوں کو تم کیا کہتے ہو۔ مسلمان کے صوفیوں تک میں ترک کے مضمون میں "ترک مولا" بھی ایک رُکن

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے -۵

ناصحا! غافل نیم - دارم کلاہِ چار ترک
ترک دنیا - ترک عقبیٰ - ترک مولیٰ ترک ترک

دوسرا جواب یہ ہے - کہ ایشور اور برہمہ خالص فلسفہ کا مضمون ہے - فلسفہ نہایت ہی پیچیدہ چیز ہے - اس کے الجھن میں جو پھنسا وہ ایشور اور برہمہ کا ساکشاتکار کرنا تو علیحدہ بات ہوئی - وہ بیتے جی عقل کے پیچ در پیچ مسلسل دام سے کبھی چھٹکارا نہیں پاتا - ہمارے شاستر خود کہتے ہیں - کہ "شبد جالم مہا جالم" شبد کا پھندا بڑا پھندا ہے - عام ویدانتیوں کی حالت پر غور کرو - وہ سوا دلیل بازی اور حجت کے اور جانتے کیا ہیں - بدھ روشن ضمیر تھے - وہ ان باتوں کو خوب جانتے تھے - اس لئے اپنے شاگردوں کو فلسفہ کے پیچدار راہ سے بچنے کی ہدایت کرتے رہے - نہ کہیں "ہاں" کہا نہ "نہیں" کہا - صرف عمل و شغل کی مدد سے حقیقت کے ساکشاتکار کرنے کی تعلیم دی - اور تم غور تو کرو - کیا اور کسی معلم نے اس عجیب و غریب طریقہ پر اصلیت کی تلقین کی ہے! اگر وہ اس جھمیلے میں پڑتے تو اصلی روحانیت ہمیشہ غایب رہتی - اور زبانی جمع خرچ کا دفتر کھلا رہتا - تیسرا جواب یہ ہے - کہ بدھ نے اپنی مکمل شخصیت کو پیش کر کے بدھ پد کے تکمیل اور تکمیل کی ہدایت کی ہے - جب برہمہ عوام کے نظر میں سب کچھ ہے - تو بدھ سے زیادہ اور کس ذات میں وہ اپنا جلوہ دکھاتا! لوگ کہتے ہیں "اہم برہمہ آسمی" - ہم خود ہی برہمہ ہیں - بہت اچھا! تو پھر "بدھ برہمہ آستی" - بدھ ہی برہمہ ہے! ایسا کہنے سے کیوں گریز ہے - برہمہ کی تعریف ہی شدھ بدھ مکت ہے - بدھ نے جہاں اپنی ذاتی مثال پیش کی ہے ساتھ ہی ہر جگہہ بتاتے گئے ہیں کہ ہر انسان بدھ ہو سکتا ہے - یہاں تک کہ گھاس کے ایک تنکے میں بھی بدھ

ہونے کے سنسکار کا امکان ہے ÷

سگن اور نرگن

اس کے سوا ایشور کے سگن اور نرگن روپ کے جھگڑوں میں کون پھنسے! کوئی کہتا ہے - اُس میں گُن نہیں - کوئی کہتا ہے وہ گُن والا ہے - ایک تیسرا شخص آتا ہے - اور وہ صدا دیتا ہے ایشور میں خوبیاں ہیں - بُرائیاں نہیں ہیں یہ اُنکے سگن اور نرگن کہنے کا مطلب ہے ان میں سے کسی ایک کی بھی نگاہ اصلیت کی طرف نہیں ہے - یہ نہیں جانتے کہ سگن اور نرگن چیز کیا ہیں - لفظوں کے گورکھ دھندوں میں پھنسے ہوئے حقیقت سے سب کے سب لاکھوں کوس دُور ہیں - اور اپنی اپنی ڈفلی پر اپنا اپنا راگ الاپ رہے ہیں - جو اُن کے راگ کو سُنتا ہے وہ دھرماتما اور جو نہیں سُنتا وہ ادھرمی ٹھہرتا ہے - یہ تنگ دلوں اور تنگ خیالوں کا اگر طریق نہیں تو اور کیا ہے ÷

ایشور کے نسبت خیال

ایشور کو پرم تتو کہا جاتا ہے - اگر وہ ایسا ہے تو پھر سب نیکی بدی کو اُسی میں سے پیدا ہونا چاہیئے - اور اگر ایشور مکمل ہے - تو پھر وہ رچنا کو پیدا کیوں کرتا ہے؟ اس سے غرض اس سے واسطہ؟ اگر وہ غرض کے ساتھ ہے - تو ایشور غیر مکمل اور محتاج ہے - اور اگر بے غرض ہو کر رچنا کرتا ہے - تو وہ مخبوط الحواس اور جنونی ٹھہرتا ہے - یہ چھوٹے چھوٹے سوال ہیں جن کا جواب قابل اطمینان طور پر کہیں سے نہیں ملتا - اور اگر زیادہ استفسار سے کام لیا جاتا ہے - تو پھر لڑائی جھگڑے کی نوبت آتی ہے - اور وہ مذہبی کاروبار کا انجام ٹھہرتی ہے - اس لئے ایسے مبہم عمل اور غیر ضروری مسائل میں اٹکانے اور اُلجھانے کی ضرورت کیا ہے! کیوں نہ اُن کی طرف سے آنکھ میچ کر صرف ضروری کام کی طرف توجہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کی جائے۔ یہ بُدھ دھرم کا مقصد ہے۔ اور اس نظر سے وہ دُنیا کا بے نظیر دھرم ٹھہرتا ہے جس کا ثانی اور کوئی کہیں نظر نہیں آتا +

بُدھ اور شاستر

بُدّھ بھگوان نے کہیں بھی شاستروں کے کلام کی تردید نہیں کی۔ اور نہ اپنی طرف سے نئے مسایل کے گڑھنے کی ضرورت ہی محسوس کی۔ اُن کے یہاں ویدوں۔ شاستروں اور سمرتیوں تک کے کھنڈن کا پتہ نہیں ملتا۔ جو لوگ بُدھ کو ہندو دھرم کا مخالف بتاتے ہیں اُن کو بُدھ دھرم پر خود غور کرنے کا موقع ہاتھ نہیں آیا۔ بُدھ مذہب میں کون سی ایسی بات ہے۔ جو ہندوؤں میں پہلے سے نہیں ہے۔ بلکہ سچ تو یوں ہے۔ کہ جس کا اس زور وشور کے ساتھ بھگوان نے اعلان کیا ہے۔ وہ پہلے زمانہ کے نوشتہ جات میں موجود ہے۔ نہ بُدھ نے کہیں نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی۔ نہ کسی کو ہندو دھرم سے منحرف ہونے کی ہدایت کی۔ وہ چونکہ سنیاسی کے آدرش تھے۔ اس لئے جو کچھ کہا۔ سنیاسی کی سی نقطہ نگاہ سے کہا۔ سنیاسی کے لئے ورن آشرم ماننے یا اس کی تائید کرنے کا حکم کہاں ہے اگر وہ اِدھر رجوع رہتا ہے۔ تو پھر تو وہ سنیاسی نہ رہا۔ بلکہ کچھ اور ہی بنا رہا۔ اُنھوں نے سنیاسی کی حیثیت میں صرف سب کے تیاگ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اور صرف عمل وشغل کے سلسلہ میں معراج تمنا کو نگاہ کے سامنے رکھنے کی تاکید کی ہے۔ بھگوان کے گُپت ہونے کے بہت دنوں بعد اُن کے پیرکار پھر اِدھر رجوع ہونے لگے۔ اور اُپ نشدوں کے موافق اُپدیش کا کام شروع کیا۔ خیر نہیں۔ کب اور کس وقت باہمی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے بُودھ پورانے مروجہ دھرم کی طرف سے بالکل عدم التفاتی کرنے لگے۔ اور خالص بُدھ دھرم کو جسکا اصلی نام آریہ دھرم تھا۔ بھول گئے۔ بُدھ مذہب کبھی ہندو دھرم کا مخالف

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہ تھا اور نہ ہے۔ بھگوان نے صرف سنیاس دھرم کی مریادا قایم کی ہے۔ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ! جو اس کے برعکس خیال کرتے ہیں۔ اُن کو چاہیئے۔ کہ وشنو کے اس نویں اوتار کی اصلیت اور ماہیت کو سمجھیں۔ اور اُن کے اُپدیش کی طرف دھیان دیں۔ اس میں وہ باریک نکتے ملیں گے۔ جو ویدانت کی رُوح ہیں۔ کیونکہ اگر بے تعصبی سے دیکھا جائے۔ تو اصلی ویدانت کا مقصد صرف بُدّھ کی زندگی اور اس زندگی کی تکمیل ہے +

بُدّھ اناتم وادی نہیں تھے

نادان کہتے ہیں۔ کہ بُدھ آتما کو نہیں مانتے۔ مگر یہہ کوئی نہیں بتاتا۔ کہ وہ خود آتما کو کیا سمجھ رہے ہیں! آتما! آتما!! ہر جگہہ یہی شور برپا ہے۔ آخر یہ آتما ہے کیا شے! کوئی اُس کو ادویت کہتا ہے۔ کوئی دویت مانتا ہے۔ قابل اطمینان کسی ایک کے بھی دعوے نہیں ہیں۔ چھوٹا مُنہ بڑی بات! اچھی نہیں ہے۔ مگر ہم کیا کریں۔ جب قلم لکھنے پر آیا۔ تو پھر اُس کو روک کون سکتا ہے! پڑھتے پڑھتے۔ اوروں کی باتیں سُنتے سُنتے ہم بُوڑھے ہو گئے۔ مگر آج تک کسی نے بھی نہ بتایا۔ کہ وہ آتما سے کیا مراد لے رہے ہیں۔ اگر کسی سے پُوچھو۔ کہ جسم میں ایک آتما ہے کہ دو؟ تو وہ کہیگا۔ ایک ہی آتما ہے۔ مگر ہم ایک جسم میں بے شمار آتما دیکھتے ہیں۔ گزشتہ باب میں ہم نے کیچوے کی مثال دیکر بتایا تھا۔ کہ اُس کے جسم کے پُرزے پُرزے کر دو۔ اور سب تھوڑی دیر میں حرکت کرنے۔ چلنے اور کھانے پینے لگ جاتے ہیں۔ اس ایک آتما کا دعوےٰ اب کہاں رہا۔ جہاں دیکھو۔ قدم قدم پر کثرت نظر آ رہی ہے۔ ایک ہی درخت کے شاخ پتے اور پھلوں کے اندر ہزاروں اور لاکھوں بلکہ بے شمار آتماؤں کا امکان نظر آتا ہے۔ کہاں کہاں اور کس کس موقع پہ زبان کو جبر و سختی کے ساتھ بند کرنے کی ہمّت کرو گے؟ یہہ تمھارے بوُتے کا کام نہیں ہے۔ پھر ہم پُوچھتے ہیں۔ آتما سے آتما پیدا ہوتا ہے۔

یا نہیں؟ جواب ملتا ہے "نہیں"۔ یہ جواب بھی غلط ہے۔ جب تنتوؤں سے تنتو پیدا ہوتے ہیں۔ تو آتما سے آتما کیوں نہ پیدا ہوگا۔ انسان میں ظاہرا تین باتیں "جسم۔ دل۔ اور روح" نظر آتے ہیں۔ جسم سے جسم اور دل سے دل تو پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ پھر آتما سے آتما کیوں نہ پیدا ہو گئے! کیا باپ سے بیٹا نہیں پیدا ہوتا۔ اور بیٹے سے پوتا نہیں پیدا ہوتا! پھر کیوں ہم کو ناحق غلط تعلیم کی اُلجھن میں پھنسایا جاتا ہے! اشٹ پتھ براہمن کا عالم مصنف ہزار زبان سے کہتا ہے۔ کہ "پتر پتا کا آتما ہے"۔ پھر تم بطور خود کیوں نہیں سوچتے۔ کہ اس آتما کے کہنے سے اُس قابلِ تعظیم عالم کی مُراد کیا ہے۔ تم ویدوں کے پرمان سے لاجواب کرنے کا زور تو باندھتے ہو۔ مگر خود وسیع نظر ہو کر غور سے نہیں دیکھتے۔ کہ فروگذشت اس آتما کا ارتھ کیا بتاتا ہے۔ ہم تمھارے مقابلہ میں ہمیشہ لاجواب اور ہارے ہوئے ہیں۔ کیونکہ بحث کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ کون بک بک اور جھک جھک کرے! یاسک مُنی خود کہتے ہیں۔ "آتمن دو لفظ "آنگ۔ ات (چلنے) اور "من" (سوچنے) سے بنا ہے۔ اس پر غور کرو۔ اور وہ گتھی سُلجھ جائے گی۔ جو شخص ہزاروں اور بے شمار آتمائیں مانتا ہے وہ بھی اور جو آتما کو ایک مانتا ہے۔ وہ بھی۔ دونوں نادان ہیں۔ یہ تہ اِن میں سے ایک کو بھی نہیں ہے سب اپنی اپنی جگہہ اکڑے بیٹھے ہیں۔ کوئی سمجھدار ملے۔ تو اُس سے بات کی جائے۔ یہہ وجہہ ہے۔ کہ بُدّھ نے جان بوجھ کر اس قسم کے لفظی جھگڑوں کو نظر انداز کر دیا۔ اور کچھ نظر انداز کرنے ہی میں خیریت بھی تھی۔ ورنہ ناحق منطقی اور فلسفانہ دلیل بازی کا طومار بندھ جاتا۔ اور اُن کے شاگردوں کو حقیقت اور اصلیت کے ساکشاتکار اور نروان پد کے پراپت کرنے میں دقت حایل ہوتی۔ پہلی مرتبہ جب ہم پُورن دھنی حضور مہاراج کی خدمت میں پہنچے۔ آج کل کی نئی تعلیم کے دلدادہ ہونے کی وجہ سے ہمارا سوال اُن سے یہہ تھا۔ کہ جب تمام آتماؤں کو مُکتی ہو جائے گی۔ تو پھر کیا رچنا کا سِلسِلہ

بند ہی ہو جائے گا؟" اس پر آپ مسکرائے۔ فرمایا "پہلے تم اپنی حالت تو درست کر لو۔ پھر اس پر سوچنا۔ گھر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ ایسے وقت میں اس قسم کے سوال کہ آگ کیسے لگی۔ کس نے لگائی۔ کب لگائی۔ کس سے لگائی۔ فضول ہے۔ پہلے گھر سے باہر نکلو۔ پھر سوچنے کا موقع مل رہیگا۔ کسی کو ابھی تک یہ خبر ہی نہیں ہے کہ یہ آفتاب ہے کیا! مگر جب سوجھتی ہے دور رہی کی سوجھتی ہے"۔ اور ہم خاموش ہو گئے۔ اب جا کر اُن کی کرپا سے یہ معمہ آپ ہی آپ ہمارے لئے حل ہونے لگا۔ الغرض اسی وجہ سے بدھ بھگوان نے جان بوجھ کر اس طرح کے اُلجھانے والے مسایل سے کنارہ کشی کر لی۔ پہلے آدمی کا دھیان کچھ بڑھے۔ تب وہ اُن کی طرف توجہ کرے۔ اُس وقت کا سوچنا کچھ معنی رکھیگا۔ اور یوں ہی کتابوں کے عاریت لئے ہوئے خیالوں کے بار بار دُہراتے رہنے۔ اور بغیر سمجھے بوجھے دلیل بازی کرنے سے ہاتھ کیا آئے گا!

نروان معدومیت نہیں ہے

اسی طرح بہت سے آدمی بدھ دھرم کے معراج نروان کو نیستی اور فنا کے معنی پہناتے ہیں۔ اگر نروان فنا یا نیستی کی حالت ہوتی۔ تو بدھ بھگوان اُس پر اس قدر زور کیوں دیتے نروان حقیقت میں دایمی ہستی کہی جا سکتی ہے۔ گو 'ہستی' کا لفظ اُس حالت کے اظہار کے لئے مبہم اور غیر کافی ہے +

معلّم کی خوبی

جو کچھ بدھ بھگوان نے تعلیم دی ہے۔ وہ موتی اور جواہرات میں تولنے کے قابل ہے۔ اُن کا طریق تعلیم ایک قسم کا معجون مرکب ہے۔ جس میں روحانی خیالات کے تمام پہلو خاص شان کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ نہ دقیق لفظوں سے کہیں کام لیا گیا ہے نہ مشکل اصطلاحات ہی سے تعلق کیا گیا ہے ہر بات چمکتے ہوئے آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ وہ اس قدر

سادہ ہے۔ کہ بے ساختہ دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے +

غلط فہمیاں

ہندؤں میں اس اوتار کے متعلق کچھ تھوڑی سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم نے مناسب سمجھا۔ کہ اپنے طور پر اُن کے رفع کرنے کا اہتمام کریں۔ آج دنیا میں ہزاروں قسم کے خیالات کے سیلاب آئے ہیں۔ ہندوؤں کو ڈر ہے کہ کہیں اُن کے دھرم کی کشتی اُس میں غرق ہو کر تباہ نہ ہو جائے۔ یہ فضول وہم ہے۔ ہندو سوسائٹی اِس کرۂ ارض میں اپنا خاص مشن لے کر آئی ہے۔ اُس کو زوال کا خوف نہیں ہے۔ اور نہ وہ اِس مشن کے رکھتے ہوئے کبھی برباد ہونے والی ہے۔ یہ اس قوم کی خصوصیت ہے۔ کہ اُس میں زندگی کے تمام مدارج موجود ہیں۔ ہزار یورشیں ہوں۔ ہزار حملے کئے جائیں ہزاروں طریقوں میں اُس کے افراد کی آبادی کو کم کیا جائے۔ مگر یہ زندہ رہے گی اور زندہ رہتی ہوئی اپنے مشن کی تکمیل میں سرگرم رہے گی۔ سنت مت یا رادھا سوامی مت جس کی تعلیم اس زمانہ میں پورن دھنی پرم پُرش حضور مہاراج نے دی ہے سرب مت رکشک کہلاتا ہے۔ وہ جہاں سنتوں کے معراج مقصد کا انکشاف کرتا ہے۔ بالکل بے تعصبی کے ساتھ تمام ہندو معلمین کی تعلیم پر روشنی بھی ڈالتا رہتا ہے۔ اس طریق کی اشاعت بدھ بھگوان کے راج ہی میں ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ بھی اہنسا کا مارگ ہے۔ اور اُس کی موجودگی میں کسی کو بھی دھرم کے گپت ہونے کا خوف نہ رکھنا چاہیئے۔ ہندو زندہ رہیں گے۔ اور ایک وقت پھر آئے گا جب وہ رشیوں منیوں اور بدھوں کے خیالات کو زندہ کرتے ہوئے اپنی روحانی تعلیم کے سلسلہ میں تمام دنیا کو اُن کے زیر اثر لاکر پھر اُسی عروج اور عظمت کا نظارہ دکھائینگے۔ یہ ہم کو پوری پوری اُمید ہے۔ اور سب کو یہ اُمید رکھنی چاہیئے۔

ذرہ کا بھی چمکے گا ستارہ — قایم جو زمین و آسماں ہے — (النسیم لکھنوی)

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پورانوں کی نسبت التجا — آخر میں ہم اپنے ناظرین سے التجا کریں گے کہ وہ پورانوں کے نوشتہ جات کی تحقیر نہ کریں۔ اگر دوسرے لوگ اپنی ان سمجھی سے ایسا کرتے ہیں۔ تو صبر کے ساتھ اُن کی صحبت بد سے کنارہ کش رہیں تاکہ ان کے چھوت کی ہوا نہ لگنے پاوے +

ہری ہر نندیا سنہیں جو کانا
ہوہیں پاپ گئو گھات سمانا

(گوسائیں تلسی داس جی)

ہم نے پورانوں کو جو کچھ سمجھ دکھا ہے۔ اور داتا دیال حضور معلّٰے و مقدس کے پاک دربار میں بیٹھنے سے جو علم ہم کو ملا ہے۔ وہ اسی طرح وقتاً فوقتاً کچھ عرصہ تک نذر کرتے رہیں گے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ غلط فہمی کو کسی حد تک دُور کرے۔ مگر یہ پوران مہاساگر کی طرح گہرے ہیں۔ ہم تو معمولی غوطہ خوروں کی حیثیت میں دس بیس پچاس سو موتیاں نکال کر پیش کر سکتے ہیں کیونکہ ہم میں اتنی طاقت اور لیاقت کہاں ہے۔ کہ ہم تمام جواہرات کو نکال کر دکھا سکیں۔ نہ اتنا وقت ہے نہ سامان ہے۔ جو کچھ ہو سکتا ہے وہی غنیمت ہے۔ اور ان کی قدر بھی صرف جوہری ہی جان سکتا ہے ؎ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری ؂ دوسروں کو وہ جوہرین نگاہ کہاں حاصل ہے +

چشم بینا ہو تو آئینہ دکھانا چاہیئے
اور داناؤں کو بس نکتہ سنانا چاہیئے

قدرتِ کاملی کا شیطاں نام دُنیا میں ہوا
جو نہیں سمجھے یہ اُس کو گر بتانا چاہیئے

غیریت کا وعظ کیوں کرتے ہیں واعظ رات دن
غیریت کا نام دُنیا سے مٹانا چاہیئے

اصل میں اور نقل میں جھگڑا کہو کس بات کا
نورِ حق سایہ کے پردے میں دکھانا چاہیئے

دین اور الحاد دونوں بندشیں ہیں روح کی
ان کے رشتوں میں نہ جاں ہرگز پھنسانا چاہیئے

اصل میں انسان و حیواں ایک ہیں دوسرا ایک ہیں
دل کسی کا کیوں عبث ناحق دُکھانا چاہیئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

قیدِ پابندی کی حالت میں ہے آزادی کی رُوح
جب تک دنیا ہے اس میں آنا جانا چاہیے

حل ہے اور دل میں خیالوں کے تموّج کی ہے کان
اِن کا نقشہ صاف لفظوں میں دکھانا چاہیے

کیا ہے دُنیا؟ آئینہ ہے معرفت اور ذات کا
آئینہ کو دیکھ کر صورت پہ جانا چاہیے

مان جائیں ماننے والے تو لب کیوں کھولئے
اُن کو رفق و رحم سے پھر بھی منانا چاہیے

گونجتی ہے "شیو" کے ڈمرو کی صدا کیلاش میں
سالکو! سُن کر اُسی سے دل لگانا چاہیے

حقیقت کی داستانیں

پُوران اتہاس کہلاتے ہیں۔ اتہاس کا مطلب ہم نے اپنی وگیان راماین میں بتا دیا ہے۔ کہ یہہ تصانیف اصل میں حقیقت کی داستانیں ہیں۔ جو دلچسپ اور تفریح بخش پیرایہ میں لکھی گئی ہیں۔ ہاسیہ۔ ہاسیہ سنسکرت میں ہنسی اور دل لگی کو کہتے ہیں۔ دُنیا میں بہت کم طبیعتیں ایسی ہیں۔ جو سچائی کو سچائی کی نظر سے مطالعہ کرنا چاہتی ہیں۔ اس لئے پورانوں کے دانشمند مصنفین نے یہہ نرالا طرز بیان ایجاد کیا۔ کہ جہاں لوگ قصہ کہانیوں کو خوشی کے کانوں سے سُنیں۔ ساتھ ہی اُن کو حقیقت کا بھی علم ہوتا جائے۔ قصہ کے شائق سب ہی ہوتے ہیں ✤

پورانوں کے مضامین ہمیشہ نئے رہتے ہیں

پُورانوں کو کوئی پورانا یا پُورانی کتابیں کہہ لے۔ مگر وہ ہمیشہ نئے ہیں۔ اور انسانی زندگی میں سوا جیون مُکت دشا کے اور کوئی حالت ایسی نہیں آتی۔ جب اُنکے بیان ہمیشہ تازہ کے تازہ نہ بنے رہتے ہوں۔ اور جس قدر انسان اُن پر غور کرتا جائے گا۔ اُسی قدر اُس کو سوچنے کے لئے نئے نئے مضمون ہاتھ آتے جائیں گے۔ اور ہر زمانہ کی ترقی اور بلند نظری کے مشابہت کے ساز و سامان اُن کے اندر کثرت کے ساتھ ملیں گے۔ ہاں یہہ دوسری بات ہے۔ کہ کوئی شخص خواہ مخواہ اپنی طبیعت کو متعصب

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بناکر ہٹ دھرمی سے کام لے +

پورانوں میں سرشٹی کا بیان

پورانوں میں علاوہ اور باتوں کے اوتاروں کے بیانات بہت ہی قابل غور ہیں۔ یہ اوتار جیسا کہ وگیان راماین میں بتایا گیا ہے۔ ارتقائی مسئلہ کی تشریح ہیں۔ اور اُس کی زنجیر کی تمام ضروری کڑیوں کو دکھاتے ہیں۔ تاہم اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ مغربی ملکوں کا مسئلہ ارتقا ہی تمام وکمال ہے۔ بلکہ وہ بالکل غیر مکمل اور غیر قابل اطمینان ہے پوران جہاں اس مضمون پر کافی اور ضرورت سے زیادہ روشنی ڈالتے ہیں۔ وہاں وہ یہ بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔ کہ سرشٹی کے اصول میں جس یکسانیت کی تلاش کی جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ اور ہر جگہ نہیں ملتی۔ کیونکہ یہ پرپنچ ماتر ہے۔ اور خیالی ہونے کی وجہ سے کبھی کچھ کبھی کچھ ہوا کرتا ہے۔ انسان کو اختیار ہے۔ کہ وہ اُس کے کسی خاص محکمہ میں داخل ہو کر اپنی عقلی تفریق اور تقسیم سے کام لیا کرے۔ مگر قانون قدرت اس قدر وزن دار اور کثیر المقدار ہے۔ کہ انسان کی عقل کے ترازو میں اُس کی گنجایش امر محال ہے۔ کبھی سرشٹی کا اصول ایک قاعدہ پر چلتا ہے۔ کبھی اُس میں بے قاعدگی اور بے ترتیبی نظر آتی ہے۔ مغربی ارتقا کے مسئلہ کے موافق انسان بتدریج قدرتی نظام میں پیدا ہوا ہے۔ مگر پوران اپنے دلچسپ اور سبق آموز بیانات میں دکھاتے ہیں۔ کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی پہلے انسان پیدا ہوتا ہے۔ اور اُس سے پھر حیوانات نباتات۔ معدنیات وغیرہ کی پیدایش ہوتی ہے۔ اور یہ غلط نہیں معلوم ہوتا۔ پوران ایک جگہ کہتے ہیں کہ پہلے اردھو شروت پھر تریک شروت۔ پھر ارواک شروت پیدا ہوتے ہیں۔ اردھو شروت تو معدنی اور نباتاتی اشیا ہیں۔ تریک شروت میں پشو اور پکشی ہیں۔ اور ارواک شروت میں انسان ہیں۔ یہ طرز بیان مغربی ایوبلوشن کے مسئلہ کے موافق ہے۔ پھر دوسری جگہ پوران بیان کرتے ہیں۔ کہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دکش پرجاپتی کی تیرہ لڑکیاں کشیپ کو بیاہی گئی تھیں - کدرو نے سانپ - ونتا نے چیلہ - الا سے درخت وغیرہ پیدا ہوئے - یہہ بیان یورپ کے ایولیوشن تھیوری کے برخلاف جاتا ہے - لیکن غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے - کہ یہہ بیان غلط نہیں بلکہ صحیح ہے - جہاں لطیف رچنا ہوگی وہاں اسی قسم کی پیدائش ہوتی ہے - سپنے خواب ہی کے رچنا پر غور کرو - یہاں کون سی باقاعدگی رہتی ہے - اِس کے سوا جس کو ہم یا ہمارے پوران ویراٹ پُرش کہتے ہیں - یہہ تمام رچنا اور اُس کے تمام ممکنات میں گھتے رہتے ہیں - اور جہاں اور جس طرف اُس کا خیال گیا - اُسی کے موافق رچنا ہونے لگتی ہے - اس کے سوا انسان خود برہمانڈ کی رچنا کا مجموعی طور پر نمونہ ہے - اُس میں بھی ہر شے کے امکان کا سامان موجود ہے - اگر اُس سے یا اُس کے خیال سے یہہ خلقت پیدا ہوئی ہے - تو تعجب کس بات کا ہے - اب بھی انسان اپنے خیال اور اپنے عقل سے نئے نئے دھات نئے نئے نباتات بناتا رہتا ہے - اور اگر وہ پیچھے نئے نئے قسم کے حیوانات آج دن پیدا کر دکھائے - ہم کو تو پورانک کتنی بیان میں بھی غلطی نہیں نظر آتی -

پورانوں میں انسان کی بزرگی

پورانوں میں انسان کی ذات کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے - اور کیا آج کل کے علما اور عقلا بھی ایسا نہیں کہتے - انسان - حیوان اور نباتات میں صرف زندگی کے جدوجہد اور اُس کے ساز وسامان کا فرق ہے - یہ فرق صرف درجوں کا ہے - اصل میں کیا فرق ہے - تتو یا جوہر او لے تو ایک ہی ہے - یہ ویدانت بھی مانتا ہے - اور اب عقیل انسان کا گروہ بھی ماننے لگا ہے - رچنا کے اختلافات محض بدھی تتو کی کمی بیشی اور تفرقہ انداز تمیز کا نتیجہ ہے - یہی بدھی تتو اُوپر نیچے اور بیچ میں حرکت کرتا ہوا خلقت کے مختلف مناظر پیش کرتا رہتا ہے - مثلاً پوران کہتے ہیں - اور اوراک شروع میں انسان میں کھانے پینے کے تمام ناڑیوں کا رجحان نیچے کی طرف ہے -

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور اُس کی ویسی شکل بنی ہوئی ہے - ترِیک شروت یعنی جانوروں کے خورش
کی نس ناڑیاں ٹیڑھی اور آڑی ہیں - کیونکہ اُن میں ایسا ہی انتظام مدنظر رکھا گیا ہے
اور اُن کا پیٹ انسان کی طرح نیچے کی طرف نہیں ہے بلکہ بیچ میں رہی شکل کا ہے سا ب رہی تیسری
قسم اُوردھو شروت یعنی نباتات - اِن کے خورش پہنچانے کی نس ناڑیوں کا جھکاؤ
میلان اور ساخت اُونچے کی طرف ہے - یہہ اُن کے درمیان فرق ہے - اُپ نشدوں
بیس سے ورہد آرینک اُپ نشد نے ایک موقع پر انسان کو اُلٹا درخت بتاتے
ہوئے اُس کو درخت ہی سے مشابہ کیا ہے - اور یہ مشابہت حقیقت میں بہت ہی
دلچسپ ہے - اُس کے موافق انسان صرف اُلٹا درخت ہے - درخت کی جڑ تو نیچے
کی طرف ہوتی ہے - انسان کی جڑ (اُس کا سر) اُونچے کی طرف ہے - اور اسی طرح
اُس نے نس ناڑی - خون - چربی - وغیرہ کی مشابہت بھی دکھائی ہے - کیا اس سے
ثابت نہیں ہوتا - کہ اور رچنا انسان کی صورت کی نقل ہی ہے - انسان اگر وراٹ پرش
کا نقل ہے - تو اور رچنا جو اُس کے بعد رچی گئی ہے - وہ اُس کی نقل کہی جا سکتی ہے -
اور جس قدر اس نقل کی اُس سے خیالی دوری اور خیالی جدائی ہوتی گئی - اسی قدر وہ
مختلف بنتی گئی - الغرض کبھی خلقت اس طرح پیدا ہوتی ہے - اور کبھی مختلف طریقے پر
اور اس طرح کے بیانات کے اشارے نہ صرف پورانوں میں بلکہ کہیں کہیں اُپ نشدوں
میں بھی بہ کثرت ملتے ہیں - آدمی اگر غور کر کے ان کو پڑھے - تو اُس کو معلوم ہو جائے گا - کہ
جو کچھ اِن پورانوں میں ہے - وہ بالکل ہی تمسخر اُڑانے کے قابل مضمون نہیں ہے
بلکہ وہ کچھ سوچنے اور سمجھنے کے بھی لائق ہے +

ہر جگ کے اوتار

اوتاروں ہیں ست جگ کے چار اوتار مچھ - کچھ - وراہ - نرسنگھ
اُسی طرح فکر اور تردد سے آزاد دکھائے گئے ہیں جیسے انسان

نوٹ: ناظرین اس مضمون کے دوبارہ پڑھنے سے کبھی نہ گھبرائیں کیونکہ ہر بار کے اعادہ میں انکے سوچنے کے لئے نیا مضمون ہاتھ آئیگا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کے بچّے زندگی کے اُس ابتدائی عرصہ میں ہوتے ہیں ۔ یہ چاروں مدارج بچپن کی چار حالتوں سے مشابہ اور بالکل موافق ہیں ۔ اور یہ زندگی کے دھرم کے چار پانوں ہیں ۔ جو صرف ست جُگ سے مخصوص ہیں ۔ فکر اور تردد سے آزاد ہونا ست جُگ کا خاصہ ہے ۔

ست جُگ دوسرے لفظوں میں دُنیا کا بچپن ہے ۔ اس کے بعد تریتا آتا ہے ۔ جس میں دھرم کے صرف تین پانوں رہ جاتے ہیں ۔ اور اس لئے اُس کے تین اوتار بھی ہیں ۔ وامن ۔ پرسرام ۔ رام ۔ اگر اِن تینوں کے حرکات و سکنات پر غور کرتے چلو ۔ تو تم کو معلوم ہوگا ۔ کہ یہ اصل میں بچپن ۔ کیشوراوستھا ۔ اور جوانی کے عالم کی تصویریں ہیں ۔ اور انسانی زندگی میں بتدریج دُکھ بڑھتا چلتا ہے ۔ بچپن میں کھیل کُود سے تعلّق رہتا ہے ۔ اور اُس کی مثال وامن ہے ۔ بچّہ کو جب کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے ۔ تو وہ اَوروں سے وہ شے مانگ لیتا ہے ۔ اور اُس کو پاکر خوش ہو جاتا ہے ۔ اور دینے والے کی ہمدردی کا دم بھرتا ہے ۔ وامن نے راجہ بلی کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ۔ پرسرام کشوراوستھا ہے ۔ اِس میں دُکھ بمقابلہ بچپن کے زیادہ ہوتا ہے ۔ اور اُس کے دُور کرنے کے لئے انسان اپنے زور طاقت اور جد جہد سے کام لیتا ہے یہہ بات پُرانوں نے پرسرام کی زندگی میں دکھائی ہے اب آیا جوانی کا وقت جو شری رام کی زندگی ہے ۔ اِس میں دُکھ زیادہ ہوتا ہے ۔ اور اُن کے دُور کرنے کے لئے جہاں زور اور طاقت سے کام لینا پڑتا ہے ۔ ساتھ ہی دل کی مدد کی بھی کچھ ضرورت ہوتی ہے ۔ اور رام نے ایسا ہی کر دکھایا ۔ جوانی کے بعد ادھیڑپن آتا ہے ۔ یہ دواپر کا جُگ ہے ۔ جس میں دھرم کے صرف دو پانوں رہ جاتے ہیں ۔ اور اسی وجہ سے اس کے اوتار دو ہوتے ہیں ۔ اور دُکھ بہ کثرت ہوتے ہیں ۔ کرشن بھگوان کی زندگی اس زمانہ کے ابتدائی وقت سے مشابہ ہے ۔ اور وہ دُکھوں کا دفعیہ دل اور دماغ دونوں کی مدد سے کرتے ہیں ۔ جس کا نقشہ ہم نے نہایت وضاحت اور صراحت کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ساتھ اپنے قابل مطالعہ کتاب وگیان کرشتاین میں کھینچ کر دکھایا ہے۔ اسی طرح ادھیڑپن کی زندگی کا انتہائی حصہ نہایت دُکھ دینے والا، دُکھ بڑھانے والا۔ اور دُکھ دکھانے والا ہوتا ہے۔ اس کے دفع کرنے کی تدبیر اُس وقت صرف بُدّھی دگیان والی عقل سے ہوتی ہے۔ اور اس لئے دواپر کے آخر میں بُدھ بھگوان کا اوتار ہوتا ہے۔ جو سنسار کو دُکھ سے بھرا ہوا دیکھ کر سنسار کے پرانیوں اُس سے نجات دلانے کے لئے بُدھ مارگ کی تعلیم دیتے اور خود مثال بن کر نروان پد کے حاصل کی نیکی ہدایت کرتے ہیں۔ یہ اس اوتار کا مقصد ہے *

بُدھ کا جنم دواپر میں شمار ہوتا ہے

اس میں شک نہیں کہ بُدھ بھگوان کو جنم دھارن کئے ہوئے ڈھائی ہزار برس گذرے ہیں۔ وہ حضرت مسیح سے چھ سو برس پہلے پیدا ہوئے تھے۔ بُدّھ دھرم کے نوشتہ جات سے بھی ایسا ہی ظاہر ہے۔ اور محققین کی تحقیقات بھی اسی طرح اُس کی تائید کرتی ہے۔ لیکن پُورانوں نے اس کو اپنے طور پر دواپر ہی کا اوتار مانا ہے۔ کیونکہ جیسا پہلے کہا گیا ہے۔ کہ دواپر میں دو اوتار ہوتے ہیں۔ پورانوں کے اس ماننے کا سبب یہہ ہے۔ کہ کلجگ کے ابتدائی حصہ میں دواپر کا بہت کچھ اثر باقی رہتا ہے۔ اس کا پُورے طور پر کلجگ میں شمار نہیں کیا جاتا۔ یہہ بات کچھ سوچ سمجھ کر کہی گئی ہے۔ کیونکہ کلجگ میں چونکہ دھرم کا ایک ہی پاؤں باقی رہ جاتا ہے۔ اس لئے اس جگ میں صرف ایک ہی اوتار مانا گیا ہے *

بُدھ کے حالات

پُورانوں میں بُدھ بھگوان کے حالات بہت کمی کے ساتھ ملتے ہیں۔ تاہم جو کچھ موجود ہے۔ وہ بھی ہمارے مطالعہ کے کم مستحق نہیں ہیں۔ ان کے حالات اشوگھوش کے بدھ چرتر۔ للت وستر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جانکے گا نهماؤں - تری پتک ھوت لاسی غیرہ مختلف ورگتیہ کتابوں میں ملینگے

افسوس یہہ ہے - کہ سوار بدھ چرتر - للت وستر - اور چند آتی گنتی - سنسکرت کتابوں کے باقی اور نوشتہ جات دستیاب نہیں ہوتے - اِس وگیان بودھاین کے لکھنے میں ہمارے پاس سنسکرت میں (۱) اشوگھوش کے بدھ چرتر (۲) - وجسرپالوک تکھ سوتر - (۳) - پرگیا پارمتا - تین کتابیں موجود تھیں - اُس لیئے مجبوراً انگریزی کتابوں ہی سے کام لینے کی ضرورت محسوس ہوئی - اِن میں جو کتابیں انگریزی میں جرمن سے ترجمہ ہوئی ہیں وہ بہت قابل قدر ہیں - انگریزی کتابوں میں (۱) - گاسپل آف بدھ - (۲) - لائیٹ آف ایشیا - (۳) - جاپانی پروفیسر سوزوکی کا مہایان بدھ دھرم وغیرہ بہت اچھی کتابیں ہیں *

حضور داتا دیال سب کا کلیان کریں - یہی اُن کے پوتر چرن کمل میں پرارتھنا ہے!

ساھو سٹریٹ
لاہور

شیو
ایڈیٹر وگیانی

This Book - very
good and every
one gets gains knowledge
of yoga from the

وگیان بودھاین

بُدھ اور بُدھ دھرم کے حالات واضح اور مفصّل پیرایہ میں

ہین یان اور مہایان شاکھاؤں کے بموجب

(۱) - بالِ کانڈ

پہلا سرگ

سِدھارتھ کی پیدائش

خندۂ گُل کی بدولت باغ خنداں ہوگیا
گُل کھلا صحرا میں جب صحرا گلستاں ہوگیا

روہنی ندی کے کنارے - ہمالیہ کی ترائی میں - نیپال کے دکن اور بنارس سے قریب

سلہ بُدھ دھرم یوں تو بہت سے فرقے ہوگئے ہیں۔ مگر مخصوص دو ہیں - ایک کو ہین یان (یعنی چھوٹا رتھ) اور دوسرے کو مہایان (یعنی بڑا رتھ) کہتے ہیں۔ لنکا - سیام اور برہما کے باشندے اسی ہین یان طریق کے معتقد ہیں - کیونکہ یہ پورا نامت ہے - اور نیپال - تبت - چین - جاپان وغیرہ مہایان کو مانتے ہیں - ہین یان بیدھا سادہ طریق ہے مہایان میں دیوی دیوتا - اور پورانوں کی قریب قریب تمام تعلیم شامل ہے - ہین یان کے اصول اسی حصہ میں بُدھ کی زندگی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں - اور مہایان کے اصول کا ذکر دوسرے حصہ میں بھی آیا ہے ✤

جولائی ۱۹۱۲ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سو میل کے فاصلہ پر ایک شہر آباد تھا۔ جس کو کپل وستو کہتے تھے۔ کون جانے۔ کیا عجب کسی وقت میں مہرشی کپل کو اس جگہہ کے ساتھ کوئی خاص تعلق رہا ہو۔ یا یہاں آشرم بنا کر وہ اپنے راسخ الاعتقاد شاگردوں کو سانکھیہ یوگ کی تعلیم دیتے رہے ہوں۔ یہاں اس مقام میں شدّھودن نامی شاکیہ بنس کا راجہ راج کرتا تھا۔ اب اس راج کا کچھ حصّہ تو گورکھپور کے ضلع میں شامل ہے۔ اور کچھ مہاراج نیپال کے قبضہ میں ہے۔ اُس وقت اس کے دکن اور پچھم میں کوشل راج اور اس کے ذرا ہی پُورب کی طرف مگدھ دیس کی طاقتور سلطنت واقع تھی۔ کپل وستو میں گو ہر قوم کے آدمی بستے تھے۔ مگر اس کا راج بہت دنوں سے اکشواکو بنس کے شاکیہ کشتریوں کے ہاتھ میں چلا آیا تھا۔ یہ بہت منچلے۔ طاقتور۔ اور سپہگری کے فن میں نامور اور ممتاز تھے۔ اور دھن دولت کی نظر سے آسودہ حال کہے جا سکتے تھے۔ اور اپنے گروہ کے شجاع اور دلیر سردار کو عالم فاضل اور وید پاٹی براہمن سے بھی کہیں زیادہ قابل تعظیم سمجھتے تھے۔

شدّھودن۔ دھرماتما تھا۔ اُس کے راج میں امیر و غریب سب خوشحال تھے اور کسی دولتمند کو یہ جُرأت نہیں ہوتی تھی۔ کہ غریبوں پر ظلم کر سکے۔ اور گو اُس کی سلطنت بہت بڑی اور عظیم الشان نہیں تھی۔ تاہم اِردگرد کے تمام راجے اور رئیس اُس کے ساتھ عزت اور تعظیم سے پیش آتے تھے۔ اس راجہ کے دو رانیاں تھیں۔ ایک کا نام پرجاوتی اور دوسری کا مایا تھا۔ قدیم مقدّس کتابوں میں عزّت اور تعظیم کی نظر سے انکو مہاپرجاوتی اور مہامایا بھی کہا گیا ہے۔ کہیں کہیں پرجاوتی کا نام گوتمی بھی لکھا ہوا ہے۔ دونوں نیک اور سلیم الطبع تھیں۔ اُن کے دلوں کی پاکی کی مشابہت کس شے سے دیجائے۔ جس طرح پریاگ راج کے سنگم پر گنگا اور جمنا کی پاک دھاریں ملکر ایک ہو جاتی ہیں۔ اور پھر اُن کے درمیان کوئی شخص تمیز کا خط نہیں کھینچ سکتا۔ اسی طرح ان دونوں بہنوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نے پریم کے رشتوں سے یک ساتھ بندھ کر شدھو دان کو اپنی خدمت اُلفت اور محبت کا مرکز بنا رکھا تھا۔ اِس قسم کی نیک بیویاں اگر انسان کو مل جائیں۔ تو اُس کی قسمت کا کیا کہنا ہے!

مگر شدھو دان خوش نہیں تھا۔ انسان کی خوشیاں مختلف قسموں کی ہوتی ہیں۔ سب کا تعلق کسی نہ کسی طرح کی خواہش سے رہتا ہے۔ اگر وہ خواہش پوری ہو گئی ہے تو آدمی خوش ہو جاتا ہے۔ اگر خواہش پوری نہیں ہوئی۔ تو پھر اُس کو دل ہی دل میں کڑھنا اور ناقابل برداشت دُکھ سہنا پڑتا ہے۔ آدمی کے پاس چاہے ہر قسم کے ساز و سامان موجود ہوں۔ دولت۔ عزت۔ محل و مکان۔ مُلک اور لشکر سب ہی کچھ ہو۔ لیکن جس طرح اگر کسی اچھے عالیشان آراستہ مکان میں کوئی شخص نہ آباد ہو اور وہ سُونا معلوم ہوتا ہے بالکل اسی طرح کسی اصل خواہش کے پورے نہ ہونے پر انسانی زندگی کے ساز و سامان کا حال ہوتا ہے رعیت آباد تھی۔ مُلک زرخیز تھا۔ خویش و اقارب سب ہمدرد اور جان نثار تھے۔ آس پاس کے ہمسایہ راجے خلوص اور دوستی کا دم بھرتے تھے۔ مگر شدھو دان پھر بھی رنج والم کے سمندر میں ڈوبا رہتا تھا۔ اور اس کا سبب یہ تھا۔ کہ اُس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ جو اس کے بعد تاج و تخت کی وارث ہوتی۔ کنول کا پھول جس طرح کھلکر گرم ہوا کے بہنے سے مُرجھا جاتا ہے۔ ویسے ہی اس راجہ کا دل مُرجھایا رہتا تھا صاف آسمان پر جس طرح کالی گھٹائیں منڈلاتی ہوئی۔ روشن اور منور سورج کو ڈھک لیتی ہیں۔ ویسے ہی راجہ کا دل اس رنج کے بوجھ کی وجہ سے مغلوب رہتا تھا۔ بڑھاپے کا زمانہ آیا۔ یکے بعد دیگرے اولاد کی خواہش سے دو دو شادیاں کیں۔ مگر لاحاصل! دو میں سے ایک کو بھی لڑکا نہیں پیدا ہوا! اُس گھر کو گھر نہ کہو۔ جس کے صحن میں راج ہنس کی طرح کھیل میں اکڑ کر چلنے والے بچے نظر نہ آئیں! وہ باغ ہی کیا ہوا! جس میں نو شگفتہ کھلے ہوئے پھول اپنے رنگ و روپ۔ حسن اور تازگی کا تماشہ نہ دکھائیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

الغرض راجہ بہت دُکھی تھا۔ اور اس دُکھ کے دُور ہونے کی اُس کو کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ اس نے سمجھ لیا تھا۔ کہ اب شاکیہ بنس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اس کے باپ داداؤں کی موروثی سلطنت کسی اور خاندان میں منتقل ہو جائے گی +

لیکن یہ دُنیا عالم امکان ہے۔ کسی شخص کو مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ جس کے دل میں کسی قسم اور کسی چیز کی زبردست خواہش پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ یوں ہی اکارت اور بے سُود نہیں جاتی۔ کبھی نہ کبھی جلد یا دیر میں وہ اپنے ظہور کا تماشہ دکھا دیتی ہے۔ یہ ہماری زندگیاں خود کیا ہیں! خواہش کے خیالات نے جس جس طرح کے تانے بانے بُنے ہیں۔ اُسی قانون کی مطابقت کی نظر سے ہمارے جسم دل و دماغ اور تعلقات بنے ہیں۔ ہم جو سوچتے ہیں وہی ہو جاتے ہیں۔ ہم جس شے کی خواہش کرتے ہیں۔ وہی شے کبھی نہ کبھی ہمارے ہاتھ آ جاتی ہے۔ بسا اوقات یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ ہم اپنے مقصد سے ہمکنار ہوتے ہوئے بھی اُس کی ہستی سے ناواقف رہتے ہیں۔ اور جب تک وہ لطیف صورت کے درجہ سے گذر کر اور ظاہری طبقہ میں آ کر اپنے ظہور کا تماشہ نہ دکھائے۔ تب تک ہم اُسکی طرف سے نادانستہ مایوس بنے رہتے ہیں +

کسانوں کے میلہ کی تقریب کا دن تھا۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ کسان۔ کاشتکار اور زمیندار اس مبارک موقع پر خوشیاں منایا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کی اقبال مندی اور خوشی خورمی کا دارومدار اندر دیوتا کی رضامندی اور موسم برسات کی عمدگی پر منحصر ہے۔ اب آج کل لوگ اس کو بالکل ہی بھول گئے ہیں صرف صوبجات متحدہ کے مشرقی اضلاع میں کہیں کہیں اب بھی یہ تیوہار منایا جاتا ہے۔ مگر بہت کمی کے ساتھ۔ جب مقررہ وقت آیا۔ کپل وستو کے تمام باشندے راجا پرجا خوش تھا

لباس اور قیمتی زیور پہن کر باہر نکلے۔ گانے بجانے کا اہتمام کثرت کے ساتھ تھا۔ جہاں یہ میلہ ہر سال لگا کرتا تھا۔ وہ مقام شہر سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا۔ اُسی دن مہامایا نے اپنے اِرد گِرد خوشی کے سامان دیکھکر راجہ سے کہا "مہاراج! آج رات کو مَیں نے عجیب و غریب خواب دیکھا ہے جس کو مجھ سے سُن کر آپ کو بھی سخت تعجب ہوگا۔ سُپنے میں مَیں نے یہ دیکھا۔ کہ تالاب میں نہانے اور پُوجا کرنے کے بعد میں پلنگ پر آرام سے سو رہی۔ اُسی وقت ایک سفید رنگ کا ہاتھی آیا۔ اور میرے پیٹ میں سما گیا۔ اتنے میں میری نیند کھُل گئی"۔

راجہ کو خواب کا یہ واقعہ سُن کر سچ مچ سخت حیرت ہوئی۔ اُس نے جوتشی براہمنوں کو بُلایا۔ اور اُن کو یہ تعجب خیز سُپنا کہہ سُنایا۔ جوتشی متفق الرائے ہوکر بولے "مہاراج! اِس خواب کی تعبیر یہ ہے۔ کہ آپ کی رانی حاملہ ہے۔ اُس کے پیٹ سے ایک نہایت اقبال مند لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر اُس نے راج کی طرف خیال کیا تو چکرورتی راجہ بنیگا۔ اور اگر کہیں دھرم کی طرف دھیان دیا۔ تو سنسار کے دُکھوں سے پرانیوں کے لئے نجات دلانے والا گیانی ہوگا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے"۔

راجہ اور اُس کے متعلقین یہ خوش خبری سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور تمام اہلکار۔ اور شاکیہ بنس کے افراد اُس میلہ میں خوشی خوشی شریک ہوئے۔ سب کے گھر سجائے گئے۔ دروازوں پر بندن وار باندھے گئے۔ مہامایا کی عمر اس وقت چوالیس برس سے زیادہ ہو چکی تھی۔ اس عمر میں عورتوں کی جسمانی طاقت بہت گھٹ جاتی ہے۔ مگر رانی کا حال اس سے بالکل برعکس تھا۔ انسان کی خوشی اور رنج کا دارومدار صرف خیال پر ہے۔ جب اُس کے دل کے سمندر میں فرحت بخش خیالوں کی ترنگیں موجزن ہونے لگتی ہیں۔ دلی اور جسمانی حالت میں زمین و آسمان کا فرق آجاتا ہے۔ مُردنی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چلی جاتی ہے۔ زندگی کے آثار نمایاں ہو آتے ہیں۔ کمزوری معدوم ہو جاتی اور طاقت اور صحت عود کر آتی ہے۔ مہامایا نہ صرف بچّہ کے پیٹ میں آنے سے تن و توش کے لحاظ سے صحیح الجسم ہوتی گئی۔ بلکہ راجہ اور پرجا سب کی نظروں میں زیادہ حسین بھی دکھائی دینے لگی +

جب نو مہینے کے دن قریب گذر گئے۔ رانی نے راجہ سے کہا "پران ناتھ! میری خواہش ہے کہ آپ مجھے کو اس وقت ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت عطا کریں۔ چونکہ طبیعت بار بار وہاں جانے کو چاہتی ہے۔ عجب نہیں کہ وہاں کا جانا میرے لئے مبارک ثابت ہو!" راجہ نے رانی کی درخواست منظور کی۔ اور وہ نیک اور دھرماتما ہوہی کئی سو آدمی کے ساتھ پالکی میں سوار ہو کر کوئی راج کی دارالسلطنت دیودھ نگر کی طرف روانہ ہوئی +

شدھودن نے جہاں تک ممکن تھا۔ رانی کے آرام کا معقول انتظام کرادیا تھا لیکن جس وقت اُس کی سواری لُمبنی باغ میں پہنچی۔ قدرت کے دلربا نظارے اور درختوں کے پھل پھول کی کثرت نے اُس کے دل پر خاص قسم کا اثر پیدا کیا بسنت کا موسم تھا۔ جو رُت راج یعنی موسموں کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ جدھر نگاہ جاتی تھی۔ سبزی ہی سبزی نظر آتی تھی۔ آنب بورائے ہوئے تھے۔ کوئلیں اُن کی شاخوں پر بیٹھی ہوئی کُوکُو کی دلپسند صدائیں سے کانوں کو خوشی دے رہی تھیں۔ بھونرے ہر چہار طرف پھولوں پر منڈلا رہے تھے۔ رانی تھوڑی دیر کے لئے باغ میں آرام کرنے کی نیت سے پالکی سے اُتر آئی۔ اور جیوں ہی اُس نے ایک خوبصورت پھول توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اُس کے پیٹ میں درد پیدا ہوا اور قبل اس کے کہ اُس کو زمین پر بیٹھنے کا موقع ہاتھ آئے۔ کھڑے ہی کھڑے چاند کا روشن ٹکڑا گوشت پوست کے لوتھڑے کی صورت میں اُس کے پیٹ سے نیچے گر پڑا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور وہی بچہ تھا جو مابعد زمانہ میں گوتم بدھ کے نام سے دنیا کا دکھ اور مصیبت سے نجات دینے والا روحانی معلم تسلیم کیا گیا ہے +

موسم خوش گوار تھا - جگہہ پاک صاف تھی - ہر چہار طرف قدرتی نظارے دلفریب اور دلکش تھے - خوشی کے دن - سوہانی راتیں - نہ بہت گرمی نہ بہت سردی رانی کے ساتھیوں کا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا - اور لمبنی باغ یا تو ایک دن پہلے سنسان سا ہوا تھا - یا اس واقعہ کی وجہہ سے وہ جیتی جاگتی جگہہ ہو گیا - مرد اور عورتیں دوڑ کھڑے ہوئے جھٹ پٹ قنات اور خیمے کھڑے کر دیئے سب مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی - شادیانے بجنے لگے - کپل وستو اور دیو دھ نگر کے لوگوں نے جب سنا کہ شدھودن کے گھر مایا دیوی کے بطن سے فرزند ارجمند پیدا ہوا ہے - اُن کے خوشی کی کوئی حد نہیں رہی - دونوں مقامات کے رہنے والے بہ کثرت لمبنی باغ میں آئے اور گاجے باجے کے ساتھ ماں بیٹے کو کپل وستو کے شاہی محل کی طرف لے گئے اور نوزائیدہ بچہ کا نام سدھارتھ[1] رکھا - کیونکہ اُس کے پیدا ہونے سے شدھودن اور اُن کے خاندان کا ارتھ (مقصد) سدھ (پورا) ہو گیا - اور دل کی مراد بر آئی +

کپل وستو از سر نو نئی دلہن کی طرح سنوارا گیا - امیر اور غریب سب کے یہاں ہیں - تخت و تاج کے وارث کے پیدا ہونے کی خوشی میں مجلسیں منعقد کی گئیں - جلسے کئے گئے - اور براہمن - بھاٹ - اور کنگال کو اس قدر دان دیا گیا کہ وہ مالا مال ہو گئے +

[1] سدھارتھ کے نام کرن سنسکار کے موقع پر رام - لکشمن - سدھوج - منتری - کونڈنیہ - بھوج سوداماں - سویشت - آٹھ یگیہ کرنے والے براہمن موجود تھے - جنہوں نے بچہ کو دیکھ کر یہ پیشینگوئی کی تھی کہ "یا تو یہ چکرورتی راجہ ہوگا - یا منیوں میں سریشٹ منی ہو کر دنیا کا زبردست تیاگی اور ویراگی مہاتما کہلائیگا - اور اسی کی بدولت کروڑوں آدمی بھوساگر کے پار ہو جائیں گے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دوسرا سرگ

اسِت رشی کا آگمن اور مایا کی موت

اشرف المخلوق کہلاتا نہ کیونکر آدمی
تو خدا ہو کر خدا سے شکلِ انساں ہو گیا

خوشی! خوشی!! جس کو دیکھئے۔ وہی خوش ہے۔ رشتہ دار۔ احباب اور دُور گانوؤں میں رہنے والی رعیت۔ سب شدھودن کو اولاد کے پیدا ہونے کی مبارکباد دینے آئے۔ لڑکا حسین تھا۔ چہرے سے جلال نمایاں تھا۔ جب پیدا ہوئے کئی دن گذرے جنگل کے رہنے والے ایک عابد رشی نے جس کا نام اسِت تھا۔ آدمیوں کی کثیر تعداد کو خوشیاں مناتے اور کپل وستو کی طرف جاتے دیکھا۔ پوچھا۔ "کیوں اس قدر آدمی راجدھانی کی طرف جا رہے ہیں؟" اور جب اُس کو معلوم ہوا۔ کہ راجہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور راجہ نے خود اُس کو بھی بُلا بھیجا ہے تب وہ نہایت خوش ہو کر کپل وستو کے راج بھون کی طرف چلا۔ یہ اُس زمانہ کا مشہور عابد اور دانا دل سادھو مشہور تھا۔ راجہ پرجا سب اُس کی عزت کرتے تھے۔ جب یہ محل میں داخل ہوا۔ راجہ نے تعظیم کے ساتھ ارگھیہ پیش کیا +

جب یہ سادھو بیٹھ گیا۔ راجہ نے اُس کو اپنے نئے بچہ کو دکھا کر پوچھا "مہاتمن! آپ سامُدرک اور دوسری ودّیاؤں میں بہت واقف کار سمجھے جاتے ہیں۔ یہ تو بتایئے کہ اِس لڑکے میں کیا کیا اوصاف ہیں؟" رشی نے شاہزادہ کی صورت شکل اور ہاتھ پیر پر غور کیا اور اُسی وقت اُس کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔ راجہ ڈرا کہ "کہیں ایسا تو نہیں ہوا۔ کہ سدھارتھ کی صورت میں اس رشی نے بُری علامات دیکھی ہیں۔ اور اُن کے سبب سے رو پڑا ہے!" اُس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا "برہمہ رشی! آپ کو کیا دکھ ہوا۔ اور اس

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بچہ کو دیکھکر آپ کیوں آنسو بہانے لگے ؟" اسِت نے جواب دیا " راجہ ! تم بڑے خوش نصیب ہو۔ تمہاری قسمت کا آدمی آج دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ یہ عجیب غریب بچہ تمہارے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ میں اس کی عزت سب سے زیادہ کرتا ہوں۔ کیونکہ اس نے سنسار میں گورو کی حیثیت میں اوتار لیا ہے۔ اور جیؤں کے دُکھ درد اور مصیبت کو میٹ کر اُن کو سچی اور دائمی خوشی کا راستہ دکھائے گا۔ اس کی شکل میں وہ تمام علامات موجود ہیں۔ جو بُدھوں سے مخصوص سمجھی جاتی ہیں۔ سینکڑوں اور ہزاروں برسوں کے بعد دنیا میں کسی بُدھ کا ظہور ہوتا ہے۔ اور وہ تینوں تاپوں کی آگ سے جلتے ہوئے پرانیوں کو نکال کر امرت کے کُنڈ میں غوطہ دلاتا ہے۔ جس مصیبت کے قید و بند میں پھنس کر دنیا ہلاک ہو رہی ہے۔ اُس سے نجات صرف اسی قسم کے پاک اور بزرگ شخصیتوں کی بدولت نصیب ہوتی ہے۔ تمہارا یہ لڑکا دھرم راج ہوگا۔ اس کی سلطنت زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہوگی۔ اس کی بڑائی سب سے الگ مخمگ رہنے میں نہیں سمجھی جائے گی۔ بلکہ یہ اپنے بے حد رحم اور کرم سے غریب سے غریب اور حقیر سے حقیر انسان کو تعلیم دے کر آپ جیسے بنانے کا اہتمام کرے گا۔ مجھ کو اس بچہ کے دیکھنے سے اس لئے رنج ہوا ہے۔ کہ اب میں صبح کا چراغ ہو رہا ہوں۔ اور موجودہ زندگی کے دریا کو قریب قریب پار کر چکا ہوں۔ مجھ کو اس لڑکے کے روحانی عروج اور اس کے دھرم پرچار کے نظارہ دیکھنے کا موقع نہ ملیگا۔ خیر! یہی کیا کم ہے۔ کہ مجھ کو اس کا درشن تو مل گیا"۔

یہ کہکر رشی تو اُسی وقت راجہ سے رخصت ہو کر چلا گیا۔ مگر مایا دیوی کی حالت متغیر ہو گئی۔ اُس نے پرجاوتی کو پاس بلایا۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر کر بولی "بہن! مجھ کو اس بچہ کے پیدا ہونے کی خوشی کی میعاد صرف سات دن کی دی گئی تھی۔ مجھ کو اس کی جوانی دیکھنے کا سکھ نہیں بدا ہے۔ میری موت سر پر کھڑی ہوئی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بہن ہے۔ لے۔ اس بچّہ کو تو اپنی گود میں لے لے۔ مَیں صرف اس کے جنم کی ساتھی تھی۔ اس کی پرورش کا کام تیرے سپُرد ہے۔ کیونکہ یہہ میرا ہی نہیں۔ بلکہ تمیرا بھی بیٹا ہے۔ کون جانے اس کو یاد دلانے پر میری یاد بھی آئے یا نہ آئے۔ مگر یہہ تجھ کو ماتا کہکر پُکارے گا۔ اور تجھ کو تو اس کے گود میں کِھلانے کا سُکھ ملیگا۔ یوں بھی میرا مرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جس عورت کی کوکھ سے بدّھ کا اوتار ہوتا ہے۔ وہ پھر دوسرا لڑکا نہیں جنتی۔ اور نہ جنم مرن کے دام میں پھنستی ہے" +

یہہ کہکر مایا نے بچّہ کو اپنی سوت اور بہن کی گود میں دے دیا۔ آپ پھر پلنگ پر لیٹ رہی۔ آنکھیں بند ہوگئیں۔ نبض کی رفتار سُست ہوتی گئی۔ اور وہ دیوی مایا جس کی کوکھ سے بھگوان بدّھ پیدا ہوئے تھے۔ تمام کنبے اور قبیلے کے آدمیوں کو چھوڑکر پرلوک کو چلی گئی۔ سدنیا میں سب کام کا وقت مقرر ہے۔ لیکن موت کے لئے کوئی وقت نہیں ہے۔ اس ناخوش گوار اور بِن بُلائے ہوئے مہان کیلئے سب کا دروازہ ہر وقت کُھلا رہتا ہے۔ یہہ آتی ہے۔ مگر نہ کوئی اس کو آتے دیکھتا ہے نہ جاتے دیکھتا ہے۔ زندہ مخلوق کے عنصری قالب کا بے حس و حرکت ہوتا۔ اِس کی آمد کی نشانی اور اس کی بربادی مچانے کی دلیل ہے +

خوشی میں رنج ہے۔ زندگی میں موت ہے۔ امرت کے ساتھ زہر ہے اور پھول کے دامن میں کانٹا ہے۔ اس مجمع ضِدّین دُنیا کا یہی حال ہے +

شادی کوئی خالی نہیں غم سے نظر آئی دیکھا ہے کہ جب خوب ہنسے آنکھ بھر آئی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تیسرا سرگ

بچپن، تعلیم اور پہلے جنم کے سنسکاروں کا اُبھار

دِل میں شب کو تھا تصور تیرا مجھ کو خواب میں
وہ تصور صبحدم خورشید تاباں ہو گیا

مثل مشہور ہے "ہونہار بِروے کے چکنے چکنے پات"۔ اور "ہونہار پوت کے پاؤں پالنے ہی میں نظر آجاتے ہیں"۔ سِدھارتھ اپنی موسی اور سوتیلی ماں پرجاوتی کی گود میں پلنے لگا۔ جس طرح آسمان کا چاند روز بروز بڑھتا ہے۔ اُسی طرح یہ بھی بڑھنے لگا مگر اس میں وہ باتیں نہیں تھیں۔ جو عام چھوٹے لڑکوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ ابتدائی زندگی سے سنجیدہ مزاج اور سلیم الطبع تھا۔ نہ اس کو کسی چیز کے ہاتھ آنے سے خوشی ملتی تھی۔ اور نہ اُس کے دور ہونے سے رنج ہوتا تھا۔ لوگ حیران تھے۔ کہ یہ کس قسم کا لڑکا ہے۔ مگر اَسِت رشی اور براہمنوں کی پیشینگوئیاں سب کو یاد تھیں۔ اور سب اُس کی چمکتی ہوئی شکل کو دیکھکر خوش ہوتے تھے۔ جس کی نظر اُس پر پڑتی تھی۔ وہ اُس کی سنجیدگی کو دیکھکر متاثر ہو جاتے تھے۔

سِدھارتھ کی عمر اِس طرح پانچ برس کی ہوئی۔ اور وہ ہمعمر لڑکوں کے ساتھ کھیل کود کے لیے باہر بھیجا گیا۔ مگر کھیل کود کیسا! یہاں بھی وہی خصوصیت نظر آتی تھی۔ چونکہ براہمنوں نے پہلے ہی سے شاکیوں کو یقین دلا دیا تھا۔ کہ یہ یا تو مہاپرتاپی راجہ یا زبردست اور کامل مُنی ہوگا۔ اس خیال سے شدھودن کے رشتہ داروں نے اپنے لڑکوں کو راجکمار کے ساتھ کر دیا تھا۔ کہ یا تو یہ لڑکے اس کے وزیر اور مشیر ہونگے۔ یا اس کے ساتھ ساتھ جنم مرن کے دُکھوں سے نجات پا جائیں گے۔ اور اس وجہ سے سدھارتھ کے ساتھ کئی اور شاہزادے رہا کرتے تھے۔ اور عام طور پر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لوگوں کو اس قدر پختہ یقین ہو گیا تھا۔ کہ کئی براہمنوں نے بھی اپنے کمسن لڑکوں کو[۵] اُس کی خدمت میں رہنے کے لئے نذر کر دیا تھا۔ یہہ سب لڑکے تو فطرتاً کھیل کود میں تفریح تلاش کرتے تھے۔ مگر سدّھارتھ کا یہہ حال تھا۔ کہ وہ شور و غل کی حالت سے الگ تھلگ رہ کر تنہائی میں بیٹھنا زیادہ پسند کرتا تھا۔ ہاں۔ یہہ بیشک دیکھا گیا تھا۔ کہ بمقابلہ گھر کے اُس کو کھلے میدان اور قدرتی منظروں کے مقامات میں رہنے کا بہت شوق تھا۔ بچپن ہی سے وہ تمام انسانی مخلوق کو ایک نظر سے دیکھنے کا عادی تھا۔ اور شاہانہ طمطراق اور رُعب وداب و نمایش کی طرف سے اُس کو بالطبع نفرت تھی ؂

جب اُس میں راجہ نے سمجھ بوجھ کا مادہ دیکھا۔ اپنے وزیروں سے اُس کے اتالیقی کے متعلق مشورہ لیا۔ سب نے متفق الرائے ہو کر کہا کہ "وسوامتر رشی سے اس زمانہ میں کوئی زیادہ تجربہ کار اور واقف نہیں ہے۔ اور وہی اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہے"۔ راجہ نے بھی اسی رائے کو پسند کیا۔ اور رشی کو بلا کر راجکمار کو اُس کے سپرد کیا۔ رشی نے پہلے اُس کو گایتری منتر یاد کرایا۔ پھر مختلف قسم کے حروف سکھلانے کے بعد مقدس کتابوں اور شاستروں کا مطالعہ کرایا۔ جوتش۔ گنت۔ ویاکرن۔ اتہاس۔ شرتی۔ سمرتی۔ وید۔ ویدانگ۔ اُپانگ وغیرہ سب ہی پڑھا۔ مگر تعجب کی بات یہہ تھی۔ کہ اُستاد کو صرف اشارہ کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اور یہہ سب کچھ سُنا دیتا تھا۔ بودھوں کی مقدس کتابوں میں مذکور ہے کہ سدّھارتھ نے تعلیمی مرحلہ کو بہت ہی جلد طے کر لیا تب رشی نے متحیر ہو کر اُس سے کہا۔ "راجکمار! سچی بات تو یوں ہے کہ تو گوروؤں کا گورو ہے۔ تو سب کچھ

[۵] بُدھ کے پانچ براہمن شاگرد جن کا بیان صفحہ   اور   میں آئے گا۔ اسی قسم کے ساتھی لڑکے تھے ؂

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

جانتا اور سمجھتا ہے۔ بلکہ ہم سے بھی کہیں زیادہ واقف ہے۔ مجھ کو ہم کیا پڑھائیں۔ تو گورو اور چیلے کی مریادا کو قایم رکھتا ہوا ہماری عزت اور پاس ادب کا لحاظ رکھتا ہے۔ ورنہ تو اس قابل ہے۔ کہ ہم کو خود تعلیم دے" سدھارتھ نے گورو کی باتیں سُنیں اور رشی کے قدم کو ہاتھ لگا کر کہا "یہ علم و ہنر سب آپ کے ماتحت ہے۔ اور بغیر گورو کی مہربانی کے وہ اور کسی طرح حاصل نہیں ہوتے" +

اسی طرح سدھارتھ کو اُسی رشی نے سپہگری کے تمام شاخوں کی تعلیم دی۔ شمشیر زنی۔ چوگان بازی۔ شہسواری۔ رتھ بانی۔ اور تیر اندازی وغیرہ کے سب کرتب یکے بعد دیگرے سکھائے۔ اکثر لڑکے بالطبع شریر اور مفسد ہوتے ہیں۔ اور وہ معصوم جانوروں کو چھیڑتے رہتے ہیں۔ لیکن سدھارتھ اوّل تو خود ہی جانوروں کے ایذا دینے سے پرہیز کرتا تھا۔ اور اگر کسی ساتھی نے اُن کو تنگ کیا تو سمجھا بجھا کر اُن کو اُس ناپسندیدہ حرکت سے باز رہنے کی ہدایت کرتا رہتا تھا اور "ہنسا" کو مہاپاپ بتاتا تھا۔ کسنی ہی کے زمانہ میں باوجود رنج اور فکر کی لاعلمی کے سدھارتھ کے دل میں ہر قسم کی بیزباں اور بازبان مخلوق کے لیے بے حد رحم کا مادّہ تھا +

ایک دن کا ذکر ہے۔ یہ لڑکے اپنے محلوں کے کوٹھوں پر چڑھے ہوئے آسمان میں اُڑنے والے پرندوں کے پرواز کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ سفید راج ہنسوں کا جھنڈ آسمان کی طرف اُڑتا ہوا محلوں کے اُوپر سے نکلا۔ یہ نظارہ واقعی دلچسپ تھا۔ سدھارتھ تو نظر جما کر اُن کو دیکھ رہا تھا۔ مگر اُس کے رشتہ کے بھائی دیودت نے جو اپنے کوٹھے پر چڑھا ہوا تھا۔ کمان سے تیر کو جوڑا اور ایک ہنس کو مار دیا اور وہ زخمی ہو کر اُس جگہ گر پڑا۔ جہاں سدھارتھ کھڑا ہوا تھا۔ بیچارہ پرندے کے جسم سے خون کی دھار جاری تھی۔ اور اُس میں سنبھلنے اور سنبھل کر پھر اُڑ جانے کی طاقت بھی نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رہی تھی۔ راج کمار جھپٹا اور مجروح پرند کو محبت سے اٹھا کر اپنی گود سے چمٹا لیا۔ پرند پھڑپھڑانے لگا۔ کیونکہ اُس کو شدید زخم لگا تھا۔ سِدّھارتھ کو اب تک دُنیا کے دُکھوں کی خبر نہیں تھی۔ کہتے ہیں۔ شُدّھودن نے اَسِت رشی اور نجومیوں کی پیشینگوئی سے محتاط ہو کر اس طرح ناز و نعم کے ساتھ اُس کی پرورش کا انتظام کرا رکھا تھا۔ کہ راجکمار اب تک سنسار کے دُکھوں سے بالکل نا آشنا تھا۔ تاہم اُس نے دیکھا۔ کہ تیر ہنس کے جسم کے اندر گھُس گیا ہے۔ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اُس نے اس کو باہر نکال لیا۔ نکالتے وقت اس تیر سے کسی قدر اُس کی اُنگلی کو تکلیف پہنچی۔ جس کی وجہ سے اُس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اور اُس کو جسمانی درد کا پہلا علم ہوا۔ جس کو خود کسی طرح کا درد نہ ہوا ہو۔ وہ اوروں کا ہمدرد کب ہو سکتا ہے درد کے علم نے سِدّھارتھ کو راج ہنس کا ہمدرد اور غمخوار بنا دیا۔ وہ اس کو گود سے چمٹا کر بوسہ دینے لگا +

ہمدردی میں جادو کا اثر ہے۔ بے زبان پرند گو لفظوں کی مدد سے اپنے خیال کا اظہار نہیں کر سکتے۔ لیکن وہ کسی نیک اور مہربان مزاج انسان کی نیکی کو محسوس کر سکتے ہیں اور دل ہی دل میں اُس کی محبت کا دم بھرنے لگتے ہیں۔ یہی کیفیت اُس ہنس کی بھی ہوئی +

یہ دونوں مختلف جنس کے نئے دوست اس طرح اپنی باہمی اُلفت کا اظہار کر رہے تھے۔ کہ ایک آدمی وہاں آیا۔ اُس نے سِدّھارتھ سے مخاطب ہو کر کہا "میرے راجکمار نے اپنے تیر سے ایک ہنس کو مجروح کیا۔ وہ یہاں آ گرا ہے۔ شاہزادہ کہتا ہے۔ کہ تم اُس کو میرے پاس پہنچا دو" سدھارتھ نے معصومیت کے لہجہ میں جواب دیا "اگر ہنس مر گیا ہوتا۔ تو بے شک یہ اُس کا ہوتا۔ مگر دیکھو یہ ابھی تک جیتا ہے۔ دیودت نے اگر کسی چیز کو مارا ہے۔ تو وہ اس ہنس کی بلند پروازی ہے" اتنے میں دیودت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھی وہاں آپہنچا" پرند زندہ ہو یا مُردہ۔ اس سے بحث نہیں ہے۔ جس کے تیر کی ضرب سے وہ زمین پر گرا ہے وہ اُسی کا کہا جائے گا۔ جب تک وہ بادلوں کی بلندی پر اُڑا چلا جا رہا تھا۔ تب تک وہ کسی کا بھی نہیں تھا۔ اب چونکہ مَیں نے اس کو مار گرایا ہے اسلئے یہہ میرا ہے۔ تم اس کو میرے حوالہ کر دو" مگر سِدّھارتھ کا خیال کچھ اور ہی تھا۔ اس نے اور بھی زور کے ساتھ ہنس کو اپنی چھاتی سے چمٹا لیا۔ اور اُس کے چونچ کو اپنے ہونٹ سے لگا کر بولا " ایسا نہ کہو۔ یہہ پرند میرا ہے۔ تمھارا نہیں ہے۔ مارنے والے سے بچانے والے کا حق زیادہ ہوتا ہے۔۔ رحم اور محبت کا قانون جُدا ہے۔ میرا دل شہادت دے رہا ہے۔ کہ مَیں انسان کو رحم کرنے کا سبق سکھاؤں گا۔ اور بے زبان مخلوق کی طرف سے وکیل بن کر ان کو مُصیبت اور دُکھ کے پنجہ سے چھڑوانے کی کوشش کروں گا۔ مَیں اس کو تمھارے حوالہ نہیں کرتا۔ ہاں اگر تم کو اب بھی دعوے ہے۔ تو عدالت میں چل کر نالش کرو۔ عقلمندوں کی عدالت جو فیصلہ سُنائے گی۔ مَیں اُسی کی تعمیل کروں گا"۔

دیودت کی جھگڑالو طبیعت نے نہیں گوارا کیا۔ کہ وہ راج ہنس سے دست بردار ہو۔ اِس لیئے وہ اُسی وقت راجہ شدّھودن کی کچہری میں چلا گیا۔ اور سِدّھارتھ کی زیادتی کی شکایت کی۔ اُس عجیب و غریب استغاثہ کو سُن کر دربار ی متعجّب ہوئے۔ سِدّھارتھ بھی وہاں جا پہنچا۔ دیودت کہتا تھا۔ کہ " مَیں نے جانور کو تیر سے زخمی کیا۔ اِس لیئے یہہ میرا ہے "۔ اور سِدّھارتھ کا یہ عُذر تھا۔ کہ " مَیں نے اپنے رحم سے اس کی جان بچائی ہے۔ اور جان بچانے کی وجہ سے یہہ میرا ہے "۔ دونوں لڑکے اپنی اپنی باتوں پر مضبوطی کے ساتھ اڑے ہوئے تھے۔ اور کسی دیوان یا منتری کو جُرأت نہیں ہوتی تھی۔ کہ وہ اس مقدمہ کا فیصلہ کرے۔ آخر ایک براہمن نے راجہ سے مخاطب ہو کر کہا " جس کے بُلانے سے پرند اُس کے پاس چلا جائے۔ اُس کا مالک اُسی کو سمجھنا چاہیئے "

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سب نے اس رائے کو پسند کی۔ سِدھارتھ نے ہنس کو آزاد کر دیا۔ اور جب دیودت اُس کو پکڑنے لگا۔ ہنس نے اُس کی طرف سے اپنا مُنہ پھیر لیا۔ لیکن جس وقت سِدھارتھ نے اُس کو ہاتھ سے اشارہ کیا وہ دَوڑتا ہؤا اُس کے پاس چلا آیا۔ اور راجکمار نے پھر اس کو اپنی چھاتی سے چمٹا لیا +

دیکھنے والوں کو حد درجہ کی حیرت ہوئی۔ پھر اُسی براہمن نے زبان کھولی "اگر زندگی واقعی جائداد کی حیثیت رکھتی ہے۔ تو اُس پر زندگی بچانے والے کا استحقاق زیادہ ہے۔ کیونکہ قتل کرنے والا اُس کا محافظ نہیں کہا جا سکتا۔ وہ تو برباد کرنے والا ثابت ہوتا ہے۔ اِس لئے یہ پرند سِدھارتھ کا ہے۔ اور اُسی کو دے دینا چاہیئے" تمام درباریوں نے اُسی وقت خوشی سے اس فیصلہ کو پسند کیا۔ اور پرند راجکمار کو دیا گیا لیکن جس وقت شُدھودن نے اُس فیصلہ سُنانے والے براہمن کی تلاش کی تا کہ اُس کو اس نیک خدمت کا صلہ دیا جائے۔ اُس کا کسی کو پتہ نہیں مِلا۔ اور نہ یہ معلوم ہؤا کہ وہ کون تھا۔ اور کہاں سے[1] آیا تھا +

سِدھارتھ نے پرند کو گود میں اُٹھا لیا۔ خوشی خوشی اُس کو محل میں لایا۔ جہاں ایک ویدنے اُس کی مرہم پٹی کی۔ اور جب اُس کا زخم اچھا ہو گیا۔ سِدھارتھ نے اُس کو ہوا میں اُٹھا کر کہا "تیرے ساتھی ممکن ہے تیری جُدائی سے پریشان ہوں۔ اس لئے تو جا۔ اور اُن کو اپنی سلامتی کی خبر دے" ہنس خوش ہو کر اُڑ گیا +

شاکیہ بنس کا شاہزادہ اس طرح بچپن میں دیا بھاؤ کے کام کرتا رہا۔ مگر سوا اس اکیلے دُکھ کے واقعہ کے اور اُس کو کسی قسم کی مصیبت کا علم نہیں تھا +

---

[1] للت وستر میں لکھا ہؤا ہے۔ کہ یہ انسان کی شکل میں دیوتا تھا۔ اور بعد کو سانپ بن کر اُسی جگہ دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چوتھا سرگ

زندگی کے دُکھوں کا پہلا تجربہ

دِن کو دل پر تھا مسلّط عیش و عشرت کا خیال
رات کو افسوس وہ خواب پریشاں ہو گیا

جس دن سدھارتھ نے مقدمہ جیتا تھا۔ اُس کے دوسرے ہی صُبح ہَل کی پُوجا کا تیوہار تھا۔ شدّھودن نے اُس سے کہا "میرے آنکھوں کے تارے! آج برس برس کا دن ہے۔ سب لوگ اُتسو منانے جا رہے ہیں۔ میدان میں ہر قسم کے کھیل و تماشے ہونگے۔ خوبصورت سے خوبصورت بیل ہلوں میں لگائے جائیں گے۔ زمین جوتی جائے گی۔ اور گانے بجانے کے ساتھ دیوتاؤں کے خوش کرنے کے یگیہ ہونگے۔ آج کی کیفیت دیکھ کر تجھ کو بہت خوشی حاصل ہوگی۔ شاکیہ نسل کے آدمی اس مُبارک دن کی بڑی عزّت کرتے ہیں۔ اور اسی سے اپنے سال بھر کی آمدنی اور زمین کی پیداوار کا اندازہ لگاتے ہیں"۔

سدھارتھ نے ساتھ چلنے کی رضامندی ظاہر کی۔ اور راجہ اُس کو رتھ پر بٹھا کر میدان میں لایا۔ جہاں میلہ لگا ہوا تھا۔ اور جا بجا ہلواہے خوش ہو کر کھیتوں کو جوت رہے تھے ایک تو یوں ہی آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ دل کے جذبات متحرک کرنے کے لئے کافی ہوتی یا آنکہ وہاں اور بھی ہر طرح کے سامان بہ کثرت تھے۔ جن کو انسان اپنی تفریح اور مسرت کا باعث سمجھتے ہیں۔ سدھارتھ کے دل میں بھی طرح طرح کی خیالی ترنگیں اُمنڈنے لگیں۔ مگر وہ اور آدمیوں کے جذبات سے بالکل مختلف تھیں۔ آدمیوں کے ہجوم دیکھنے کا اُس کو کبھی اِس قدر شوق نہیں تھا۔ لیکن چونکہ اپنے تمام رشتہ داروں کے ساتھ وہاں آ چکا تھا۔ وہ برعکس اُن کے ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اور اپنے اِردگرد کے

اگست ۱۹۱۷ء

نظاروں کو دیکھنے لگا +

دُنیا حقیقت میں عجیب وغریب جگہہ ہے۔ یہاں جو شخص جس طبیعت کا ہے۔ اُس کے سوچنے سمجھنے اور سوچ سمجھ کر نتیجہ نکالنے کے لئے ویسے ہی سامان ملتے ہیں۔ اور سب تو خوش ہو کر اُتسو منانے اور کھیتوں کے جوتنے بونے میں سرگرم ہیں۔ مگر سِدھارتھ کسی اور ہی اُدھیڑ بُن میں پڑا ہوا ہے۔ زمین پر پانی برس گیا تھا کئی قسم کے کیڑے مٹی میں پیدا ہو گئے تھے۔ اُس کی توجہ ان سب کی جانب مُنعطف ہوئی۔ ہل چلنے کی وجہ سے زمین کی سطح پر لمبے لمبے کیچوے نظر پڑے۔ تیتر۔ مینا اور کئی دوسرے پرند اِن پر جھپٹے۔ اور ان کو اپنے منہ کا نوالہ بنا لیا۔ سوچنے والے کے لئے یہی ایک معمولی واقعہ پُر از عبرت ہے۔ دل کو جو ایڑ لگی۔ تو وہ اندر ہی اندر سوچنے کے لئے مجبور ہوا۔ پھر سفید پروں والے بگلے آسمان پر اُڑتے ہوئے پانی کی سطح پر جھپٹے۔ اور بے خبر تیرتی ہوئی مچھلیوں کو پکڑ کر نگل لیا۔ چیلھ اور باز جو اوپر منڈلا رہے تھے۔ اسی طرح اپنے اپنے شکاروں پر ٹوٹتے تھے +

ممکن ہے۔ شروع شروع میں اُس کے اندر بھی خوشی کا کچھ احساس پیدا ہوا ہو لیکن اگر یہ حالت پیدا بھی ہوئی ہوگی۔ تو وہ صرف عارضی اور دو چار لمحوں سے زیادہ دیر پا نہیں رہی ہوگی۔ راجکمار نے باغ کے پھولوں کی طرف نظر کیا۔ وہاں بھی اسی قسم کا سانحہ نظر آیا۔ گلاب کے پھولوں کے ساتھ کانٹے لگے ہوئے تھے۔ کئی آدمی شہد کے چھتوں کو نچوڑ کر اِن بے حقیقت مکھیوں کے مہینوں کے جمع کئے ہوئے مال کو لوٹ رہے تھے۔ اُس نے سوچا "اسی تماشا کے دیکھنے کے لئے پتاجی مجھ کو یہاں لائے ہیں! اِس میں مجھ کو تو کہیں بھی خوشی کا نشان تک نہیں نظر آتا۔ جس کو دیکھئے۔ وہی اپنی مُصیبت میں مُبتلا ہے۔ کاشتکار۔ ناج کے لئے کیسی سخت محنت کرتے ہیں۔ جسم پسینہ پسینہ ہو رہا ہے۔ مگر اُن کو اس محنت سے چھُٹکارا نہیں ہے۔ اِس گرمی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہیں وہ معصوم بیلوں کی دُم اینٹھتے اور اُن کے بدن پر کوڑے مارتے ہوئے کھیت
جوتنے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔ آپ خود بھی اپنے کام سے دُکھی ہوتے ہیں ۔
اور دُوسروں کو بھی دُکھی کر رہے ہیں! جدھر دیکھئے۔ ایک دوسرے کو کھا رہا ہے۔ بکری
درختوں کے پتّے اور گھاس کو کھاتی ہے۔ بکری کو انسان اور درندے کھا جاتے
ہیں۔ اور یہ بھی اپنے وقت پر اوروں کی غذا ہوتے ہیں۔ چھوٹی مچھلی پانی
کے کیڑے کھا کر پلتی ہے۔ اس کو بگلے۔ چیلھ۔ آدمی۔ اور پھر اُسی کے جنس کی بڑی
مچھلی کھا جاتی ہے۔ چرند۔ پرند۔ درندہ سب اس آفت میں گرفتار ہیں ایک متنفس بھی
تو ایسا نظر نہیں آتا۔ جو اس بلا سے محفوظ ہو۔ دُنیا مصیبت کا ایک بے پایاں کنار
سمندر ہے۔ جس میں دُکھوں کے بھنور کے ساتھ اُونچی لہریں اُٹھا کرتی ہیں۔
اور حیوان انسان نہ صرف اُن کے اندر غوطے کھا کر ڈوب جاتے ہیں۔ بلکہ ان کی لہروں
کی تھپوں میں آکر بُری طرح تیاپنچے کھاتے ہوئے بے بسی اور بے کسی کی اذیت برداشت
کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو قتل کرتا ہوا اپنے باری پر دوسرے کے ہاتھ سے مارا
جاتا ہے۔ مجھ کو اس خوفناک منظر دیکھنے کے لئے یہاں یہ کیوں لائے! میں آدمیوں
کی رنگ برنگ پوشاک کے پردوں کے اندر قتل و خون کی چھری چلتی ہوئی دیکھ رہا ہوں
بیل کھیت نہیں جوتنا چاہتے۔ اور دیکھو اُن پر کیسی بُری طرح مار پڑ رہی ہے۔ کسی کے
کندھے جوئے کے بوجھ سے زخمی ہو گئے ہیں۔ یہاں تو کمزور اور طاقتور کی لڑائی ہے
جن کو کچھ اختیار اور زور اور طاقت نصیب ہے۔ وہ اپنے سے کم اختیار کمزور اور
کم طاقت والوں کے برخلاف سازش کر رہے ہیں۔ کہیں بھی تو اس جگہ انصاف نہیں
نظر آتا۔ اس کو میں دیکھوں بھی تو کیا دیکھوں! میری آنکھوں کے لئے یہ تماشا
فرحت بخش نہیں ہے"!
اس طرح سوچ کر سِدھارتھ وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ایک گھنا اور تناور جامن

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کا درخت نظر آیا۔ دوسرے شاکیہ تو اپنے رسم ورواج کے موافق اُنسو منانے میں مصروف تھے۔ کسی کی توجہ اس کی طرف نہیں گئی۔ اور یہ چُپ چاپ اُسی درخت کے نیچے بُت کی طرح بیٹھ کر زندگی کے اس بیماری کے مسئلہ پر غور کرنے لگا۔ یہ اُس ننھے سے بالک کی زندگی کا پہلا دھیان تھا۔ "آخر اس حیرانی اور پریشانی کا سبب کیا ہے! کیا اس مرض کا کوئی علاج بھی ہے۔ یا یہ بالکل بے علاج ہے" وہ اس طرح سوچتے سوچتے ایک قسم کی رُوحانی خوشی کی حالت میں محو ہو گیا۔ اس کے دل میں دُنیا کی مخلوق کے لئے گہری محبت اور ہمدردی پیدا ہوئی۔ "کاش ایسا ہوتا۔ کہ میں ان کی تکلیفوں کو رفع کر سکتا! اور ان کی مغفرت کا باعث بن سکتا" نیک خیال۔ انسان کی بھلائی کا خیال۔ اور کُل مخلوق کی بہتری کا خیال۔ نہایت ہی مبارک خیال ہے۔ یہ خیال دل پر مسلط ہوتا گیا۔ اور سِدھارتھ "سویکلپ سمادھی" کے محویت کی حالت میں ایسا مستغرق ہو گیا۔ کہ تن بدن کی سُدھ نہیں رہی۔ یہ اس کے پہلے جنموں کی کمائی کا پھل تھا۔ انسان جس قسم کے قول فعل اور خیال کی مشقیں کرتے رہتے ہیں۔ اُن کا اثر موجودہ اور آیندہ زندگیوں پر پڑتا ہے۔ اور چاہے تفصیلی مدّات وضاحت کے ساتھ ذہن میں موجود نہ معلوم ہوں۔ مگر اُن کا لطیف اثر اُس وقت تک برابر رہتا ہے۔ جب تک اُن کا پھل نہیں بھوگ لیا جاتا!

مقدّس کتاب کہتی ہے۔ کہ جس وقت سِدھارتھ اس طرح بے حسی اور بیہوشی کے حال میں ظاہری دُنیا کی طرف غافل تھا۔ دیوتاؤں کا گروہ آسمان سے گذرتے ہوئے نادانستہ جامن کے درخت کی طرف کھچا۔ اِن کو حیرت تھی۔ کہ کونسی شے ہے جو مقناطیسی طاقت کی کشش بن کر اُن کو زمین کی طرف کھینچ رہی ہے۔ آخر اُن کی نگاہ سِدھارتھ پر پڑی۔ اور ایک واقفکار دیورشی نے بہ آواز بلند اُن کو کہا۔ "دیکھو۔ یہ بدھ ہے۔ جو جیوں کو بھوساگر سے پار لگائے گا۔ نیچے اُترو۔ اور اُس کو نمسکار

کروڑ دیوتا زمین پر آئے - سِدّھارتھ کی پیشانی جلالی نور سے چمک رہی تھی - اور اُس کے سر کے اِردگِرد نورانی ہالہ نے حلقہ مار رکھا تھا - سب نے مِلکر ستتی کی - اور آئیندہ زمانہ کے بُدّھ کو نمسکار کرتے ہوئے وہ جِدھر سے آئے تھے اُسی طرف پنکھ پھڑپھڑاتے ہوئے اُڑ گئے +

دوپہر گذر چُکے تھے - شُدھودن اور اُس کے متعلقین نے دیکھا - کہ راجکمار غایب ہے - جب تلاش کی گئی - وہ جامن کے درخت کے نیچے آلتی پالتی مارے ہوئے پدم آسن پر بیٹھا ہوا ملا - اور دُنیا اور مافیہا سے بالکل بے خبر تھا - دُھوپ تیز ہو گئی تھی - مگر اس کو اس کی تیزی کا کیا علم تھا! سب دم بخود ہو کر دیر تک اُس کی جلالی صورت کو دیکھتے رہے - جب اُس کی آنکھیں کُھلیں - سُورج پچھم کی طرف جُھک گیا تھا - اُس نے اپنے باپ اور رشتہ داروں کو اپنے اِردگِرد کھڑا پایا اور شُدھودن سے مخاطب ہو کر اُس نے کہا "پتا جی! وہ کام جس سے جیوؤں کو دُکھ پُہنچتا ہو - چھوڑ دینے کے قابل ہے" ایسے بلند خیال اس کمسن بچّے کی زبان سے کے لئے حیرت اور استعجاب کے باعث تھے - مگر اُسی وقت سنسنانے والے ہوا کے جھونکے آئے - اور زبان حال سے سب کو سُنا گئے :-

"سُورج کا منڈل دُور سے دیکھنے میں چھوٹا نظر آتا ہے - مگر اُس کے طلوع ہوتے ہی ترلوکی کی تاریکی دُور بھاگ جاتی ہے - ویسے ہی جس لڑکے کو بُدّھ ہونا ہے - اُس میں فضیلت اور بزرگی کے تمام اوصاف کا امکان رہتا ہے" +

شُدھودن راجکمار کو گھر واپس لایا +

پانچواں سرگ

بواہ کے متعلق مشورے

شاخ کی چوٹی کے اوپر چڑھ کے گل بیٹھا مگر
لطمۂ دستِ خزاں سے چاک داماں ہوگیا

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے۔ دریا کی دھار اٹھتی ہے اور بہتی ہوئی ایک طرف سے دوسری طرف کو چلی جاتی ہے۔ دُنیا میں کوئی شے ایک حالت پر نہیں رہتی۔ تبدیلی کا قانون لمحہ لمحہ اپنے طرز عمل و دخل کا ہر جگہہ زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوا اظہار کرتا رہتا ہے۔ راجکمار نے بچپن کی زندگی سے نوجوانی کے تمیز بخش حالت کی طرف قدم بڑھایا۔ (جوانی عام طور پر دیوانی کہلاتی ہے۔ الھڑپن کی عمر میں سوا عیش و عشرت کے کسی کو اور کچھ نہیں سوجھتی)۔ مگر سِدّھارتھ بالکل ہی نرالی قسم کا مخلوق تھا۔ جب دیکھئے۔ فکر میں غلطاں آنکھیں بند ہیں۔ اور وہ بیٹھے بیٹھے دل ہی دل میں کچھ نہ کچھ سوچ رہا ہے۔ نوجوانوں میں خون کی گرمی ہوتی ہے۔ اُن کی نبض کی رفتار زیادہ تیز ہوتی ہے۔ اور سرگرمی۔ مصروفیت۔ تفریح۔ اور سیر و شکار کے مشغلوں سے اُن کو کام رہتا ہے۔ مگر اس کی کیفیت دگرگوں تھی ۔

راجہ۔ وزیر۔ امیر۔ سب ہی حیران تھے۔ وہ دل سے چاہتے تھے۔ کہ سدھارتھ دُنیاوی خوشیوں سے دل لگائے۔ مگر اُن کی تمام کوشش بے سُود اور رائگاں تھی راجہ نے ایک دن اُن سے مشورہ لیا۔ صاحبو! تم کو یاد ہوگا۔ آسِت رشی اور دوسرے پنڈتوں نے راجکمار کے متعلق کیا پیشینگوئی کی تھی! یہ یا تو چکرورتی راجہ ہوگا یا مہا گیانی مُنی ہوگا۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ یہ راجاؤں کا راجہ ہو۔ اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دُنیا میں شاکیہ منس کے نام ونشان کو ہمیشہ کے لئے قایم کرے۔ مگر اُس کو جب دیکھئے اُداس ہی نظر آتا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ پیشینگوئی کا پہلا حصّہ غلط اور دوسرا صحیح ثابت ہو۔ تم تجربہ کار اور دانشمند ہو۔ مجھ کو مشورہ دو۔ کہ میں اس موقع پر کیا کام کروں۔ تاکہ میری دلی اُمید بر آئے"۔ بڑے دیوان نے جواب دیا "ستری کے پریم میں جادو کا اثر ہوتا ہے۔ اس کی کسی نہایت خوبصورت عورت کے ساتھ شادی کرا دیجے۔ اور اس کا مزاج فوراً ہی بدل جائے گا۔ اور یہ اُداسی آناً فاناً میں جاتی رہے گی"۔ دوسرے مشیر نے بھی اسی خیال کی تائید کی "جو کام جبر و سختی اور قید و بند سے نکلتا ہے عورتیں اُس کو اپنی مُسکراہٹ اور معمولی باتوں سے انجام دے لیتی ہیں۔ جہاں عقلمند اور گیانی ناکامیاب ہوتے ہیں۔ وہاں کمسن لڑکی کام کر لیتی ہے"۔

راجہ نے کہا "یہ سب صحیح ہے۔ مگر کبھی کبھی پانسہ اُلٹا بھی پڑ جاتا ہے۔ جہاں نوجوانوں کا دل آسانی سے عورتوں کے ناز و ادا کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہاں ایسے بھی نوجوان دیکھے سنے گئے ہیں۔ جو شکدیو رشی کی طرح فطرتاً تیاگی اور ویراگی ہوتے ہیں۔ یہاں ہر بات کا امکان ہے۔ دُنیا عجیب و غریب جگہ ہے۔ سنک سنندن وغیرہ رشیوں نے شروع سے برہمچاری ہی رہنا پسند کیا۔ اور برہما کے کتنے لڑکے شادی کے نام سُننے ہی سے بھاگتے رہے"۔ تیسرے منتری نے زبان کھولی۔ "مہاراج! سچ فرماتے ہیں۔ یہاں پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے۔ بغیر احتیاط اور سوچ سمجھ کے کام کرنا اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ جوانوں کے دل کا یہ بھی ایک خاصّہ ہے۔ کہ جب وہ کسی کی طرف سے چوکنّا ہو جاتے ہیں۔ تو پھر ترغیب اور تحریک کی تمام تدبیریں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں"۔ چوتھا بولا "ایک تدبیر میری سمجھ میں آتی ہے۔ اور میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ اُس کی وجہ سے کوشش کا تیر کبھی خطا نہ کرے گا۔ اور ضرور نشانہ پر لگیگا۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ اپنے راج کی تمام کنواری

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

کنیاؤں کو طلب کیجئے۔ خوبصورتی۔ سمجھ بوجھ۔ سینے پرونے اور لڑکیوں کے دوسرے قسم کے کاموں کا امتحان لیجئے۔ اور سِدّھارتھ کو حکم دے دیجئے۔ کہ وہ سب کو اپنے ہاتھ سے انعام تقسیم کرے۔ لڑکیاں اُس کے سامنے آئیں گی۔ وہ ایک ایک کو دیکھیگا جس کی صورت اُس کے دل پر اثر پیدا کرے۔ اور اُس کے حُسن کو دیکھ کر اس کی حالت میں تبدیلی آجائے۔ تو سمجھ لیجئے۔ کہ وہ دل سے اُس کی طرف مایل ہوگا۔ اور اگر اُس لڑکی کے ساتھ اس کا بیاہ کیا گیا۔ تو نہ صرف اس کا غم غلط ہو جائیگا۔ بلکہ وہ ہمہ تن عیش و عشرت کی زندگی میں محو رہنے لگیگا۔ پھر اُس کے تیاگی ہونے کا خوف ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائے گا۔ اور رفتہ رفتہ آپ بڑی آسانی سے اُس کو راج کاج کے کاموں کی طرف لگا سکیں گے"۔

شُدّھودھن نے اس صلاح کو پسند کیا۔ اور منتریوں کو حکم ہوا۔ کہ وہ جلد ہی اس قسم کے جلسہ کا انتظام کریں"۔

چھٹا سرگ

عشق اور حُسن کے کاروبار

نرگسی آنکھوں میں عکس اُس کے گیسوں جب پڑا
تختۂ نرگس پلٹ کر سنبلستاں ہو گیا

کپل وستو میں حُسن کی نمایش کا جلسہ ہے۔ راجدھانی اور اس کے قریب کے علاقہ جات کی تمام کنواری کنیائیں راج کی طرف سے بلائی گئی ہیں۔ تاکہ وہ اپنے ہنر اور فن کے کرتب دکھائیں۔ اور نوجوان ولیعہد کے ہاتھ سے قیمتی انعام لے جائیں۔ انعام کا لفظ بطور خود سحر اور افسوں ہے۔ بچے تو بچے ہی ہیں۔ جو لوگ بچگی اور

August 1917

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نوجوانی کی حالتوں سے گذر چکے ہیں۔ اُن کے کانوں کے لئے بھی یہہ موثر جادُو کا اثر رکھتا ہے۔ امیر غریب اور متوسّط الحال آدمیوں میں سے سب نے بہ خوشی تمام اپنی اپنی لڑکیوں کو راج سبھا میں بھیجا۔ یہہ آئیں اور اُن کے آنے سے دربار اِندر کا اکھاڑا اور پرستان بن گیا۔ جس وقت یہہ نازکبدن اور حسین لڑکیاں ہنس کی طرح زمین پر قدم جما جما کر چلتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ آنکھوں کے سامنے ایک نہایت ہی دل خوش کُن اور دلفریب منظر آجاتا تھا۔ نگاہ چاہتی تھی۔ کہ کسی ایک صورت کو ٹکٹکی لگا کر دیکھے۔ مگر لڑکیوں کی قطار۔ پاک اور مقدّس گنگا کی دھار کی طرح اِدھر سے اُدھر چلی جاتی تھی۔ اور اس خواہش کے پورے ہونے میں ناکامیابی ہوتی تھی۔ کنواری لڑکیوں میں ایک خاص قسم کی پاکی اور لطافت ہوتی ہے۔ جو صرف اُنھیں کی ذات سے مخصوص ہے۔ شادی ہو جانے کے بعد پھر وہ اُس سے محروم ہو جاتی ہیں۔ چھوٹی لڑکیاں دُنیا میں ایک قسم کی معصوم دیویاں ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ ہندو ہمیشہ سے اِن کو پُوجتے ہیں اور اِن ہی کے ننھے ننھے پاک ہاتھوں کے کاتے ہوئے سُوت کے جنیؤ پہنا کرتے تھے۔ عورت کا نام خود خوبصورتی۔ طاقت۔ لیاقت۔ اور دولت کا مُرادف ہے۔ یہ لڑکیاں سر سے پاؤں تک لباس اور زیور سے لدی ہوئی تھیں۔ وہ آئیں۔ اور یکے بعد دیگرے سِدّھارتھ کے سامنے پیش کی گئیں۔ وہ بُت کی طرح خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ صرف اُس وقت اُس کے ہاتھوں میں حرکت آتی تھی۔ جب وہ کسی لڑکی کو انعام کے برتن (اسوک بھانڈ) دیتا تھا۔ اس برتن کے اندر مختلف قسم کے زیور اور دوسرے اشیا لڑکیوں کے کام کے رکھے ہوئے تھے۔ لڑکیاں کانپتی ہوئی اس ظاہرا سخت دل دیوتا کے حضور میں حاضر ہوتی تھیں۔ اُن بیچاریوں کو اتنی بھی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ کہ اس کو ایک نظر بھر کر بھی تو دیکھیں۔ وہ آنکھوں کو نیچے کئے ہوئے آئیں۔ اور اپنا انعام پا کر اُلٹے پاؤں اپنی سکھی سہیلیوں کے گروہ میں چلی گئیں۔ ہاں کبھی کبھی درباری اور منتری

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُن کو خوش کرنے اور حوصلہ بڑھانے کی نیت سے مُسکراتے۔ اور دو چار تعریف کے کلمے کہہ دیا کرتے تھے +

تمام اسوک بھانڈ تقسیم ہو گئے۔ اب کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ مگر انعام کی مُستحق ایک اور لڑکی ابھی باقی رہ گئی ہے۔ اس کا نام گوپا[1] او جسودھرا تھا۔ اور یہہ کولی کے راجہ ڈنڈپانی کی لڑکی تھی۔ اور رشتہ میں اس کی ماما جائی بہن ہوتی تھی۔ یہہ سب سے آخر میں پہنچی۔ راجکمار نے اس کو دیکھا۔ دونوں کے دلوں میں خاص قسم کی ایک دوسرے کے لئے باہمی کشش کا اثر نظر آیا۔ اور جو لوگ اس بات کے انتظار میں بیٹھے ہوئے بغور شاہزادہ کی صورت کو دیکھ رہے تھے۔ وہ اُسی وقت اُن کی نگاہوں سے تاڑ گئے۔ کہ قدرت نے خود ان کو ایک دوسرے کے قابل بنایا ہے۔ اُدھر ڈنڈپانی کی لڑکی شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو گئی۔ اِدھر سِدھارتھ کی نظر جو اُس کی خوبصورتی پر پڑی۔ تو پھر اور کسی طرف مایل ہونے سے اُس کو تامل ہونے لگا۔ دونوں پر خاص طرح کی محویت طاری ہوئی مگر یہ حالت فی الحال عارضی ہی تھی۔ کیونکہ ایسے بھرے مجمع میں کسی ایک خیال کا شیدائی بن کر اپنی حیثیت اور فرض کو بھول جانا ترک ادب میں داخل تھا۔ گوپا دل ہی دل میں سوچتی ہے " میں انعام لینے آئی تھی۔ انعام تو مجھ کو نہیں ملا۔ اُلٹے میں اپنا دل دے بیٹھی۔ مگر اب کروں تو کیا کروں۔ اگر بات چیت نہیں کرتی۔ تو خبر نہیں اور لوگ اس سکوت کا کیا نتیجہ نکالیں "۔ اس لئے اُس نے دلی خیالات کو اُسی وقت ضبط کر لیا۔ اور معصوم کنواریوں کی طرح مُسکرا کر بولی " میرے حصّہ کا بھانڈا آپ مُجھ کو کیوں نہیں دیتے۔ کیا مَیں انعام کی مُستحق نہیں ہوں؟" حیرتمند شاہزادہ نے کہا " تم دیر سے آئیں۔ افسوس ہے۔ بھانڈے تو اب رہے نہیں۔ مَیں تمھارا اپمان نہیں کرنا چاہتا۔ لو یہ میری ہیرے کی انگوٹھی تمھارے نذر ہے " +

[1] کسی کسی کتاب مثلاً للت وستر میں اس راجہ کا نام سُو پر بُدھ بھی لکھا ہُوا ہے +

گوپا کو جو ذرا جرأت ہوئی۔ تو اُس نے پھر دوبارہ اپنی زبان کھولی "میں خیرات نہیں بلکہ انعام لینے آئی ہُوں۔ اور طلائی زیور کے ساتھ میرا حق بھاٹے کا بھی ہے" سِدّھارتھ نے اُس حسین لڑکی کو پھر سر سے پانوں تک دیکھا۔ تو وہ اُس کی سنجیدہ مزاجی اور خوش تقریری پر فریفتہ ہوگیا۔ کہنے لگا "یہہ خیرات نہیں۔ بلکہ سچّا انعام ہی ہے۔ اور اگر یہہ کافی نہیں ہے۔ تو لو۔ میں اپنے ہاتھ کا مرصع کنگن اُتار کر تم کو دیتا ہوں" اور اُس نے ایسا ہی کیا۔ گوپا بولی "آپ اب تکلیف نہ گوارا کریں۔ میری مُراد بر آئی میں پُورا انعام پاچکی۔ آپ کی خوشی اور قدردانی ہی میرا سچّا انعام ہے" مگر سدھارتھ نے اُس کی بات نہیں سُنی۔ اور اپنا کنگن اُس کی کلائی میں باندھ دیا +

گوپا زیور پاکر اُلٹے پانوں واپس چلی گئی۔ مگر ان دونوں کی نگاہیں پھر ملیں۔ اور ایک کے دلی خیال کو دوسرے کے دل میں ڈال گئیں +

ساتواں سرگ

فن سپہگری میں امتحان اور شادی

دل کے ہاتھوں آدمی عاجز بنا تھا مثل مور
دل کا خاتم ہاتھ جب آیا سلیماں ہوگیا

مثل مشہور ہے "پریم چھپائے نا چھپے جا گھٹ پر گھٹ ہوئے" دل کی لگی بُری ہوتی ہے۔ آدمی ہزار اپنے دل کے جذبہ کو روکنا چاہے۔ مگر نہ تو وہ روکے رُکتا ہے اور نہ کسی طرح اُس کو چھپایا ہی جا سکتا ہے۔ بھانپنے والے بھانپ گئے۔ تاڑنے والوں نے تاڑ لیا۔ شدھودن مسکرایا "لو مست ہاتھی کے باندھنے کے لئے زبردست زنجیر مل گئی۔ اب یہ کسی طرح توڑنے سے بھی نہ ٹوٹے گی۔ اور میرا لڑکا دُنیا کا چکرورتی راجہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہوگا" باپ کسی کو مگر اپنے سے اونچا اور بلند رُتبہ دیکھنا پسند کرتا ہے۔ تو وہ صرف اُس کا لڑکا ہی ہو سکتا ہے۔ اور اس لئے کپل وستو کے راجہ کی یہ خواہش قابل شکایت یا قابل مذمت نہیں تھی +

راجہ نے منتری سے کہا "اب دیر نہ کرو۔ پروہت کو دنڈپانی کے پاس بھیجو۔ تاکہ وہ اپنی لڑکی سدھارتھ کو بیاہ دے اور وہ اس راج کی کسی وقت رانی کہلائیگی" منتری نے دوسرے ہی دن پروہت کو اس کام پر بھیجا۔ ڈنڈپانی سدھارتھ کا ماما۔ اور مایا دیوی کا بھائی تھا۔ لازم تو یہ تھا۔ کہ وہ اُس درخواست کو اُسی وقت قبول کر لیتا۔ لیکن نہیں۔ اُس نے پروہت کو جواب دیا "شاکیہ قوم کے کشتری شجاعت پسند ہوتے ہیں۔ وہ صرف ایسے آدمیوں کو اپنی لڑکیاں بیاہتے ہیں۔ جو سپہگری کے کرتب میں ہوشیار اور تیز دست ہوتے ہیں۔ گو آپ کے ہاتھ کے سائیل اور بھی کئی راجکمار ہیں۔ لیکن جب تک کوئی شخص کشتریوں کے فن میں اپنے آپ کو لاثانی نہ ثابت کرے گا۔ میں اپنی لڑکی کسی کو بھی نہ دوں گا۔ سدھارتھ میرا بھانجا ہی سہی! مگر اس میں کشتریوں کی سی خُو بُو نہیں ہے۔ اُس کا دل عورتوں کی طرح ملائم ہے۔ نہ وہ سیر و شکار کے قابل ہے اور نہ جنگ وجدل کے۔ ایسے لڑکے کو میں کیسے اپنی لڑکی دُوں" +

پروہت نے یہ باتیں شُدھودن کو جا کر سنائیں۔ یا تو وہ پہلے بہت خوش تھا یا اب دل میں سخت پریشان ہو گیا۔ کیونکہ دنڈپانی کی شکایت بجا تھی کیونکہ سدھارتھ جہاں دل کا نازک تھا۔ ساتھ ہی اُس کے ہاتھ پانوں بھی نازک تھے۔ جب راجہ کو کوئی اور تدبیر نہ سُوجھی۔ اُس نے سدھارتھ کو بلا کر سارا حال کہہ سنایا۔ راجکمار نے جب سے یشودھرا کو دیکھا تھا اُس کی طبیعت بدل گئی تھی۔ اب اُس نے غور و فکر کرنے کے بعد دل میں یہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ گھر ہی میں رہکر دینداری کی زندگی بسر کرتے ہوئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور آدمیوں کی اصلاح اور نجات کی فکر سوچتا رہوں گا۔" اور اس وجہ سے جب شدھودان کی زبانی یشودھرا کے باپ کا پیغام سُنا۔ مسکرانے لگا۔" جو لوگ مجھ کو کشتری پن کے اوصاف سے محروم سمجھتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ بہتر ہے۔ آپ گرد نواح کے تمام راج پتروں کو طلب کیجئے۔ مَیں بہ خوشی تمام اُن کے مقابلہ میں اپنے آپ کو زیادہ تیز دست اور طاقتور ثابت کروں گا"+

اندھا کیا چاہے! دو آنکھیں۔ شدھودن خوش تو ہوا۔ مگر اُس کے دل میں شک تھا۔ اُس کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ دیودت[1] تیراندازی میں۔ ارجن شہسواری میں۔ نند تیغ زنی میں سدھارتھ سے کہیں بڑھے چڑھے ہوئے ہیں۔ مگر پھر بھی اُس نے دنڈپانی سے صلاح کر کے راج کماروں کے امتحان کے لئے ایک دن مقرر کیا۔ اور یہ خبر مشہور کر دی۔ کہ "جو شخص سب میں فایق اور پیش دست نکلیگا یشودھرا کی شادی اُسی کے ساتھ کر دی جائے گی"+

سات دن گذرنے کے بعد جب اس امتحان کی تاریخ آئی۔ راجہ کی طرف سے ایک اُونچا مچان[2] بنوایا گیا تھا۔ جس پر تماشائی بیٹھ کر تماشا دیکھنے کو تھے۔ اس کے نیچے اکھاڑا تھا۔ اور اُس سے ملا ہوا دُور تک کفِ دست میدان تھا۔ نزدیک و دُور کے متعدد شہزادے آئے۔ اور جب سب شامیانے کے نیچے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ کپل وستو کے دیوان نے ہاتھ اُونچا کر کے اُن کو مخاطب کیا۔ "صاحبو! آج راجپوتی جوہر دکھانے کا دن ہے۔ جو شخص سب پر سبقت لے جائے گا۔ وہ حسین یشودھرا کو بطور انعام پائے گا"+

ارجن۔ دیودت۔ اور نند وغیرہ شاہزادوں نے اپنے کرتب دکھانے شروع کئے۔ ہر چہار طرف سے تحسین اور آفرین کے نعرے بلند ہوئے۔ جب سدھارتھ

[1] یہ سب راجکمار سدھارتھ کے ساتھی تھے۔ اور اُسی کے ساتھ رہتے تھے + [2] گیلری +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نے دیکھا۔ کہ سب اِن کی ہوشیاری اور تیز دستی کی تعریفیں کر رہے ہیں۔ وہ بھی اپنی جگہہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ سامنے یشودھرا ہاتھ میں پھولوں کا ہار لئے ہوئے بیٹھی تھی۔ راس نے اُس کو اور اُس نے اِس کو دیکھا۔ سِدھارتھ کے ہونٹ گلابی مسکراہٹ سے کنول کی پنکھڑیوں کی طرح کھلے ہوئے تھے۔ راجہ کو نمسکار کر کے وہ اپنے تیز رفتار گھوڑے کنتک کی زین پر کود گیا۔ اور حریفوں کو مخاطب کر کے بولا "میں گوپا کے ہاتھ کا خواہشمند ہو کر اپنے آپ کو مقابلہ کے لئے کھڑا کرتا ہوں۔ جس کا جی چاہے۔ میرے رُوبرو آئے" نند کو تیر اندازی پر ناز تھا۔ دُور فاصلہ پر ایک کوڑی بطور نشانہ کے قایم کی گئی۔ نند کو پہلے موقع دیا گیا۔ مگر وہ ناکامیاب رہا۔ پھر جب سدھارتھ کی باری آئی۔ اُس نے ایسا تیر مارا۔ کہ اُس کی نوک کوڑی کے درمیانی حصّہ میں گھس گئی۔ اور تیر اُس کوڑی کو لئے ہوئے دُور نکل گیا۔ اور سب کے منہ سے احسنت اور آفرین کی صدا برآمد ہوئی +

اُس مجمع میں ایک نوجوان شاکیہ بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کی زبان سے نکل گیا "شیو کے مندر میں سنگھ ہانو کی ایک کمان قدیم زمانہ سے رکھی ہوئی ہے۔ بات تو تب ہے۔ جب کوئی اُس کا چلہ چڑھاوے" سدھارتھ نے اِن لفظوں کو سُن لیا۔ اور اُس کی طرف مُنہ پھیر کر بولا "پھر وہ کمان تم یہاں اُٹھا کیوں نہیں لاتے؟ اس کا بھی امتحان ہو جائے۔ آخر وہ کس دن کے لئے ہے"! کئی آدمی دوڑے گئے اور ہاتھوں ہاتھ اُس کو اُٹھا لائے۔ پہلے اور شاہزادوں نے اُس کو ہاتھ لگایا۔ مگر کمان کچھ اس قدر سخت اور وزنی تھی۔ کہ اُس نے ٹس سے مس نہیں کیا۔ اور جب سب ہار گئے سدھارتھ مُسکراتے ہوئے آیا۔ اور آسانی سے نہ صرف اُس کا چلہ چڑھانے ہی میں کامیاب ہوا۔ بلکہ اُس نے علی التواتر دو تیر بھی چلائے۔ کمان چڑھانے اور کھینچنے کی آواز اس قدر زور کے ساتھ ہوئی کہ جو ضعیف اور دیرینہ سال آدمی اس

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کھیل تماشہ میں نہیں شریک ہوئے تھے۔ اُنھوں نے اُس کو اپنے گھروں میں سُنی۔ اور پوُچھنے لگے "یہ کیسی آواز آئی ہے"؟

دیودت نے خوشی میں آکر میان سے تلوار نکالی "اگر کوئی شخص اس فن میں مجھ سے سبقت لے جائے۔ تو مَیں جانوں"! اور اُس نے تیغ کی ضرب سے کئی انچ موٹے سال کے درخت کو گرا دیا۔ نند اور ارجن نے اُس سے بھی موٹے موٹے درخت کاٹے۔ سِدھارتھ نے اِن تینوں کے درختوں سے موٹا درخت پسند کیا۔ اور اُس کی لپلپاتی ہوئی تلوار نیام سے نکل کر درخت کے تنہ کے وار پار ہو گئی۔ مگر درخت نہیں گرا۔ اور جیوں کا تیوں کھڑا رہا۔ نند نے سمجھا۔ کہ سدھارتھ کی تلوار نا کامیاب ہوئی اور اس لئے وہ غرور میں آکر کہنے لگا "دیکھو" اُس کو تلوار چلانی نہیں آتی ہے"۔ مگر اتفاق وقت یا خوش قسمتی سے اُسی وقت ہوا[51] کا جھونکا بہنے لگا۔ اور درخت اڑاڑا دھم کرتے ہوئے زمین پر آ رہا+

اس کے بعد کئی راجپوت گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور کہنے لگے "اب یہ دیکھنا ہے کہ گھوڑ دوڑ میں کون سب سے آگے نکل جاتا ہے"۔ مگر جب وہ دوڑنے لگے۔ کنتک سِدھارتھ کا تیز قدم گھوڑا سب کے آگے نکل گیا۔ اور اس فن میں بھی کوئی اُس پر سبقت نہ لے جا سکا۔ راج پتر کھسیانے ہو گئے۔ کہنے لگے "کنتک جیسے گھوڑے کو پا کر کوئی شخص بھی بازی جیت سکتا تھا"۔ سدھارتھ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ اس نے کہا "اچھا۔ تم اور کوئی گھوڑا منگاؤ۔ اور مَیں دکھاؤں گا کہ سواری کے کرتب میں بھی مَیں کسی سے کم نہیں ہوُں"۔ شاہی اصطبل میں ایک شوخ اور حد درجہ کا چنچل گھوڑا (کوتل) بندھا رہتا تھا۔ کوئی اُس پر سواری نہیں کرتا تھا۔ سائیس اُس کو میدان میں لائے۔ سب سے پہلے ارجن اُچھل کر اُس کی پیٹھ پر چڑھ

[51] لِلت وستر، ہوا کے جھونکے کو دیوتاؤں کی مدد بتاتی ہے+

بیٹھا۔ لیکن جونہی اُس نے ایڑ لگائی۔ گھوڑے نے چوکڑی بھرنی شروع کی۔ اور
باوجود ہمت اور ہوشیاری کے بھی ارجن سنبھل نہ سکا۔ زین سے نیچے گر پڑا۔
ممکن تھا کہ گھوڑا اپنی ٹاپ سے روند کر اُس کو مار ڈالتا۔ مگر سائیسوں نے
جھٹ پٹ لگام تھام لی۔ اور اُس کی جان بچ گئی۔ سب لوگ کہنے لگے "راجکمار
کو اس پر کبھی نہ چڑھنے دو۔ یہہ سخت موذی جانور ہے"۔ مگر سِدّھارتھ نے ایک کی
بات بھی نہیں مانی۔ اور ہاتھ سے اُس کی ایال کو پکڑ کر اُس کی پیٹھ تھپتھپانے کے
بعد وہ اُچھل کر زین پر کود گیا۔ اور گھوڑے نے اُس کے ساتھ ذرا بھی تو شرارت
نہیں کی۔ اور اس طرح دم سادھ کر کھڑا رہا۔ گویا اُس میں چنچل پنے کا مادّہ نام کو
بھی نہیں تھا۔ شاہزادہ نے بارہا اُس میدان میں چکّر لگائے۔ اور جب گھوڑے
کے مُنہ سے جھاگ نکلنے لگی۔ وہ چٹان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ تمام آدمی بالاتفاق
کہنے لگے "امتحان ہو چکا۔ اب زیادہ آزمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سِدّھارتھ
سب سے زیادہ دلیر اور باہمت کشتری ہے"۔ رقیب راجپوتوں نے بھی خوش ہو کر
اس فیصلہ کو صحیح تسلیم کیا +

سُپر بُدھ (دونڈپانی) کو جو خوشی اس موقع پر ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔
اُس نے اپنی پیاری لڑکی یشودھرا کو اشارہ کیا۔ وہ شرم اور حیا کے ساتھ اُٹھی
اور موگرا پھول کا گُتھا ہوا خوش نما ہار اُس کے گلے میں ڈال کر قدموں پر جُھکی۔ نمسکار
کیا۔ اور آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر کر بولی "نیک راجکمار! آج سے میں تمہاری
لونڈی ہوتی ہوں۔ مجھ کو اپنی خدمت میں قبول کرو"۔ سِدّھارتھ نے خوش ہو کر
اپنے داہنے ہاتھ سے اُس کنواری کنّیا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اُسی وقت سے سویمبر بِواہ
کے رسم کے موافق قوم نے اُن کو جورُو اور خاوند تسلیم کر لیا۔ پیچھے جو شادی کے
خاندانی رسم ادا کیے گئے۔ وہ صرف نمایشی اور رواجی ضابطے تھے۔ سِدّھارتھ کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

عمر اِس وقت اٹھارہ برس کی تھی ۔

(۲)۔ ویراگ کانڈ

پہلا سرگ

شادی اور شادی کے بعد کی حالت

رُوح کی خواہش ہے دم بھر بھی نہ ٹھہرے اُس جگہ
کیا کرے یہ جسمِ خاکی اُس کا زنداں ہو گیا

شادی ہو گئی۔ آزادی پسند اور مست ہاتھی کے پانوں میں آہنی زنجیر ڈال دی گئی۔ باپ خوش ہے۔ کہ اب سِدّھارتھ کی وحشت کے مرض کا بہترین علاج کر دیا گیا۔ اب وہ خانہ داری کے قید و بند میں پڑا ہوا اُسی کو اپنی خوشی اور دل بستگی کا ذریعہ بنائے گا۔ اور لڑکا بھی خوش ہے۔ کہ غم غلط کرنے کا ساتھی ہاتھ آیا۔ اور اُس کی صحبت دل۔ کے کُریدنے والے تفکّرات سے بچانے کا ذریعہ ثابت ہوگی ۔

راجہ کے حکم سے شاہزادہ کی سکونت اور آرام کیلئے دشرام ون کی طرح ہمالیہ کی ترائی میں روہنی کے کنارے تفریح گاہ تعمیر کی گئی اور اُسکے وسط میں خوش نما محل بنوایا گیا۔ صنعت اور خوش رنگی کی تمام قابلیتیں اُس پر صرف کی گئیں۔ مکان کیا تھا۔ اِندر کی امراوتی نگری کے محل کا نمونہ تھا۔ باغ۔ چشمے۔ تالاب۔ فوارے۔ سب کچھ موجود! روشوں کے ہر دو جانب خوبصورت پھولوں کے بیل بوٹے لگے ہوئے! محل کے چاروں طرف وسیع اور کُشادہ سڑکیں! صحن لمبا چوڑا۔ دروازے اور کھڑکیاں کثرت سے لگوائی تھیں۔ تاکہ ہوا اچھی طرح آسکے۔ سنگ مرمر اور سنگ سیاہ کے تختوں کا فرش۔ شطرنج کے خانوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کی طرح آنکھوں کا خوش کرنیوالا تھا۔ تالبوں کے کنارے ہر چہار طرف سے کھُلی ہوئی بارہ دریاں! خوبصورت چہچہانے والے پرند درختوں پر ہر وقت کلیلیں کرنے والے! لیکن یہ کیا سچ مچ خوشی اور تفریح کی جگہہ تھا؟ نہیں یہ سِدّھارتھ کے لئے قید خانہ تھا۔ تاکہ وہ اپنی نئی نویلی دُلھن کے ساتھ اُس میں رہکر دُنیا کے جھگڑوں بکھیڑوں کے علم سے ناواقف بنا رہے۔ اور اُس کے دل کے سوچنے کے لئے دُکھ اور پریشانی کا ایک واقعہ بھی نظر کے سامنے نہ آنے پاوے! یہہ اس محل کی تعمیر کرانے کی اصلی غرض تھی ؛

اس کے اندر مرد و عورت جو خدمت کے لئے مامور تھے حد درجہ کے حسین تھے اور اُن کو ذہن نشین کرا دیا گیا تھا۔ کہ کوئی ایسے کسی واقعہ یا سانحہ کا اُس عمارت کے اندر یا اُس کے اِرد گِرد ظہور نہ ہونے پاوے۔ جو دم بھر کے لئے بھی سِدّھارتھ کی طبیعت کی پریشانی کا باعث ہو۔ رنج۔ بیماری۔ موت۔ یا ضعیفی کا لفظ تک کسی کی زبان پر نہ آنے پاوے۔ سب لوگ ہنستے کھیلتے۔ اور گاتے بجاتے رہا کریں۔ تاکہ اُس کا دل اسی قسم کے مشغلوں میں مصروف رہے۔ حکم تھا۔ کہ اگر کوئی شخص اس کی خلاف ورزی کرے تو وہ اُسی وقت اُس بہشت سے ہمیشہ کے لئے جلاوطن کر دیا جائے" ؛

راجہ اس خیال میں تھا۔ کہ جہاں عیش و عشرت کے ساتھ اس کی جوانی ڈھلی۔ پھر تو وہ اسی دُنیا کا ہو جائے گا۔ اور اُس کے چکرورتی راجہ ہونے کی پیشینگوئی صحیح اور سچی اُترے گی۔ مگر جس زندگی نے سالہا سال اور جنم جنمانتر سے اپنی معراج تمنا کسی اور ہی مقصد کو بنائی ہو وہ کب تک کسی کے روکے رہ سکتی ہے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے سنسار کے بھول بھُلیّاں میں پھنس کر غافل ہو جائے۔ مگر اُس زبردست سنسکار کو زایل کرنا یا ہمیشہ کے لئے اُس کا گلا گھوٹنا کسی زمینی یا آسمانی

طاقت کے اختیار میں نہیں ہے۔ کسی نہ کسی دن تو اُس کو اپنے اصلی رنگ روپ میں آنا ہی ہے۔ اور جہاں اُس کو اُبھرنے کا موقع ملا۔ وہ آسانی کے ساتھ ہر قسم کی مصنوعی بندشوں کے رشتوں کو توڑ کر کسی اور ہی حالت میں اپنا ظہور کریگا +

سِدّھارتھ جوان تھا۔ جوانی کے جذبات مُنہ زور ہوتے ہیں۔ وہ کبھی کبھی یشودھرا کے حُسن کے جادو کے زیر اثر آ کر معمولی آدمیوں کی طرح سنساری بیوہار کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی چونکنا ہو کر خود بخود جنگل کے گمراہ ہرن کی طرح سوچنے لگ جاتا۔ کہ "میری کیا حالت ہے ! میں کیا چاہتا ہوں۔ اور یہہ کیا ہو رہا ہے؟" ان مُبہم سوالوں کا جواب اُس کو نہیں ملتا تھا۔ اور جہاں اُس کی توجہ کو اس طرف ذرا رجوع ہوتے ہوئے دیکھا گیا اربابِ نشاط کے راگ رنگ چھڑ جاتے تھے۔ اور اُس کا دل اِدھر مائل ہو جاتا تھا +

ایسی مذبذب حالت میں قریب قریب دس برس اُس کی زندگی بسر ہوئی +

دوسرا سرگ

ویراگ کا نشوونما

خندۂ لب میں نہاں تھا نالۂ ماتم کا شور
گُل جسے سمجھے تھے ہم خارِ مغیلاں ہو گیا

ساون بھادوں کے دنوں میں جس طرح کالے بادلوں کی گھٹائیں چمکنے والے سُورج کے روشن چہرہ کو اپنے سیاہ پردوں سے ڈھک لیتی ہیں اُسی طرح سدھارتھ کے دل کی گریہ اور اُس کے مخفی جذبہ کو عیش و نشاط کے سامان دبا دیتی تھیں۔ اور اُس کو ظاہر ہونے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ سینکڑوں من مٹی کے تلے ایک دانہ پڑا ہوا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے۔ وہ زمین کو اندر ہی اندر کُریدتا ہُوا اوپر کی طرف آنا چاہتا ہے۔ مگر ہوا کے جھونکے اور بھی دس من ریت لاکر اُس پر ڈال جاتے ہیں۔ یہہ گومگو کا مضمون ہے۔ وہ چاہتا ہے کچُھ اور ہوتا ہے کچُھ! اور لطف یہہ کہ اُس کو خود نہ اپنی باطنی خواہش کا پتہ ہے۔ اور نہ اُس کے صاف صاف لفظوں میں ظاہر کر دینے کی قابلیت ہے۔

ظاہرانہ رنج ہے نہ درد ہے۔ نہ فکر ہے نہ پریشانی ہے۔ نہ بیماری ہے نہ کوئی خرابی ہے۔ مگر دِل رہ رہ کر گھبرا اُٹھتا ہے۔ سمندر کا کنارہ صاف اور خس و خاشاک سے پاک ہے۔ لہریں آئیں۔ اور جہازوں کے ٹُوٹے پھُوٹے تختوں کو ساحل پر لا کر ڈال گئیں۔ سِدّھارتھ یشودھرا کے ساتھ بیٹھا ہُوا ہنسی خوشی کی باتیں سُنتا ہے۔ مگر ایک ہی لمحہ میں اُس کی حالت بدل جاتی ہے وہ چِلّا اُٹھتا ہے "آہ! میں کہاں ہُوں۔ میرا دیس کہاں ہے۔ شبد گُونج رہا ہے۔ میں انبھو کر رہا ہُوں۔ آیا آیا۔ میں آنے ہی) چاہتا ہوں"۔ اِس مجذوب کی بڑ کو کون سمجھے۔ یشودھرا ڈر کر۔ پوچھتی ہے "پران ناتھ! تُم کو کیا دُکھ ہے۔ تُم کیوں رہ رہ کر اُداس ہو جاتے ہو۔ مجھ کو کچُھ تو بتا دو"۔ مگر بتائے کون بد زبان بند۔ اُس پر سکُوت کی مُہر لگی ہے۔ آنکھوں سے بیشک رحم اور مہربانی کے جذبہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور صورت سے دیوتاؤں جیسا جلال نمایاں ہے۔ یہہ حالت ایک لمحہ تک رہتی ہے پھر اِس خیال سے کہ کہیں یشودھرا ڈر نہ لگے۔ وہ مُسکراتا اور اُس کو تسلّی دینے لگتا ہے ایک تیز ہوا کا جھونکا آیا ایسا معلوم ہُوا۔ گویا کوئی شخص بین کے تار چھیڑ رہا ہے۔ اور اُس سے آسمانی نغمہ کے سُر کی صدا آ رہی ہے۔ آواز کیا تو آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ بھی سُن رہے تھے۔ مگر یہہ نہیں جانتے تھے کہ یہہ کیسی آواز ہے۔ ہاں سِدّھارتھ کے کانوں کے لئے وہ دیوتاؤں کے سُر ہے اور خوش آہنگ راگ کی دُھن تھی۔ آواز آئی *

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۱) ہم تو سانس پَوَن کے ٹھہرے شبد گنبھیر سُناتے
سُکھ کی چاہ بسی سَن انتر سُکھ آنند نہیں پاتے
نرجیون ہے پَوَن جھکولا دو دن جگ کا رہنا
رونا تڑپنا شور مچانا۔ رَین باسُر دُکھ سہنا

(۲) کہاں سے آئے کدھر جائینگے۔ کچھ بھی مَرم نہ پایا
دو دن کا یہ دھن جوبن ہے۔ کیا ہے کہاں سے آیا
ہم تم سب ہیں اگما پائی۔ جیوں سپنا رینا کی
پانی مدّھے آگ بلاجے۔ سُکھ میں بپت سمائی

(۳) بالو کی دیوار اٹھائی رُچ رُچ مَنڈھی بنائی
بہی بیار بنس گئی پل میں تا میں کون بھلائی
موہ مایا ہے بھرم کی گانٹھی۔ اُرجھ اُرجھ اُرجھائی
ہمارا سار کی سُدھ نہیں پائی۔ بھولے بھرم میں پرانی

(۴) اندر جال مایا کا رچنا۔ نیا نیا رُوپ بناوے
رُوپ دکھائے جیو بھرماوے جم کے پھانس پھنساوے
جھوٹی کایا جھوٹی مایا۔ جھوٹا میرا تیرا
جھوٹا محل مکان ہے جھوٹا۔ چڑیا رین بسیرا

(۵) جھوٹے سُکھ کو سُکھ سب گنتے سہتے بپت گھنیری

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مرتے کھپتے بار مبارا ۔ مٹی نہ ہیرا پھیری
باور کی چھایا نر دیہی ۔ رو کے رُکے نہ بھائی
پودھارا ٹھہرائے نہ ٹھہرے ۔ کیتو کرو اُپائی

(۶) تارن ہارا تارن آیا ۔ جگ تارن کہلایا
تار تار تو تار سین کو ۔ کر جیوں پکردایا
شُدّھ دان ۔ بابا کا بالک ! شُدّھ دان دے ماتا
تو دیال تو کرونا ساگر ۔ جیو موچن جگ ترانا

(۷) سُن سُن شبد چیت من اپنے ہوجا سہج اُداسی
تیاگ تیاگ مد موہ میا کو ۔ اگم لوک کا باسی
تِر بدھ تاپ دکھ بیاپا جگ میں تو ہے بچاون ہارا
بھو ساگر سے پار لگا دے ۔ دے کر اپنا سہارا

(۸) ہم تو سانس پَوَن کے ٹھہرے ۔ تو ہی چتاون آئے
تیرا کام جیو کی رکشا ۔ جیو بیّں آس لگائے
سُکھ سمپت دھن دھام بڑائی سب باور کی چھائیں
یہہ تو کھیں ہیں چار دنا کے ۔ تیاگ انھیں اب سائیں

ہوا کا جھونکا بند ! آواز غایب ! مگر سِدّھارتھ کے دل میں اُس کا گہرا اثر پڑا ۔ اور وہ پھر سرد آہیں بھرنے لگا ۔ کسی نے سچ کہا ہے " سُننے والے کانوں کے لئے پتوں کے چھپے عبرت اور نصیحت کے نغمے ہوتے ہیں " ۔ اور اس وقت سِدّھارتھ کے ۔

اگست سنہ ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بالخصوص ہوا کا جھونکا ایک خاص قسم کا پیغام سُناتا گیا +

شام ہو گئی۔ راگ رنگ کی مجلس منعقد کی گئی۔ سِدّھارتھ اور یشودھرا ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیٹھے۔ اور گانے والوں کے سُریلے راگ سُننے لگے۔ چترا نامی اُن کی ایک خوش الحان داسی تھی۔ اُس نے نہایت دِلکش سُر میں حُسن عشق۔ جادُو کے گھوڑے خوبصورت ملک۔ اُن کے حسین مگر خوشی کے خواہشمند باشندے۔ اور سُورج کے غروب ہونے کے مقام کا ایک عجیب و غریب قدیم قصّہ گا کر سُنایا۔ سِدّھارتھ کے دل پر اس کا بھی عجیب و غریب اثر پڑا۔ یشودھرا سے مخاطب ہو کر اُس نے کہا "پیاری! چترا کو اس راگ کے انعام میں ہیرے اور موتی انعام میں دے۔ میں اُس کے گیت سے بہت خوش ہوا ہوں۔" یشودھرا نے خوشی سے اپنے موتیوں کا ہار جس کے بیچ میں قیمتی ہیرا لگا تھا۔ اُس کے حوالہ کیا +

سِدّھارتھ نے پھر اُس سے کہا "پیاری! چترا نے اس وقت مجھ کو ہوا کے جھونکے کے نغمہ کی یاددہانی کی ہے۔ یہ دُنیا بہت وسیع ہوگی۔ اس میں بے شمار آدمی بستے ہونگے وہ خوش نہ ہونگے۔ کاش اگر ہم کو اُن کا پتہ ملتا۔ تو ہم چل کر اُن کی مدد کرتے۔ سورج پورب سے نکل کر ہر روز پچھم کیطرف جاتا ہے۔ مَیں اُس کے روزانہ سیر کے مقامات کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ آج شام سے میرے دل میں درد ہے۔ جس کا علاج تیری محبت بھی نہیں ہو سکتی وہ اُس وقت دُور ہوگا۔ جب میں خوشی کے خواہشمندوں کا دُکھ دُور کر دُوں گا" +

پھر وہ چترا کی طرف مخاطب ہوا "لڑکی! دُنیا اِسی محل تک محدُود نہیں ہے۔ کاش۔ اگر میرے بازوؤں سے عقاب کے پرندھے ہوتے۔ تو مَیں اُڑ کر ہمالیہ کے اُس پار چلا جاتا۔ تُو اگر جانتی ہے تو بتا۔ کہ کون سے مقامات پہلے دیکھنے کے قابل ہیں؟"

ایک داسی نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا "مہاراج! پہلی چیز دیکھنے کی آپ کا شہر ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُس کے مندر عالیشان - مکانات اونچے - مینارین سر بفلک کشیدہ - باغ بغیچے سوہنے
پھر راج کے ن جنگل - ندی - نالے یہ سب دیکھنے کے قابل سیرگاہیں ہیں -
آپ کے راج کے بعد بمبسار کی سلطنت آتی ہے - ان مقامات میں کروڑوں خلقت
آباد ہے" سِدھارتھ نے کہا " بہت اچھا - چھنّا ہے کہ دو - کل دوپہر کے وقت میرا
رتھ تیار کرے - میں سیر کرنے اور دُنیا کے نظارے دیکھنے جاؤں گا" :

تیسرا سرگ

یشودھرا کا خواب

دردِ بیداری میں کیا کم تھا - کہ یارب خواب میں
دیکھکر خواب پریشاں میں پریشاں ہو گیا

عبرتناک گیت

صبح کا وقت ہے - کوئی گانے والا بھیروی راگ میں گا رہا ہے :-

اُٹھو - ہوئی صبح - سونیوالو! اُٹھو یہ غفلت کی خواب کبتک
ذرا تو آنکھوں کو کھولو اپنے - رہیگی مُنہ پر نقاب کبتک
ہزار نفرت کوئی جتائے - ہزار رغبت کوئی دکھائے
بے خبر اور دیکھے ہیں تماشے قیام موج و حباب کب تک
جوانی کے ساتھ گرسہے پیری تو یاں ہے آزادی میں اسیری
امیری ہے صورتِ فقیری - سہو گے جور و عذاب کب تک
جہاں کی دولت میں مفلسی ہے نہاں حکومت میں بے بسی ہے
کیا کرو گے بتا دو دن رات مال و زر کا حساب کب تک

اگست ۱۹۱۷ء

سِدھارتھ کی آنکھ کھلی ہوئی تھی۔ شام کے واقعہ نے اُس کو متفکر بنا رکھا تھا فکر اور تردد میں نیند کہاں آتی ہے۔ اُس نے اس نصیحت آموز گیت کو سُنا۔ دل پر دوسری چوٹ لگی۔ حقیقت میں گانے والا سچ گا رہا تھا۔ سچی بات کب اثر سے خالی رہ سکتی تھی۔ اس کو تو اپنا اثر ضرور ہی کرنا تھا۔ اُس نے یشودھرا کو جگایا۔

پیاری! سُن۔ یہہ گانے والا کیا گا رہا ہے؟ اُس نے جواب دیا۔ "میں خود پریشانی میں ہوں۔ رات کو خواب دیکھا۔ کہ دُنیا خوف سے کانپ رہی ہے۔ ہوا کے جھونکے سے تناور درخت فرش زمین ہوئے ہیں۔ ستارے کثرت کے ساتھ ٹوٹ رہے ہیں۔ چاند۔ سورج راہ سے بے راہ ہو کر گردش کر رہے ہیں۔ میرے سر کے گیسو بکھرے ہیں۔ سر کی موری الگ گری ہوئی ہے۔ زیور اور جواہرات۔ لباس اور پوشاک سب تتر بتر پڑے ہوئے ہیں۔ ندی نالے گرم پانی کے چشموں کی طرح اُبل رہے ہیں۔ اور محل مکان پر گھٹا ٹوپ تاریکی چھا گئی ہے۔ خبر نہیں۔ کیا ہونے والا ہے۔ اور مجھ پر کیا بلائیں نازل ہونگی"۔

سِدھارتھ فطرتاً رقیق القلب تھا۔ اس کے خواب کے واقعات کو سُن کر اور ساتھ ہی اپنی حالت کو دیکھ کر اُس کا دل بھر آیا۔ بولا۔ "سُندری! تو فکر نہ کر۔ یہ خواب بُرا نہیں ہے۔ اور نہ اس کی تعبیر ہی بُری ہے۔ ایسے خواب صرف نیک دل انسان دیکھتے ہیں۔ تو دھرماتما ہے۔ ایک زمانہ آئے گا۔ جب انسان تیرے نام کی تعظیم کرینگے اور تو عورتوں میں مبارک سمجھی جائے گی۔ اس خواب کی تعبیر یہ ہے۔ کہ میں جلد ہی مشعل طریقت بن کر اگیان کی تاریکی کو مٹاؤں گا۔ اور گُمرہوں کی ہدایت کرتا ہوا اُن کو نور اور لازوال روشنی کی راہ میں ڈال دُوں گا۔ تاکہ پھر اُن کو کبھی سنسار کا دُکھ نہ ستائے۔ میں تجھ سے کیا کہوں۔ اوروں کی مُصیبتوں کو دیکھ کر اور اُن کی بدحالیوں کا اندازہ کر کر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

میں خود سخت دُکھی ہوں۔ مجھ کو اپنا دُکھ نہیں ہے۔ دوسروں کے دُکھوں نے مجھ کو دُکھی کر رکھا ہے۔ اور جیوں کو آفت اور پریشانی کے گرداب میں غوطہ کھاتا ہوا دیکھ کر اب مجھ سے نہیں رہا جاتا۔ مجھ کو آرام اور آسایش کا خیال نہیں ہے۔ اب میں عنقریب ہی اُس حقیقت کی تلاش میں باہر نکلوں گا جس کے جان لینے سے پھر انسان کے درد و الم کا خاتمہ ہوگا۔ میں خود عذاب سہونگا۔ تکلیفیں اُٹھاؤں گا۔ اور اُس وقت تک چین نہ لونگا۔ جب تک بھو ساگر سے پار اُترنے کی یقینی تدبیر میرے ہاتھ نہ آجائے گی۔ تو بھی اس کام میں میری مددگار رہنا۔ اور دیکھنا کبھی میرے سدّ راہ ہونے کی کوشش نہ کرنا۔"

دل کا دریا تھا گیر محبت کے پانی سے بھر کر اُمنڈنے لگا۔ سدّھارتھ باتیں بھی کرتا جاتا تھا۔ اور اُس کی آنکھوں سے آنسو کی تار بھی جاری تھی۔ یشودھرا نے اپنی نازک باہیں اُس کے گلے میں ڈال دیں۔ اور آنچل سے آنسو پونچھ کر بولی "پرانناتھ! تم نے بہت بڑا ورت دھارن کیا ہے! میں دل سے چاہتی ہوں۔ تم کو کامیابی نصیب ہو۔ مجھ کو تمھارے سُکھ میں سُکھ اور تمھارے دُکھ میں دُکھ ہے میں کبھی تمھارے ارادہ کی راہ میں رکاوٹ نہ ہوں گی۔ اور جس بات سے تم کو خوشی ہوگی۔ میں ہمیشہ اُسی کا خیال رکھوں گی۔ تم اگر نوع انسان کی بھلائی کے لئے اپنے آپ کو قربان کر رہے ہو۔ تو تمھاری یشودھرا تم پر ہزار جان سے قربان ہے"

خاوند اور بیوی نے اس طرح کچھ دیر اپنے درمیان خیالات کا تبادلہ کرتے رہے۔ پھر دونوں خاموش ہو گئے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چوتھا سرگ

زندگی کا پہلا عبرتناک نظارہ

> جس نظارے سے غلط غم اپنا کرتے ہیں بشر
> وہ مسیحے دل کے لئے وحشت کا ساماں ہوگیا

سورج نکل آیا۔ سوئی ہوئی مخلوق بسترِ خواب سے اُٹھی۔ اور دُنیا کے کام دھندوں میں مصروف ہوئی۔ راجہ شُدّھودن ابھی اپنے نتیہ کرم۔ سندھیا اور پاٹھ پوجا سے بہ مُشکل فارغ ہؤا تھا۔ کہ سِدّھارتھ کے آدمی نے آکر نمسکار کیا۔ "مہاراج کی جے ہو۔ راجکمار نے دوپہر کے وقت رتھ جوتنے کا حُکم دیا ہے۔ وہ محل سے باہر نکل کر سیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں"۔ راجہ نے کہا۔ "کیا مضایقہ ہے اب اُس کی عُمر اس قابل ہوگئی ہے۔ کہ وہ دُنیا کے مشاہدات کا تجربہ حاصل کرے مگر تُم لوگ احتیاط رکھنا۔ کوئی ایسا منظر آنکھوں کے سامنے نہ آنے پاوے۔ جو اُس کے دل میں انتشار اور اضطراب پیدا کرے۔ شہر میں اعلان کر دو۔ کہ ہر شخص اپنے مکانوں کو آراستہ کرے۔ اور ولیعہد کی تعظیم اور اُس کے خیر مقدم کا معقول طریقہ میں انتظام ہو"+

شہر میں یہ خبر آناً فاناً میں مشہور ہوگئی۔ کہ آج سِدّھارتھ محل سے باہر آکر شہر کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور راجہ کا حکم ہے۔ کہ کوئی لُولا۔ لنگڑا۔ اندھا۔ کانا یا بیمار آدمی گلیوں میں نہ رہنے پاوے"۔ شہر کے باشندے اس خبر کو سُن کر بہت خوش ہوئے گلی کُوچے صاف کرائے گئے۔ سڑکوں پر چھڑکاؤ کیا گیا۔ درو دیوار کی سفیدی کرائی گئی۔ اور ہر شخص نے اپنی حیثیت اور استطاعت کے موافق اپنے اپنے مکانوں کو سجایا +

سِدّھارتھ مقرّرہ وقت پر محل سے باہر نکلا۔ اب تک اس کی زندگی اصل میں قیدیوں ہی کی طرح تھی۔ راجہ کو اُس کے ویراگی ہونے کا خوف ہر وقت لگا رہتا تھا۔ اور اس لئے اُس نے ہمالیہ کے دامن میں وہ خوبصورت محل بنوا دیا تھا۔ جس کا اوپر ذکر آگیا ہے۔ اس محل کے تین حصے تھے۔ اور ایک ایک حصہ ایک ایک خاص موسم کے لحاظ سے تعمیر کرایا گیا تھا۔ اور اُن میں ہر طرح کے آرام اور آسایش کا سامان کثرت سے موجود رہتا تھا۔ تاکہ اُس کو کسی شے کی احتیاج نہ ستانے پاوے۔ اُس کو ان مکانوں سے چلکر باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ اس کو پیشتر اچھی طرح اپنے شہر دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ شہر کی خوبصورتی۔ صفائی اور آرایش کو دیکھکر وہ دل میں بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا "دُنیا بہت خوبصورت اور اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور اُس کو میری محبّت کا اس قدر خیال ہے۔ یہ مہربان انسان سب میرے بھائی بہن ہیں۔ میں بھی اِن کو پیار کرتا ہوں۔ لیکن یہ نہیں معلوم کہ مَیں نے ان کے لئے کونسا ایسا کام کیا ہے۔ کہ وہ اُس کے شکریہ میں اس قدر خوشیاں منا رہے ہیں۔ میں خود کس طرح اپنا پیار اُن کو جتاؤں۔ دیکھو۔ اُس ننھے سے شاکیہ بالک نے مجھ پر پھولوں کی مالا پھینکی۔ اس کو بھی میرے ساتھ رتھ پہ بٹھالو۔ اور چنّا! رتھ کو شہر کے پھاٹک کے باہر نکالو۔ میں آج دُنیا کی خوب خوب سیر کروں گا۔"

رتھ شہر کے مشرقی پھاٹک سے نکلا۔ اور پرمود کانن (آرام بن) کی طرف چلا۔ شہر کے بہت سے آدمی جے جے کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ساتھ تھے۔ اور شاہزادہ اُن کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔ گذشتہ شام کا واقعہ اور صبح کے گیت کے سانحہ کو وہ بالکل بھول گیا تھا۔ اس وقت کا فرحت بخش منظر اس کی دلی توجہ کا مستحق ہو رہا تھا۔ مگر ابھی رتھ نے بمشکل ایک میل کے قریب فاصلہ طے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کیا ہوگا۔ کہ ایک دیرینہ سال۔ بدصورت۔ پشتِ خم۔ کُبڑا۔ آدمی عصا کے بل رینگتا ہوا نظر آیا۔ دُبلا۔ پتلا۔ میلا۔ کچیلا۔ تن پر چیتھڑے لپیٹے ہوئے۔ جسم کی ہڈیاں اُبھری ہوئیں۔ آنکھیں دھنسی ہوئیں۔ چہرہ پر بہ کثرت جھُریاں پڑی ہوئیں۔ مُنہ میں ایک بھی دانت نہیں تھا۔ شکل ڈراونی تھی۔ جس کو دیکھکر دل کا سہم جانا معمولی سی بات تھی۔ ہجوم کو دیکھ کر وہ کہنے لگا "بھلا کر بھلا ہوگا۔ جو بوڑھے ناچار کو دیگا۔ اُس کا بھلا ہوگا۔ مَیں آج کل کا مہمان ہوں۔ کون جانے ابھی موت آجائے" اتنا کہنا تھا۔ کہ بلغم نے اُس کا گلا دبا دیا۔ اور وہ کھانسنے لگا۔ جب کھانسی کم ہوگئی۔ اُس نے پھر خیرات کے لئے صدا دی۔ شاہزادہ کے ساتھیوں نے اُس کو دھکا دیکر سڑک سے ہٹا دیا "بدبخت! تو نہیں دیکھتا۔ کہ راجکمار کی سواری بن کی طرف جا رہی ہے۔ پرے ہٹ جا"

دیرینہ سال بوڑھا تو سڑک کے کنارے ہوگیا۔ مگر شاہزادہ کے دل پر اُس کی صورت اور حالت نے نہایت دردناک اور گہرا اثر پیدا کیا۔ اُس نے چنا سے پوچھا "یہ کون شخص ہے۔ جو اس قدر شکستہ حال ہے۔ اور کیوں کہہ رہا ہے۔ کہ میں آج اور کل کا مہمان ہوں؟" چنا نے جواب دیا "خداوند! یہ اسّی برس کا بوڑھا ہے۔ نہ مُنہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت۔ جسم کی طاقت جاتی رہی۔ ضعف و نقاہت سے پیٹھ ٹیڑھی ہوگئی۔ جس طرح تیل کے جل جانے پر چراغ کی بتی رُک رُک کر جلتی ہے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد بجھ جاتی ہے۔ اسی طرح اس بوڑھے کا حال ہے۔ وہ صرف کچھ دن اور جیئے گا۔ پھر دُنیا سے کوچ کر جائے گا۔ آپ اُس کی طرف کیوں نظر کرتے ہیں"؟ شاہزادہ نے پھر سوال کیا "کیا اور سب کا بھی حال ایسا ہی ہوگا"؟ چنا بولا "کیوں نہیں۔ جو عرصہ تک زندہ رہیگا۔ کمزوری۔ شکستہ حالی اور بدصورتی ضرور ہی اُس کے حصّہ میں آئے گی۔ یہ قدرت کا قانون ہے" "کیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

میرا بھی یہی حال ہوگا؟ اور اگر یشودھرا۔ ہسنا۔ جالنی۔ گنگا۔ اور گوتمی بھی اسّی برس تک جیتی رہیں۔ تو اُن کی بھی یہی کیفیت ہوگی؟" "کیوں نہیں۔ قدرت کا قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ اس سے کوئی بھی مستثنےٰ نہیں ہوسکتا۔" "تو اچھا اب لوٹ چل۔ مجھ کو اس دُنیا کے دیکھنے کی اب ہوس نہیں رہی۔ جس کے دیکھنے کا مجھ کو کبھی خیال تک نہیں آتا تھا۔ وہ نظارہ میں نے آج دیکھ لیا"۔

سواری واپس آئی۔ سِدّھارتھ کے دل میں اُداسی چھا گئی۔ اُس دن اُس نے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا۔ ارباب نشاط نے غم غلط کرنے کے سامان فراہم کئے مگر وہ کسی کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوا۔ یشودھرا نے اُس کی تسلّی کرنی چاہی۔ مگر اُس نے اُس کو جواب دیا" یشودھرا! ایک دن ہم دونوں بُوڑھے ہو جائیں گے۔ نہ کوئی یار ہوگا نہ غمخوار ہوگا۔ کمر جھک جائے گی۔ مُنہ پر جھُرّیاں پڑ جائیں گی۔ یہ علم مجھ کو نہایت موثر پیرایہ میں آج حاصل ہوا ہے۔ بوڑھاپا سخت بدبلا ہے۔ اب میں دل سے اُس لایزال پریم کی تلاش کروں گا۔ جو اس بیدرد کال کے ہاتھوں سے انسان کو نجات دے۔ اب میرے لئے اس عالم میں سکھ چین کہاں ہے!"

پانچواں سرگ

زندگی کا دوسرا عبرتناک نظارا

تھا فقط خلوت میں مجھ کو ایک تنہائی کا درد
کثرتِ غم بزم میں دیکھی تو حیراں ہو گیا

لوگ اِس قسم کے مشاہدوں کو روز دیکھتے ہیں۔ مگر کچھ بھی اُن کے مزاج میں فرق نہیں آتا۔ سِدّھارتھ نے پہلی مرتبہ پیری اور ضعیفی کی ہیبت ناک صورت دیکھی۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور اس کا حال بدل گیا۔ محل میں آکر وہ پھر اُداس اور غمگین رہنے لگا۔ راجہ وقتاً فوقتاً اُس کو آکر سمجھاتا۔ ہر طرح کی تسلی دیتا رہتا۔ اور عیش و آرام کے تمام سامان بہ کثرت مہیا کراتا۔ مگر اس سے دل کے درد کو کیا نسبت تھی۔ اُس کی حالت روز بروز بدلتی گئی۔ اور وہ ایکانت میں بیٹھا ہوا زندگی اور اُس کی تبدیلیوں کے مسائل پر سوچتا رہتا ÷

پھر بھی انسان کی طبیعت تازگی پسند واقع ہوئی ہے۔ اُس نے پھر شہر میں جانے کی درخواست کی۔ تاکہ کسی طرح دل کے بہلنے کا کچھ سامان مل جائے۔ راجہ نے اجازت دی۔ شہر پھر آراستہ کیا گیا۔ اور اہلکاروں کو تاکید کی گئی۔ کہ اِس مرتبہ کوئی رنج دہ نظارہ آنکھوں کے سامنے نہ آنے پاوے" ÷

اس حکم کے دوسرے دن چنا پھر سِدّھارتھ کو رتھ پر بٹھا کر پرمود اُدیان (دوسرے آرام بن) جانے کے اِرادہ سے شہر کے خاص چوک سے ہو کر نکلا۔ مکانات۔ دوکان۔ ہاٹ۔ بازار سب صاف ستھرے تھے۔ لین دین کا بازار گرم تھا۔ سب خرید و فروخت میں مصروف تھے۔ شہروں کی زندگی حقیقت میں شور و غل کی زندگی ہے۔ یہاں اختلافات اور کثرت کے مناظر ہر جگہہ نظر آتے رہتے ہیں۔ مختلف پیشے۔ مختلف کاروبار۔ مختلف گلی کوچے۔ مختلف ہاٹ بازار۔ سینکڑوں قسم کی سواریاں۔ آدمیوں کی لباس پوشاک۔ اور طرز معاشرت جدا۔ معاش اور معاد کے تحصیل کے طریقے الگ الگ۔ پھاٹک۔ پل۔ سرائے۔ تالاب۔ کنواں۔ کھائی۔ غرضیکہ کوئی کہاں تک کسی کی فہرست گنائے۔ قومیت۔ رنگ روپ۔ مذہب۔ صنعت و حرفت۔ زبان۔ چال ڈھال۔ بات چیت۔ لب و لہجہ سب میں اختلاف ہی اختلاف نظر آتا ہے۔ وحدت میں شانتی اور کثرت میں بھرانتی ہے۔ شاہزادہ ہر شے کو دیکھتا ہوا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ گیا۔ پہلے دن کی سیر سے آج اُس کے

دل کی حالت اور طرح کی تھی۔ آج وہ شانت تھا۔ اور وہ خوشی کا جذبہ جو سیر اور
تفریح سے حاصل ہوتا ہے۔ اُس میں نہیں تھا۔ وہ سب کچھ دیر تک دیکھتا رہا۔
نہ کسی کو بُرا کہا نہ بھلا۔ آخر وہ شہر کے ایک حصہ میں آیا۔ جہاں سڑکیں کسی قدر تنگ
تھیں۔ ایک دردناک آواز اُس کی کانوں میں آئی "آہ۔ کوئی بھی میری اس وقت
مدد کرے افسوس ہاتھ پاؤں میں طاقت نہیں رہی۔ میں کانپ رہا ہوں۔ اگر
مدد نہ کی گئی۔ تو میں گر پڑوں گا۔ اور گھر پہنچنے سے پہلے ہی اس جگہہ مر جاؤں گا"
سِدّھارتھ کی نگاہ اُس پر پڑی۔ یہ بدنصیب مُصیبت کا مارا ہوا آدمی کھڑا ہوا کانپ
رہا تھا۔ مُنہ پر اُڑائیاں اُڑ رہی تھیں۔ سر اور پیشانی سے پسینہ کی دھار بہہ رہی تھی
آنکھیں حلقوں کے اندر پھر رہی تھیں۔ اُس کا پاؤں لڑکھڑایا۔ مگر جلد ہی اس نے
دیوار کو ہاتھوں سے پکڑ لیا "نیک لوگو! میں بُرے دُکھ میں مُبتلا ہوں۔ مجھ کو وبا نے
دبا لیا ہے۔ کیا کوئی میری مدد نہ کرے گا؟" رحمدل شاہزادہ اُسی وقت رتھ سے
کود پڑا۔ اپنے ہاتھوں سے اُس کو سہارا دے کر رحم اور محبت کے لہجہ میں پوچھا۔
"بھائی! تیرا کیا حال ہے۔ تُو کیوں اِس قدر مُضطرب ہے۔ کیا پریشانی ہے!
چنّا! اس کو بولنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو بتا اس کا کیا حال ہے؟" چنّا نے جواب
دیا "خداوند! اس آدمی پر تپ چڑھا ہوا ہے۔ اس کے گوشت پوست میں آگ زور و شور
کے ساتھ جلتی ہوئی نس اور ناڑیوں کے ذریعہ نہروں کے پانی کی طرح جاری ہو کر اُٹھی
ہے لیکن جو بُخار مشتعل ہو رہی ہے۔ نبض تیزی سے چل رہی ہے۔ دل دھڑک
رہا ہے۔ آنکھوں کی راہ سے حرارت کے شعلے باہر نکل رہے ہیں۔ سر میں چکّر۔ ہاتھ پاؤں
میں رعشہ۔ اور تمام جسم میں درد ہے۔ یہ بیمار ہے۔ زور کے ساتھ سانس لے رہا
ہے۔ سانس رُکی نہیں کہ یہ مرا نہیں۔ اور جب یہ وبا کی بیماری اس کا کام ختم کریگی۔
تب کہیں کسی اور جگہہ جا کر بربادی مچائے گی۔ آپ نے ناحق اس کو اپنے ہاتھوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ یہ بیماری کہیں آپ کو بھی ہو جائے۔ کیونکہ یہ چھوت کا مرض ہے"۔

شہزادے نے چنا کے آخری لفظوں کی طرف دھیان نہیں دیا۔ اُس نے اُس دُکھی آدمی کے درد کو اپنی تسلّی کی باتوں سے دُور کرنا چاہا۔ اور اُس کے آرام کا انتظام کرانے کے بعد اُس نے پھر اپنے رتھبان سے پوچھا "کیا یہ بیماری سب کے لئے ہے"؟ چنا نے جواب دیا "دنیا میں کون ایسا انسان ہے۔ جو بیمار نہیں ہوتا۔ کسی کو جذام ہوتا ہے۔ کسی پر فالج گرتا ہے۔ کوئی تپ دق میں مبتلا ہوتا ہے۔ کسی کو سِل کا عارضہ ہوتا ہے۔ کوئی ضیق النفس کے روگ سے جان دیتا ہے۔ دو چار پر کیا موقوف ہے۔ یہاں ہزاروں بلکہ بے شمار بیماریاں ہیں۔ اور ہر مقام میں ہر شخص کو ہوا کرتی ہیں"۔ سِدھارتھ نے سوال کیا "کیا یہ یوں ہی اچانک آجاتی ہیں۔ اور غافل انسان کو دبا لیتی ہیں"؟ چنا نے جواب دیا "سانپ کی طرح وہ آہستہ آہستہ آتی ہیں۔ اور انسان کو ڈس لیتی ہیں۔ یہ قاتل موذی ہیں۔ جن کا کام قتل و خون ہے۔ یہ گھات میں چھپی بیٹھی رہتی ہیں۔ اور موقع پاتے ہی چڑھ دوڑتی ہیں۔ اور حملہ کئے ہوئے بغیر نہیں رہتیں"۔ "کیا ان کی وجہ سے تمام انسان خوف میں رہتے ہیں"؟ "بیشک۔ کوئی بھی آدمی ایسا نہیں ہے۔ کہ جو رات کے وقت سونے جائے۔ اور یہ کہے کہ میں ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ ہوں۔ سونے سے پہلے آدمی بھلا چنگا ہے۔ نیند کے وقت بیمار ہو گیا۔ یا تو وہ بستر ہی میں پڑے پڑے مر گیا۔ یا بیدار ہونے پر اپنے آپ کو مرض کے پنجہ میں گرفتار پایا۔ ان بیماریوں سے دل اور جسم نکمے۔ ناکارہ۔ لاغر اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ بوڑھاپا اُن کو کمزور دیکھ کر فوراً دبا لیتی ہے۔ اور جلد زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بفرض اگر موت نہیں آئی۔ تو پھر اس دردمند مریض کی طرح کراہنا۔ رونا۔ سسکنا اور پریشان ہونا پڑتا ہے۔ راجکمار! بیماری اور موت یہ دونوں ہر انسان کے لئے لازمی ہیں۔ سب کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بیدار ہونا پڑتا ہے" +

سِدّھارتھ کا دردمند دل چِتا کی باتوں کو سُن کر بھر آیا۔ اُس جگہہ سے رتھ پھیر کر وہ دریا کی طرف چلا۔ وہاں کچھ اور ہی کیفیت نظر آئی۔ ایک جگہ کسی کی مُردہ لاش پڑی ہوئی تھی۔ اُس کے جلانے کے لیئے لکڑیوں کی چِتا تیار کی جا رہی تھی۔ اور اِرد گِرد عزیز و اقارب ماتم کرتے ہوئے کھڑے تھے۔ چِتا بنانے والے صدا دے رہے تھے "رام نام ست ہے۔ ست بولو ست ہے" اور بہت سے لوگ رو رہے تھے۔ سِدّھارتھ وہاں کھڑا ہو گیا۔ یا تو راجہ کا حکم تھا۔ کہ کوئی خوفناک نظارہ اُس کی نظر کے سامنے نہ آنے پاوے۔ اور یا موقع موقع پر یوں ہی اُس کو ان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور تعجب اور حیرت کی بات یہ ہے۔ کہ رتھ بان اور بھی اپنے پُر اثر اور رقت انگیز باتوں سے اُس کے دل کو جوش دلا رہا ہے۔ جو ہونے والا ہوتا ہے اُس پر کسی کا کیا اختیار ہے +

چِتا تیار ہوئی۔ "رام نام ست" کہتے ہوئے عزیزوں نے لاش کو اُس پر رکھا۔ آگ روشن کی۔ اور مشتعل آگ کے شعلوں کی زبانیں لپلپاتی ہوئی نکلیں۔ اور اُس کے گوشت۔ پوست۔ ہڈی۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ سر اور بالوں کو چاٹنے لگیں۔ کبھی کبھی جلنے کے لیئے رشتہ دار لمبے لمبے بانسوں سے اُلٹ پلٹ دیتے تھے تا کہ لاش جلد جل جائے آہ! یہ کیسا عبرتناک مقام ہے۔ جس تن پر اس قدر ناز ہوتا ہے۔ جس کے آسائش کا اس قدر ہر وقت خیال رہتا ہے۔ اُس کا یہ انجام ہوتا ہے۔ دماغ پھٹ گیا۔ بھیجا پگھلنے لگا۔ چربی تیل اور گھی کی طرح جلنے لگی۔ اور تھوڑی دیر میں لاش جل کر خاک ہو گئی +

ہاڑ جلے جیوں لاکڑی کیس جلے جیوں گھاس سب جگ جلتا دیکھ کر بھئے کبیر اُداس	

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جھوٹے سکھ کو سکھ کہیں۔ من مانت ہے مود
جگت چبینا کال کا۔ کچھ مکھ میں کچھ گود

سدّھارتھ نے اس نظارے کے تمام مرحلوں کو بغور دیکھا۔ جب لاش جل کر راکھ ہو گئی۔ تب وہ بول اٹھا: "یہ اس زندگی کا انجام ہے۔ یہ انجام ہر جاندار کے لئے ہے۔" اور چنّا نے اسی وقت اس کے خیال کی تائید کی: "آدمی سب سے بچ سکتا ہے۔ لیکن اس سے نہیں بچ سکتا۔ موت ہر وقت تاک میں لگی رہتی ہے یہی آدمی جس کا انجام آپ نے ان آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کھاتا۔ پیتا۔ ہنستا۔ کھیلتا اور دنیا کے مزے لوٹتا تھا۔ ذرا سا ہوا کا جھونکا آیا۔ پاؤں لڑکھڑایا۔ وہ گرا۔ پاؤں میں موچ آئی۔ درد پیدا ہوا۔ درد سے مر گیا۔ خویش و اقارب لاش کو شمشان میں اٹھا لائے۔ جسم بے حس و حرکت ہے۔ نہ وہ دیکھ سکتا ہے نہ سن سکتا ہے۔ نہ ہنس سکتا ہے نہ بول سکتا ہے۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ سب بند۔ ہاتھ پاؤں مٹی کی طرح بے کام۔ یا تو اس لاش کو گدھ۔ کوّے۔ گیدڑ۔ کتّے۔ چیونٹی اور دوسرے کیڑے مکوڑے کھا جاتے یا رشتہ دار اٹھا لائے۔ آگ کو سپرد کر دیا۔ اور وہ اب راکھ کی ڈھیر ہے۔ چھوٹے بڑے۔ امیر غریب۔ نیک اور بد سب کو مرنا ہے۔ شاستر کہتے ہیں "مرنے کے بعد جیو کا پھر اور جگہ جنم ہوتا ہے۔ اور پھر وہی دکھ بھوگنے پڑتے ہیں"۔ ناکامیابی۔ محرومی۔ جدائی۔ ضعیفی اور چتا۔ ان سب مرحلوں سے پھر بار بار گذرنا پڑتا ہے۔ یہ ہماری زندگیوں کا حال ہے"!

سدّھارتھ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اس نے آسمان کی طرف سر اونچا کیا۔ پھر پاؤں کے نیچے کی زمین کو دیکھنے لگا۔ دوبارہ پھر اس نے آسمان اور زمین کی طرف نگاہ کی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا اس کی بلند پرواز روح کسی ایسے دور دراز مقام کی طرف جانا چاہتی ہے۔ جہاں کسی درد انگیز سانحوں کا امکان بھی نہ ہو۔ حال۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

استقبال اور ماضی کی زنجیر کی کڑیاں اُس کے دل کے اندر بننے لگیں۔ سوچا سمجھا۔ غور کیا۔ جیوں کے لیئے اُس کے من میں اپار دیا اور اننت پریم پیدا ہوا۔ اور ساتھ ہی اُمید اور کامیابی کی دیوی کی جلالی اور روشن مورتی اُس کے دل کے آئینہ کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ اور چیتا کی سماعت میں یہہ الفاظ اُس کی زبان سے برآمد ہوئے "دُکھی اور دردمند دُنیا! یگانے بیگانے! جن کو میں جانتا ہوں۔ اور جن کو نہیں جانتا ہوں۔ سب میرے ہی جنس اور میرے رُوپ ہیں۔ یہہ سب موت اور مصیبت کے دام میں بُری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ میں ان کی حالت کو محسوس کر رہا ہوں۔ دُنیا فریب اور دھوکا ہے۔ اس کی خوشیاں غیر اصلی ہیں۔ اس کا دُکھ دل کے اندر کھٹکنے والا کانٹا ہے۔ خوشی کے ساتھ درد جوانی کے ساتھ بُڑھاپا۔ رغبت کے ساتھ نفرت۔ اور زندگی کے ساتھ موت ہے یہہ ایک پریشان کرنے والی چرخی ہے۔ جس میں پھنسے ہوئے تمام جیو جنتو چکر کھا رہے ہیں۔ میں بھی اس کے فریب میں آیا۔ میں نے بھی زندگی کے مزے کو خوشگوار سمجھا۔ لیکن یہہ کیا ہے! سمندر کا ایک گھومنے والا بھنور ہے۔ جس میں سب ڈوبتے اور اُبھرتے رہتے ہیں۔ مگر میں اب سمجھ گیا۔ اس کا پردہ میرے لیئے اُٹھ گیا۔ میں بھی ان نادان آدمیوں کی طرح دیوتاؤں سے برابر مدد مانگتا رہا۔ مگر سب بے سود تھا تاہم مدد کا امکان ضرور ہے۔ دیوتا اور انسان دونوں ہی مدد کے محتاج ہیں کیونکہ جب آدمی یاس اور نا اُمیدی کی حالت میں دیوتاؤں کو یاد کرتے ہیں تو وہ اُن کو مُصیبت سے نہیں بچا سکتے۔ مجھ کو جو یاد کرے گا۔ اور مدد کے لئے جو مجھ سے درخواست کرے گا۔ ان میں سے میں کسی ایک کو بھی بغیر مدد کے نظر انداز نہ کروں گا۔ کبھی مُمکن نہیں ہے۔ کہ برہمہ اس جگت کو پیدا کرتا ہے اور اس کو اس قدر پریشان رکھتا ہے۔ اگر وہ قادرِ مُطلق ہو کر بھی سچ مچ ایسا کرتا ہے۔ تو پھر وہ نیک نہیں کہلایا جا سکتا۔ اور وہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ایشور بھی نہیں ہے۔ چنّا! گھر چل۔ میری آنکھوں نے آج کافی طور پر دُنیا کا تماشا دیکھ لیا"+

اور وہ اپنے محل کی طرف چلا آیا +

راجہ نے یہ تمام حالات سُنے۔ محل کے پھاٹکوں پر کثرت سے پہرہ دار اور سنتری بٹھا دیئے۔ اور حکم دیا کہ رات یا دن کو کوئی شخص اُس کے اندر نہ جانے پائے کیونکہ اس سے پہلے اُس نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ اگر ایک خاص عرصہ تک شہزادہ کو محل کے اندر روک رکھا جائے۔ تو ممکن ہے۔ کہ اُس کے دل میں دُنیا کا پیار ہو آئے۔ اِس چوکی پہرہ کا یہ سبب تھا +

چھٹا سرگ

رُوحانیت کی جھلکتی ہوئی تصویر

عالم میں ہمدردی تھی جبتک درد سے تھے بیقرار آئی ہمدردی جو دل میں درد درماں ہو گیا

شہر سے واپس آتے وقت جب رتھ شہر کے رئیسوں کے محلہ کے پاس سے ہو کر گذر رہا تھا راجہ سُدّھودن کی بھتیجی کرشا گوتمی کی نگاہ سِدّھارتھ کے غمگین مگر خوبصورت اور سنجیدہ چہرہ پر پڑی۔ اُس کی زبان سے یہ لفظ برآمد ہوئے "مبارک ہے وہ باپ جس کے پاک گھر میں تمہارا جنم ہوا۔ خوش نصیب ہے وہ ماں جس کی پاک گود میں تم جیسے قیمتی لعل کی پرورش ہوئی۔ اور بہت ہی اچھی قسمت والی ہے وہ بیوی جس کو ایسا پاک۔ اور حسین شوہر نصیب ہوا ہے" سِدّھارتھ نے یہ کلمے سُن لئے وہ اپنے خیال میں محو تھا تاہم گوتمی کے لفظوں کے جواب میں وہ بولا "ہاں" اِن

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سب سے کہیں قابل تعریف ہیں صاحبدل جنھوں نے مُکتی کی بیش بہا دولت حاصل کر لی ہے۔ اور میں بھی من کی شانتی کے خیال سے نِروان کی تلاش میں کوشش کروں گا"۔ اور اُس نے اپنا قیمتی موتیوں کا ہار گلے سے اُتار کر اُس کماری کے پاس اِس سُنتتی اور فرض کی یاددہانی میں بھیجدیا۔ اِن دونوں کے خیالات میں کوئی مناسبت نہیں تھی۔ سِدھارتھ ہار دیکر محل کی طرف چلا گیا۔ مگر کماری لڑکی کے بہہ سیدھے سادے الفاظ عجیب طرح پر اُس کے اندرونی خیالات کے اُبھارنے والے ثابت ہوئے +

اُن کے اثرات کو وہ دل میں رکھ کر سونے گیا۔ یشودھرا نے اُس کے خوش کرنے کی کوشش کی۔ مگر اُس کی حالت میں مُطلق تبدیلی نہیں آئی۔ یشودھرا تو سو گئی۔ مگر اس کو کب نیند آنے لگی تھی۔ نرم بستر پر اس کو چین نہیں آیا۔ جی میں خیال آیا "باہر چلیں"۔ مگر وِشرام ون کے پھاٹکوں پر پہرے تھے۔ وہ یشودھرا کو نیند میں چھوڑ کر اپنے محل کے پائیں باغ میں چلا آیا۔ اور دل میں کہتا آتا تھا "اگیان! اگیان!! اگیان!!! کُل دُنیا اگیان سے بھری ہوئی ہے۔ ایک بھی تو ایسا آدمی نظر نہیں آتا۔ جو زندگی کے دُکھوں کی دوا جانتا ہو!"

اِسی غور و فکر کی حالت میں وہ رات کے وقت کسی بڑے جامُن کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اور زندگی اور موت۔ اور دُکھ اور سُکھ کے مسئلوں پر وچار کرنے لگا اپنے وچار میں وہ اِس قدر محو ہو گیا۔ کہ جسم کی طرف سے بالکل بیخبری ہو گئی۔ اور تمام سفلی خواہشیں مغلوب ہو کر شانتی کے اُبھارنے اور اُس کے پیدا کرنے کی باعث ہوئیں۔ یہ اُسی قسم کے سوِیکلپ سمادھی کی حالت ہے۔ جس کا تجربہ ایک مرتبہ پہلے اُس کو ہل بوجا کے دن ہوا تھا۔ روشن ضمیری، معراج۔ اور آدرش سب آدمی کے اندر ہیں)۔ صرف خیالات کو یکسو کر کے ان کے دیکھنے اور محسوس کرنے کی ضرورت

ہوتی ہے۔ جب وہ اس دھیان میں محو تھا۔ عالم رویا میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ جامن کے اُسی درخت کے نیچے ایک نہایت شاندار۔ صاحب جلال۔ شانت اور گنبھیر مُورت کھڑی ہوئی غور کی نگاہ سے سدّھارتھ کو دیکھ رہی ہے۔ اس نے حیرت اور تعجّب کے لہجہ میں اُس سے پُوچھا "تُم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ اور کیوں آئے ہو؟" اُس نے جواب دیا "مَیں شرمن بھکشو ہوں۔ پیری۔ بیماری۔ اور موت کے فکروں سے پریشان ہو کر مَیں بہت دنوں تک ان سے نجات پانے کی تدبیر کی تلاش کرتا رہا۔ اُسی تلاش میں مَیں نے گھربار چھوڑا۔ عورت اور اولاد کی اُلفت سے مُنہ موڑا دُنیا تبدیلی پذیر ہے۔ یہاں کسی چیز کو قیام نہیں ہے۔ صرف سچائی اور ست ہی پایدار ہے۔ اور بُدھ کا کلام بھی ایسا ہی ہے۔ مَیں خود کسی ایسی خوشی کا طالب ہوں جس کو کبھی زوال نہ ہو۔ اور ایسا خزانہ چاہتا ہوں جس کو کبھی کمی کا خطرہ نہ ہو۔ سنسار کی تمام ہوس میرے دل سے دُور ہو گئی ہے۔ اب مَیں سان گوشۂ تنہائی میں زندگی بسر ہوتی ہے سادھن میں مصروف رہتا ہوں۔ اور بھکشا سے گذارہ کرتا ہوں۔ کیونکہ مقصد کی کامیابی کے لئے اس کی ضرورت ہے"۔

سدّھارتھ نے پُوچھا "کیا اس بے چین سنسار میں شانتی مل جاتی ہے!! اس کی خوشی اور خوشیوں کے ساز و سامان میری نگاہ میں بے حقیقت ہو گئے۔ لذّات کو میں بیہودہ حرکت مانتا ہُوں۔ اور سچی بات تو یُوں ہے۔ کہ اب یہ زندگی بھی ناقابل برداشت معلوم ہوتی ہے"۔ فقیر نے جواب دیا "جہاں گرمی ہوتی ہے۔ وہاں ہی سردی کا بھی امکان ہے۔ جو دُکھ کو محسوس کرتے ہیں وہی سُکھ کا بھی علم رکھتے ہیں۔ بُرائی سے نفرت ہی نیکی کے رغبت کی دلیل ہے۔ یہ نسبتی حالتیں لازم بالملزوم ہیں۔ اس لئے تم کو خیال رہے۔ کہ دُکھ کی جہاں زیادتی ہوتی ہے۔ وہاں ہی سُکھ کی بھی کثرت ہوگی۔ صرف تلاش جستجو۔ اور جگیاسا کی ضرورت ہے۔ آنکھوں کو کھولو۔ اور اگر گندگی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور ناپاکی کو محسوس کرتے ہو۔ تو صاف شفاف پانی سے بھرے ہوئے چشمہ کی تلاش کرو۔ وہ نروان ہے۔ وہ تم سے دُور نہیں۔ بلکہ تم سے بہت قریب ہے۔ شے ہے لیکن اگر کسی کو خواہش اور تلاش نہ ہو۔ تو پھر اُس کا کیا قصور ہے! نروان کی راہ تو ہے لیکن اگر کوئی اُس راہ پر نہیں چلتا۔ تو پھر راہ کیا کرے! حکیم کے پاس مرض کی دوا ہے لیکن اگر مریض اُس کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ تو حکیم یا دوا کا کیا عیب ہے۔ بدی اور بداعمالی کے روگی اگر رُوحانی حکیم (گورو) سے مستفید نہیں ہوتے۔ تو گناہ سے پاک کرنے والا گورو کیا کرے"۔

سدھارتھ کے دل کی کلی سادھو کی باتوں کی ہوا سے کھِل گئی "تمھاری تقریر مجھ کو اپنے مقصد کی کامیابی کی اُمید دلاتی ہے۔ باپ کی تمنّا ہے۔ کہ میں راج کاج کروں۔ وہ مذہبی زندگی کو جوانی کے بعد کا شغل سمجھتا ہے"۔ سادھو نے سمجھایا" دھرم کی تلاش کے لئے تم ہر وقت کو موزوں تصوّر کرو۔ انسان کی زندگی میں ایسا کوئی زمانہ نہیں ہے۔ جو اس مبارک کام کے لئے غیر موزوں سمجھا جائے"۔ سدھارتھ کے دل کا سمندر خوشی کی لہروں سے اُمنڈنے لگا"میں تمام قید بند کے رشتوں کو توڑ کر نروان کی تلاش میں ابھی سے نکلوں گا"۔ سادھو نے کہا" مبارک ہو! اور یہی وقت تمھارے کام کرنے کا ہے۔ جس وقت دل میں کسی کام کا زبردست خیال پیدا ہو۔ اگر اُس وقت وہ کام نہیں کر لیا جاتا۔ تو پھر آیندہ کمزوری کا خطرہ رہتا ہے۔ تُم بودھی ستو ہو۔ تم میں جنم جنمانتر سے بُدھ ہونے کی زبردست خواہش ہے۔ اب اُس مقصد کی تکمیل کا وقت آگیا۔ تم دُنیا کے رُوحانی بادشاہ ہو۔ اور مُصیبت زدہ مخلوق کو مُصیبت سے رہائی دلانا تمھارا فرض ہے۔ اگر سر پر بجلی گرتی ہو۔ تب بھی پرواہ نہ کرو۔ کسی کے دام میں نہ پھنسو۔ کسی کے لالچ میں نہ آؤ۔ معراج تمنّا کی جستجو میں ثابت قدم رہو اور تم اپنی مُراد کو پا کر دوسروں کو دُکھ سے بچانے والے کہلاؤ گے۔ سنتوں۔ دیوتاؤں

اور تمام پاک دلوں کی دُعا تمھارے ساتھ ہے۔ تم بُدھ، گورو اور بھگونت ہو"+

یہ جلالی صُورت پھر دم کے دم میں غائب ہوگئی۔ سِدھارتھ کی آنکھیں کھُل گئیں

"آہا میں نے سچائی کی آج زیارت کرلی۔ اب تعلقات کی زنجیر میرے پھنسانے میں کامیاب نہ ہوگی۔ میں بُدھ ہوں گا۔ اور نِروان کو پاکر دوسروں کو اُس کا ادھکاری بناؤں گا"+

وہ پھر اُس جگہ سے اُٹھا۔ محل میں چلا آیا۔ سب سو رہے تھے ۔ گہری نیند میں کسی کو ہوش بھی نہیں تھا۔ کہ کون آتا اور کون جاتا ہے۔ یہ بھی چُپکے سے بستر پر پڑ رہا۔ اور اس عالمِ رویا کے نظارہ پر لیٹے لیٹے غور کرتا رہا+

ساتواں سرگ

مایا کا نیا پھنسانے والا رشتہ

تاب کیا کثرت کی وحدت کے مقابل ہوسکے
صُبحدم تارے چھپے جب مہرِ تاباں ہوگیا

چیت سُودی نومی کا دن آیا۔ وِشنو بھگوان اسی دِن اجودھیا میں شری رام چند جی کی صُورت میں پیدا ہوئے تھے۔ اور اُن کی پیدائش کی تعظیم میں یہ مُبارک دِن ہند ہندوؤں میں منایا جاتا ہے۔ اور مُعتقد اور دیندار ہندو گنگا یا اور کسی دریا میں نہا کر براہمن اور سادھوؤں کو دان دیتے ہیں۔ اور اُس روز ورت رکھتے ہیں۔ کپل وستو میں اُس روز اُتسو تھا۔ اور وشرام دن کے رہنے والے بھی اُس مُقدّس اور قابلِ تعظیم بزرگ کی یادگار کے دن کی خوشی منا رہے تھے۔ روہنی ندی کے دونوں کناروں پر ٹھٹ کے ٹھٹ آدمی سنان کرنے آئے تھے +

اگست سنہ ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

صبح کاذب کے وقت یشودھرا بستر سے کانپتی ہوئی اُٹھی۔ سِدّھارتھ کی
آنکھیں بند تھیں۔ وہ بولی "پران ناتھ! کیا تم سوتے ہو۔ اُٹھو۔ اور اپنی یشودھرا کے
غمزدہ دل کو تسلّی دو" یہ سوتا نہیں تھا۔ ہاں آنکھیں ضرور بند کئے ہوئے تھا۔ کیونکہ
کوئی زبردست اور گہرا خیال اُس کے دل پر حاوی ہو رہا تھا۔ یشودھرا کی باتیں سن کر
اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ محبت کے لہجہ میں پوچھا "پران پیاری! تیرا کیا حال ہے؟ تو
کیوں اس قدر آج گھبرائی ہوئی ہے؟" اس کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے۔ "میرے جسم و
جان کے مالک! میں تم سے کیا کہوں۔ میرا دل فکر اور تردد کے بوجھ سے دبا ہوا ہے
آج رات کو میں نے تین خواب دیکھے۔ پہلا یہ ہے۔ میرے محل میں ایک خوبصورت
سفید رنگ کا بیل جس کی پیشانی پر ستارے کی طرح چمکتا ہوا ہیرا بندھا ہوا تھا۔ شہر
کے گلی کوچوں سے گذرتا ہوا آیا۔ مندر سے کسی شخص نے آواز دی۔ اگر اس نورانی
اور روحانی بیل کو کوئی باہر جانے سے نہیں روک لیتا۔ تو پھر اس کے ساتھ شہر کی
رونق کا بھی خاتمہ ہے۔ میں نے اپنا ہاتھ اُس کی گردن میں دیا۔ اور روکنا چاہا۔ مگر وہ
شور کرنے لگا۔ اور میری گرفت میں نہیں آیا۔ اور پھاٹک کو الانگھتا ہوا باہر نکل گیا۔
میں رونے لگی۔" دوسرا خواب یہ ہے۔ کہ چار نورانی اور حسین عورتیں میرو پربت سے
نیچے کی طرف اس شہر میں اُتریں۔ اُن کے ہاتھوں میں اِندر کے چمکتے ہوئے جھنڈے
تھے۔ جو ہوا کے لگنے سے پھڑپھڑاتے ہوئے اپنی تہوں سے نور کی کرنیں برساتے تھے اور
اُن پر طلائی حروف میں لکھا ہوا تھا "وقت آگیا وقت آگیا۔ یہی وقت ہے۔"
تیسرا خواب یہ ہے۔ کہ جب میں نے اپنی سیج کو دیکھا۔ تم کو اُس پر نہیں پایا۔ میں
گھبرا اٹھ بیٹھی۔ تمہارا موتیوں کا پٹکا (کمربند) میرے جسم سے بندھا ہوا تھا۔ اُس نے
ایک سانپ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ میرے ہاتھ کی چوڑیاں ایک ایک کر کے
زمین پر گر پڑیں۔ اور کان کے کنڈل خود بخود کھسک پڑے۔ اور میری سیج نیچے بیٹھ گئی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پتال میں دھنس گئی - اور دُور دراز فاصلے سے وہی بیل دوڑتا ہوا شور کر رہا تھا۔ "وقت آ گیا ہے وقت آ گیا ہے" - میری نیند اُچٹ گئی - ہوش غائب! ہاتھ پاؤں ڈر سے کانپنے لگے - پران پتی! اِن کی کیا تعبیر ہے - میری سمجھ میں تو صرف دو باتیں آتی ہیں - کہ یا تو میری موت قریب ہے - یا تم مجھ کو چھوڑ کر کہیں چلے جاؤ گے - خواہ کوئی اور طاقت تم کو میرے پاس نہ رہنے دے گی"؂

سِدھارتھ نے اپنی سسکتی ہوئی نازنین بیوی کو چھاتی سے چمٹا لیا - "پیاری! اگر تسلّی دینے میں کچھ بھی سچائی ہے - تو یاد رکھ کہ مَیں تجھ کو دل سے پیار کرتا ہوں - اگر یہ خواب آنے والے حالات کی علامتیں ہیں - تو تجھ کو کبھی نہ بھولنا چاہیے - کہ سِدھارتھ سچے دل سے یشودھرا کو پیار کرتا رہا ہے - اور یہ پیار اُس کے دل سے کبھی دُور نہ ہوگا - تو دیکھتی ہے - مَیں رات دن کسی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتا ہوں - اپنے لئے مجھ کو کوئی فکر نہیں ہے - اور نہ کوئی اپنا ذاتی رنج ہے - جو مجھ کو ستا رہا ہے - مَیں اَوروں کے دُکھ سے دُکھی ہوں - اور میری خواہش ہے - کہ اِن کا یہ دُکھ دُور ہو جائے - جب کبھی تجھ کو کوئی خیال ستا دے تو اِس خواب کے سفید رنگ کے بیل کے چلے جانے کا واقعہ تجھے یاد رہے - آ - مَیں تجھ کو پیار کر لوں - اور اپنے پیار سے تجھ کو یقین دلاؤں - کہ تیری محبت میرے دل میں بہت گہری ہے - اور اس دل سے تیری یاد کبھی دور ہونے والی نہیں ہے"؂

یہ کہکر سِدھارتھ نے یشودھرا کو گلے سے چمٹا لیا - اُس کے مُنہ پر بوسے دِیئے اور کہنے لگا "راجکماری! ابھی کچھ رات باقی ہے - تو سو جا - مَیں بیٹھا ہوا تجھ کو دیکھا کروں گا" سادہ لوح اور بھولی بھالی راجکماری پلنگ پر لیٹ رہی - اُس کو تو پھر نیند آ گئی - لیکن سِدھارتھ کے دل میں اس کے خواب کی صدائیں گونجنے لگیں

"وقت آگیا۔ وقت آگیا۔ یہی وقت ہے"*

صُبح ہوئی۔ سونے والے اُٹھے۔ اور اپنے اپنے کام دھندوں میں مصروف ہوگئے۔ اُس زمانہ میں ورت رکھنے کا دستور عام تھا۔ رام نوٹی کو دن کے وقت کوئی کچھ کھاتا پیتا نہیں تھا۔ دن کسی نہ کسی طرح گذر گیا۔ شام ہوئی۔ آج دُنیادی عیش وعشرت اور ناچ رنگ کی طرف سے اُس کی طبیعت خاص طرح پر مکدر ہوگئی تھی۔ اور چونکہ تیوہار کا دن تھا۔ کسی نے بھی گانے بجانے کے شغل کا خیال نہیں کیا۔ وہ چُپکے سے اُٹھا۔ اور اُسی جامُن کے درخت کے تلے پدم آسن لگا کر بیٹھ گیا جس کے نیچے اُس کو عالمِ رویا میں فقیر کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ یہاں آکر اُس کے دل میں طرح طرح کے خیال اُمنڈنے لگے "آہ! وقت تو آگیا۔ مگر میں باپ کو کیسے چھوڑوں۔ کیا میری جُدائی میں اُس کی حالت قابل رحم نہ ہو جائیگی۔ پرجاوتی ماتا جو مجھ کو اپنی آنکھوں کا تارا سمجھتی ہے۔ اس صدمہ کو کیسے برداشت کرسکے گی۔ اور پھر نازک بدن اور عقیدتمند یشودھرا کا کیا حال ہوگا۔ وہ ابھی سے بے قرار اور بے چین ہو رہی ہے۔ کیا ان کا خیال مجھ کو نہ کرنا چاہیئے۔ سعادتمند فرزند کا فرض ہے۔ کہ وہ ماں باپ کی فرمانبرداری کرے۔ اور سچے شوہر کا دھرم ہے۔ کہ اپنی اردھنگنی ستری کی دلجوئی کو مقدم سمجھے۔ یہ سب سچ ہے۔ مگر ساتھ ہی مصیبت زدہ دُنیا۔ آفت میں مُبتلا دُنیا۔ اور بیماری ضعیفی اور موت کے عذاب سے پریشان دُنیا۔ کراہتی ہوئی مجھ کو اپنے ناقابل برداشت دُکھوں کے دُور کرنے کے لئے صدا دے رہی ہے۔ اگر میں اس کو نہیں سُنتا۔ تو حد درجہ کے افسوس کی بات ہوگی۔ کاش اگر باپ۔ ماں۔ اور بیوی کے پاس ان مرضوں کا علاج ہوتا اور وہ یہ دوا مجھ کو دے سکتے۔ تو میں کبھی ان کو ترک نہیں کرتا۔ مگر یہ خود اُس سے محروم ہیں۔ بس اِس بیحد رحم کے جذبہ کو کیا کروں۔ جو میرے دل کے اندر جوش زن

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے۔ دردمند انسان دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ کہ اُن کا دُکھ بٹ جائے۔
مگر یہہ دیوتا اُن کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔ سُتتی گانے۔ منتر جپنے۔ اور ویدیوں پر یگیہ
پشوؤں کے ذبح کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ یہ تو اور بھی اپنے ساتھ نئی
نئی مُصیبت لاتے ہیں۔ پوجاری اور پروہت چلاتے رہتے ہیں۔ وہ اِندر ہماری
مدد کر۔ ورُن ہماری خبر لے۔ سُوریہ۔ چندر۔ برہسپتی۔ ہم تم کو سوم کا شربت چڑھاتے
ہیں۔ آؤ۔ اور ہماری محافظت کرو۔ مگر نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ زندگی کے مصائب بڑھ
رہے ہیں۔ پریم بھاو میں کمی ہے۔ لڑائی اور جھگڑے مچے ہوئے ہیں۔ ایک
دوسرے کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ اور اپنے ساتھ دوسروں کے بھی دُکھ
درد میں اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ نہ ضعیفی دُور ہوتی ہے نہ موت کا خاتمہ ہوتا ہے۔
نت نئی نئی آفتیں۔ نئی بیماریاں۔ اور نئی نئی دردانگیز حالتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور
تُلسی کے پتے دہی۔ دوب وغیرہ چڑھانے سے اِن میں کیا کمی آ رہی ہے۔ مانا کوئی
کوئی دیوتے اچھے بھی ہیں۔ مگر اِن کی اچھائی سے کیا کام نکلتا ہے! یہ تو خود جنم
مرن کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ سوئے ہوئے کو دوسرا سویا ہوا کیسے جگا
سکتا ہے! یہہ غیر ممکن ہے۔ انسان اور دیوتا دونوں یکساں ہیں۔ ہمارے شاستر
ایسا ہی کہتے ہیں۔ زندگی کے بھنور میں سب بُری طرح غوطہ کھا رہے ہیں۔
کبھی کوئی کیڑا مکوڑا بنتا ہے۔ کبھی وہی اِندر اور برہما بن جاتا ہے۔ اور پھر کیڑوں کی
جُونی میں باس کرتا ہے۔ اگر اس مُصیبت سے نجات ہو جاتی۔ تو کیا اچھی بات
تھی۔ جس طرح سردی سے آگ نجات دیتی ہے۔ ویسے ہی کسی نہ کسی ایسی تدبیر
کا ہونا ضروری ہے۔ جو سنسار ساگر سے پار اُتار دے۔ بغیر محنت کے کوئی کام
نہیں ہوتا۔ کسان کو ناج پیدا کرنے کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اس
مُکتی کی تلاش شرط ہے۔ نفس کُشی لازمی امر ہے۔ جو شخص راج پاٹ۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

باپ کی محبت - عورت کا پیار - دولت کی ہوس - عزیزوں کے تعلقات - شہرت
نیک نامی - اور سب کچھ اگر اسی ایک تلاش کیلئے صرف کر دے - اور سب کچھ جیوؤں کے
کلیان کے لئے ارپن کر دے - تو ممکن ہے - کہ وہ اس کے حاصل کرنے میں کامیاب
ہو جائے اور اس جنم مرن کے پوشیدہ راز کو جان لے اور موت پر غالب آ جائے -
مجھ کو یہہ کام کرنا ہے ! میرے دل میں جیوؤں کے لئے دیا بھاو ہے - جن کو میں جانتا
ہوں - اور جن کو نہیں جانتا - جو یہاں ہیں خواہ اور جگہ - میں اُن کی بہتری کے لئے
شُدّھودن کے پیار - پرجاپتی کے لاڈ - یشودھرا کی محبت - اور راج کاج کے
خیال سب کو قطعی ترک کر دوں گا - چلّاتی ہوئی دنیا ! تو صبر کر - گردش کرنے والے
ستارو ! مت ٹھہراؤ - میں اپنے آپ کو سب کے کلیان کے لئے قربان کر دوں گا -
میں بڑی یاترا (مہا بھی نشکرمن) کروں گا - اور جب تک گوہر مقصود میرے ہاتھ میں
نہ آوے گا - میں عہد کرتا ہوں - کہ اس ورت پر قایم رہوں گا "

سِدھارتھ اسی خیال میں محو تھا - وقت کیسے آیا - اور کیسے گذر گیا - اس کی
اُس کو مطلق خبر نہیں تھی - وہ کہاں بیٹھا ہے - یہہ بھی اس کو معلوم نہیں - کیونکہ
محویت کی حالت اور استغراق کی کیفیت میں دیش کال اور وستو (ظرف - زمان
اور مکان) ان تینوں کی معدومیت ہو جاتی ہے - جب وہ اس طرح محو تھا گنگا اس کو
ڈھونڈھتی ہوئی آ پہنچی "راجکمار کی جے ! یشودھرا کے گربھ سے بہت خوبصورت
بالک پیدا ہوا ہے - محل میں شادیانے بج رہے ہیں - امیر اور وزیر سب بدھائی
دینے آئے ہیں - میں سب سے پہلے آپ کو یہہ خوشخبری سنانے اور مبارکباد
دینے آئی ہوں " سِدھارتھ نے سر اونچا کیا - اور اُن کی زبان سے یہ الفاظ
نکل پڑے " لو میرے پھنسانے کے لئے مایا نے ایک اور نیا رشتہ پیدا کیا -
جس کے ساتھ وہ مجھ کو اور بھی جکڑنا چاہتی ہے "

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

خوشخبری سُنانے والی داسی محل کی طرف چلی گئی - یہ پھر سوچنے لگا "عالم
رویا کے بھکشو نے خبر دی تھی " وقت آگیا - اور وہ یہی وقت ہے " یشودھرا
کے خواب کی آواز سے بھی پتہ لگتا ہے - کہ "وقت آگیا - اور وہ یہی وقت ہے"
میرا دل بھی خود بخود گواہی دے رہا ہے - کہ "وقت آگیا - اور وہ یہی وقت ہے"
سنسار میں جو شخص جتنے دن پڑا رہیگا - اُتنے ہی اُس کے بندھن اور تعلقات
بڑھتے جائیں گے - جو شخص جس قدر جلد اُن کی زنجیر کی کڑیوں کو تڑاق تڑاق توڑ
دے - اُس کے لیئے اُتنا ہی اچھا ہے - جو آج کا کام کل پر چھوڑتے ہیں اُن کا
کوئی کام پورا نہیں ہوتا - اور آخر میں اسی طرح ٹال مٹول کرتے ہوئے موت
آکر گلا دبا دیتی ہے - وہ افسوس کے ساتھ مر جاتے ہیں - اور مر کر پھر اسی چکر میں
گھومتے پھرتے رہتے ہیں - موقعے جلد جلد نہیں ملا کرتے - کبھی یہ زور کے ساتھ
دل کو دھکا دیتے ہوئے آتے ہیں - اور انسان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے
ہیں - اگر آدمی نے ان سے فائدہ اُٹھا لیا تو خیر - اُن کا کام بن گیا - اور اگر غلطی
میں پڑکر غفلت کی - تو پھر موقع نکل گیا - ساتھ ہی دل میں ٹال مٹول کرنے کا ایک
نیا سنسکار پیدا ہو جاتا ہے - جو قوت ارادی کو کمزور کر دیتا ہے - اور انسان پھر
مشکل سے سنبھلتا ہے - میرے لیئے یہ طلائی موقع ہے - مجھ کو اب عورت -
ماں - باپ - اور لڑکے کی طرف نہ دیکھنا چاہیئے - بلکہ سنسار کے دُکھی پرانیوں کے
اُپکار کے خیال سے سب کچھ تیاگ کر نروان کی تلاش میں گھر سے باہر نکلنا
چاہیئے - تاکہ اُس کی مدد سے میں سب کے دُکھ درد کو ہمیشہ کے لیئے میٹ
دوں "

(۳) مہابھی نشکرمن کانڈ

پہلا سرگ

گھر سے باہر نکل جانا

> قید میں رکھنا ہم ایسے وحشیوں کا تھا محال
> پاسباں اپنا جو تھا وہ چوبِ درباں ہوگیا

سِدھارتھ اُٹھا محل میں گیا۔ آج یشودھرا کے سونے کا کمرہ اُس کے کمرہ سے مختلف تھا۔ کچھ دیر وہ پلنگ پر لیٹا ہوا کروٹیں بدلا کیا۔ اتنے میں آدھی رات ہوگئی۔ عورتیں گا بجا کر اپنی اپنی جگہوں میں سو رہیں۔ نوکر چاکر سب ہی خواب غفلت میں سرشار ہوگئے۔ کام کاج کے دنوں میں گہری نیند کا آنا معمولی سی بات ہے۔ اور پھر رام نومی کا برت! تھکے ماندے۔ بھوکے پیاسے! اگر ایسے غافل ہو جائیں تو تعجب ہی کیا ہے سناٹے کی رات تھی۔ محل کے چراغ بہت سے بجھا دیئے گئے تھے۔ صرف کہیں کہیں کوئی کوئی ٹمٹماتے ہوئے دیئے اپنی ہستی کا اظہار کر رہے تھے۔ اندر خاموشی کا عالم ہے۔ باہر جانوروں کی بھیانک آواز سُنائی دے رہی ہے۔ سِدھارتھ نچہ خانہ کے کمرہ میں آیا۔ سوئی ہوئی عورتوں کو دیکھا۔ کسی کے بال بکھرے ہوئے کسی کے کپڑے کھُلے ہوئے۔ کوئی نیند میں خواب دیکھتی ہوئی بڑبڑا رہی تھی۔ کوئی دانت پیس رہی تھی۔ کوئی نیند کے خراٹے لے رہی تھی۔ سِدھارتھ کے لئے یہ منظر بھی نیا تھا۔ اُس نے پہلے کبھی یہ حالت نہیں دیکھی تھی۔ اور شاید اگر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آج اپنی بیوی کے کمرہ میں جانیکی اُس کو ضرورت لاحق نہ ہوئی ہوتی۔ تو وہ خود کبھی اس کو دیکھنا پسند نہ کرتا۔ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے۔ تم اگر چاہو۔ تو اس کو کم از کم بیداری کی موت تو کہہ سکتے ہو۔ جیسے موت میں کسی قدر جسم بگڑ جاتا ہے ویسے ہی کسی حد تک نیند میں صورت مکروہ ہو جاتی ہے۔ اُس کے دل کو کراہیت ہوئی۔ مگر پھر اُسی قدر اُن کے لئے رحم کا دریا اُس کے دل کے میدان میں جوش مارنے لگا۔ کیونکہ وہ ایسے حیوان سیرت اور انسان صورت والوں ہی کی بھلائی کے لئے اپنا سب کچھ ترک کرنے پر آمادہ ہو رہا تھا +

پھر وہ یشودھرا کے پلنگ کی طرف جھکا۔ نئے بچے کی نئی ماں۔ اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو چھاتی سے چمٹائے ہوئے بے خبری کی نیند سو رہی تھی۔ آہ کیسا دردناک نظارہ تھا۔ اس کے جی میں آیا۔ کہ انسانی فطرت کے تقاضا کے بموجب سوئی ہوئی زندگی کی ساتھی کو آخری مرتبہ پیار کر لے۔ مگر ڈرا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لڑکا جاگ اُٹھے۔ اور رانی خود بیدار ہو جائے۔ اُس وقت اُس کے ارادہ کی تکمیل کی راہ میں مزاحمت کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ وہ وہاں ہی ٹھٹھک رہا اور دل ہی دل میں کہنے لگا۔ "پیاری یشودھرا! آج تیرا سدھارتھ ہمیشہ کے لئے تجھ سے جدا ہو رہا ہے۔ باپ۔ ماں۔ بیٹا۔ ستری۔ سب ہی کو اپنے شُبھ سنکلپ کے نذر کر رہا ہوں۔ پُتر! تُو آج پیدا ہوا۔ اور اپنے زمینی باپ کے سایۂ عاطفت سے آج ہی تو محروم بھی ہو رہا ہے۔ پران پیاری! آج تُو نے میرے لئے پُتر پیدا کیا۔ اور آج ہی میں اپنی ذمہ واری کا بوجھ تیری گردن پر ڈال کر بن کو چلا ہوں۔ اِس وقت میرے دل پر جو گذر رہی ہے۔ اُس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے! مگر نہیں۔ وقت آگیا ہے۔ اور وہ یہی وقت ہے۔ اس وقت میں اپنی ذاتی غرض کو دیکھوں یا شُبھ سنکلپ کی طرف خیال کروں! جس بات میں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تمام کائنات کا بھلا ہو۔ وہی کام مجھ کو کرنا چاہیئے۔ میں جاتا ہوں۔ نجات کی تدبیر کا علم پاکر میں سب کے ساتھ تمھاری بھلائی بھی کروں گا"۔

دل بھر آیا۔ جس دل میں تمام دُنیا کی محبت کی گنجایش تھی۔ وہ ان معصوم دل کے خیال سے کیوں نہ بھر آتا۔ وہ یشودھرا کے سرہانے آیا۔ ایک نظر بھر کر اُس کو دیکھا۔ دل کے جذبہ کو وہ مسوس مسوس کر دبا رہا تھا۔ مگر آنکھ کے آنسو نہ رُک سکے وہ گر ہی پڑے۔ تین مرتبہ اُس نے اپنی پیاہتا بیوی سچی اردھنگنی اور حسین یشودھرا دیوی کے پلنگ کی پرکرما کی۔ اور پھر اس طرح اُس کمرے سے رُخصت لیکر وہ دوسرے اور نزدیک کے کمرے میں گیا۔ گنگا اور گوتمی دونوں سو رہی تھیں۔ سدھارتھ دل ہی دل میں اُن سے بھی ہمکلام ہوا "نیک دوستو! آج سدھارتھ تم سب سے جُدا ہو رہا ہے۔ تم سب اُس کو پیارے ہو۔ مگر وہ اپنے اور تمھارے دونوں کے پیار کو نوع انسان کی بھلائی کے لئے تصدّق کر رہا ہے۔ سوؤ! سوؤ!! سوؤ!!! آج کی رات تم گہری نیند میں سو رہو۔ کوئی نہیں جانتا۔ کہ گلاب کے مُرجھا جانے پر اُس کی خوشبو۔ اور چراغ کے بجھ جانے پر اُس کی روشنی کیا ہو جاتی ہے۔۔ سوؤ۔ کیونکہ کل صبح تم کو میری جُدائی میں ماتم کرنا ہوگا۔ میں کیا کروں۔ میں اب کسی کے روکے بھی نہیں رُک سکتا۔ تمھارے پیار اور محبت میں بھی میرے روکنے کی طاقت نہیں ہے"۔

روتا ہوا آنکھوں کو ملتا ہوا۔ اور آہستہ آہستہ قدم چلتا ہوا سدھارتھ محل سے باہر نکلا۔ چاندنی رات میں سناٹے کا عالم! صرف آسمان کے چمکتے ہوئے ستارے اپنی کھلی اور روشن آنکھوں سے اُس کی بڑی یاترا کی تیاری کو دیکھ رہے تھے۔ بہتی ہوئی چیت کی ٹھنڈی ہوا اُس کی پیشانی پر پنکھا جھل رہی تھی۔ تاکہ جُدائی کے رنج کی حرارت اُس کو مضطرب نہ کر سکے۔ مقدّس کتابیں کہتی ہیں۔ کہ آسمانی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مخلوق خوشی کے نغمے گا رہی ہے۔ کیونکہ دُنیا کا نجات دہندہ سب کی نجات کی تلاش میں جا رہا ہے"۔ رام نے جس طرح جلاوطن ہو کر اور راون کو مار کر دیوتاؤں کو خوش کیا تھا۔ ویسے ہی سدھارتھ آج رام نومی کے دن وطن کو خیرباد کہتے ہوئے تمام متحرک اور غیر متحرک مخلوق کو درد و عذاب کے پنجہ سے رہائی دلانے جا رہا ہے +

سدھارتھ اس طرح دبے پاؤں اصطبل میں آیا۔ اُس کا فرمانبردار سائیس چنا سو رہا تھا۔ راجکمار نے آواز دی "چنا! بیدار ہو جا۔ اور کنتھک پر زین رکھ"۔ وہ بولا "سوامی! رات کے وقت آپ کہاں جائیں گے۔ رات کو راستوں کا پتہ نہیں ملتا"۔ اس نے کہا "چُپ۔ آہستہ آہستہ بات کر۔ دیوار گوش دارد آہستہ لب بجنباں۔ میرا گھوڑا لا۔ اس طلائی قیدخانہ سے میرے بھاگ جانے کا وقت آ گیا ہے۔ میں آزاد ہو کر جیوؤں کے آزاد کرنے کے خیال سے آزادی کے ساتھ سچائی کی تلاش کروں گا"۔ چنا نے زبان کھولی "آہ! راجکمار! نجومیوں نے ہم کو یقین دلایا تھا۔ کہ راجہ شدھودن کا شاہزادہ چکرورتی راجہ ہو کر تمام دنیا پر حکومت کرے گا۔ اور تم ایسی قیمتی سلطنت کو چھوڑ کر ہاتھ میں کاسۂ گدائی لے کر در در بھیکھ مانگنے جا رہے ہو! سورگ کو چھوڑ کر دُکھ کے نرک کو تم کیوں پسند کرتے ہو۔ کیونکہ اُس حالت میں نہ تمہارا کوئی ساتھی ہو گا نہ یار نہ مددگار"! شاہزادہ نے جواب دیا "میں سلطنت کا وارث بن کر نہیں آیا تھا۔ میں اسی کام کے واسطے آیا ہوں۔ میری سلطنت دُنیا کی سلطنتوں سے بدرجہا بہتر اور خوشتر ہے۔ یہ فانی اور تبدیلی پذیر ہیں۔ جا۔ کنتھک پر زین کس کر ابھی لے آ"۔ چنا نے پھر زبان کھولی "آپ ذرا سوچئے تو سہی۔ راجہ تم کو کس قدر پیار کرتے ہیں۔ تمہارے چلے جانے سے ان کا حال بُرا ہو گا"۔ سدھارتھ بولا "دوست! تو غلطی پر ہے۔ یہ پیار بالکل جھوٹا ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ فریب اور دھوکا ہے۔ اس پیار سے خودغرضی کی بُو آتی ہے۔ میں ان سب کو اپنے سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں۔ انھیں سب کے پریم اور پیار کے خیال سے میں نجات کے ذریعہ کی تلاش میں جارہا ہوں۔ جا دیر نہ کر۔ کنتک پر زین کس کر ابھی لے آ"۔

چنّا کو سخت رنج ہوا۔ مگر وہ کیا کرتا۔ مجبور تھا۔ اُس نے گھوڑے کو لگام دی زین اور تنگ کسے۔ رکاب لگائے۔ اور ہمدار کھکرا اور سِدّھارتھ کے سامنے لاکر کھڑا کیا۔ چنّا نے پھر ایک مرتبہ زبان کھولنے کی جرأت کی "سوامی! کیا آپ کو اپنے نوزائیدہ بچے اور بیوی کا بھی خیال نہیں ہے"۔ سِدّھارتھ نے جواب دیا۔ "اگر اس وقت میرے راستہ میں سمندر لہرانے لگے۔ خواہ سُومیرو پربت بھی راہ میں آکر کھڑا ہوجائے۔ تب بھی میں اپنے ارادہ میں لغزش نہ آنے دوں گا۔ زمینی محبت کا تو کہنا ہی کیا ہے"!

چنّا خاموش ہوگیا۔ کنتک یکبارگی ہنہنا اُٹھا۔ اور لات پھینکنے لگا۔ سِدّھارتھ نے اُس کی ایال پکڑلی۔ اور گردن کو تھپتھپا کر کہا "چُپ گھوڑے چُپ! آج تجھ کو اپنی تیز رفتاری دکھانی ہے۔ بات تو تب ہے۔ جب ہوا کا جھونکا اور بجلی کا کوندا بھی تیرے گرد کو نہ پہنچے۔ میں صرف انسان ہی کی بھلائی کے لئے نہیں جارہا ہوں۔ بلکہ حیوان بھی میری اس ہمدردی میں شامل ہیں۔ متحرک اور غیر متحرک مخلوق سب کے ساتھ میرا سلوک یکساں ہوگا۔ ٹھہر اپنی پیٹھ پر مجھ کو آنے دے"۔

یہ کہکر فقیرانہ طبیعت رکھنے والا سچّے امن کا سچّا شاہزادہ اُچھل کر اُس پر چڑھ بیٹھا۔ اپنے پیچھے چنّا کو بٹھالیا۔ وہ سوار ہوکر پھاٹک پر آئے۔ دروازے کھُلے ہوئے تھے۔ اور چوکیدار لکڑی کے سنتری بنے ہوئے صمٌ بکمٌ غفلت میں مست

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تھے۔ سدّھارتھ محل کے احاطہ سے بہ آسانی باہر نکل گیا۔ پھر گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ یہہ ہوا کی طرح اُڑا۔ اور پہرہ والوں کے پلٹن سے بچتا ہوا مالوا کی زمین کی طرف چل نکلا۔ اور جب صُبح ہوئی۔ وہ بہت دُور نکل آئے تھے۔ سامنے انوما ندی لہرا رہی تھی۔ سدّھارتھ نے لگام کڑی کرلی۔ کنٹک کھڑا ہوگیا۔ دونوں سوار پسینہ سے تر بتر ہو رہے تھے۔ اور گھوڑے کا مُنہ جھاگ سے بھر گیا تھا۔ یہہ زین سے اُتر پڑے۔ سدّھارتھ نے کنٹک کی پیٹھ تھپتھپائی۔ اور چنّا سے مخاطب ہوکر کہا" دوست! آج کے شُبھ کرم کا تجھ کو بڑا پھل ملیگا۔ یقین رکھ۔ یہ سدّھارتھ کے دل میں تیری محبّت کے لئے کافی جگہ ہے۔ میں تجھ کو نہ بھُولوں گا۔ تو بھی مُجھ کو یاد کیا کرنا!"

اس گفتگو کے بعد شاہزادہ نے شاہی لباس اور زیور اُتارے۔ جسم پر معمولی سادے کپڑے پہن لئے۔ اور تلوار سے لنبے لنبے گیسوؤں کو کاٹ کر معہ لباس۔ زیور اور ہتھیار کے چنّا کے حوالہ کیا۔" ان سب کو لیجاؤ۔ اور راجہ کو دے کر اُن سے کہنا۔ کہ جب تک تجھ کو مُکتی کا گیان نہ پراپت ہو جائے۔ تب تک مُجھ کو بھُول جانا میں آج سے ہمہ تن روشنی کی تلاش میں سرگرم رہُونگا۔ اگر فتحیاب ہوگا۔ تو پھر تمام برہمانڈ کی سلطنت میری ہے۔ میں اُن کو پیار کرتا ہوں۔ مگر چونکہ انسان کی اُمید انسان میں ہے اور انسان کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے میں نے اپنے لئے یہ سب سے بڑا انسانی فرض سمجھا ہے۔ کہ عیش و آرام کو عوام کی اصلی بہتری اور فلاح کے لئے قربان کردوں۔ اور سب کے بھی اسی طرح آنسو پُوچھنا۔ اور جلد کپل وستو میں لوٹ جانا۔ ایسا نہ ہو۔ وہ میری وجہہ سے زیادہ دُکھ اُٹھائیں"+

یہہ کہکر راجکمار نے روتے ہوئے چنّا کو زبردستی گھوڑے پر سوار کیا۔ اور

* چنّا کا نام کسی کتاب میں چھندک یا چندک بھی لکھا ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

وہ دھاڑیں مارتا اور زار زار روتا ہوا راجدھانی کی طرف روانہ ہوا +

دوسرا سرگ

گم شدہ بیٹے کی تلاش اور راجہ کا صبر

بعد مدت منظرِ اُمید آیا تھا نظر
میری بدبختی سے وہ بھی آج پنہاں ہوگیا

صبح ہوئی۔ سدھارتھ کو محل سے غائب پاکر داسیوں نے جابجا تلاش کرنا شروع کیا۔ مگر وہ کہاں! صحن۔ مکان۔ باغ۔ چھت۔ بالاخانہ اور چپے چپے زمین کی تلاشی لی گئی۔ مگر شدھودن کے خزانہ کے اس قیمتی لعل کا جو اس قدر حفاظت اور احتیاط کے ساتھ رکھا جاتا تھا۔ پتہ نہیں ملا۔ وہ پھول کی خوشبو بن کر اُڑ گیا تھا۔ یا آگ کا دھواں ہو کر کہیں اوپر کی طرف چڑھ گیا تھا۔ پھاٹک بند کے بند! پہرہ دار ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں! اور راجکمار لاپتہ نہیں! اس سے زیادہ اور تعجب کی بات کیا ہوسکتی تھی! ماتم کی صدا بلند ہوئی۔ رونا پیٹنا مچ گیا۔ جس کو دیکھئے وہی خاک سر پر ڈالتا اور چھاتی پیٹتا ہوا نظر آرہا ہے! راجہ کو خبر دی گئی۔ اس کے ہوش کے طوطے اُڑ گئے۔ وہ اسی وقت اُس محل میں چلا آیا۔ اور جب اُس نے سدھارتھ کو وہاں نہیں پایا۔ رنج کا پہاڑ اُس کے سر پر ٹوٹ پڑا۔ اُس کی تلاش میں جابجا ہر چہار طرف آدمی بھیجے پہرہ والوں سے تحقیقات کی۔ مگر دونوں کا نتیجہ یکساں! نہ یہ کچھ اُس کا پتہ دے سکے نہ ڈھونڈنے والے اُس کی خبر لاسکے۔ پھر بکثرت دور دور آدمی روانہ کئے یہ گانوں گانوں پھرے۔ مگر وہاں جس کسی سے شہزادہ کی نسبت سوال کیا گیا اُسی نے اپنے کانوں پر ہاتھ دھرا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دُنیا میں دُکھ اس واسطے عذاب جان ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ہمارے جسم و جان کے لئے ناخوش گوار حالت ہے۔ آدمی تھوڑی ہی سی تکلیف میں پریشان ہو جاتا ہے۔ یشودھرا کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئیں "آہ۔ ایک کے آتے ہی دوسرا نکل بھاگا" گوتمی روتی ہے "ہائے میرا لعل کہاں کھو گیا" شدھودن تڑپ رہے ہیں۔ "میرے جان تم پیارے سدھارتھ کو کون لے گیا۔ وہ بوڑھے کی آنکھ کی عینک اور اُس کے ہاتھوں کی عصا تھا۔ اب مجھ کو سہارا کون دے گا" سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ سب کے دلوں میں بے کلی ہے۔

اب اُدھر کا حال سُنئے۔ چھنا کو راجکمار نے جلد ہی گھر کی طرف واپس جانے کی تاکید کی۔ وہ چاہتا تھا کہ یا تو سدھارتھ کے ساتھ ساتھ رہے۔ یا اب ہمیشہ کے لئے کپل وستو سے جُدائی اختیار کرے۔ مگر راجکمار کی ہٹ۔ اور نمک کے پاس کے خیال سے مجبور ہو کر وہ راجدھانی کی طرف پھرا۔ دل میں سوچ رہا ہے "میں راجہ کو جا کر کیا کہوں گا۔ گوتمی پُوچھے گی اس کو کیا جواب دوں گا۔ یشودھرا کی تسلی دینے کا سامان میرے پاس کیا ہے۔ کاش زمین پھٹ جاتی۔ اور میں اُس کے اندر سما جاتا۔ یا آسمان سے کوئی بلا اُترتی۔ اور میرا خاتمہ کر دیتی۔ راجکمار کے فقیر ہونے کی بُری خبر سنانا میری قسمت میں بدا ہے۔ میں کیسا ابھاگا ہوں۔ اور نوکر چاکر تو خوش خبری سُناتے ہیں۔ میں یہ جانکاہ اور پُرسوز خبر سُنانے جا رہا ہوں۔ دیوتا تیری لیلا بہت وچتر ہے۔ تو جو چاہے کر دکھائے۔ میرے مُنہ میں تو سیاہی پوتی ہوئی ہے کسی کو کیا مُنہ دکھاؤں گا" کنتھک پھر پھر کر اُسی جانب آنکھیں بھر بھر کر دیکھتا ہے جس طرف وہ راجکمار کو چھوڑ آیا تھا۔ بے زبان جانور شاید یہ سمجھ گیا ہو گا۔ کہ اب اُس کے مالک کو اُس کی سواری کی ضرورت نہ ہو گی۔ رتھ بان اور کنتھک دونوں اسی طرح حیران اور پریشان بنے ہوئے محل کے پھاٹک پر پہنچے۔ یہاں ماتم کی صدا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بلند تھی۔ وہ خود پہلے ہی سے جانتا تھا۔ کہ لوگوں کا سِدّھارتھ کی جُدائی میں کیا حال ہوگا۔ پھاٹک کے چوکیداروں نے پُوچھا۔ "تو گھوڑے کو لے کر کہاں اور کس طرح گیا تھا؟" مگر اُس کی زبان سے کوئی جواب نہیں بن آیا۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر پڑے۔ سپاہیوں نے اُس کو شُدّھودن کے سامنے پیش کیا۔ راجہ کی حالت دیوانوں جیسی ہو رہی تھی۔ چنّا سے سوال کیا "جلد بتا۔ سِدّھارتھ کیا ہو گیا۔ اور کِدھر چلا گیا؟" اور اس نے رو رو کر سارا قصّہ شروع سے آخر تک کہہ سُنایا پھر شور کی صداؤں سے آسمان اور زمین گُونج اُٹھے۔ وہ محل جواب تک خوبصورتی نفاست اور رونق کے لحاظ سے تمام راج میں لاثانی سمجھا جاتا تھا۔ بے رونق ہو گیا جان جب جسم سے نکل جاتی ہے جسم خوفناک نظر آتا ہے۔ اُسی طرح اس محل کا بھی حال ہو گیا۔ کیونکہ محل بمنزلہ جسم کے تھا۔ اور سِدّھارتھ اُس کی جان تھا۔ در و دیوار سے اُداسی برس رہی تھی۔ باغ کی حالت سمشان بھومی سے مشابہ تھی۔ پرندوں کے چہچہے ماتمی صدا بن گئے تھے۔ درخت ایسے نظر آتے تھے۔ گویا سب کچھ کھو کر کسی زیادہ رنج دینے والے خیال کے صدمہ سے بے حس و حرکت کھڑے ہوئے ہیں۔

جب راجہ نے دیکھا۔ کہ راجکمار کے چلے جانے پر تمام شہر میں کُہرام مچا ہوا ہے اُس نے اپنے دھرم کی طرف خیال کر کے صبر کیا۔ اور ماتم کرنے والوں کو سمجھایا۔ "قسمت پر کسی کا اختیار نہیں ہے۔ جو ہونے والا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ آنے والی آسمانی بلا کسی کے روکے کب رُکی ہے۔ اُس کے سامنے کوئی تدبیر نہیں چلتی۔ تُم صبر کرو۔ پھر اس کے سوا رِشیوں نے یہہ بھی پیشینگوئی کی تھی۔ کہ سِدّھارتھ پرم گیانی ہو کر جگت کا کلّیان کرے گا۔ اس سے زیادہ خوشی کی اور بات کیا ہو سکتی تھی۔ ہم سب اپنی اپنی خود غرضی کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ خود غرضی کے خیال کو دل سے دُور کر دو۔ اور یہہ سمجھ لو۔ کہ سِدّھارتھ سنسار میں چکرورتی راجہ بننے کے

لئے نہیں آیا۔ بلکہ مہاگیانی ہونے کے لئے آیا تھا۔ اُس کی زندگی کا کام ہمارے کاموں سے مختلف ہے۔ تم اب سچے دل سے اُس کو دُعا دو۔ کہ اُس کے مقصد میں کامیابی ہو"+

راجہ کی بات سُننے سے اور سب تو خاموش ہوئے۔ مگر گوتمی ماتا کو صبر نہیں آیا اُس کی گود کا لال چھن گیا تھا۔ وہ صبر کیسے کرتی! روتی ہوئی اُٹھی۔ اور چھنّا کے واپس لائے ہوئے لباس۔ ہتھیار اور زیور کو لیجا کر اُس نے محل کے تالاب میں غرق کر دیا +

یشودھرا نے جب اپنے شوہر کی خود پسند جلاوطنی کا واقعہ سُنا۔ دھک سی رہ گئی۔ قدرت نے اُس کو پہلے ہی سے اس جُدائی کے صدمہ کے برداشت کرنے کے لئے تیار کر دیا تھا۔ پہلے تو وہ خوب روئی۔ پھر پہلے دن کے خواب کے واقعہ کو یاد کر کے کہنے لگی۔ "سفید رنگ کا نورانی بیل کسی کے روکے نہیں رُکا۔ چلا ہی گیا۔ اور اپنے ساتھ اس راج اور راج محل کی رونق بھی لے گیا۔ تقدیر کے سامنے کسی کی پیش نہیں جاتی"۔ اور اُسی وقت اُس نے بھی شوہر کے حالات سُن کر اپنے لمبے کیس خود اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے۔ زیور اور لباس اُتار دیئے۔ اور پھٹے پُرانے کپڑے پہن کر فقیرانہ وضع بنا لیا۔ اس دن سے اُس غریب مُصیبت زدہ کی آنکھوں میں دُنیا اندھیری ہو گئی۔ کم بولنا۔ کم کھانا۔ کم سونا۔ اور عورتوں سے کم ملنا یہ اُس کا عمل ہو گیا۔ پلنگ پر سونا ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا۔ صُبح اُٹھتی۔ نہانے دھونے کے بعد جسم پر بھبھوتی مل لیتی۔ یہی اُس کا اب سنگار تھا۔ جو اُس کے طرزِ عمل کو دیکھتا۔ رنج سے اُس کی چھاتی پھٹنے لگتی۔ سدھارتھ کی محبت کی یادگار اُس کا لڑکا اُس کی گود میں کھیلا کرتا۔ اور اگر سچ پوچھو پیارے شوہر کی جُدائی کے غم غلط کرنے کا کوئی سامان اُس کے پاس تھا تو وہ صرف یہی بچہ تھا۔ راجہ نے اس کا نام "راہل" رکھا۔ جو حقیقت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

میں صفاتی نام تھا +

جب ڈنڈپانی نے یہہ حال سُنا۔ کپل وستو میں اپنی لڑکی کو دیکھنے آیا۔ یہہ نظارہ کسی دُشمن کو بھی دیکھنا نصیب نہ ہو! اُس نے اُس کو بہت کچھ تسلی دی۔ اور ریاضت اور تپ کی زندگی بسر کرنے کے برخلاف ہدایت کی۔ مگر یشودھرا نے اُس کی باتوں کی طرف کچھ دھیان نہیں دیا۔ وہ یاس اور درد کی حرکت کرنے والی مُورتی کی طرح رہا کرتی تھی۔ اور دُنیا کے معاملات اور کام دھندوں کی طرف سے اُس کو بے پروائی سی رہتی تھی۔ عام طور پر لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ "یشودھرا اپنے شوہر کے جیتے جی ہی بیوہ بن گئی ہے" اور اس میں کوئی مبالغہ بھی نہیں تھا۔ کیونکہ وہ خُوب سمجھ گئی تھی۔ کہ اب اس جنم میں سدھارتھ اور اُس کے درمیان جورو اور خاوند کے تعلقات کا خاتمہ ہو گیا ہے +

تیسرا سرگ

راج گرہ کے قیام کے حالات

فکرِ جنت۔ خوفِ دوزخ دونوں تھے وہم خیال دام میں ان کے پھنسا جو۔ وہ پشیماں ہو گیا

راج گرہ شہر کے ہر چہار طرف پانچ پہاڑیاں واقع ہیں۔ یہہ راجہ بمبیسار کی راجدھانی تھا۔ شہر کے ارد گرد کی ہری بھری زمین کی صورت دیکھکر یہہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا وہ خوشی سے ہنس رہی ہے۔ سرسوتی ندی اُس کے رقبہ کو سیر چشمی سے سیراب کرتی ہے جا بجا کھجور۔ تاڑ۔ پیپل۔ بڑ۔ جامن۔ اور آم کے درخت کثرت کے ساتھ لگے ہوئے تمام میدان کو باغ کی شکل میں منتقل کر رکھا ہے۔ شہر سے کچھ فاصلہ پر تپوبن ہے۔

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

جس کے درمیان شیل گرہی پٹن کا حصہ گردھ شکھر کھڑا ہوا دیکھنے والوں کو زبان حال سے کہہ رہا ہے۔ کہ "میں اس مقدس اور پاک زمین کا محافظ ہوں"۔ اس سے زیادہ قابل تعظیم اور قابل پرستش جگہہ اور کیا ہوگی۔ کیونکہ یہہ رشی راج۔ یوگی راج اور منی راج 'شاکیہ سنگھ' کے کچھ دنوں جائے قیام رہ چکی ہے۔ جو معتقد اور سچے انسان اس مقام سے گذرتے ہیں۔ وہ اپنا سر جھکا کر اس کو نمسکار کرتے ہیں +

یہاں آکر سدھارتھ کا یہہ دستور العمل تھا۔ رات کو گھاس کا پولا بچھا کر اُس پر لیٹ رہتا۔ صبح کے وقت نہا دھو کر ہاتھ میں کمنڈل لیئے ہوئے بھیکھ مانگنے جاتا۔ اور اُس پر گذران کرتے ہوئے رات دن کا باقی وقت تپ اور وچار میں صرف کرتا۔ نہ کسی سے تعلق تھا نہ کسی سے واسطہ! جب وہ وچار میں ہمہ تن محو ہو جاتا۔ تو گلہری اور چھوٹے پرندیا تو اُس کی گردن اور سر پر بیٹھ جاتے یا اُسکے کمنڈل کے بچے کھچے چاولوں کو چُن چُن کر کھا جاتے +

گرمی اپنی زیردست تپش سے ساتھ آئی۔ میدان کو آتشکدہ بنا گئی۔ مگر سدھارتھ اُسی جگہہ ویسے ہی بے حس و حرکت پڑا رہا۔ برسات کا موسم آیا۔ مُوسلادھار پانی برسا گیا۔ مگر دھیانی اپنے دھیان میں اتنا محو تھا۔ کہ سیلاب آنے کی خبر اُس کو آنکھ کے کھلتے وقت ملتی تھی۔ سردی میں برف وپالا پڑتا رہا۔ لیکن موسم کے سرد مہری کی اُس کو مُطلق شکایت نہیں تھی۔ جس کا دھیان اس قدر زبردست ہو۔ اُس پر کام کرودھ کا حملہ آور ہونا مُشکل ہے۔ رات کو گیدڑ بولتے ہیں۔ شیر گرجتے ہیں۔ مگر دھیانی اپنے دھیان میں مست ہے +

قدیم رشیوں کی وضع میں جب وہ شانتی کی مجسم تصویر بنا ہوا جب شہر کے گلی کوچہ سے نکلتا۔ مرد اور عورت اُس کے قدموں پر گر کر کہتے "بھگون! میری بھکشا قبول

کیجیئے"۔ ماتائیں اپنے بچوں کو اُس کے قدموں میں جُھک کر نمسکار کرنے کی ہدایت کیا کرتیں۔ اور عورتیں اُس کو وندنا کر کے جلدی سے اُس کا کمنڈل چاولوں سے بھر دیا کرتیں۔ اس کی صُورت سے آسمانی جلال برستا تھا۔ دل میں تمام مخلوقات کی ہمدردی کے خیال کو جگہہ دیئے ہوئے جب کبھی حسین اور خوبصورت عورتوں کے درمیان اُس کا گذر ہوتا۔ وہ اُس کو کام دیو اور حسن مجسّم سمجھ کر دیکھنے لگ جاتیں مگر وہ آنکھوں کو نیچی کئے ہوئے آتا۔ اور اپنی راہ چلا جاتا +

شہر سے باہر شہر اور رتنا گری کے درمیان کچھ گُپھائیں بنی ہوئی تھیں۔ یہاں بہت سے تپسیا کرنے والے سادھو رہتے تھے۔ اِن سب کا مقصد شریر کے کشٹ دینے اور کام کرودھ لوبھ موہ کے مارنے کا تھا۔ اِن میں سے کوئی یوگی برہمچاری۔ اور سنیاسی تھا۔ اور کوئی بھکشو تھا۔ کسی نے پنچ اگنی تاپ کر اپنا خون خشک کر دیا تھا۔ کسی نے اردھ باہو ہو کر اپنے ہاتھ سُکھائے تھے کوئی کانٹوں کے بستر پر سوتا تھا۔ کوئی جسم پر بھبھوت مل کر اُس کو بدصُورت بنا لیا کرتا تھا۔ بعض بعض سادھو تو پانچ پانچ سو مرتبہ شیو شیو کرتے ہوئے خاص طرح کی شکل بنا کر فاقہ کشی کی اذیت اُٹھایا کرتے تھے۔ ان سب کا یہہ عقیدہ تھا۔ کہ جس قدر جسم کو ریاضت سے ایذا پہنچائی جائے۔ اور جتنا ہی من کو مارا جائے اُتنا ہی زیادہ پھل ملتا ہے +

ایک دن سدھارتھ اس جگہہ سے ہو کر نکلا۔ اور ایک مہنت سے مخاطب ہو کر بولا" بھگون! میں عرصہ سے یہاں مقیم ہوں۔ اور سچائی کی تلاش میں ایکانت میں وچار کیا کرتا ہوں۔ میں ان بھائیوں (تپسیوں) کو دیکھا کرتا ہوں۔ کہ وہ حد درجہ کی جسمانی تکلیف اُٹھا رہے ہیں۔ زندگی تو خود ہی مصیبت ہے۔ اُس میں اور بھی دُکھوں کے اضافہ کرنے سے اِن کی کیا غرض ہے"؟

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مہنت نے جواب دیا۔ "شاستروں میں لکھا ہے - کہ شریر کے کشٹ دیتے رہنے سے یہ پوتر ہو جاتا ہے - اور اس کے بدلے ویکنٹھ پراپت ہوتا ہے۔" سدھارتھ نے پھر کہا۔ "بادل آسمان پر چڑھ جاتے ہیں - اور پھر زمین پر برس جاتے ہیں - کیا ہوا اگر کوئی شخص اندراسن پر چڑھ بھی گیا - پھر بھی تو اُس کو نیچے گرنا اور بار بار مرنا ہی ہے - پہاڑوں کا پانی ندی نالوں کی راہ سے سمندر میں جاتا ہے - اور پھر بھاپ بن کر اُوپر چڑھتا اور پہاڑوں پر برستا ہے - گنگا جمنا کی روانی اسی طرح کی ہے - کیا آپ نہیں جانتے - کہ ایسا بھی تو شاستروں میں لکھا ہے کہ سوُرگ سے نرک اور نرک سے سورگ ہے! یہ چکر ہے جو برابر چلا کرتا ہے - محنت کرنے کے بعد کچھ آرام کر لینے پر پھر اُسی محنت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔"

جوگی بولا۔ "ایسا ہی ہوتا ہے - مگر افسوس - ہم اس تپسیا کرنے سے زیادہ کچھ نہیں جانتے - رات آتی ہے - دن جاتا ہے - دن آتا ہے رات جاتی ہے یہ شریر کانٹے کی طرح ہماری راہ میں اڑنگا بنا ہوا ہے - آتما کے لئے ہم یہ کشٹ سہا کرتے ہیں - تاکہ دیوتاؤں کے منڈل میں جا کر سُکھ بھوگ سکیں۔" سدھارتھ نے زبان کھولی۔ "یہ سب سچ ہے - مگر کلپ کلپانتر اور یگ یُگانتر کے سُکھ بھی آخر کیا ہیں! زندگی ہر جگہ زندگی ہی ہے - چاہے وہ اُوپر ہو یا کسی نیچے کے لوکوں میں ہو - وہ ہمیشہ بدلتی ہی رہتی ہے - ایک حالت پر کوئی چیز نہیں رہتی - کیا تم جس دیولوک کے واسطے تپ کر رہے ہو - وہ ناشمان نہیں ہے؟ اور کیا دیوتاؤں کو جنم مرن نہیں ہوتا؟" مہنت نے جواب دیا۔ "دیوتا بھی جنمتے مرتے ہیں - صرف برہمہ ہی جنم مرن نہیں ہے۔"

سدھارتھ بولا۔ "تم عقلمند ہو - پاک ہو - صاحبدل ہو - ان دُکھوں کے پانسوں کو پھینک کیوں نہیں دیتے - کیونکہ جس سُکھ کے خیال سے تم یہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کر رہے ہو۔ وہ صرف خواب اور خیال ہے۔ آتما کے پاپ سے شریر کو ستانا۔ ہاتھ پاؤں سے لولے لنگڑے ہونا بالکل بے سود ہے۔ تیلی کے بیل کی طرح رات دن چکر ہی کاٹتے رہنے سے کیا حاصل ہے! کیوں ایسا راستہ نہیں تلاش کرتے جس سے گیان کی روشنی نصیب ہو۔ اور ہم ہمیشہ کے لئے اس دُکھ ساگر سے پار چلے جائیں"! مہنت نے جواب دیا۔ "راجکمار! ہم نے اپنے لیے یہی راہ اختیار کی ہے۔ اور مرتے مرتے۔ جیتے جی ہم اسی پر چلتے رہیں گے۔ اگر تجھ کو اس سے بہتر طریقہ معلوم ہو۔ تو بتا دے۔ ورنہ اپنی راہ لے"۔

راجکمار اُس سے رخصت ہوا۔ مگر دل میں سوچتا جاتا تھا "یہ بیچارے موت کے ڈر سے ڈرتے ہیں۔ ان کو مرنے کا ڈر ہے۔ موت کا خوف کچھ اس طرح ان سے چمٹ گیا ہے۔ کہ یہ زندگی کو بھی پیار نہیں کر سکتے۔ ایسے دیوتاؤں کے خوش کرنے ہی سے کیا حاصل ہے۔ جو آدمی کے سکھ اور ترقی کے حاسد ہیں! یہ تو نرک کی آگ کو اور بھی اپنی آگ سے زیادہ مشتعل کرتا ہے۔ یہ اور کچھ نہیں ہے۔ پاکی کا جنون اور جنون کی پاکی کا خبط ہے۔ ان کو یہ خیال ہے۔ کہ جسم کے ستاتے رہنے سے آتما اس کے قید سے نکل کر خوش رہیگا۔

اس نے پھر آگے کی طرف قدم بڑھایا۔ اور دل میں کہنے لگا "باغ کے خوش نما پھول! تم اِن آدمیوں سے زیادہ مُبارک ہو۔ جو سورج کی طرف منہ کئے ہوئے نور کو دیکھکر خوش ہوتے۔ اور اپنی میٹھی میٹھی اور بھینی بھینی خوشبو دیتے ہو۔ اور رنگ برنگ کے لباس پہنے ہوئے تم اپنی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے دیتے۔ شاندار درخت! تم بھی اِن سے زیادہ خوش نصیب ہو۔ کہ سر اُونچا کرکے ہواؤں کو پیتے اور قناعت کے ساتھ رہتے ہو۔ اور وقت پر پھولتے پھلتے ہو۔ اور ان درختوں پر بسیرا لینے والے بینا۔ طوطا۔ بلبل۔ فاختہ۔ کبوتر۔ اور دوسرے قسم کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پرندو! تم بھی نسبتاً بہتر ہو۔ نہ اپنی ضرورتوں کو بڑھاتے۔ نہ کمی کو محسوس کرتے۔ افسوس انسان کیسا ہے۔ جو تم کو مارتا ہے۔ اور اپنی عقل پر بے جا ناز کرتے ہوئے اُس عقل کے دامن کو تمہارے خون کے دھبوں سے رنگین کرتا ہے۔ اور پھر اپنی باری پر اپنے جسم۔ دل اور دماغ کو صدمہ پہنچا کر خود ہی تپسیا کے فرضی اور فریب دینے والے نام سے دکھ اٹھاتا رہتا ہے +

چوتھا سرگ

بے زبانوں کی حمایت اور وکالت

دردِ دل کے واسطے پیدا ہوا ہوں میں یہاں
سچے دل سے اس لئے ہمدردِ انساں ہو گیا

یوگی سے رخصت ہو کر راجکمار پہاڑی سے نیچے اُترا۔ دیکھتا کیا ہے۔ کہ سامنے کی طرف سے بھیڑ اور بکریاں چلی آ رہی ہیں۔ اور راجگرہ کی طرف جا رہی ہیں۔ اُنکے چلنے سے گرد اُٹھتی ہے۔ اس کو بھی ان کے ساتھ چلنے کا شوق ہوا۔ بکریاں جہاں گھاس کے تنکے یا چھوٹے پودے دیکھتی تھیں فوراً اُس پر منہ مارتی تھیں۔ پانی کا گڈھا نظر آیا نہیں۔ کہ وہ اُس کی طرف رجوع ہوئیں نہیں۔ اگر ایک بھیڑ کسی سمت کو چل نکلتی ہے۔ تو دوسری بھی اُسی قدم کی پیروی کرتی ہیں۔ یہی بھیڑیا دھسان چال کہلاتی ہے۔ انسان کے بھی دھرم کرم اور طرز معاشرت میں ایسی اندھا دھند پیروی کے خبط کا آئین جاری ہے۔ سوچنے والے کم ہوتے ہیں۔ نادان مُقلد اور نقل کرنے والے سب ہی جگہ بہ کثرت نظر آتے ہیں +

کسی کسی بکری اور بھیڑ کے ساتھ میمنے (بچے) بھی ہیں۔ ایک بکری کا بچہ بہت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چھوٹا تھا۔ وہ گلہ کے ساتھ نہیں چل سکتا تھا۔ ہاں جب ذرا آگے بڑھ جاتی۔ میمنا۔
ممیانے لگتا اور پھر اُس کو ٹھہرنا اور بچے کو ساتھ لیکر چلنا پڑتا تھا۔ گڈریے کو یہ
حرکت پسند نہیں تھی۔ وہ ان کو جلد ہانک کر لیجانا چاہتا تھا۔ سدھارتھ نے بچہ
کی بے بسی اور اُس کی ماں کی بے کسی دیکھی۔ سچے رحم اور محبت کا دریا دل میں جوش
مارنے لگا۔ اُس نے بے زبان بکری سے مخاطب ہو کر کہا "غم نہ کر۔ میں تیرے بچے
کو اپنی پیٹھ پر لاد کر لے چلوں گا۔ اور جہاں تُو جائے گی۔ وہاں ہی میں بھی تیرے
ساتھ رہوں گا۔ کیونکہ میں سمجھ گیا ہوں کہ کسی جانور کے رنج کے بوجھ کا ہلکا کرنا
سنتھ کے پوجاریوں کی ستتی گانے اور گپھاؤں کے تپسیوں کی تپسیا کرنے سے بدرجہا
بہتر ہے۔ یہ کہکر اُس نے ناچار اور کمزور بچہ کو گود میں اُٹھا لیا +

پھر وہ اُس گلہ کے گڈریئے سے مخاطب ہوا "دوست! تُم کہاں جا رہے ہو
شام کا وقت قریب ہے۔ ایسے وقت میں اِن کو تھان پر باندھنا ہی مناسب سمجھا
جاتا ہے" گڈریا بولا "راجہ کا حکم ہے۔ سو بکری اور سو بھیڑ فوراً محل میں پہنچا دو۔
اس وجہ سے میں ان کو لئے جا رہا ہوں" شاہزادہ نے پُوچھا "مگر وہ اتنے بھیڑ بکری
لیکر کیا کرے گا؟" جواب دیا گیا "آج رات کو دیوتاؤں کی پُوجا ہے۔ اور ان سب کا
بلیدان ہوگا" راجکمار بولا "اچھا۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں" یہ کہکر بکری
کے بچہ کو گود میں لئے ہوئے وہ بھی راجدھانی کی سمت اِن معصوم بے زبانوں
کے ساتھ روانہ ہوا +

سورج غروب ہونے پر آیا تھا۔ اور اُس کا گولا اور طلائی رتھ دریائے سون
کے صاف شفاف پانی میں منعکس ہو رہا تھا۔ راجہ کے آدمی بھیڑ بکریوں کا انتظار
کر رہے تھے۔ اِن کو دیکھ کر وہ خوش ہوئے۔ مگر جب اُن کی نظر سدھارتھ پر پڑی
وہ سخت حیرت میں آ گئے۔ بازار والوں نے خرید و فروخت بند کر دیا۔ لوہار۔ سونار

جولاہے۔صراف۔بنئے۔بقال۔سب اپنا اپنا کام چھوڑ کر اس کو دیکھنے لگے۔ دروازوں کے آڑ میں کھڑی ہوئیں عورتیں ایک دوسرے سے پوچھنے لگیں "یہ کون شخص ہے۔جو یگیہ پشو کو اٹھائے ہوئے چلا آرہا ہے۔اس کی صورت سے شانتی اور پاکی کا اظہار ہو رہا ہے! یہ کہاں سے آیا ہے! ان کی آنکھیں کیسی خوبصورت ہیں۔اس کی قومیت کیا ہے! کہیں یہ شکر یا دیوراج تو نہیں ہے" دوسروں نے کہا "یہ وہ پاک اور پتیہ آتما سادھو ہے۔جو رشیوں کے ساتھ پہاڑی پر رہتا ہے" اور سب لوگ تو اس کو دیکھ کر طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے۔مگر وہ اپنے اس ایک خیال میں محو تھا "افسوس! سنسار کے تمام پرانی میری بھیڑ اور بکریاں ہیں۔ان کا کوئی رکھوالی کرنے والا گڈریا نہیں ہے۔اور وہ اندھوں کی طرح موت کے قصائی کی چھری پر گرنے کے لئے آپ اندھیری رات میں بھاگ کر چلی جا رہی ہیں"+

شہر میں اس کے آنے کی خبر پھیل گئی۔مخبروں نے راجہ کو خبر دی "مہاراج! ایک جوگی آپ کے بلدان کے لئے بھیڑ اور بکریوں کا گلہ ساتھ لئے ہوئے آیا ہے" راجہ یگیہ شالا میں سفید کپڑے پہنے ہوئے پروہتوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ یجروید کے منتر پڑھے جا رہے تھے۔آگ گھی کی آہوتی کے پڑنے سے خوب جل رہی تھی۔اور اس کی بے شمار زبان سے ایک قسم کی آواز آرہی تھی۔جو حریص انسان کی ہوس کی صداؤں سے مشابہ تھی۔جتنا ہی گھی اور دھوپ زیادہ ڈالا جاتا تھا اتنا ہی سنسناتی ہوئی وہ اوپر اٹھتی تھی۔اندر۔ورن۔برہسپتی وغیرہ ویدک دیوتاؤں کے نسبت کہا جاتا ہے۔کہ وہ ایسے یگیوں سے بہت خوش ہوتے ہیں۔اسی یگیہ کی ویدی کے سامنے ذبح کئے ہوئے جانوروں کا خون بہہ رہا تھا۔پروہت شپا شپ ایک کے بعد دوسرا بکرا۔بھیڑ ذبح کر رہا تھا۔اور ساتھ ہی منتر پڑھتا ہوا یہ بھی کہتا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جا رہا تھا" یہہ قربانی راجہ بمبسار کی طرف سے دیوتاؤں کے لئے ہے ۔ اور دیوتا پرسن ہو کر راجہ کے پاپ کو چھما کر دیں گے"۔

ایک بڑا بکرا پروہت کے سامنے پیش کیا گیا۔ سدھارتھ بھی اُسی وقت وہاں آپہنچا۔ آنکھوں میں آنسو بھر کر اُس نے بمبسار سے کہا "مہاراج! اس معصوم بے زبان کے قتل سے باز رہیئے" یہہ کہکر اُس نے خود ہی اُس کے گلے کا رسّا توڑ دیا۔ اور وہ اُچھلتا کودتا۔ کنوٹیاں بھرتا ہوا یہہ جا وہ جا وہاں سے بھاگ گیا یکبیک ودھونس ہو گیا۔ مگر کسی کی ہمت نہیں پڑی۔ کہ اُس کو روکتا۔ فقیرانہ صورت میں سچے روحانی بادشاہ کا جلالی رعب وداب اُس میں نمایاں شکل میں موجود تھا اور تب اُس نے راجہ سے مخاطب ہو کر اور اس سے اجازت لے کر یہہ باتیں کہیں "جان لینا سہل ہے۔ مگر جان دینا مشکل ہے۔ جان چھوٹے بڑے اعلےٰ ادنےٰ سب کو پیاری ہے۔ سب اس کو بچانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے بچانے میں سب کو خوشی ملتی ہے۔ سب پر دیا (رحم) کرو۔ دیا بہت بڑی برکت ہے۔ دیا کرنے سے دُنیا کمزوروں کے لئے ملایم اور طاقتوروں کے لئے شاندار ہو جاتی ہے۔ مہاجن! تم اپنے پاپوں کے لئے دیوتاؤں سے چھما مانگتے ہو۔ کیا یہ معافی خونریزی کرنے سے مل سکتی ہے۔ اور کیا معصوم کا خون گرانا خود پاپ نہیں ہے! اگر آپ اپنے گناہوں کے لئے معافی چاہتے ہو۔ تو سب سے پہلے ان غریب بے زبانوں کو معاف کرو۔ اور ان کے لئے تم خود دیوتا بن جاؤ۔ کیونکہ جن کے دل میں دیا ہوتی ہے۔ وہی سچے معنی میں دیوتا کہلاتے ہیں۔ تمام جانداروں کی زندگیوں میں یکسانیت ہے۔ سب باہمی زندگی کے رشتوں سے گتھے ہوئے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ جن کو آج کے دن آپ نے ذبح کیا ہے۔ وہ آپ کو دودھ اور اون کی خراج دیتے رہتے ہیں۔ راجہ ہو تو اپنا خراج لو۔ خون کا خراج کوئی راجہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہیں لیتا۔ ہنسا سب سے بڑا پاپ اور اہنسا سب سے بڑا پنیہ ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ جیو کرموں کے موافق کبھی پرند۔ کبھی چرند اور کبھی درند ہوتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر بلدان کا کرنا اور بھی پاپ ہے۔ کیا کوئی شخص اپنے پاپ کو خون سے دھو سکتا ہے، یا نہ خون سے دیوتا ہی پرسنّ ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ نیک ہیں۔ جو خون کی رشوت سے دیوتاؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مہا پاپی اور بڑے آدمی ہیں۔ معصوم جانوروں کے گلے پر جو شخص بے رحمی کی چھری چلاتا ہے، وہ اپنے اس بدفعلی کا سخت ذمہ وار ہے۔ جو شخص کرم کرتا ہے اُس کی جواب دہی اُسی کے متعلق ہوتی ہے۔ سزا جزا کا قانون علم ریاضی کے اصول کی طرح جنچا تُلا صحیح اور سچّا ہے۔ اس میں کوئی شخص کمی بیشی یا ردّوبدل نہیں کرسکتا۔ بُرے کرموں کی بُری سزا مقرر ہے۔ من۔ بچن۔ کرم سے کسی کو بھی دُکھ نہ دو۔ اپنے عادات۔ حرکات۔ قول۔ فعل اور خیال کی نگرانی کرتے رہو۔ حال میں جیسے کرم کئے جائیں گے مستقبل میں اُس کا ویسا ہی پھل ملیگا"۔

یہ سدھارتھ کی دُنیا میں پہلی تقریر تھی۔ پروہتوں نے شرم سے اپنے خونیں ہاتھ کپڑوں سے چھپا لئے۔ راجہ ہاتھ باندھے ہوئے اُس کے قریب آیا۔ ڈنڈ پرنام کیا اور رحم کے سچے بادشاہ نے پھر اپنی تقریر کا سلسلہ شروع کیا۔ "اگر لوگ انصاف کا خیال رکھتے۔ زندگی کی عزّت کرتے۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے پیش آتے۔ کھانے پینے میں پاکی کا لحاظ رکھتے۔ صرف ناج اور پھلوں پر گذران کرتے اور صرف ندی۔ نالے۔ تالاب۔ کنوئیں اور چشموں کا خالص پانی پیتے۔ تو یہ دُنیا خود بہشت کا نمونہ بن جاتی"۔

یہ تقریر کسی زبانی جمع خرچ والے اُپدیشک کی نہیں تھی۔ سدھارتھ اُس کا مجسّم رُوپ تھا۔ اِس لئے جس نے اُس کو سُنا۔ وہی اُس کے زیر اثر آگیا۔ پروہت

شر ہائے۔ یگیہ شالا کی آگ اُسی وقت اُٹھا کر پھینک دی۔ ذبح کرنے والے کھڑگ زمین میں گاڑ دیئے۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ راجہ نے اس واقعہ کے دوسرے ہی دن اپنی سلطنت میں اعلان کرا دیا کہ "راجہ کی خوشی اس بات میں ہے۔ کہ کوئی شخص یگیہ کے لیئے یا غذا کے لئے کسی معصوم اور بے زبان جانور کو ہلاک نہ کرے کیونکہ گوشت کھانے سے اصلی گیان اور روحانیت کے حصول میں نقص واقع ہوتا ہے انسان کی یہہ سخت بے رحمی۔ بے انصافی اور سنگ دلی ہے۔ کہ وہ گوشت کھائے سب کی زندگی ایک جیسی ہے۔ جو رحم کرے گا۔ اُسی پر رحم کیا جائے گا۔ دیا ہی دھرم ہے۔ اور اہنسا پرم دھرم کہلاتا ہوا دیا کا اصلی رُوپ ہے" اور اِس حکم کے موافق مگدھ دیش کی سلطنت میں گنگا کے کناروں کے ہر دو طرف شانتی۔ دھرم۔ اور دیا کی سلطنت قایم ہوگئی۔ اور انسان نے جانوروں کا ستانا یک لخت موقوف کر دیا +

پانچواں سرگ

کرشا گوتمی کو اُپدیش

گلشن دل آنکھ کی نہروں سے تھا سیراب پر
خُشک جب یہ ہوگئیں تب وہ بیاباں ہو گیا

دریا کے کنارے۔ راجگرہ کے قریب ایک نوجوان خوبصورت آنکھوں والی عورت۔ روتی چیختی۔ اور چلاتی۔ اور اپنے گود سے ایک چھوٹے بچے کی لاش چمٹائی ہوئی نظر آئی۔ اُس نے سِدھارتھ کو دیکھ کر نمسکار کرنے کے لئے ایک ہاتھ کو اُونچا کیا۔ "آہ۔ بھگون! شاید تم وہی ہو جس کی نسبت مجھ کو خبر دی گئی تھی (ایں

اگست سنہ ۱۹۱۷ء

گولر کے درخت کے نیچے رہتی ہوں۔ میرے ایک لڑکا تھا۔ درختوں کے آڑ میں ایک سانپ بیٹھا ہوا تھا۔ لڑکے تو لڑکے ہی ہوتے ہیں۔ سانپ کو دیکھ کر وہ ہنسا اور اُس کو چھیڑ بیٹھا۔ سانپ اُس کی کلائی سے لپٹ گیا۔ اور اپنی زبان سے اُس کو چھو دیا۔ بچہ پیلا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ مَیں نہیں جانتی۔ اُس کی کیوں یہ حالت ہے! نہ وہ کھیلتا ہے۔ نہ میری چھاتی سے مُنہ لگاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے "یہ بیمار ہے"۔ اور کسی کی رائے میں "یہ مر جائیگا"۔ مَیں کیا کروں۔ اپنے بچّے کو مَیں چھوڑ نہیں سکتی۔ کئی آدمیوں کے پاس گئی۔ کہ کوئی کسی تدبیر سے اس کی حالت درست کر دے۔ اور یہ کھیلنے کودنے لگے۔ مگر کوئی میری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ وہ مجھ کو کہتے ہیں "یہ پاگل ہو گئی ہے"۔ ایک شخص نے مجھے بتایا۔ کہ پہاڑی پر ایک پاک رشی رہتا ہے۔ اُس کے بدن پر گیروا بستر ہے۔ اگر وہ چاہے۔ تو اِس لڑکے کو اچھّا کر سکتا ہے۔ مَیں یہ سُن کر تمھارے پاس آئی ہوں۔ تمھاری پیشانی دیوتاؤں کی طرح چمک رہی ہے۔ تُم اس کو اچھّا کر دو"۔

سدھارتھ نے اس عورت کو بغور دیکھا۔ واقعی اُس کی عقل میں فتور آ گیا تھا وہ ہوش میں نہیں رہی تھی۔ مگر شہزادہ نے نہ اُس کو اور آدمیوں کی طرح پاگل اور مخبوط الحواس کہا۔ اور نہ اُس کے ساتھ نفرت یا کراہیت ظاہر کی۔ بلکہ رحم، محبت اور سچی ہمدردی کی نظر سے دیکھتے ہوئے اُس کی گود کے بچّے کے سر سے کپڑے کو کھسکایا۔ نبض پر ہاتھ رکھا۔ وہ بے جان ہو گیا تھا۔ جسم بالکل ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ لیکن اس کے دل نے یہ گوارا نہیں کیا۔ کہ وہ اس عورت کو کہے۔ کہ "تیرا لڑکا مر گیا ہے"۔ بالعوض اس کے اُس نے اس طرح کہا "بہن! یہ اچھّا ہو سکتا ہے لیکن تُو کسی ایسے گھر سے ایک تولہ رائی لا دے جس میں کوئی آدمی بھی نہ مرا ہو۔ تو مَیں اس کا علاج کروں گا"۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اس عورت کا نام کرِشا گوتمی تھا۔ وہ مُردہ بچّہ کی لاش کو گود سے چمٹائے ہوئے گانوں میں گئی۔ اور اپنا حال سُنا کر رائی کی درخواست کی۔ غریب بمقابلہ دولتمندوں کے غریبوں پر زیادہ مہربانی کرتے ہیں۔ ایک عورت اپنے گھر میں دوڑی ہوئی گئی۔ سیاہ رائی کا دانہ لے آئی۔ اور محبت سے اُس کو دینے لگی۔ مگر کرشا گوتمی نے پُوچھا۔ ”بہن! رائی کا دانہ ایسے گھر کا ہونا چاہیئے۔ جس میں کوئی مرا نہ ہو“ عورت بولی۔ ”بہن! تو یہ کہتی کیا ہے! دنیا میں تجھ کو کہیں ایک بھی ایسا گھر نہ ملیگا۔ جس میں باپ۔ بیٹا۔ بھائی۔ شوہر نہ مرا ہو۔ مُردہ بہت اور زندہ کم ہیں۔“ وہ مایوس ہوکر دوسرے گھر گئی۔ رائی تو حاضر کی گئی۔ مگر اُسی ششماہی کے اندر بیٹے کی وفات کی خبر سُنائی گئی۔ تیسرے گھر کی ماں مرگئی تھی۔ چوتھے گھر کی رائی اُس شخص کے ہاتھ کی بوئی ہوئی تھی۔ جس نے ابھی حال میں دُنیا سے کوچ کیا تھا۔ الغرض اس مُصیبت زدہ اور رنج سے خاطر پریشان عورت کو ایک بھی گھر ایسا نہیں ملا۔ جس میں کوئی نہ کوئی مرا نہ ہو +

وہ پریشان ہوکر گانوں کے باہر آگئی۔ بچّہ کی لاش کو زمین پر لٹا دیا۔ مایُوس ہوکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔ اُس کی نظر گھروں کے چراغوں پر گئی۔ جو جھلملاتے ہوئے ٹمٹما رہے تھے۔ اور بُجھ بھی جاتے تھے۔ جیوں جیوں رات گذرتی گئی۔ یہ چراغ یکے بعد دیگرے گُل ہوتے گئے۔ اب جاکر اُس کی آنکھ کھُلی۔ اور انسانی زندگی کی ناپائیداری کا نقشہ اُس کے سامنے کھُل گیا۔ آسمان کے تارے پُورب سے پچھم کی طرف جاتے ہوئے زبانِ حال سے اُس کو سناتے جاتے تھے۔ کہ یہاں جو آیا ہے وہ ضرور جائے گا۔ ایک حالت پر کوئی نہیں رہ سکتا۔ اُس نے اپنے دل میں سوچا۔ ”مَیں کیسی خود غرض ہوں۔ جو اپنے بچّہ کی موت پر اس قدر دُکھ اُٹھا رہی ہوں۔ یہ تو مرگیا ہے۔ موت زندگی کے لئے لازمی شے ہے۔ یہ

بربادی کی جگہہ ہے۔ یہاں دائمی زندگی کی اُمید کرنا سخت غلطی میں داخل ہے"۔
لاش کو اُس نے زمین کے نیچے دفن کر دیا۔ اور رِشی کے تلاش میں اِدھر اُدھر گھومنے لگی۔ "واجگرہ میں اُس کا پتہ لگا۔ وہ آئی۔ ساشٹانگ ڈنڈ پرنام کیا۔ اور سِدھارتھ نے اس سے رحم اور مہربانی کے لہجہ میں پوچھا" کِشا گوتمی بہن! کیا تو رائی لائی ہے"؟ اس نے جواب دیا "بھگوان! میں گھر گھر ماری پھری۔ مگر ایک بھی ایسا گھر نہیں ملا۔ جس میں کوئی نہ کوئی مرا نہ ہو۔ میں اپنے بچّہ کو چھوڑ آئی۔ موت زندگی کی لازمی شرط ہے۔ اِس وقت صرف آپ کے درشن کرنے کی نیت سے یہاں آئی ہوں۔ میں سمجھ گئی۔ کہ میرا لڑکا مر گیا ہے۔ لوگ کہتے تھے۔ مگر میں دُکھ کے وجہہ سے اُن کی بات نہیں سمجھ سکتی تھی"۔

سِدھارتھ نے کہا "بہن! جو دُکھ کا مرہم میں تجھ کو دینا چاہتا تھا وہ تجھے مِل گیا۔ کل وہ جس کو تو پیار کر رہی تھی۔ تیری گود میں مُردہ تھا۔ آج تجھ کو معلوم ہو گیا۔ کہ تمام دُنیا تیرے ہی دُکھ سے ماتم کر رہی ہے۔ کون ایسا شخص ہے۔ جو اس موت کے درد سے آبدیدہ نہیں ہے۔ جس رنج میں سب شریک ہوں۔ وہ اس قدر بھاری نہیں معلوم ہوتا۔ اگر تیرے آنسو پونچھنے کی طاقت ہوتی۔ تو میں آج اپنا خون تیرے واسطے گرا دیتا۔ اور اُس راز سے واقفیت پیدا کر لیتا۔ جو محبت کے لئے زہر ہو رہا ہے۔ پھول اور چراگاہ۔ انسان اور حیوان۔ بڑے اور چھوٹے سب ہی اس کے پنجہ میں ہیں۔ اور اسی کے جاننے کے لئے میں گھر سے باہر نکلا ہوں"۔ سِدھارتھ چُپ ہو گیا۔ اور گوتمی اُس کو نمسکار کر کے چلی گئی[1]۔

---

[1] کہتے ہیں بعد میں بُدھ کے نروان پراپت کرنے کے بعد یہ اُن کے شرن میں آئی تھی۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چھٹا سرگ

راجہ بمبسار سے بات چیت

میری وحشت کی ترقی دیکھ کر سب ڈنگ تھے
گھٹ گئی زنجیر پا اور تنگ زنداں ہو گیا

دوسرے دن سدھارتھ ہاتھ میں کمنڈل لئے ہوئے راجگرہ کے گلی کوچوں میں بھیک مانگنے گیا۔ اور شہر سے آ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنی بھوک رفع کی۔ اُسی وقت راجہ بمبسار اُس سے ملنے کے لئے آیا۔ اور دنڈوت پرنام کرنے کے بعد بولا۔ "شرمن! میں نے آپ کے حسب و نسب سے واقفیت حاصل کر لی ہے۔ آپکے ہاتھ اس قابل ہیں۔ کہ وہ شاہی عصا کو زینت دیں۔ اُن کا زیور کمنڈل نہیں ہو سکتا۔ مجھ کو آپ کی جوانی پر ترس آتا ہے۔ اگر آپ شاہی نسل سے نہ بھی ہوتے تب بھی میں آپ سے درخواست کرتا۔ کہ میرے ساتھ راجگرہ میں قیام کیجئے۔ اور اپنی صلاح۔ تجویز۔ اور ہدایت سے اس ملک کو خوشحال بنائیے۔ اب چونکہ مجھ کو اصل حال معلوم ہو گیا ہے۔ میں نہایت تعظیم کے ساتھ آپ سے عرض کرتا ہوں۔ کہ یہاں ہی ٹھہریئے۔ دولت سے منہ موڑنا۔ اور اس طرح سچے کشتری پن کے دھرم کو چھوڑ دینا آپ کے شایاں نہیں ہے۔ میرے کوئی اولاد نہیں ہے میرے بعد آپ اس سلطنت کے وارث ہونگے۔ اور آپ کی برکت اور دانشمندی سے مگدھ دیش آباد رہیگا۔"

سدھارتھ نے جواب دیا۔ "مہاراج! جن چیزوں کی آپ مجھ کو رغبت دلا رہے ہو۔ اُن کی میرے باپ کے یہاں کمی نہیں تھی۔ میں جس شئے کی تلاش میں باہر نکلا ہوں۔ جب تک وہ میرے ہاتھ نہ آ جائے گی۔ میں بھول کر بھی اور کسی طرف دھیان

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہ دُونگا۔ دیس دیسانتر کا راج تو ایک طرف رہا۔ اگر اِندر اپنی سلطنت معہ محل اور شہر کے میرے حوالے کرے۔ اور دیولوک کی دیویاں میری اُلفت کا دم بھریں تب بھی تو میں اس ارادہ سے باز نہیں آؤں گا۔ میں دھرم کی سلطنت کی بُنیاد ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں گیا تک جاؤں گا۔ وہاں رِشیوں سے تعلیم پانے کا خیال ہے۔ علم شاستروں اور تپ ورت اور سنجم سے نہیں ملتا۔ اور نہ کمزور جسم اور بھوک پیاس سے ستائے ہوئے آدمی اُس کو پا سکتے ہیں۔ اُمید ہے یہ میرے حصہ میں آجائیگا اُس وقت میں پھر آپ کے پاس آؤں گا۔ اور جو پریم کہ اس وقت آپ دکھاتے ہیں۔ اُس کا بدلہ دونگا"۔

بمبسار نے اُپدیش پانے کی خواہش ظاہر کی۔ اور سِدّھارتھ نے اِس طرح اُس کو سمجھایا۔ "دان کا پھل بہت بڑا ہے۔ دان ہی بہت بڑی دولت ہے۔ جو شخص دان دیتا ہے۔ اُس کو کبھی پشیمانی نہیں ہوتی۔ لیکن جو دولت اور خزانہ اکٹھا کرتا ہے وہ پچھتاتا ہے۔ اور اُس کی زندگی کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ اِس خیال سے آپ دان دینے کی عادت ڈالئے۔ کام (شہوت) کی یہ کیفیت ہے۔ کہ وہ بچوں کی طرح روز ہاتھ پانوں نکالتا ہوا بڑھتا رہتا ہے۔ یہی حال ہوس اور حرص کا ہوتا ہے۔ اور اِن کا مارا ہوا آدمی تفکرات سے ہر وقت گھرا رہتا ہے۔ دل کو پاک رکھو۔ دل کا پاک ہونا سورگ میں رہنے سے بھی زیادہ اچھا ہے۔ اگر دل پاک ہے۔ تو پھر اس کی عظمت کا مقابلہ دنیا کی تمام سلطنت بھی نہیں کر سکتی۔ جو ہر وقت راج کے فکر۔ دولت کے غم اور رعیت کے جھگڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اُن کو ہر وقت اِن ناپائدار چیزوں کے چھِن جانے کا ڈر لگا رہتا ہے۔ جہاں خوف اور شرم ہوتے ہیں۔ وہاں سچائی نہیں رہتی ہے۔ جب آدمی مر جاتا ہے تو نہ سونا چاندی ساتھ جاتا ہے نہ تاج شاہی۔ ایسی حالت میں راجہ کو

کسی بیوپھاری پر کیا ترجیح ہے۔ آپ ہمیشہ بدی اور بدکاری سے بچ کر راج کیجئے۔ اور میری خواہش ہے۔ کہ تمھارے مُلک کو امن امان۔ اور فارغ البالی نصیب ہو۔ اور گیان تمھارے راج کو دوپہر کے سورج کی طرح پرکاش کرے تمھاری شاہی طاقت کو استحکام ملے۔ اور سچائی تمھارے ہاتھ کا عصا ہو؀

راجہ نے ہاتھ باندھ کر تعظیم کے ساتھ سِدھارتھ کے سامنے سر جھکایا۔ "بھگون! جس شے کی آپ کو تلاش ہے۔ وہ جلد دستیاب ہو۔ اور میں منت کرتا ہوں۔ کہ آپ اُس وقت ضرور یہاں آئیں۔ اور مجھ کو اپنی شاگردی میں قبول فرمائیں۔" سِدھارتھ نے جواب دیا۔ "ایسا ہی ہوگا۔" اور وہ راجہ سے رُخصت ہو کر دسن کی طرف روانہ ہوا؀

ساتواں سرگ

مُختلف آچاریوں کے ساتھ خیالات کا تبادلہ

ناصحِ مشفق کا کہنا ماننا تو در کنار
شکل اُس کی دیکھ کر میں سخت حیراں ہوگیا

مسافر اپنی مراد کی تلاش میں چلا جا رہا ہے۔ وہ ہر جگہ جاتا ہے۔ مگر اپنے مطلب کا سامان نہ پا کر اُس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور آگے کی طرف چل نکلتا ہے۔ اُتما ندی کے کنارے "انوپریہ" آموں کے جنگل میں اُس نے سات دن تک قیام کیا۔ پھر شاکی۔ پدما۔ اور اور ریوت رشیوں کے آشرم میں مہمان ہوا۔ مگر کسی سے کچھ مطلب نہ نکلا۔ تب وِشالی شہر میں گیا۔ پہاڑیوں پر آلار۔ اور رُدرک رہتے تھے۔ آلار کے مٹھ میں تین سو شاگرد تھے۔ وہ درشن فلسفہ کے علم کا ماہر پنڈت

ا؎ اس کا نام اُدراک بھی لکھا ہوا ہے؀

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تھا - اور یوگ ودیا کی بھی سمجھ رکھتا تھا - اسی طرح رام کے بیٹے رودرک کے سات سو شاگرد تھے - اور ان سب کو وہ شاستر پڑھایا کرتا تھا - بدھ ان دونوں کے پاس رہا - ان کی باتیں غور سے سنتا رہا - مگر اصلیت سے ان کو بہت دور پایا - یہ آتما کے اہم بھاو پر بہت زور دیتے تھے - اور پانچ گیان اندری آنکھ - ناک - کان زبان اور چرم کا درشٹا (دیکھنے والا شاہد) ان کی دانست میں آتما ہے جس کی سمجھ ایسے جملوں مثلاً "میں جانتا - میں سمجھتا - میں آتا - اور میں جاتا ہوں" میں پوشیدہ رہتی ہے - اسی "میں" کو وہ آتما کہتے تھے +

رودرک[1] نے ان کو سمجھا کر کہا "آتما کیا ہے؟ آتما یہ شریر نہیں ہے - آنکھ - ناک کان - زبان - ذہن میں سے کوئی بھی آتما نہیں ہے - بلکہ ناک کے اندر رہکر سونگھنے والا - زبان کے اندر رہکر ذایقہ لینے والا - آنکھ کے اندر رہکر دیکھنے والا - کان کے اندر رہکر سننے والا - اور چت کے اندر رہکر سوچنے والا - جو "میں" ہے - اور جو ہاتھ پیر کو حرکت دیتا - اور سب کو قاعدہ میں رکھتا ہے - وہی آتما ہے - جو اس تعلیم پر وشواس نہیں رکھتے - وہ غلطی میں پڑے ہیں - کیونکہ اس سے بہتر اور بڑھکر کوئی سچائی نہیں ہے - اور نہ اس کے سوا نجات کا کوئی طریق ہے - اگر اس سے تعلق نہیں پیدا کیا گیا - تو پھر شک شبہات اور بداعتقادی کی کوئی انتہا نہ رہے گی یہ آتما کے پاک کرنے کا یقینی طریقہ ہے - دنیا سے الگ تھلگ رہکر فقیرانہ زندگی

[1] ناظرین ان مسائل پر غور کریں - یہ سب واید انتیوں کے مستعمل جملے ہیں - ویدانت بدھ بھگوان سے پہلے موجود تھا - انہوں نے اس کو جلا دیکر وضاحت کی مانجھا دیدی ہے - یہ ویدانتی آج کل کی طرح پہلے بھی واچک گیانی زبانی نہ تھے - بودھ عامل تھے - ان کے درمیان یہ فرق ہے - ویدانت اور بدھ دھرم کے فلسفہ میں بہت ہی لطیف بھید ہے - جو صرف غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے - دونوں قریب قریب یکساں ہیں - اور ایک ہی اصول کی دو شاخیں ہیں +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بسر کرو۔ بھکشا مانگ کر گذارہ کرو۔ خواہشات کو دل سے نکال دو۔ اور تمھاری نجات ہوجائے گی۔ یہ آتما ست ہے۔ اس کے سوا اور سب است ہے۔ اسی کے وچار کرنے اور اسی پر وچار کرتے رہنے سے شونیہ اوستھا کا انبھو ہوگا۔ اور آتما کی حقیقت سمجھ میں آئے گی۔ جس طرح مونج والے سرکنڈے سے اُس کی تیلی علیحدہ رہتی ہے۔ ویسے ہی آتما اس جسم سے نیارا ہے۔ اور جس طرح جنگلی چڑیا پنجرے کو توڑ کر اُڑ جاتی ہے۔ ویسے ہی جسم سے علیحدہ ہو جانے پر مُکتی ملتی ہے۔ آتما کا جسم کے تمام بندھنوں سے آزاد ہو جانا ہی مُکتی ہے۔ اور جن کو ان باتوں میں یقین ہے۔ وہی اس گیان کو پا سکتے ہیں۔ اور اس کے ادھکاری ہیں"۔

سدھارتھ نے اس گُرو سے کہا "بھگون! جب "میں" رہ گیا۔ اور "اہم بھاؤ" (میں پنے) کی علت نہیں گئی۔ تو پھر مُکتی کیسے اور کس کی ہوئی! اصلی بندھن تو یہ "میں پنا" ہی ہے۔ اور آپ اسی "میں پنے" ہی کے "اہم بھاؤ" (اہم برہمہ آسمی) کو مضبوط کرا رہے ہو۔ پھر نجات کہاں ہوگی۔ گُن اور گُنی (یعنی صفت اور موصوف) گو کہنے اور سُننے کے لئے دو شے ہوں۔ لیکن اصل میں وہ دو کہاں ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں۔ آگ گرمی سے مختلف ہے۔ اور آگ اور گرمی دو چیزیں ہیں۔ لیکن کیا آپ آگ کو گرمی سے اور گرمی کو آگ سے جدا کر سکتے ہو۔ اس کو ذرا مسلسل طور پر برابر سمجھئے اور غور کرتے جائیے۔ تو آپ کو اس خیال کی غلطی معلوم ہو جائے گی"۔

"یہ انسان خود کیا ہے! کیا یہ مختلف اعضاء کا مجموعہ نہیں ہے! اور کیا یہ ایک

لہ ویدانتی جس کو آتما کہتے ہیں۔ اور جو اہم بھاو کی مراد ہوتا ہے۔ بودھ اُس کو انتہ کرن مانتے ہیں اور آتما کو ناشمان سمجھتے ہیں۔ یہاں صرف لفظی جھگڑا ہے اور کچھ نہیں۔ اس کی وضاحت اُن لوگوں کو خوب ہو گئی ہوگی۔ جنھوں نے ہمارے "وگیان وستان" کو بغور مطالعہ کیا ہے۔ اب جو کچھ بات باقی رہ گئی ہے۔ وہ اس "وگیان بودھاین" میں صاف ہو جائے گی۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ایک عضو مختلف اجزا کے مجموعے نہیں ہیں! آتما بطور خود کوئی مُفرد شے نہیں ہے۔ بلکہ وہ مرکّب چیز ہے۔ پہیّے۔ ارّے۔ رسّی۔ وغیرہ کو ملا دو۔ تب رتھ ہے۔ سب حصّوں کو جُدا جُدا کر دو۔ پھر رتھ نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح جس کو آدمی "میں" کہتا ہوا آتما کا نام دیتا ہے۔ وہ بھی مختلف اجزا۔ حِس۔ خیال۔ جذبات اور ادراک کا مجموعہ ہے۔ انھیں اجزا کو سکندھ کہتے ہیں۔ اس نقطہ سے آپ کا یہ آتما سوا ان سکندھوں کے اور کچھ نہیں ٹھہرتا۔ من ہے۔ حِس ہے۔ خیال ہے۔ ادراک ہے اور سچائی ہے اور من سچائی ہے۔ اس سے انکار نہیں ہے۔ مگر یہ سب کے سب مُفرد نہیں ہیں۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ آتما کوئی ایسی چیز ہے۔ جو جسم و من کے آگے یا پیچھے یا باہر ہے۔ اور اِن سب سے بالکل مختلف اور علیحدہ شے ہے اُس کو ابھی تک چیزوں کا گیان اور چیزوں کی ماہیت کا اصلی علم نہیں ہوا۔ آتما کی تلاش کا مسئلہ ہی غلط ہے یہ گمرہی کی ابتدا ہے۔ جو غلط راستہ میں ڈال دیگی۔ اور سچا اور صحیح گیان نہ ہونے پائیگا"*

"بندھن کی جڑ تو "میں" ہی ہے۔ یہی آدمی بندھن میں رہتا ہے جب اس طرح کہا کرتا ہے کہ "میں بڑا ہوں"۔ "میں نے کام کیا ہے"۔ اور یہ "میں" معقول بینی۔ معقول پسندی اور معقول روی کے راہ میں کانٹا ہوتا ہے۔ اس کو ترک کر دو۔ تب ممکن ہے۔ کہ اُس اصلیت کا کچھ پتہ لگے۔ جس کی میں تلاش کر رہا ہوں۔ کسی صحیح الفہم کے ذہن میں "میں ہوں گا یا میں نہ ہوں گا" کا خیال کر گذرتا ہے"*

"یہ اہم کیا کیا ہے؟ کیا یہ اہنکار نہیں ہے! اور کیا اہنکار کے مضبوط کرتے رہنے سے بندھن مضبوط نہ ہوگا! بندھن کی اصلی جڑ تو اہنکار ہی ہے۔ اور آپ کہتے ہو۔ کہ اسی "میں" کی مشّاقی کرو۔ جب تک یہ "میں" رہیگا۔ تب تک ترگ سُورگ مرتیو لوک کے جھگڑے بنے رہیں گے۔ کیونکہ یہی اہنکار ترلوکی سے باندھنے والا ہے

اور ہم کو جنم مرن سے ہرگز نجات نہ ہوگی۔ کیونکہ "بندھن" کا بیج تو ہر وقت من میں موجود رہیگا۔ اور جہاں اُس کو موقع ملا۔ وہ انکھوا کی طرح پیدا ہوکر درخت بنے گا اور ہزاروں پھل پھول اپنے اندر سے نکالیگا۔ یہہ "میں" خواہ اسکا رسکندھوں کا مجموعہ ہے۔ ہر مجموعہ مرکّب ہوتا ہے۔ ہر مرکّب اشیا کے اجزا کی کبھی نہ کبھی علیحدگی کا ہونا لازم ہے۔ پس موت سے ہم کو نجات کہاں ملی۔ اس کے ساتھ پیدایش بیماری۔ موت۔ سبھی لگے رہیں گے"+

رُدرک نے سِدھارتھ کی بات پر غور کیا۔ مگر اُس سے کوئی جواب نہیں بن آیا۔ تب اُس نے دوسرا مضمون پیش کیا "کیا تم اپنے اِردگرد کرم کے نتیجوں کو نہیں دیکھتے ہو! جس کی وجہ سے انسان کی حالت۔ حیثیت۔ لیاقت۔ اور دولت وغیرہ میں امتیازی فرق نظر آتا ہے۔ وہ صرف کرم ہی کی وجہ سے ہے جو جیسا کرتا ہے ویسا بھوگتا ہے۔ جزا اور سزا اسی کرم کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اور آتما کا آواگون بھی کرم ہی کے سبب سے ہوا کرتا ہے۔ جو بُرا کرتا ہے وہ بُرے پھل پاتا ہے۔ جو اچھّا کرتا ہے وہ اچھے پھل پاتا ہے۔ اگر اس کرم کو اس طرح نہ مانا جائے تو پھر اس مختلف الحالی اور مختلف الحیثیتی کا معمّہ کیسے حل ہوگا! اسی طرح جو لوگ اپنے خیال کو آتما میں مضبوط کرتے ہیں۔ اُن کو تو اِس کا پھل ضرور ہی ملیگا"+

سِدھارتھ نے جواب دیا "آواگون صحیح ہے۔ اور کرم بھی صحیح ہے۔ ان کے اندر جو سچائی ہے۔ مَیں اُس سے انکار نہیں کرتا۔ بغیر سبب کے کوئی نتیجہ نہیں ہوتا جیسے اور جو بیج انسان کھیت میں ڈالتا ہے وہی ویسے ہی وہ فصل بھی کاٹتا ہے۔ اس وقت ہماری جو حالت ہے وہ پہلے جنموں کے کرموں کے موافق ہے۔ آواگون تو ہوتا ہے۔ مگر اس مفرد "مَیں" کا آواگون کہیں نظر نہیں آتا۔ کیا میری موجودہ شخصیت مادّی اور ذہنی احساس کا مجموعہ نہیں ہے! کیا یہہ ایسے اوصاف کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

میل سے نہیں بنی ہے - جو آہستہ آہستہ نشو ونما پا کر ظہور میں آئے ہیں! حواس خمسہ نے بیج سنسکار روپ ہیں اس وجود میں اُن بزرگوں سے بطور میراث مجھ کو ملے ہیں۔ جنہوں نے خاص قسم کے کام کیئے تھے - جو خیالات میں سوچتا ہوں - یا تو یہ بطور ورثہ بزرگوں سے نصیب ہوئے ہیں - یا اوروں کے میل ملاپ اور تعلقات اور حالات کے زیر اثر پیدا ہوئے ہیں - جنھوں نے یہ خیالات میری موجودہ شخصیت کے ترتیب پانے سے پہلے سوچے تھے - وہ میرے ہی گذشتہ جنم ہیں اور وہ اُسی طرح میرے مورث ہیں - جس طرح کل والا "میں" آج کے "میں" کا باپ ہے ویسے ہی میرے گذشتہ کرم میری موجودہ زندگی کے حالات کے باعث اور پیدا کرنے والے ہوئے ہیں" +

"اگر یہ مان لیا جائے - کہ آتما کوئی مفرد اور ایک شے ہے جو اندریوں سے کام لیتا ہے - تو پھر اُس کو اس آنکھ کی محدود کھڑکی کے توڑ دینے سے زیادہ نظر آنے لگیگا۔ آنکھ کے ڈھیلے کے نکال لینے سے آتما کو بڑے سوراخ کے ہو جانے سے خوب دکھائی دینے لگیگا - اسی طرح کان، کے کاٹ دینے سے زیادہ سُنائی دے گا - اور ناک کے کاٹ دینے سے زیادہ سونگھا جا سکیگا - زبان کے کاٹ دینے سے اور بھی ذائقہ لینے میں اُس کی طاقت بڑھ جائے گی - اور اگر جسم کو بالکل برباد کر دیا جائے تو پھر اس محدود قید و بند سے چھوٹ کر آتما اور بھی کام کرے گا - لیکن یہ سب کہنا ہی کہنا ہے - آنکھ کے بغیر دیکھنے کا کان کے بغیر سُننے کا - زبان کے بغیر ذائقہ لینے کا اور ناک کے بغیر سونگھنے کا امکان نہیں ہے - کیونکہ ان سب کی ترتیب اور ترکیب مختلف اجزار مختلف سکندھ - اور مختلف سنسکاروں سے ہوتی ہے - جس مفرد اور غیر مرکب آتما کی آپ شہادت دیتے ہیں - اور جس کو کرتا بھوگتا مان رہے ہیں وہ تو مجھ کو کہیں بھی نظر نہیں آتا - "میں لیتا ہوں" "میں سُنتا ہوں" "میں مانتا ہوں" - ان جملوں میں مفرد

آتما کہاں ہے - یہ تو محض وہم دھوکا اور فریب ہے - اگر یہ مُفرد آتما کوئی حقیقی اور مُفرد چیز ہوتی - تو پھر اُس کو نجات کیسے ہوتی - کم از کم آتماپنے کا وصف تو اُس میں ضرور ہی بنا رہتا! اس لئے یہ غلط اور غیر صحیح شے ہے - اور تب ہی اس کے مِٹ جانے سے مُکتی ملتی ہے - جو حق ہے وہ کبھی زایل یا مُتبدّل نہیں ہوتا - مگر ہم اپنے میں تبدیلی پاتے ہیں - اور ایک بھی حالت ایسی نہیں ہے - جو پایدار ہوتی - اس وجہ سے یہ خیال بالکل ہی جُھوٹا اور فریب محض ہے - اگر کہیں یہ آتما سچا ہوتا - تو زندگی کی بُرائیاں اور زندگی کی مُصیبتیں ہمارے اگیان اور گناہ سے کبھی پیدا نہ ہوتیں بلکہ وہ خود ہماری ہستی کی فطرت میں داخل ہوتیں" +

رُودرک لاجواب ہو گیا - اور سِدھارتھ نے اُس کے پاس ٹھہرنا بے سُود سمجھ کر آگے کی طرف قدم بڑھایا +

(۴) نِروان کانڈ

پہلا سرگ

اُرووِلوا میں تپ

هر که در کانِ نمک رفت و نمک شُد راست ہے
دِل خیالِ نور سے خود نورِ یزداں ہو گیا

گنگا کی پاک اور مقدّس دھار کے سہارے جاتے جاتے تم اُن ہری پہاڑیوں پر پہنچو گے جہاں نرنجنا اور موہنا ندیوں کا سنگم ہے یہاں پہلے ایک گاؤں آباد تھا -

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جس کا نام اُرُو وِلو[لہ] مشہور تھا۔ یہ مقام بہت پُر فضا۔ شاداب اور خوش نما تھا۔ گانوں کے اِردگِرد ایک طرح کا خودرو۔ اور قدرتی باغ لگا تھا۔ جہاں کثرت کے ساتھ آم۔ پیپل۔ بیر۔ اور دوسرے قسم کے درخت کھڑے ہوئے قدرت کی شاندار صنعتگری کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ خوبصورت چھوٹے چھوٹے پرند ایک شاخ سے دوسری شاخ پر پھُدکتے ہوئے کلول کیا کرتے تھے اُن کے چہچہانے کی صدا کانوں کو پیاری لگتی تھی۔ زمین صاف سُتھری۔ پانی سے دھوئی ہوئی۔ دریا کے گھاٹوں پر سیاہ اور سُرخ رنگ کی پتھریلی چٹان نہانے والوں کے آرام اور سہولیت کے لئے رکھے ہوئے! کہیں کہیں پھیلنے والی بیچدار بیلوں اور لتاؤں نے سبز گُنبد کی شکل میں قدیم ورِنداَبن کے 'کُنج بن' کا تماشا دکھانے کا اہتمام رکھا تھا۔ پھُولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطّر ہوجاتا تھا۔ سِدّھارتھ گھومتے پھرتے ہوئے یہاں آیا۔ اور یہ خوش نما مقام اُس کے دِل کو بہت پسند آیا +

قاعدہ کی بات ہے۔ دیش۔ کال۔ اور وستو کے مِلاپ سے اِنسان کے دِل میں خودبخود طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ وقت۔ مقام اور اِردگرد کے سامان میں قدرتاً دل کے متاثر کرنے کی کسی حد تک طاقت ہے۔ اور اگر انسان کا دِل اُن کی طرف مائل ہو جائے۔ اور اُن کے ساتھ ہم آہنگی اور موافقت کرنے کا خواہشمند ہو۔ تو پھر اُس پر اور بھی گہرا اثر پڑنے لگتا ہے۔ تحقیقات اور مشاہدات نے سِدّھارتھ کی طبیعت کو اُس وقت کے مذہبی شغل وعمل کی طرف سے بالکل مُکدّر کر دیا تھا۔ اور اُس کے ذہن نشین ہو گیا تھا۔ کہ یہ سب صرف سانگ ہی سانگ ہے۔ اور اِس کے اندر سچائی کا نام ونشان تک نہیں ہے اُس وقت دھرم پر عملاً زوال آ گیا تھا۔ اور

لہ یہ جگہ اب بھی موجود ہے اس کا موجودہ نام اُرائیل ہے۔ اور بُدھ گیا سے ایک میل پورب ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ایسے ہی زوال کے وقت وشنو کا اوتار از سرِ نو دھرم کی مریادا قایم کرنے کے لئے ہوا کرتا ہے۔ سدّھارتھ نے اِسی ستھان کو خیالات کی یکسوئی۔ وچار اور سادھن کے لئے بہتر اور موزوں تصوّر کیا +

یہاں پانچ براہمن بھکشو کونڈانیہ وغیرہ جو بچپن ہیں سدّھارتھ کے ساتھ تھے۔ تپ کرتے تھے۔ وہ بھی اِس مقام میں ایک جگہہ پر آسن مار کر بیٹھ گیا۔ اور پرار بدھ۔ شاستروں کے سدّھانت۔ اگیان۔ زندگی اور موت کے مسایل۔ نیکی بدی سنسار اور سنساریوں کے دُکھ۔ اور دُکھ سے نجات پانے کے وسایل پر غور کرنے لگا۔ چت پہلے ہی سے سماہت (سمادھی والا) تھا۔ مہینوں یہاں یکسوئی میں وہ چُپ چاپ اور شانت ہو کر بیٹھا رہا۔ بعض وقت تو یہ حالت ہو جاتی تھی۔ کہ کھانے پینے کا خیال نہیں رہتا تھا۔ اگر درختوں سے بندر۔ مینا۔ طوطا۔ اور دوسرے پرندوں کے گرائے ہوئے پھل مِل گئے۔ تو انھیں پر قناعت کی۔ اور اگر نہیں مِلے تو کوئی شکایت بھی نہیں! اس بے پروائی۔ غفلت۔ اور دل کی لگاتار یکسوئی کا یہ انجام ہوا۔ کہ جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ چہرہ کی رونق جاتی رہی۔ کمزوری آ گئی۔ گوشت کا نام نہیں۔ ہڈیاں دکھائی دینے لگیں۔ خون کا نام ونشان تک نہیں رہا تھا +

اس ضعف اور نقاہت کی حالت میں ایک دن ایسا واقعہ ہوا۔ کہ جامن کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے وہ سوچنے لگا "تپ۔ دھیان۔ ورت۔ سب کچھ میں نے کیا۔ مگر اِن کا کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلا۔ گیان یا نروان حاصل کرنے کے لئے یہ غلط راستہ ہے۔ اس لئے اب بالعوض اس کے کہ جسم کو اور کمزور کیا جائے اُس کو غذا سے طاقت دے کر سوچنے اور شانتی کے حاصل کرنے کے قابل بنانا چاہئے" +

یہ سوچ کر وہ دریا میں نہانے گیا۔ نہانے کے بعد جب پانی سے نکلنے لگا

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

تو پانوں کھڑے ہی کھڑے سو گئے۔ اور حرکت کرنے سے جواب دے بیٹھے
اتفاقاً کسی درخت کی شاخ پانی میں لٹک رہی تھی۔ سِدّھارتھ اُس کو پکڑ کر کھڑا
ہو گیا۔ اور جب پانوں میں ذرا طاقت آئی۔ پانی سے باہر نکل کر اپنے ستھان کی
طرف روانہ ہوا۔ مگر نقاہت بہت بڑھ گئی تھی۔ چکر آ گیا۔ زمین پر گر پڑا۔ اور
بیہوش ہو گیا۔ پانچ اور بھکشو جو اُس کے سخت تپ کی وجہ سے اُس کو اپنا گورو
تصوّر کرتے تھے۔ اور جو اس کے ساتھ تپ کیا کرتے تھے سمجھ گئے۔ کہ اب اس
میں دم نہیں ہے۔ اور یہ صرف دم کے دم کا مہمان ہے ⁂

مگر اُس راہ سے نندا نامی ایک گڈریئے کا گذر ہوا۔ اُس نے اُسکی بے بسی کی
حالت دیکھی۔ آنکھیں بند تھیں۔ ہونٹ کھُلے ہوئے۔ اور دوپہر کے سورج
کی سخت دھوپ سر پر آ گئی تھی۔ اس کو رحم آیا۔ درختوں کی پتّے دار شاخوں
کو توڑا۔ سر پر سایہ کیا۔ اور اپنے لوٹے سے گرم گرم دُودھ کی بُوندیں اُس کے
مُنہ میں ٹپکائیں۔ اُس وقت چھُوت چھات اور اُونچی نیچی قومیت کے تعصبات
بہت تھے۔ نندا ڈرا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ وہ اُس کو چھُو لے۔ اور اُس کے
ذات میں فرق آ جائے۔ مُنہ میں دُودھ ٹپکانے سے اُس میں کچھ تازگی آئی۔
آنکھیں کھُل گئیں۔ نندا نے دیوتا سمجھ کر اُس کو نمسکار کیا۔ سِدّھارتھ نے
اُٹھ کر اُس سے کہا۔ کہ " اپنے دُودھ کا لوٹا مجھ کو دیدے۔ مَیں بھُوکا ہوں "
نندا نے دینے سے انکار کیا " مَیں ناچار ہوں۔ تم دیکھتے ہو۔ مَیں شُودر ہوں۔
اور میرے چھُو لینے سے ناپاکی آ جاتی ہے "۔ تب سِدّھارتھ نے کہا " ہمدردی
اور ضرورت اس قسم کے تفرقات کو صحیح نہیں تسلیم کرتیں۔ ان دونوں کا برتاؤ

[1] لوٹے کا دودھ لے لینا بُرا نہیں سمجھا جاتا۔ مگر نیچی قوم کے اُسی دودھ کے لوٹے سے پینا چھُوت سمجھی جاتی ہے ⁂

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

انسان میں یکسانیت اور یکجہتی پیدا کر دیتا ہے - خون میں قومیت نہیں ہے - سب کے رگ وریشوں میں ایک ہی رنگ کا خون بہتا ہے - آنکھوں کے آنسوؤں کی کیا ذات ہے - ہر شخص کے آنسوؤں کی لذت کھاری ہوتی ہے - پیدایش سے سب یکساں اور ایک مٹی کے ہوتے ہیں - یہ اختلافات بعد کو گیان اور جہالت سے پیدا ہوتے ہیں - کیا تو نے کسی کو کبھی پیدا ہوتے وقت تیلک لگائے یا جنیو پہنے ہوئے دیکھا ہے - جو نیکی کرتا ہے وہی دوج اور دوجنما ہے - اور جو بدعملی کرتا ہے وہی بُرا ہے - بھائی! دیر نہ کر - دودھ پینے کے لئے مجھے دیدے - اور جب میں اپنے مقصد میں کامیاب ہونگا - تجھ کو اس بڑا پھل ملیگا" تب تندا نے اپنا لوٹا خوشی سے سدھارتھ کے ہاتھ میں دیدیا - اور اُس میں دودھ پی لینے سے طاقت آگئی +

اس واقعہ کے بعد ہمیشہ کے لئے سدھارتھ کے دل سے تپ کرنیکی وقعت جاتی رہی - اس کے خوب تجربہ کر لینے کے بعد وہ یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچا - کہ محض گیروے بستر پہن لینے یا جسم کو ایذا دینے سے کوئی فائدہ نہیں - ہاں تیاگ کرنے کے بعد گیروا بستر پہننے اور جسم کو قابو میں رکھکر اُس سے کام لینے میں بھلائی کا امکان ہے - اور اس سے گیان کی پراپتی کی اُمید ہو سکتی ہے + اُس کے جسم کا کپڑا بہت پورانا ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا - اور اس قابل نہیں رہا تھا - کہ اُس کی برہنگی کو چھپاتا - گھومتے پھرتے ہوئے وہ سمشان میں آیا - وہاں رادھا نامی کسی عورت کی لاش جلائی جا چکی تھی - اور اُس کے کفن کا کپڑا دریا کے کنارے پڑا ہوا تھا - سدھارتھ نے اُس کو اُٹھا لیا - اور پانی میں دھوکر خشک کر لینے کے بعد اُسی کو پہن لیا +

؎۱ کبیر صاحب کے الفاظ بھی قریب قریب اسی طرح کے ہوتے تھے +

اگست ۱۹۱۶ء

کونڈاینہ وغیرہ پانچ سنیاسی جو سِدّھارتھ کیساتھ تپ کرتے تھے۔ جب اُس کو نندا کے لوٹے سے دُودھ پیتے ہوئے دیکھا۔ تو سمجھ لیا۔ کہ یہ اب سنیاسی کے دھرم سے پتت ہوگیا ہے۔ اور تن آسانی کے ارادہ سے کپڑے لتّے پہنتے شروع کر دیئے ہیں۔ اس خیال نے اُن کے عقیدہ کو صدمہ پہنچایا۔ اور سِدّھارتھ کی عزّت اُن کے دلوں سے بالکل جاتی رہی۔ اور اس طرح گوروُ کو اپنی دانست میں سچائی کے راہ سے منحرف تصوّر کر کے اُن لوگوں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور کاشی میں کسی رِشی کے آشرم میں چلے آئے +

دوسرا سرگ

گانے بجانے والی عورتوں سے سبق

گُل سے یہ سیکھا سبق۔ ہیں چندروزہ رنگ و بُو
چشمِ بینا کے لیئے گلشن دبستاں ہوگیا

سِدّھارتھ کو شاگردوں کی بے اعتنائی اور بے وفائی پر افسوس ہؤا۔ لیکن اُن سے بات چیت کرنا فضول تھا۔ جب نادانی سر پر سوار ہوتی ہے۔ پھر آدمی سمجھانے سے بھی نہیں سمجھتا۔ وہ اُن کے چلے جانے پر دوسرے دِن سڑک کے کنارے چُپ چاپ بیٹھا ہؤا تھا۔ ناچنے اور گانے والی عورتیں اُدھر سے گذریں۔ تھکی ماندی تھیں۔ اور اِندر دیوتا کے مندر سے گا بجا کر چلی آرہی تھیں۔ صُبح کا وقت اور دریا کا کنارہ! وہ جگہ اُن کو بھی پسند آگئی۔ اور دم لینے کی نیت سے وہ وہاں بیٹھ گئیں۔ ایک لڑکی نے کہا "صُبح کا وقت سوہانا ہے۔ لاؤ یہاں بیٹھ کر تھوڑی دیر کے لیئے گانے بجانے کا شغل کریں!" ساتھ والوں نے اس رائے کو پسند کیا

ایک نے ہاتھ میں ستار۔ دوسری نے بانسری۔ اور تیسری نے ڈھولک لے لی۔ اور دونے پانوٗں میں گھونگھرو باندھ لیئے اور ناچنے کی تیاری کی۔ یہہ بھی اتفاق کی بات تھی۔ ورنہ اُس جگہہ اور کون آدمی تھا۔ جو اُن کے ناچ اور گانے کو دیکھتا جب یہہ دونوں لڑکیاں ناچ چُکیں۔ بھیروی کے سُر میں گانا شروع کیا ہ

گونجتی جس دم صدائے نے سُنی باگوشِ دل
سُننے والوں کے لیئے جنگل نیستاں ہوگیا
تاروں کے سُر کو ملا کر اُس نے چھیڑا بین کو
بزمِ خانہ راجہ اِندر کا پرستاں ہوگیا

سِدھارتھ اس آخری شعر کو سُن کر چونکنا ہوگیا۔ اُسی قسم کا خیال خود اُس کے دل میں بھی حرکت کر رہا تھا۔ اور جب انسان کی نگاہ کے سامنے اُسکے تصوّر سے مشابہت رکھنے والا کوئی منظر بھی آجاتا ہے۔ تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ ناچنے گانے والوں کو کیا خبر ہے۔ کہ اُن کا گانا کسی سادھو کے دل کے اندرونی جذبہ کو زور شور کے ساتھ اُبھار رہا ہے! سِدھارتھ یا تو بڑ کے درخت کے نیچے چُپ چاپ بیٹھا ہوٗا ہوٗا تھا یا اُس کی زبان سے یہہ الفاظ بے ساختہ نکل گئے "کبھی کبھی جاہل اور نادان بھی بڑے بڑے عالموں اور گیانیوں کو سبق دیا کرتے ہیں۔ یہہ لڑکی صحیح کہہ رہی ہے۔ بین کے تار اگر ڈھیلے ہوں۔ تب بھی۔ اور اگر کڑے ہوں تب بھی اُن سے سُریلی آواز نہیں نکلتی۔ کڑے ہونے پر تو ہر وقت اُن کے ٹوٹنے کا ڈر رہتا ہے۔ اور ڈھیلے ہونے پر وہ بالکل آواز نہیں دے سکتے۔ اِسی طرح انسان کا جسم بھی بین اور ستار سے مشابہ ہے۔ جسم کو زیادہ سخت بنانا بھی بُرا ہے۔ اور ساتھ ہی اسکے سُست رکھنے میں بھی بہتری نہیں ہے۔ اکڑے ہوئے آدمی میں شانتی نہیں ہوتی اور سُست اور اپاہج میں بھرانتی رہتی ہے۔ اِن دونوں میں سے کوئی حالت پسند

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہیں ہے۔ درمیانی راستہ سب سے بہتر اور خوشتر ہے۔ عیش وعشرت کی زندگی گمراہ بناتی ہے۔ اور کاہلی کی ناکارہ کر دیتی ہے۔ سچّی بہتری اسی ایک بات میں ہے کہ آدمی صرف درمیانی راستہ کم اختیار کرے۔ مَیں دُنیا کی اُدھار کی غرض سے باہر نکلا ہوں۔ مَیں ہی دُنیا کی اُمیدوں کا مرکز ہوں۔ اور مَیں نے انتہائی درجہ کا تپ کر کے اپنے جسم کو لاغر اور کمزور بنالیا۔ اگر مَیں کہیں مر گیا ہوتا تو پھر یہ اُمید پوری نہ ہوتی۔ اِس خیال سے اَب مجھ کو بھی مناسب ہے۔ کہ بیچ کی راہ کو اختیار کر کے چلوں اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر سب کو سنسار کے دُکھ کے عذاب سے بچاؤں"+

عورتوں کی صرف ایک بات سِدھارتھ نے سُنی۔ اور اُسی کے غور وفکر میں وہ محو ہوگیا۔ پھر خبر نہیں رہی۔ کہ عورتیں کب تک گاتی بجاتی رہیں اور جب اُس نے آنکھ کھولی۔ وہ اُس جگہہ سے چلی گئی تھیں +

تیسرا سرگ

سُوجاتا کی بھینٹ

دستِ شفقت جس نے ہمدردی سے سر پہ رکھدیا
اُس کا گردن پر ہمارے بار احساں ہوگیا

دریا کے کنارے سیناتی نام ایک کسان رہتا تھا۔ جس کے پاس بکثرت مویشی اور کھیت باغیچے تھے۔ جس گانوں میں وہ رہتا تھا۔ اُس کا نام بھی سیناتی تھا۔ اور تعجب نہیں۔ کہ اُسی نے اپنے نام سے اُس کو آباد کیا ہو۔ اُس کی بیوی کا نام سُوجاتا تھا۔ اور وہ خوبصورت دھرماتما اور پتی ورتا ستری تھی۔ بھولی بھالی۔ طبیعت کی نیک مہربان مزاج! جو شخص اُس کو دیکھتا تھا وہی اُس کے اخلاق۔ مروت اور نیک دلی کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دیکھکر فریفتہ ہوجاتا تھا۔ وہ جس طرف سے گذرتی تھی۔ اور جس سے مسکرا کر بولتی تھی تو وہ جگہ اور وہ آدمی دونوں اپنی قسمت کو سراہنے لگتے تھے۔ ایسی نیک بیوی بڑی خوش قسمتی سے کسی کو ملتی ہے۔ اور جس کو نصیب ہو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اُس نے پہلے جنموں میں بڑے اچھے کرم کئے تھے۔ سینانی اور سُوجاتا دونوں خوش رہتے تھے +

اِس مبارک جوڑے کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ اور اس وجہ سے سُوجاتا نے منّت مان رکھی تھی۔ کہ اگر اُن کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا ہوگا۔ تو وہ بڑے دھوم دھام سے لکشمی اور شیو کے ساتھ ساتھ بن دیوی کی بھی پُوجا کرے گی۔ خوش قسمتی سے اُس کی کوکھ سے ایک خوبصورت اور تندرست لڑکا پیدا ہوا اور اس لئے وہ شردّھا اور بھگتی کے ساتھ اُس وقت بن میں بن دیو کی پُوجا کرنے آئی تھی۔ جس درخت کے نیچے سِدّھارتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اُسی کو گانوں والوں نے بن کے دیوتا کا درخت مان رکھا تھا۔ ایک ہاتھ سے بچّہ کو گود سے چمٹا لئے اور دوسرے ہاتھ سے سونے کے برتن میں پُوجا کی سامگری اور کھیر لئے ہوئے وہ وہاں آپہنچی۔ اُس کے آنے سے پہلے ہی رادھا نے درخت کے نیچے کی زمین کو جھاڑ دیکر صاف کر رکھا تھا۔ سُوجاتا کو دیکھ کر وہ بولی "بیوی! اِدھر آؤ یہ تعجب اور خوشی کی بات ہے۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ آج بن کا دیوتا تمہاری بھینٹ پُوجا لینے کے لئے خود یہاں آکر پدم آسن پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور دونوں ہاتھ جوڑ رکھے ہیں۔ اُس کی پیشانی سے دَیوی (دیوتاؤں کا) نور برس رہا ہے۔ شانت۔ اُداس! نہ کسی سے غرض نہ کسی کا خیال! تم بڑی نصیب والی ہو۔ آؤ۔ اور آج پرگٹ رُوپ سے بن دیوتا کی پُوجا کرو"+

گانوں کے آدمی شردّھالو اور بھولے بھالے ہوتے ہیں۔ سُوجاتا نے اُس کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سچ مچ دیوتا ہی سمجھ لیا۔ اس کے دیوتا ہونے میں تو کوئی شک نہیں تھا۔ ہاں وہ کوئی عجیب الخلقت مخلوق نہیں تھا۔ کانپتی ہوئی دونوں ہاتھوں کو جوڑے ہوئے اور سر کو جھکا کر وہ اُس کے پاس آئی۔ "بھگون! آپ دلت دانی اور سب کی کامناؤں کے پورن کرنے والے بن دیو ہو۔ اگر مَیں سچے دل سے آپ کی داسی ہوں۔ اور آپ مجھ پر پرسنّ ہیں۔ تو میری بھینٹ قبول کیجئے اور اپنی رکشا اور شرن میں لیجئے۔"

سدھارتھ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور اُس بھولی بھالی خوبصورت عورت کی سادگی پر مسکرایا۔ سوجاتا نے پھل پھول۔ پان سوپاری چڑھا کر دُودھ۔ دہی۔ اور کھیر برتن میں پیش کیا۔ اس کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ آسودہ ہو کر کھانا کھایا۔ اور جب تک کھانا کھاتا تھا۔ کچھ بھی زبان سے نہیں بولا۔ سوجاتا ادب اور تعظیم سے الگ کھڑی ہوئی اُس کا درشن کرتی رہی۔ کھیر کھا لینے پر اس میں نئی طاقت آئی۔ اور جس طرح کسی سوکھی نہر میں یکبارگی پانی آ جاتا ہے۔ ویسے ہی طاقت کے ساتھ اُس میں تازگی آئی۔ اور اُس کا چہرہ پہلے سے زیادہ کندن کی طرح دمکنے لگا۔ سوجاتا نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا۔ "کیا تم سچ مچ بن دیو ہو؟ اور میری بھینٹ خوش ہو کر منظور کر لی ہے؟" سدھارتھ نے سوال کیا۔ "پوتر دیوی! تو نے اس وقت مجھ کو کیا چیز کھلائی ہے؟" وہ بولی۔ "مَیں نے سینکڑوں خوبصورت اور اچھی گاؤں کے دُودھ سے کھیر پکائی ہے۔ اور اُس میں مختلف قسم کے خوشبو اور مصالحہ ڈالے ہیں۔ چاول بھی نئے کھیت کا تھا۔ جس میں ہیلا پانس کبھی نہیں پڑا۔ میں نے منّت مانی تھی۔ کہ اگر دیوتا نے خوش ہو کر مجھ کو بیٹا دیا۔ تو مَیں اسی قسم کی کھیر سے اُس کی پوجا کروں گی۔ دیو کرپا سے میری کوکھ کھل گئی۔ اور مَیں بھینٹ لا کر تمہارے سامنے آ کھڑی ہوئی"

دیوتاؤں میں سچے دیوتا۔ آدمیوں میں سچے آدمی۔ اور تمام دُنیا میں برگزیدہ سدھارتھ نے ہاتھ اُٹھایا۔ اور اس عورت کے سر پر رکھ کر دُعا دی۔ "تیری عمر دراز

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہو۔ اور زندگی کا بوجھ تیرے سر پر ہلکا رہے۔ کیونکہ آج تو نے میری مدد کی ہے۔ میں دیوتا نہیں ہوں صرف تجھ جیسا تیرا بھائی ہوں۔ پہلے راجکمار تھا۔ آج بدیسی بن کر آوارہ گرد ہوں۔ اور رات دن چھ سال سے برابر ایک ایسی روشنی کی تلاش کر رہا ہوں۔ جو انسان کی آنکھوں کو کھول دے۔ اور اُن کو اندھیرے کے دُکھ سے نجات ہو۔ وہ روشنی کسی نہ کسی جگہہ چمک رہی ہے۔ اور مجھ کو وہ یقینی طور پر ملیگی۔ جب سے میں نے تیری کھیر کھائی ہے مجھ میں خاص طرح کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ رہ رہ کر یقین دلا رہا ہے۔ کہ جسمانی کمزوری جاتی رہی۔ اور اب منزلِ مقصد نزدیک آ گیا ہے۔ یہ تیری کھیر کا پھل ہے۔ بہن! تو بڑی پاک دل اور دھرماتما ہے۔ پوتر ہاتھوں سے جو خورش ملتی ہے۔ اُس میں خاص قسم کی تاثیر ہوتی ہے۔ اور وہ زندگی کے پاپوں کی دور کرنے والی ہوتی ہے۔ کیا تو خوش ہے۔ اور تیری زندگی پریم اور خوشی سے بسر ہو رہی ہے"؟

سُوجاتا نے جواب دیا۔ بھگون! میرا دل چھوٹی کملنی کی طرح چھوٹا ہے۔ اور اُس میں بارش کے پانی کی صرف دو چار بوندیں ہی سما سکتی ہیں۔ اِن بوندوں میں برابر تمام طراوت ہوتی ہے۔ تاہم میں زندگی کے خوشی کے سورج کی حرارت کو محسوس کرتی ہوں۔ اور میری خوشی کی دُنیا صرف میرے شوہر اور اس کمسن بچے کی مسکراہٹ تک محدود ہے۔ صبح اُٹھ کر سندھیا پوجا کے بعد کچھ دان دیتی ہوں۔ تُلسی کے درخت کو پانی چڑھاتی ہوں۔ خود کام دھندا کرتی ہوں۔ اور دوپہر تک داسیوں سے بھی کام لیتی ہوں۔ اور جب میرا پتی کام سے آ کر کھانا کھا لیتا ہے۔ اور میری راتوں پر سر لگا کر لیٹ جاتا ہے۔ میں یا تو پنکھا جھلتی رہتی ہوں یا عورتوں کے منگل گیت گا کر اُس کو خوش کرتی ہوں۔ شام کو چاندی کے دیئے ہاتھ میں لیکر مندروں میں آرتی اُتارتی ہوں۔ اور اپنی سکھی سہیلیوں سے بات چیت کرتی ہوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ بالک میرے ساتھ رہتا ہے - ابھی اس کے ننھے ننھے ہاتھ ہیں - جب یہ بڑا ہوگا - اپنے ہاتھوں سے مسافروں کے آرام کے لئے راہ میں سایہ دار درخت لگائیگا اور پراُپکار کے خیال سے کنوئیں اور باولی کھودیگا - اور مجھ کو تار دیگا - کیونکہ پوران اور شاستر کہتے ہیں "اچھے پُتر اپنے ماں باپ کو سورگ دھام میں پہنچا دیتے ہیں" اس لڑکے کا لڑکا ہوگا - وہ بھی اسی طرح نیک کام کی طرف مایل رہیگا - بھگون! مَیں گنواری عورت ہوں - مجھ میں سمجھ بوُجھ نہیں ہے - نہ مَیں پڑھی لکھی ہوں - جو گوروؤں نے سدگرنتھوں سے پڑھ کر سمجھا دیا - مَیں نے اُسی کو سچا مان لیا - یہ گورو دیوتاؤں سے بات چیت کرتے اور منتر اور بھجن گاتے ہیں - اور دوسروں کو دھرم کرم کے مارگ پر چلاتے ہیں"۔

"بھگون! مَیں اتنا بیشک سمجھتی ہوں کہ نیکی کا پھل نیکی اور بدی کا پھل بدی ملتی ہے جو اچھے کام کرتے ہیں اُنکو خوشی اور شانتی ملتی ہے اور جو بُرے کام کرتے ہیں اُنکو دُکھ اور اشانتی ہوتی ہے یہ مَیں ہمیشہ ہر جگہ دیکھ بھی رہی ہوں - میٹھے درخت کا بیج میٹھا پھل لاتا ہے - اور زہریلے - کڑوے اور کسیلے درخت کے بیج زہریلے - کڑوے اور کسیلے پھل پیدا کرتے ہیں - اس سے مَیں نے یہ بات سمجھ لی - کہ پریم سے پریم پیدا ہوتا ہے - اور نفرت سے نفرت پیدا ہوتی ہے - اور جو جس طرح کے کام کرتے ہیں اس زندگی میں اُن کی حالت اِن کرموں کے موافق ہوتی ہے - اور جب وہ مر جاتے ہیں تو دوسرے جنم میں بھی وہ ویسے ہی ہوتے ہیں - اور جیسے ایک بیج سے اُسی کے موافق ہزاروں دانے پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی ایک کرم سے اسی کے موافق ہزاروں ہی کرم پیدا ہوتے رہتے ہیں - ایک چمپا کا بیج مٹی میں ڈالا گیا - اُس سے درخت نکلا - اور پھر اس درخت میں بیشمار چمپا کے پھول پھل آئے - یہ مَیں روز دیکھتی ہوں - اور اس کو دیکھکر سمجھ گئی ہوں کہ دوسرے جنموں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے"۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھگون! آپ کی دیا سے یہ پُتر مجھ کو مِلا ہے۔ اگر یہ جوان ہونے سے پہلے مرجائے۔ تو مجھ کو بڑا دُکھ ہوگا۔ اور مَیں بھی مرجاؤں گی۔ پھر اس کے ساتھ مَیں کسی اور لوک کو جاؤں گی۔ اور وہاں اپنے پتی اور اُس کی دوسری بیویوں کے آنیکا انتظار کروں گی۔ اور اگر کہیں دیو سنجوگ سے سینانی میرا پتی پہلے مرگیا۔ تو مَیں اُس کے ساتھ چِتا پر بیٹھ کر اُس کے سر کو اپنی گود میں رکھکر بھسم ہو جاؤں گی۔ مجھ کو اس طرح جل جانے میں دُکھ نہ ہوگا۔ بلکہ میں خوشی سے اپنے ہی ہاتھ سے آگ جلاکر چِتا کو روشن کروں گی۔ اور اُس کے دُھوئیں کے بیچ میں پتی کا سر گود میں لئے ہوئے خوشی سے اُس وقت تک بیٹھی رہوں گی۔ جب تک آگ ہم دونوں کے جسموں کو بھسم کرکے ایک نہ بنا دے گی۔ یہ ہم ہندو ستریوں کا آدرش ہے۔ اور ہماری دھرم پُستکیں اچھّی ستریوں کو ایسا ہی سکھاین دیتی ہیں۔ ہمارے شاستر کہتے ہیں کہ اگر کوئی ستری اِس طرح پتی ورت دھرم کو پالن کرے۔ تو اُس کے سر میں جتنے بال ہیں۔ اتنے کروڑوں برس اُس کا پتی سورگ بھوگتا ہے۔ اس لئے بھگون! مجھ کو نہ ڈر ہے نہ دُکھ ہے۔ مَیں اپنے پتی کی روز پوجا سیوا کرتی ہوں۔ اور جو لوگ کنگال دُکھی۔ لُولے۔ لنگڑے۔ اور اپاہج ہیں۔ بھگون! مَیں اُن کی دشا پر پریم کے آنسو بہاتی ہوئی جس قدر مجھ سے ہو سکتا ہے۔ اُن کی مدد کرتی ہوں۔ دھرم میں میرا پران رہتا ہے۔ اور دھرم کے پالن کرنے کے سبب سے اچھّی طرح میرے ذہن نشین ہو گیا ہے کہ جو ہو گا وہ اچھّا ہی ہو گا۔"

سِدھارتھ کو اس نیک بخت اور سادہ لوح عورت کی گفتگو سُن کر تعجّب ہوا "بہن! تو پنڈتوں کی پنڈت۔ اور اُدھیاپکوں کی اُدھیاپک ہے۔ تیری سادگی اَوروں کے گیان دھیان سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ تو دھرم پراین ہے۔ دھرم کو خوب سمجھتی ہے۔ اِس سے زیادہ کسی کو اور جاننے کی ضرورت کیا ہے۔ تو اس

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سنسار میں سندر پھول ہے۔ میں آشیرباد دیتا ہوں۔ تُو دودھوں نہا۔ پوتوں پھل اور تیری نیکی کی خوشبو دُنیا کو خوشبودار کرتی رہے۔ اور تیری ذات سے دوسروں کو خیر و برکت نصیب ہو! تجھ کو گیان پراپت ہو! تُو نے میری پُوجا کی ہے۔ مگر میں تیری پُوجا کرتا ہوں۔ تیرا ہردے وشال اور اُونچا ہے۔ تُو مقتبہ ہے! بغیر جانے ہوئے تو گیانی ہے! تجھ میں فاختہ کا پریم ہے۔ اور تیری تقریر اُمید دلاتی ہے کہ انسان کو کبھی مایُوس نہ ہونا چاہیئے۔ اور زندگی کے چکر کا پہیا ہمارے ہاتھ میں ہے! میری معراج مجھے بھی نصیب ہو۔ اور تُو نے چونکہ مجھ کو دیوتا سمجھ رکھا ہے۔ میں پرارتھنا کرتا ہوں کہ تو مجھ کو دُعا دو۔ کہ میری دلی مُراد پُوری ہو"+

سُوجاتا نے کہا "تمہاری منوکامنا سدھ ہو!" اور اُس نے اپنے بچے کا سر مقدس سدھارتھ کے قدموں میں جھکا دیا۔ اور خوشی خوشی اپنے گھر کو واپس گئی +

چوتھا سرگ

مار بدکردار

راہِ حق سے بیگماں کرتے وہ مجھ کو منحرف دِل میرا بہکانے والا اس شیطاں ہو گیا

بُدھ گیا کے قریب ایک عالیشان بڑ کا درخت ہے۔ جس کی قدامت کا کسی کو پتہ نہیں ہے۔ سدھارتھ کھیر کھا لینے اور جسم کے تر و تازہ کر لینے کے بعد اُس درخت کے سایہ کے نیچے گیا +

اور جس وقت وہ وہاں پہنچا۔ زمین کی حالت میں تبدیلی آگئی۔ جس طرف کہ بجلے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شانتی ہی شانتی دکھائی دینے لگی۔ بہتی ہوئی ہوا۔ کھلے ہوئے پھول۔ چلتے ہوئے پانی۔ اُڑتے ہوئے بادل۔ چہچہاتے ہوئے پرند۔ ہلتے ہوئے درختوں کے پتّے۔ سب میں شانتی محیط ہو رہی تھی۔ کویل نے صدا دی "شانتی کا پتہ لگانے والے! تیری شانتی کا وقت آگیا" گلنے والے طوطے نے سُنایا "سنسار کے دُکھوں سے مُکتی دلانے والے! اب تجھ کو مُکتی کا راز مل جائے گا" آسمان کے بادلوں کی اونچائی میں منڈلانے والے پپیہوں نے 'پی پی' کرتے ہوئے "پی کہاں پی کہاں" کی راگنی چھیڑ رکھی تھی۔ خوش الحان مینا۔ آسمانی نغموں کی دُھن میں خوشی کا راگ گا رہے تھے۔ اور ان سب کے دلوں میں شانتی چھائی ہوئی تھی۔ ہوا کے جھونکے آئے۔ اور اُن کے رفتار کی آواز سے اس گیت کے دل بہلانے والے سُر کا اظہار ہوا۔ "دھنیہ۔ دھنیہ۔ دھنیہ۔ دھنیہ۔ دھنیہ پراپکاری + دھنیہ۔ دھنیہ۔ جگت پتا۔ جیون ہتکاری + منگل مے۔ سُکھ دان سب کے تُم جان پران۔ میٹو کلی مل مہان + ہر و بپر بھاری + جیون کے ہیت کاج۔ تیاگ سب راج کاج۔ دارا۔ سُت۔ پریہ سماج۔ آس اب تمھاری" + سدھارتھ کے دل سے خود آواز نکل رہی ہے "کہ وقت آگیا۔ وہ وقت آج ہے۔ اور آج ہی وہ اس گیان کو حاصل کریگا۔ جس سے سب کی بھلائی ہوگی" دل میں خوشی تھی۔ اور اس وجہ سے باہری جگت کے کاروبار بھی اُس دلی خوشی کے سچے عکس نظر آتے تھے +

رات کا وقت آیا۔ سدھارتھ بیر آسن لگا کر بیٹھ گیا۔ مار بدکردار نے دیکھا۔ کہ اُس کے گروہ میں کھلبلی پڑ گئی۔ سب گھبرا گئے "اگر یہ سدھارتھ بُدھ ہوگیا۔ تو پھر یہ دُنیا کو رہائی دیدیگا۔ اور ہمارا کیا کرایا کام دھرے کا دھرا رہ جائے گا" اُس نے اپنی تمام طاقتوں کو اکٹھا کیا۔ اگیان۔ اودیا۔ راگ۔ دویش

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ترشنا - لوبھ - موہ - کرودھ - یہہ سب اُس مار کی فوج کے سپاہی ہیں - اس نے سب کو حکم دیا کہ جاؤ - اور اس شانتی پسند - اور گیان پسند راجکمار پر حملہ کرو وہ یکے بعد دیگرے آئے اور سر توڑ کوشش کی - کہ سدھارتھ کا سچائی کے ساتھ میل نہ ہونے پاوے - طوفان آئے - آندھیاں بہیں - دریاؤں کا پانی کھولنے لگا - بجلی کڑکنے لگی - بادل گرجنے لگے - کالی کالی گھٹائیں منڈلاتی ہوئی آسمان پر چھا گئیں - اور گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو گیا - یہاں تک کہ ہاتھ تک کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا - مار کے بہکانے - لبھانے - اور پھنسانے کے سیکڑوں طریقے ہیں - کبھی اچھے راگ سُنائی دیتے ہیں - کبھی سخت اور کرخت رونگٹے کھڑے کر دینے والی خوفناک آواز آتی ہے - کبھی خوبصورت حسین مہ جبین نازنیں آکر سامنے کھڑی ہو جاتی ہیں - اور کبھی ایسی مہیب نفرتناک شکلیں دکھائی دیتی ہیں - کہ دل میں خوف - کراہیت - اور اضطراب کی حالت پیدا ہوتی ہے کانوں سے جھک کر کوئی کہہ رہا ہے "دنیا کی سلطنت تیری ہے تو راج کیوں نہیں کرتا" کوئی دوست کی صورت میں آکر ہدایت کرتا ہے "اس گیان میں کیا دھرا ہے - جس کے لئے اس قدر تو تکلیف برداشت کر رہا ہے" کوئی کہتا ہے "بے بسی کی زندگی ذلیل ہے - اگر کشتری ہے تو سب پر حکومت کر" - دوسرا کہتا ہے "جس نے سُکھ - سمپت - ستری اور ایشوریہ کا بھوگ نہیں کیا وہ آدمی دو کوڑی کا ہے" یہہ سب آئے - اپنا کام کیا - اور چلے گئے - سدھارتھ نے جو گھنڈ آسن مارا - تو پھر کسی کی طرف اُس کی توجہ نہیں گئی +

تب مار بدکردار کی فوج کے اور سردار آئے - جو گیان دھیان کے جانی اور مہلک دشمن سمجھے جاتے ہیں - سب سے پہلے اناتم واد (آتم واد) کا حملہ شروع ہوا "جو کچھ ہے وہ آتما ہے - آتما اور کچھ نہیں وہ صرف اپنا آپ ہے" تو وہ ہے"

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اسی بات کا سمجھ لینا تیرے لئے کافی ہے۔ اگر دوسرے اندھیرے میں ٹٹول ٹٹول کر چلتے ہیں۔ تو اُن کو ٹٹولنے دے۔ تُو نے تو پتہ پالیا۔ اُٹھ۔ اور اس مزہ کو سمجھ۔ دیوتاؤں کی زندگی بسر کر۔" سدھارتھ دل ہی دل میں مسکرایا "اے آتم واد! تیری سچائی عذاب ہے۔ اور تیرا جھوٹ پاپ ہے۔ جو "اہم" "اہم" کہتے ہوئے رات دن "اہم بھاؤ" کو مضبوط کرتے رہتے ہیں۔ وہ سخت دھوکے ہیں۔" یہ چلا گیا۔ پھر سنشے (شک شبہ) بہکانے آیا۔ "یہ سب کیا ہے۔ یہ فریب ہے۔ سایہ ہے۔ اور ان کا گیان بھی دھوکا ہی ہے۔ یہ گیان مِلا تو کیا اور نہ مِلا تو کیا! گیانی اور اگیانی دونوں ایک جیسے ہیں۔ گیان کی تلاش میں تُو صرف اپنے سایہ ہی کی تلاش کر رہا ہے! اُٹھ۔ جا۔ اوروں پر پھبتیاں اُڑایا کر۔ انسان کی مدد کا خیال کرنا فضول ہے۔ کیسی مدد اور کیسا اُپکار! اس گردش کرنے والے چکر سے کس کو نجات ملتی ہے!" سدھارتھ نے اُس کو سُنا کر کہا "میرے یہاں تیرا کام نہیں ہے۔ مَیں ایسے وہمیہ وسوسے میں نہیں پڑتا۔ تو لطیف مزاج انسان کا سخت اور زہریلا دشمن ہے۔" تب شیل ورت کی آسا آئی۔ جو اصل میں نرک کی دینے والی اور جیوؤں کی حیران کرنے والی ہے۔ "سدھارتھ! تجھ کو کیا سُوجھی ہے۔ کیا تو سد شاستروں کو جھوٹا ثابت کرنے اور دیوتاؤں کو اُن کے سنگھاسن سے اُتارنے آیا ہے! کیا اِن مندروں میں تیری وجہ سے کوئی آنے جانے نہ پائیگا! غور تو کر۔! اسی بہانہ سے جیو خیرات کرتے۔ پروہتوں کو دکشنا دیتے اور پنڈوں کو دان کرتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو کون دان دکشنا دیتا۔ یہ دھرم ہے۔ اور تو دھرم کے ساتھ دشمنی نہ کر۔" سدھارتھ نے اس سے کہا "یہ سب ناشمان ہیں۔ صرف ست ہی ایسی چیز ہے جو ہمیشہ رہتی ہے۔ ہٹ جا۔ مجھ کو دھوکا نہ دے۔ مَیں تیرے رُوپ کو خوب سمجھ گیا ہوں"! اور وہ ہٹ گئی۔ تب کام دیو آیا۔ یہ وہ دُشمن ہے جس کا

نام سُن کر رشی۔ مُنی۔ دیوتا سب خوف سے کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ خوبصورت دلفریب! اس کے چال ڈھال میں جادُو ہے۔ ہنسنا اور مُسکراتے رہنا۔ اس کی فطرت ہے۔ سنسار کے سُکھ کا مالک یہی بہکانے والا کہلاتا ہے۔ وہ آیا۔ اور پھول کے تیر و کمان لیئے ہوئے آم کے درخت پر چڑھ گیا۔ درخت پر اس کے چڑھتے ہی بور آگئے۔ اس نے خواہشوں کے تیر۔ جو زہر سے بُجھائے ہوئے تیروں سے زیادہ مہلک ہوتے ہیں کمان سے جوڑے۔ اور اپنے ساتھ گانے بجانے والے ارباب نشاط کی فوج بھی ساتھ لایا۔ راگ چھیڑ دی۔ بین۔ ستار اور مردنگ بجنے لگے۔ رات بیحس و حرکت ہو کر اُس کی دُھن کو سُننے لگی۔ چاند اور ستارے چُپ چاپ تصویر حیرت بن گئے۔ خوبصورتی۔ خوبصورت خیال۔ عشق۔ محبت۔ پریم۔ عاشق کے ارماں معشوق کے ناز و ادائیں۔ آنکھوں کے جادُو۔ ہونٹوں کی مُسکراہٹ۔ الغرض شرنگار رس کی جتنی خوبیاں ہیں وہ سب ان کا نقشہ اپنے اپنے راگ راگنیوں میں کھینچنے لگے۔ کون شخص ہے جس پر عشق کا بھُوت نہیں چڑھتا۔ یہ عشق صدر درجہ کا دھوکا باز ہے کہیں یہ حقیقت کی شکل دکھاتا ہے۔ کہیں مجاز کا بھیس بدلتا ہے۔ دنیادار اور گیانی سب کو اس نے بھرمار رکھا ہے۔ گانے میں عشق کی طاقت۔ اُس کے مزے۔ اور اُس کے عیش و آرام سب کے بھاو بتائے گئے۔ آدھی رات تک یہ تماشا رہا۔ مگر سدھارتھ ہی ایسا شخص تھا۔ جو پتھر کا بن کر چُپ چاپ وہاں بیٹھا رہا۔ اور ان کے اثر کو اپنے اُوپر نہیں آنے دیا۔ خوبصورت سے خوبصورت عورت آئی "سدھارتھا ایک نظر مجھ کو دیکھ لے۔ مَیں تجھ پر مرتی ہوں۔ عاشق کے ساتھ یہ کج ادائی۔ اور بیرخی مناسب نہیں ہے۔ مَیں جوان ہوں۔ حسین ہوں۔ مُجھ پر رحم کر"۔ مگر اُس کے دل کو اس قسم کی فضول اور بیہودہ باتیں متاثر نہ کر سکیں۔ کام دیو اپنے تیر و کمان کو لیئے ہوئے گھات میں بیٹھا ہے۔ مگر اُس کو ایک بھی کمزور پہلو نہیں مِلتا جس کو وہ اپنے تیر کا نشانہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بنائے انتب ایک حسین نازکبدن عورت یشودھرا کی شکل کی اُس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ گلاب جیسے ہاتھ پاؤں۔ چنبیلی جیسا بدن۔ چیتے کی ایسی کمر۔ بولتے وقت منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ اور روتے وقت آنکھوں سے موتی برستے ہیں۔ اُس نے کہا ”راجکمار! مَیں تیری اردھنگنی ہوں۔ تو روہنی کے کنارے کا راج محل چھوڑ کر یہاں چلا آیا۔ تیری جُدائی میں میری آنکھوں سے خُون برستا ہے۔ سالہا سال ہوئے ہیں۔ مَیں رنج و درد سے شور مچاتی رہتی ہوں۔ سِدّھارتھ! چل۔ گھر لوٹ چل! تیرے بغیر مجھ کو نہ رات کو نیند نہ دن کو چین ہے۔ ارے! تو اس قدر بےدرد کیوں ہے۔ مجھ کو ہاتھ تک نہیں لگاتا۔ اور نہ میرے لبوں پر بوسہ دیتا! کیا میں تیری بیوی نہیں ہوں۔ اور تیرے دل میں میرا پیار نہیں ہے؟“ سِدّھارتھ نے سنجیدگی کے لہجہ میں جواب دیا ”حسین مگر جھوٹا سایہ! تو یشودھرا کا بھیس بنا کر آیا ہے۔ جا۔ پرے ہٹ تیرا مکھیل میری نظروں میں بےمعنی ہے! تو جس خیالی مادہ سے پیدا ہوا ہے پھر اُسی کی طرف واپس چلا جا!“ اور مُشکل سے یہ الفاظ ابھی کہنے والے کی زبان سے برآمد ہوئے تھے۔ کہ اُس جعلی اور بناوٹی صورت کے لبوں سے گہری ”آہ“ نکلی۔ اور جس طرح جلتی ہوئی شمع پگھل کر بُجھ جاتی ہے۔ ویسے ہی وہ چشم زدن میں غائب ہو گئی۔

اب تڑاقے کی آواز ہوئی۔ اور خوفناک پاپ اپنا اپنا ہتھیار لے کر اُس پر جھپٹے۔ کوئی اُن کا کہاں تک ذکر سُنائے۔ پرتیگھا (نفرت) کمر سے زہریلے ناگ لپیٹے ہوئے آئی۔ جو ہر دو جانب مُنہ رکھتے ہوئے خوں چوستے ہیں۔ اور اپنے زہر سے جسم کو مسموم کر جاتے ہیں۔ سانپ لہرائے۔ پھنکار مارا۔ لپلپاتی ہوئی زبان دکھائی اور راجکمار کو لاتابل فتح سمجھ کر وہ چلی گئی تب رُوپ راگ نے کمال دکھانا شروع کیا۔ لذات نفسانی۔ شہرت اور نیک نامی کی چاٹ۔ زندگی کا پیار۔ مرنے کے بعد یادگار۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

قایم رکھنے کی خواہش - اور ہر دلعزیز بننے کا شوق - یہ سب اُس کے سانگ تھے - اُن کے جاتے ہی رُوپ راگ کا مُجری ہوا - رُوپ راگ تو کثیف ہے - اور اُروپ راگ اُسی کی لطیف شکل ہے - ایک تو گیانی اور اگیانی دونوں کو اپنا فریفتہ کر لیتی ہے دوسری صرف گیانیوں کو اپنے تیر کا نشانہ بناتی ہے - مگر ستدھارتھ ان کے کپٹ اور چھل کو جانتا تھا - ان کے بعد آیا آیا - اہنکار (اہم بھاؤ - غرور - خودی) - خود پسندی اس کے مددگار تھے - خیرات کا گھمنڈ - نیک ہونے کا گھمنڈ - دان کرنیکا گھمنڈ - الغرض اس ایک اہنکار کی بے شمار لطیف صورتیں ہوتی ہیں - کبھی کبھی یہ رُوپ والا بن کر آیا - کبھی اُروپ والا بن کر آیا - اور اس کا کچھ بھی نہ کر سکا +

اہنکار کے پیچھے اودّیا پہنچی - جس کے بیٹے بھئے (خوف) لجیا (شرم) ہیں - ان دونوں کی اولاد پاپ کہلاتی ہوئی کثیر التعداد ہے - رات یا تو پہلے ہی سے اندھیری ہو گئی تھی - یا اب اور بھی تاریک ہو گئی - آسمان کی کالی گھٹائیں چھم چھم برسنے لگیں زمین کانپ اُٹھی - آسمان سے ستارے ٹُوٹے - ہوا کے جھونکے - چیخ - شور اور آہ کی صداؤں کے ساتھ ملے ہوئے بہنے لگے - اودّیا کی بے شمار فوج سورگ اور نرک کے خوف اور اُمید کو ساتھ لئے ہوئے دیر تک بڑی نظر سے اُس کو گھورتی رہی - آخر وہ تھک گئی - اور ہار مان کر چلی گئی +

مار اپنی فوج کی مایوسی دیکھ کے اُداس ہو گیا - اُس کی لڑکیوں نے رو رو کر کہا "ہم اس عجیب و غریب راجکمار سے عاجز آ گئیں - اگر اُس میں رغبت ہوتی تو ہم رغبت کے پہلو سے اُس کو چاروں شانے چت کر دیتیں - اور اگر نفرت ہوتی تو نفرت سے اُس کو مار گراتیں - مشکل تو یہ ہے کہ اُس کو نہ ہم سے نفرت ہے اور نہ رغبت ہے - ہم ایسے آدمی پر کون سا ہتھیار چلائیں "؟

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور جب مار ناچار ہوگیا۔ اور اس لاثانی مہامُنی کا چت ڈانواںڈول نہیں ہوُا۔ آسمان سے پھُولوں کی بارش ہوئی۔ اور نظر آنے والی رُوحوں نے آسمانی نغموں کو گا کر سُنایا۔ "جن کا دِل اِس قدر پاک ہو۔ جن میں زبردست قوت ارادی ہو۔ اور جو مار کے مقابلہ میں بالکل بے اثر ہوں۔ صرف اُن کو نِروان کا حق ہے"

پانچواں سرگ

نِروان

دولتِ روشن‌ضمیری نورِ باطن سے مِلی
داغہائے دل سے دِل بزمِ چراغاں ہوگیا

رات کے دو پہر تک کش مکش کی حالت تھی۔ تیسرے پہر سے کچھ دیر پہلے نرک کے دیو! بھاگ گئے۔ چاند پچھم میں غروب ہونے پر آیا۔ اور آہستہ آہستہ ہوا کے جھونکے بہنے لگے۔ آخر میں مار نے پھر گرج کر اُس کو سُنایا۔ "سِدّھارتھ! تو اکیلا میرا کیا مقابلہ کرے گا۔ جس کی تجھ کو خواہش ہے وہ کبھی نہ ملے گی۔ بھرگو۔ انگرا وغیرہ رِشی خود اس مُکتی کی دولت سے محروم رہ گئے۔ کیا تو نہیں دیکھتا۔ سپت رِشی۔ بھردواج۔ جمدگنی۔ اتری وغیرہ آکاش میں اب تک اپنے اپنے منڈلوں میں لٹک رہے ہیں۔ یہ بدھ ہیں۔ مُکت نہیں ہیں۔ تو ایسا کہاں کا طاقت والا بن کر آیا ہے۔ کہ نِروان کے پد کو حاصل کریگا؟" سِدّھارتھ نے جواب دیا۔ "اِن میں سے کسی کے دل میں سورگ کی خواہش تھی۔ کسی کے دل میں نِت اور انِت دونوں کے گیان کا جھمیلا تھا۔ وہ غلطی میں پڑ کر کسی لوک ہی میں جا کر رہنے کو مُکتی جانتے تھے۔ یہ جھگڑے ہی میں ساری عمر پڑے رہے۔ کوئی تتو کو پرم پُرش اور سرو ویاپک مان کر

اس کی یہ حیثیت سِدّھ کرتا رہ گیا۔ اور کسی نے اس کو محدود سمجھا۔ کوئی اس کو اکرتا کتا تھا اور کوئی کرتا سمجھتا تھا۔ جتنے رشی ہیں اُن کی اُتنی ہی رائیں ہیں۔ ان کو تو بدّھ ہونا ہی چاہیئے تھا۔ مگر مجھ میں کوئی خواہش نہیں ہے۔ میں جیووں کو جڑ چیتن۔ جیو۔ ایشور۔ سگن نرگن وغیرہ دونار کے جھگڑوں میں نہ پھنسنے دوں گا۔ اور نہ پھنساؤں گا۔ اور جب وہ خواہش سے آزاد ہو جائیں گے۔ تو پھر اُن کے باندھنے کے لئے تُو کس چیز کی زنجیر بنائے گا؟"

مار یہ سُن کر وہاں سے غائب ہو گیا۔ کشمکش کی حالت اب بالکل ہی کالعدم ہو گئی۔ اور جیسے ناٹک کے پردے یکے بعد دیگرے اُٹھ کر اپنے اندر کے تماشے دکھاتے ہیں ویسے ہی رچنا۔ سنسار۔ اور سنسار کے دُکھ۔ جنم مرن۔ اُن کے سبب اُن کے دُور کرنے کا علاج۔ اور شانتی کی دائمی حالت۔ نروان کے مناظر خیالی۔ ذہنی اور سماہت آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ اور سِدّھارتھ نے بُدّھ اور سمبُدّھ کی روشن ضمیری حاصل کر لی۔ اور اس وقت سے اُس کا نام بُدّھ مشہور ہوا۔ اُس کو خود تینوں زمانہ ماضی۔ حال۔ اور استقبال کے حالات سے واقفیت ہو گئی۔ اور اُس نے اپنی آنکھوں سے اپنے پانچ سو زیادہ جنموں کے حالات اور سوانحات کو بہ آسانی معلوم کر لیا۔ اور اپنی زندگیوں کی گذشتہ تواریخ سے جس کا جاننا بہت مشکل کام ہے واقفیت پیدا کر لی۔ وہ کن کن لوگوں میں پیدا ہوا تھا۔ کن کن شخصیتوں سے اُس کو تعلق تھا۔ کیا کیا کام کس کس خیال اور ارادے سے کیئے گئے تھے۔ یہ سب اُسی طرح بہ آسانی معلوم ہو گئے۔ جیسے آدمی اپنی ہتھیلی پر آملہ کو رکھ لے اور اُس کے تمام پہلوؤں کو ایک نظر سے دیکھ لے۔ اپنے دھرم۔ کرم۔ نیکی۔ بدی۔ پریم پریت وغیرہ سب کو وہ جان گیا۔ اور اُس کے ذہن نشین ہو گیا کہ یہ زندگی یونہی یکبارگی نہیں بنی۔ بلکہ بتدریج مختلف اور متعدد مرحلوں سے گذرتے ہوئے وہ بُدّھ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بنا ہے۔ جو انسان بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ اور اس وجہ سے اس کے کسی جنم کے سُکھ دُکھ محض اس کے پہلے جنموں کے کرموں ہی کے نتیجے ہیں جو جیسا کرتا ہے ویسا بھوگتا ہے۔ دھرم سے جیو سورگ کو پاتا ہے۔ اور ادھرم سے نرک میں پڑتا ہے۔ کبھی وہ نیکی کی مدد سے اُونچے لوکوں میں چڑھ جاتا ہے۔ اور کبھی بدی کرتا ہوا وہ نیچے گر پڑتا ہے۔ ایک بدی سے سینکڑوں بدیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ایک نیکی سے سینکڑوں نیکیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ بدی سے بدی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس بدی کا انجام موت ہے۔ یہ موت اور کچھ نہیں ہے۔ بلکہ زندگیوں کے اعمال کے حساب کتاب کا وقت ہے۔ موت آئی۔ زندگی کا عارضی طور پر خاتمہ ہو گیا۔ اور بُرے بھلے کرموں کے پڑتال کئے جانے کے بعد پھر دوسرے جنم کا دور تسلسل شروع ہوتا ہے اور جیو اسی کال چکر میں بھرمتا رہتا ہے۔ سنسکار۔ کرم کے اثرات۔ خیالات۔ جذبات اور محسوسات یہ سب ضایع کبھی نہیں جاتے۔ بلکہ یہی ایسے سامان ہیں جن سے آیندہ جنموں کے ڈھانچے تیار ہوتے ہیں۔ یہ گیان سدھارتھ کو تیسرے پہر کے پہلے حصّہ میں ہوا *

تیسرے پہر کے درمیانی حصّہ میں سدھارتھ کو ابھجیا (بُدھی گیان) کی پراپتی ہوئی۔ اور رچنا کے لاک لوکانتر سُورج۔ چاند۔ ستارے۔ اور برہمانڈوں کا علم ہوا یہ کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ گُنتھے ہوئے الگ الگ اپنی فردیت اور شخصیت کو قایم رکھتے ہوئے خاص خاص طرح کے فرض ادا کرتے ہیں۔ اور سمندر کی طرح ظاہرا اُن میں کمی بیشی کا امتیاز نہیں ہوتا۔ منڈلوں کی ادھشٹاتا دیوتا ئیں، آدیتیہ وغیرہ کس طرح دوسرے زبردست آدیتیوں (سورجوں) کے ماتحت بن کر اپنے اپنے منڈل اور لوکوں کی سنبھال کرتے ہیں۔ اور کس قانون کے بموجب چاند۔ ستارے کو اپنی اپنی باری پر اپنا دست نگر اور محتاج بنا رکھا ہے۔ عالمِ رویا میں ان تمام اجرام

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سماجی اور اجسام نوری کے روشن نظارے اُس کی خیالی آنکھوں کے سامنے نمودار ہوتے گئے۔ اور اُس کو یُگ یگانتر اور کلپ کلپانتر وغیرہ کا پتہ لگ گیا۔ گنگا کی بوندوں کا گِننا تو آسان ہے۔ مگر رچنا کے دور تسلسل اور اُس کی میعاد کا پتہ لگانا بہت ہی مشکل کیا غیر ممکن ہے۔ اور جس طرح گنگا کی دھار سمندر میں جا کر مل جاتی ہے اور پھر بھاپ بن کر اُوپر چڑھتی اور ہمالیہ میں برس کر گنگا ہو جاتی ہے۔ اُسی طرح اس رچنا میں مِلاپ اور جُدائی ہوتی رہتی ہے۔ ایک ایک نظام شمسی (سورج منڈل) کے اِرد گِرد لاکھوں کروڑوں بلکہ بے شمار قمر اور ستارے سیارے ہیں۔ اور پھر یہ نُورانی کُرّے جن کو ہم سورج کہتے ہیں۔ یہ بھی اَن گنت اور ایک دوسرے کے ماتحت قایم ہیں۔ زندگی کی رفتار کی نبض سب میں متحرک ہے۔ سب شونیہ اوستھا کی تاریکی سے نکل کر روشنی میں آتے ہیں۔ اور موت کے تہوں سے نکل کر زندگی کی صورت میں اپنا ظہور کرتے ہیں۔ کبھی کوئی اچھّا اور اچھّے سے اچھّا ہے۔ اور ایک ایسے بے پرواہ قانون کے تابع ہے۔ جو نہ حکم دیتا ہے نہ منع کرتا ہے۔ وہ اپنے مثال میں آپ ہی ہے۔ دیوتا تک اُس کی کمتر خبر رکھتے ہیں۔ بناتا سنبھالتا بنا کر بگاڑتا یہ اُس کا عمل و شغل ہے۔ ایک قانون ہے جو اپنی چال چلتا رہتا ہے۔ اس کے دھرم کی جو متابعت کرتا ہے۔ اُس کو خوبصورتی۔ سچائی اور مفاد کی صورت نصیب ہوتی ہے۔ اور جو اس کو روکتا ہے۔ اُس کو بُرائی ملتی ہے۔ جو کیڑے مکوڑے اُس کے موافق اپنی چال چلتے رہتے ہیں۔ اور جو عقاب اُس سے ملے ہوئے کام کر رہے ہیں۔ وہ نسبتاً بہتر اور اچھے ہیں۔ شبنم کی بوندیں اور ستارے بہن بھائیوں کی طرح ملے جلے ہوئے اپنے نور اور تازگی کا تماشا دکھاتے

لہ یہ شونیاوستھا ہی حالت ہے۔ جس کی نسبت رگ وید اور اُپنشدوں میں لکھا ہے۔ کہ "تاریکی کو تاریکی نے گھیر رکھا تھا۔ اور اُس کو نہ یہ کہہ سکتے تھے نہ "وہ" وغیرہ وغیرہ +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رہتے ہیں۔ اور ایک عام اور مشترکہ اصول کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں۔ انسان جو دھرم کے راستہ میں چلتا ہے اچھا کرتا ہے۔ اور اس کا مددگار رہتا ہے۔ لیکن جو اُس میں رُکاوٹ کا باعث ہوتا ہے چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ اعلےٰ ہو یا ادنےٰ۔ زندگی میں اُس کو دُکھ سہنا پڑتا ہے۔ اس کا علم درمیانی حصہ میں سِدّھارتھ کو ہوا"

چوتھا حصہ آیا۔ اور اُس کے ساتھ دُکھ کے راز کی ماہیت کا علم ہوا۔ یہی بدی ہے۔ جو اُس قانون کی مخالفت کرتی ہے۔ جیسے سونار کی آگ کو لکڑی کی رطوبت مشتعل نہیں ہونے دیتی۔ ویسے ہی یہ اَدھرم۔ دھرم کے قانون کی سدِراہ ہو جاتا ہے۔ سِدّھارتھ کو دُکھ ستیہ کا گیان ہوا۔ جس کو چار آریہ ستیہ بھی کہتے ہیں۔ دُکھ سایہ کی طرح زندگی کے ساتھ حرکت کرتا رہتا ہے۔ اور اُس وقت تک وہ دُور نہیں ہوتا۔ جب تک زندگی کو اُس کی تمام تبدیلی پذیر حالتوں کے ساتھ دُور نہ کر دیا جائے۔ یہ تبدیلیاں اور کچھ نہیں ہیں۔ پیدا ہونا۔ بڑھنا۔ بُوڑھا ہونا۔ نفرت۔ رغبت۔ خوشی۔ رنج۔ ہونا۔ اور کرتا۔ اِن ہی کو تبدیلی کہا جاتا ہے۔ جو اِن رنج دینے والی خوشیوں۔ اور خوشی دینے والے رنج کو ترک نہیں کر دیتے۔ وہ اگیان کے جال کی سمجھ سے خالی ہوتے ہیں۔ لیکن جو اَوِدّیا کے رُوپ کو جان لیتا ہے۔ وہ اِنکے دھوکے میں نہیں آتا۔ اُس میں زندگی کا پیار نہیں ہوتا۔ اور وہ اِن سے نجات پا جاتا ہے۔ ایسے شخص کی آنکھیں کُھلی ہوتی ہیں۔ وہ صاف طور پر دیکھتا ہے۔ کہ اَوِدّیا سے سنسکار پیدا ہوتے ہیں۔ سنسکار ہونے سے وِگیان پیدا ہوتا ہے۔ وِگیان سے نام رُوپ کی پیدائش ہے۔ نام رُوپ کی پیدائش سے شٹائے تن (چھ اندریاں یعنی پانچ گیان اندریاں اور چھٹا من) پیدا ہوتے ہیں۔ شٹائے تن سے سپرش پیدا ہوتا ہے۔ سپرش سے ویدنا پیدا ہوتی ہے۔ ویدنا کے ہونے سے

ترشنا پیدا ہوتی ہے۔ ترشنا کے ہونے سے اُپادان پیدا ہوتا ہے۔ اُپادان سے بھو اور بھو سے جاتی پیدا ہوتی ہے۔ اسی جاتی کو جنم کہتے ہیں۔ اور جنم کے ہونے سے جرا۔ مرن۔ شوک۔ پریدیو۔ دکھ۔ دورمنسیہ۔ اُپایے۔ آشا وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا مجموعی نام دُکھ سموداے ہے۔ اور جب یہہ سب مٹ جاتے ہیں تب اُسی حالت کا نام مُکتی ہے +

دکھوں کے سموداے نرودھ اس طرح ہوتا ہے۔ اَوِدیا کے دور ہونے سے سنسکار کا نرودھ۔ سنسکار کے نرودھ سے وگیان کا نرودھ۔ وگیان کے نرودھ سے نام رُوپ کا نرودھ۔ نام روپ کے نرودھ سے شٹاے تن (پانچ اندریاں اور من) کا نرودھ۔ شٹاے تن کے نرودھ سے سپرش کا نرودھ۔ اور سپرش کے نرودھ سے ویدنا کا نرودھ۔ ویدنا کے نرودھ سے ترشنا کا نرودھ۔ اور ترشنا کے نرودھ سے اُپادان کا نرودھ۔ اُپادان کے نرودھ سے بھو کا نرودھ۔ اور بھو کے نرودھ سے جاتی یعنی جنم کا نرودھ ہو جاتا ہے۔ اور جنم کے نرودھ سے بُڑھاپا۔ موت۔ شوک۔ پریدیو۔ دُکھ۔ درمنسیہ۔ اُپایے اور آشا وغیرہ کا نرودھ ہو جاتا ہے۔ یہہ بارہ ندانوں کا بارہ قسم کا نرودھ ہے۔ اور دُکھ سے نجات پانے کی یہی تدبیر ہے"

"اندریوں کا جیون دھار کھدائی ہے۔ ترشنا ان اندریوں کو حرکت دیتی رہتی ہے۔ اور اُس کی سطح پرستی۔ شہرت۔ خوشی۔ حوصلہ۔ دولت۔ غذا۔ لباس۔ گھر۔ قدامت کا غرور۔ عیش کا خیال۔ لڑائی۔ جھگڑے۔ پاپ۔ سب ہی کی پیدائش ہوتی رہتی ہے۔ اور اہم بھاؤ کے آتے ہی زندگی کا پیار ہو جاتا ہے۔ ترشنا کو دل سے نکالدو اور اُس کی آسودگی کا خیال ترک کر دو۔ من بچن۔ کرم سے اس ترشنا کی جڑ کو اکھیڑ کر پھینک دو۔ جب کرم نہ رہیں گے۔ تو پھر دُکھوں کا جال نہ بنے پاویگا۔ جو اس طرح سوچتا سمجھتا اور کرتا ہے۔ اُس کے لئے سنسار نہیں رہتا۔ وہ پوتر ہو جاتا ہے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور پھر اُس کو شریر کی ضرورت نہیں رہتی - اور مارگ پر چلتا ہوا وہ سنسار کے ساگر سے پار ہو جاتا ہے - اور اُس کو پھر اس کا دھوکا نہیں ہوتا"

"سکندھ اور اپادان اُسے نہیں بھرماتے - وہ خوفناک - نفرتناک اور غیر تناک نیند سے بیدار ہو جاتا ہے - وہ راجاؤں مہاراجاؤں کا راجہ اور دیوتاؤں سے بھی زیادہ بزرگ سمجھا جاتا ہے - اُس میں پھر زندگی کا اہم بھاو (انانیت) نہیں ہوتی - ایک ایسی دائمی خوشی - دائمی شانتی اور دائمی گیان کی حالت ملتی ہے جس کا نہ نام ہے نہ روپ ہے - نہ رنگ ہے نہ دیکھا ہے - وہ پاپ سے آزاد ہے اور بے چینی کا اس میں نام و نشان تک نہیں ہے - اسی کو نروان کہتے ہیں - اور یہی پرم پد ہے اور بُدھ کے درجے پر پہنچے ہوئے لوگ اس کے ادھکاری ہوتے ہیں"

چھٹا سرگ

نروان کی خوشی

تھا اندھیرا دل کا نورِ حق بہ شکلِ مختلف
پہلے جو ظلمات تھا اب آبِ حیواں ہو گیا

صبح صادق کا ظہور ہے - تختۂ عالم ضیائے شمس سے نوراً علیٰ نور ہے - روشن سورج اسی طرح نظر آتا ہے گویا سورج بنس کا شمسی علم پورب کی سمت پر آن بان کے ساتھ پھرا رہا ہے - سدھارتھ سورج بنسی کشتری اکشواکو نسل کا سرتاج تھا - اور اس شاہی خاندان کے جھنڈوں میں سورج دیوتا کی مورتی بنی رہتی ہے -

تاریکی گئی - روشنی آئی - اور یہ روشنی سدھارتھ کی لاثانی فتح کا اعلان کرتی ہوئی آئی - اب دھرم راج نے دھرم کے سنگھاسن پر جلوس فرما ہو کر قدیم رواج کے موافق

اپنا نام اور اپنا خطاب بُدھ رکھا۔ قاعدہ کی بات ہے۔ جب راجہ تختِ شاہی پر جلوہ افروز
ہوتا ہے تب اُس کا پہلا نام بھلا دیا جاتا ہے۔ اور نئے نام سے اُس کا سکہ چلتا ہے
اس لئے اب وہ سدھارتھ نہیں رہا۔ بلکہ بُدھ ہو گیا۔ اور ہم بھی اب اپنی تحریر میں
اُس کو بُدھ جی کے نام سے ملقب کریں گے۔ اُس نے مار پر عظیم الشان فتح حاصل کی۔
غارت گر اودیا کے فوج کو تاخت و تاراج کر دیا۔ یہ فتح شری رام چند آنند کند کی لنکا
کی فتح سے کہیں زیادہ شاندار کہی جا سکتی ہے۔ رگھو کے چکرورتی راج کا اس کی
سلطنت سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے یا ان دونوں بزرگوں کی سلطنتیں اور طرح کی تھیں
اس کا راج لوک لوکانتر اور دیس دیسانتر میں پھیل گیا۔ چاہے کوئی شخص کسی ملک۔ کسی
لوک۔ اور کسی آسمانی کُرہ میں رہتا ہو۔ لیکن اگر اُس کو بُدھی سے پیار ہے۔ اگر وہ
نروان کا خواہشمند۔ متلاشی اور مستحق ہے۔ اور چاہے وہ اپنے کو کسی ملک۔ نام یا
گروہ سے مخصوص اور منسوب کرے۔ اور چاہے اُس کو بُدھ کا پتہ ہو یا نہ ہو۔ وہ بُدھ
کا شاگرد۔ بُدھ کا پیروکار اور بُدھ کی اولاد ہے۔ اس سلطنت کی وسعت کی انتہا اور
حد کوئی کیا بتا سکتا ہے!

خوشی! خوشی!! خوشی!!! تمام کائنات سچے بادشاہ کی سچی فتح پر دل سے
خوش ہے۔ صبح کی ہوا کے جھونکے نفیری بجا رہے ہیں۔ درختوں کے پتے ایک دوسرے
سے ٹکرا کر جھانجھ کی صدا سنا رہے ہیں۔ پھول رنگ برنگ کی پوشاک پہنکر درختوں
کی شاخوں کی چوٹیوں پر چڑھے ہوئے اپنے لبوں سے خوشی کی آواز کا اظہار کر رہے
ہیں۔ کوئل کو کو کرتی ہے۔ کبھی کبھی پپیہا نے پی کہاں پی کہاں؟ کی دُھن سے آسمان
کو گونج رکھا ہے۔ وہ گویا پوچھ رہے ہیں کہ رُوحانی دُنیا کا تاجدار کہاں ہے؟ اور
دوسرے پپیہے اُسی لہجہ اور اُسی دُھن میں "پی یہاں پی یہاں" کہتے ہوئے اُس کے
بودھی برکش کے نیچے آسن جما کر بیٹھنے کی خبر دے رہے ہیں۔ آسمان نے شبنم کی

بوندوں سے بھری ہری گھاس پر چھڑکاؤ گیا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے گویا اُس نے نئے بادشاہ کی تخت نشینی کی خوشی میں موتی نچھاور کئے ہیں۔ پرند چہچہا رہے ہیں۔ سرو نہروں کے کنارے فوجی پہرہ داروں کی طرح چُپ چاپ کھڑے ہیں۔ تارے کپتے جھومتے ہوئے سلامی دے رہے ہیں۔ اور سب بیدار ہو ہو کر اس عالمگیر خوشی کا جشن منا رہے ہیں۔ زمینی مخلوق کا پاؤں زمین پر نہیں پڑتا۔ دیوتا آسمان پر پر پھڑپھڑاتے ہوئے دھرم راج کی بلائیں لے رہے ہیں۔ یہ خوشی صرف بدھ گیا ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ کپل وستو میں سدھارتھ کے پلنگ کے پاس بیٹھی ہوئی اُس ہیں خاص طرح کی زندگی کی علامتیں محسوس کرتی ہے۔ اور در و دیوار۔ جنگل کہسار۔ میدان گلزار ہر جگہ سے آواز آتی ہے۔ سدھارتھ نے اپنا ارتھ سدھ کر لیا۔ اور وہ بدھ ہو گیا۔ سب حیران اور متعجب ہیں "یہ کیا ہو رہا ہے! اس غیر معمولی خوشی کا باعث کیا ہے؟" کسی کی زبان اس سوال کا جواب نہیں دیتی۔ بلکہ عملاً یہ تماشا دیکھنے میں آ رہا ہے حیوان۔ انسان۔ اپنے دشمنوں کو بھول کر سب محبت کے ساتھ مل رہے ہیں +

وہ دُکھ اور رنج۔ اور وہ دل کا اضطراب و عذاب کا خیال جو سدھارتھ کی زندگی کو تلخ کر رہا تھا۔ بدھ ہونے پر جاتا رہا۔ زمینی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ گیان کے ساکشاتکار ہوتے ہی کام کرودھ۔ لوبھ۔ موہ بھاگ گئے۔ اسی حالت کو نروان کہتے ہیں۔ اور ہمارے شاستروں نے اس کو جیون مُکت دشا کا خطاب دے رکھا ہے۔ شریر ہے۔ مگر وہ شریر اب اور طرح کا ہو گیا ہے۔ زندگی ہے۔ مگر اب وہ زندگی کچھ اور ہی نام یاد کئے جانے کی مستحق ہے۔ جس طرح کمہار اپنے چکر کو گردش دے کر برتن بھانڈے بنا لیتا ہے۔ اور گردش کے سنسکار کی وجہ سے چکر پھر بھی کچھ دیر تک گھومتا رہتا ہے۔ ویسے ہی اس شریر سے نروان کا پد تو پراپت کر لیا گیا۔ تمام کرم دگدھ ہو گئے۔ اور اُن میں جنم مرن کے پھل دینے کی طاقت نہیں رہی۔ مگر پہلے سنسکاروں کی وجہ سے شریر ابھی تک متحرک

ہے۔ اور سنسار کا کام کر رہا ہے۔ یہہ حالت نِروان حاصل ہونے پر بھی رہتی ہے اور بدّھ بھی اسی طرح شانتی کے ساتھ اُس بڑ کے درخت کے تلے آسن مار کر بیٹھا ہوا ہے۔ جو مابعد زمانہ میں بودھی دُرم کے نام سے مشہور ہوا۔ اور جس کی نسبت یہہ بات مشہور ہے۔ کہ وہ کبھی خُشک نہیں ہوتا۔ اور کُرہ ارض کے رہنے والے اپنے نجات دہندہ کی تعظیم اور بھگتی کے خیال سے بدّھ گیا میں آکر اُس کی پرکرما کرتے ہیں +

ساتواں سرگ

نِروان کے بعد سات ہفتے

جب کنارے پر لگی کشتی تمنّا کی مری
مِٹ گئے لہروں کے خطرے دُور طوفاں ہوگیا

نِروان حاصل کرنے کے بعد بدّھ نے پہلا ہفتہ اُسی بودھی برکش (بڑ کے درخت) کے نیچے گذارا۔ شانتی کی حالت میں بھُوک پیاس کی کس کو پرواہ ہوتی ہے! یہہ ایک مہا آنند کی اوستھا ہے۔ جس کا بیان زبان سے نہیں کیا جا سکتا۔ اور دل کو بھی اُس کے خیالی نقشہ کے کھینچنے میں ناکامیابی اور ناکامی ہوتی ہے۔ اس کا سمجھنا ہی سخت مشکل ہے۔ نادان نِروان کو معدومیت اور فنا کے معنی میں تاویل کرتے ہیں اور اُس کو ہستی کا خاتمہ سمجھتے ہیں۔ مُکتی اِن ان سمجھوں کے خیال میں پتھر جیسی بیجسی کی حالت ہے۔ اور اس وجہ سے جب تک کہ اس کا خود کسی کو انبھو نہ ہو۔ کوئی کیا بتائے اور کس کو بتائے۔ اور کس طرح بتائے؟ نِروان شریر کے رہتے ہوئے بھی پراپت ہوتا ہے۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار کے زایل ہونے کو نِروان کہتے ہیں۔

ستمبر سنہ ۱۹۱۷ء

اس کی دو صُورتیں اوپر بتادی گئی ہیں +

دوسرا ہفتہ دھیان میں گذرا۔ تیسرے ہفتہ میں دل رُوحانی جذبات کی خوشی سے معمور ہوگیا تھا۔ اور وہ اُسی پاک اور مقدس درخت کے سایہ میں چہل قدمی کرتے رہے۔ چوتھا ہفتہ دھرم کے معاملات پر غور کرنے میں بسر کیا۔ پانچواں مچلند۔ ڈہل کے درخت کے تلے گذارا۔ جو بودھی دُرم کے قریب تھا۔ چھٹا ہفتہ اجپالہ کے نیگرودھ درخت کے نیچے بسر ہوُا۔ اور اس میں بدھ نِروان کے آنند میں محو تھے۔ ساتویں ہفتے وہ تاڑ کے درختوں کے کُنج میں بیٹھے ہوئے استغراق اور سمادھی میں رہتے تھے۔ آج کل کے آدمیوں کی سمجھ میں اس عرصہ تک بھوک پیاس سہار رہنا غیر ممکن ہے۔ مگر اُن کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بھوک پیاس کا تعلق شریر یا اندریوں کے سبب سے ہے۔ من اگر رُوحانیت کے اندرونی طبقہ میں نشست کرے۔ تو پھر اُس کو جسم کے سفلی جذبات اور حواس کی خواہشات سے آزادی رہتی ہے +

سات ہفتوں کے گذرنے پر وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔ کہ تاپس[1] اور بھلک سوداگروں پر نظر گئی جو تجارت کا مال لئے ہوئے اُس طرف سے گذر رہے تھے۔ بدھ اُس وقت یہ گاتھا خوش الحانی سے گا رہے تھے:۔

انیک جاتی سنسارم	سندھیا وِنّس انی لبسم
گہہ کارکن دے سنتو	دُکھ جاتی پُنّم پُنّم
گہہ کارکا وِتُوسی	پُن گیہم نکاہسی
سبھاتے بھاسوکھا بھگّا	گہہ کوتانگم وِسنم کھتّم

[1] کسی کسی کتاب میں تاپس کا نام تریّی پُش لکھا ہوُا ہے۔ اور ان دونوں کو ہستا پور کا سوداگر بتایا گیا ہے +

دِسنگھار	گتھم	چیتھم	جنہا نانگ کھیام چھگا

(پالی زبان کا شلوک)

ترجمہ۔ "میں زندگی کے کئی گھروں میں پابزنجیر رہکر ہمیشہ اس کی تلاش میں رہا۔ جس نے اندریوں کے قید خانوں میں پھنسا رکھا ہے۔ اور جو دُکھدائی ہے میری کشمکش سخت تھی" +

"لیکن اب اے قید کے تعمیر کرنے والے! میں تجھ کو جانتا ہوں۔ تو اب دُکھ کی ان (چار) دیواریوں کو نہ بنا سکیگا۔ نہ دھوکے کے چھت کے درخت کو لگا سکیگا اور نہ مٹی کے تازہ روڑے رکھ سکیگا۔ تیرا گھر ٹوٹ گیا۔ دھنی (شہتیر) شکست ہو گئی کیونکہ دھوکے ہی نے اس کو بنا رکھا تھا۔ میں اب آزاد ہو کر اس سے سلامتی کے ساتھ گذر جاؤں گا" +

بنیوں نے بدھ کو دیکھا۔ وہ جنگل میں منگل کے روپ پہنے ہوئے براجمان تھے صورت سے نور برس رہا تھا۔ دونوں ہاتھوں میں پکوان وغیرہ لئے ہوئے آئے "بھگون! ہم تاپس اور بھلک اُڑیسہ دیس کے بنئے ہیں۔ اپنے دیس سے مال بھر کر اس طرف لا رہے تھے۔ ہماری گاڑی کے پہیے ریت میں دھنس گئے۔ اُس کے نکلوانے کی کوشش میں تھے۔ کہ آپ کا روپ دکھائی دیا۔ اور آپ کی مہربانی سے پہیے بھی ریت سے نکل آئے۔ ہم آپ کے چرنوں میں بھینٹ چڑھانے آئے ہیں۔ آپ اس کو قبول کیجئے" +

بدھ نے اُن کے پکوان کو منظور کیا۔ اور بدھ ہونے کے بعد یہ اُن کی پہلی غذا تھی۔ اور پھر اُن کو آریہ دھرم کا گیان مارگ سکھایا۔ اور نروان کا راستہ دکھایا۔ یہ دونوں بدھ کے سب سے پہلے شاگرد تھے +

بنئے تو شہر کو چلے گئے۔ یہ پھر اپنے دھیان میں محو ہوئے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۵) - دھرم چکر پرورتن کانڈ

پہلا سرگ

برہما کی درخواست

نفرت و رغبت کے جھگڑے تھے تو شیطاں تھا چھپا
اِنکے جاتے ہی وہ ہم پہلوئے رحماں ہو گیا

شانتی کی زندگی واقعی قابل رشک ہے۔ اس سے بہتر دنیا میں اور کیا دولت ہو سکتی ہے۔ جس کے دل میں کوئی خواہش نہ ہو۔ اور جس نے ہر قسم کے حرص اور ہوس کو دل سے نکال دیا ہو۔ وہ قید و بند کی حالت سے بہت اونچے چڑھ آیا ہے اُس کے واسطے موت کا ڈر بے معنی ہے۔ کیونکہ موت کا خوف تو اُن کو ہوتا ہے۔ جن کو زندگی کا پیار ہے۔ ایسے شخص کے لئے آل نہ اولاد۔ زر نہ دولت اور عزت حُرمت کا جادو بے اثر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس کو خواہش ہی نہیں ہے۔ وہ ان میں سے کسی کے ساتھ کیا تعلق پیدا کرے گا۔ اور کیوں پیدا کرے گا "چاہ مٹی۔ چنتا گئی منوا بے پرواہ + جا کو کچھو نہ چاہیے۔ سوئی شاہنشاہ۔" (کبیر صاحب) زمین اور آسمان لوک اور لوکانتر میں اُس کا کوئی ثانی نہیں رہا۔ وہ اندر دیوتا کو تخت راجہ سے بھی بروڑ دل درجہ فضل ہے۔ کیونکہ اُس کو اپنے آسمانی بادشاہت کے قایم رکھنے کی فکر ہے۔ وہ برہما۔ وشنو۔ اور مہیش سے بھی زیادہ قابل تعظیم ہے۔ کیونکہ یہ کسی نہ کسی فرائض کے زنجیر سے بندھے ہوئے ہیں۔ اس کے واسطے اب کوئی بندش کسی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

قسم کی کمی اور کسی طرح کی احتیاج نہیں رہی - وہ سب سے اعلےٰ ہے ٭

بُدھ نروان حاصل کرنے اور بھگوان اور تریہوتش کے اپدیشا دینے کے بعد پھر سمادھی میں مُستغرق اور محو ہو گئے - اور چونکہ انھوں نے جیوں کے اُدھار کرنے کا ورت دھارن کر کے اس درجہ کو حاصل کیا تھا - اُس خیال کا سنسکار بجلی کے کوندھے کی طرح آناً فاناً میں دل میں گذرا - اور وہ اُس کے زیر اثر آ کر سوچنے لگے "بےخواہشی ہی نروان ہے - خواہش ہی میں حسد - غرور اور بدی کی جڑ ہے - جب چاہ مٹ گئی تو پھر بہشت کی اُمید اور دوزخ کے خوف کا جھگڑا بھی جاتا رہا - اب کیا رہا! آنند آنند ہی ہے - آنند کی ہستی ہے - اس سے زیادہ اور کچھ اُس کو نہیں کہا جا سکتا - جس ست کے جان لینے سے سب کچھ جانا جا سکتا ہے - جس کی شکل شانتی ہے - اور جس کی سمجھ انسان میں مشکل سے آتی ہے - وہ میرے حصّہ میں آ گئی - میں اب آنند کا روپ ہوں - مگر یہ آنند اِندریوں کا سُکھ یا مَن کا وِشے بھوگ نہیں ہے - جہاں اِندریوں اور مَن کا تعلق ہوتا ہے وہاں اس کی سمجھ بھی نہیں آتی - آدمی بُری طرح سے عزت - دولت اور انسانیت کے دائرہ کے اندر قید ہیں - اس مدوّر اور گول جیلخانہ سے باہر نکلنے کی اُن کو کوئی راہ بھی نہیں نظر آتی - کیونکہ اُن کے دل میں اس سے الگ ہونے کی تمنّا ہی نہیں ہے - اور اس وجہ سے وہ اس "ست" کو نہ سمجھ سکیں گے - میں اگر تعلیم بھی دوں تو کس کو دوں! کوئی بھی ایسا مخلوق نہیں ہے جس میں "ابھی نویش" اور "آتما" کا پیار نہ ہو - سب "آتما" کو مفرد اور اکیلی شخصیت سمجھ کر اُسی کے آسودہ کرنے کی فکر میں پریشان ہیں - اِن کے دل سے اگر "آتما" کا وہم نکلے - تب یہ "ست" کو سمجھیں - مگر نہ یہ ہوتا ہے - اور نہ اُن کی "ست" کے ساتھ قربت ہوتی ہے - میں جب "نروان" کا وعظ سناؤں گا - تو وہ اس پرم پد کو نیستی اور معدومیت خیال کریں گے - اور جب میں کہوں گا - کہ یہ مہا آنند کی اوستھا ہے

ستمبر ۱۹۱۷ء

تو وہ یا تو اُس کو اِندریوں کا بھوگ یا زیادہ سے زیادہ سورگ کا سُکھ سمجھیں گے حیاتِ ابدی۔ اصلی زندگی۔ لافانیت اور بقا کی مُراد کو ان کے ذہن نشین کرانا سخت مُشکل ہے۔ ان کی نظر محدودیت کو چھوڑ کر محیط کل اصول کی طرف نہ جائیگی خواہش کے قیدی۔ نفرت کے غلام۔ اور حسد اور بغض کے محکوم کے لیئے اصلیت اور حقیقت رازِ سربستہ ہے۔ اور نِروان کا مسئلہ سِرِّ مخفی ہے۔ اگر آنکھوں کے لیئے دِل کا آسمان وسوسات اور خدشات کے بادلوں سے گھرا ہوا ہے۔ تو وہ اُس منور اور لا یزال سورج کی روشنی کو کہاں دیکھ سکتے ہیں۔ جو سب ہے اور سب میں ہے۔ میں نے بُدّھ ہونے کی کوشش صرف جیوں کے کلیان کے لیئے کی تھی لیکن جب یہ اُن کی سمجھ سے باہر ہے۔ تو پھر اس کے اعلان کرنے اور اس کے سُنانے سے فائدہ ہی کیا ہوگا! مُمکن ہے۔ میں اُن کو سُناؤں۔ وہ نہ سمجھیں اور پھر مُجھ کو تکلیف ہو"+

جس وقت یہ خیال بھگوان کے دل میں آیا۔ مار[1] بدکردار اُسی وقت آکر موجود ہو گیا "بھگوان! آپ نے بڑی محنت اور مشقت سے اس دھرم کو حاصل کیا ہے اس کے پرچار کی ضرورت ہی کیا ہے! خلقت حرص ہوس اور نفسانیت کے دام میں بُری طرح پھنسی ہوئی ہے۔ وہ آپ کے کلام کو نہ سمجھ سکیگی۔ اس واسطے آپ شانتی کے ساتھ بیٹھ کر نِروان کا آنند حاصل کیجیئے۔ اور اس دردِ سری نہ خرید کیجیئے" +

---

[1] ناظرین یاد رکھیں۔ مار اور برہما یہ دونوں من ہی کے رُوپ ہیں۔ مار تو پس و پیش وسوسات اور تاریکی کی ورتی ہے۔ اور برہما ثابت قدمی۔ سچائی اور روشنی کی ورتی ہے۔ پارسیوں نے ہندو برادروں سے یہ الفاظ لے کر اہرمزدا اور اہرمن بنالیئے۔ اور پارسیوں کی تقلید میں وہی دونوں لفظ غیر آریہ طریق والے یہودیوں کے رحمان اور شیطان ہو گئے +

ابھی بھگون مار کی باتوں کو سن ہی رہے تھے۔ کہ سہم پتی برہما۔ اپنے برہمہ لوک سے اُتر آئے۔ اور بہکانے والے کی تقریر کو بے اثر کرنے کی نیت سے بولے "بھگون! اُٹھو۔ نروان کا دروازہ کھول دو۔ اُٹھو۔ کیونکہ سنسار دُکھ میں پھنسا ہے۔ اُٹھو۔ چلو۔ اور دھرم کا اُپدیش دو۔ اگر آپ دھرم کا پرچار نہ کرو گے۔ تو پھر اور کون کرے گا۔ اُن پر ترس کھاؤ۔ رحم کرو۔ وہ مایوس ہو رہے ہیں۔ اُن کی آس بندھاؤ۔ ڈھارس دو۔ یہ کبھی نہ سوچو۔ کہ سب کے سب ایک جیسے ہیں۔ پانچوں اُنگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ ایسے بھی پرانی ہیں۔ جن کی آنکھیں چمگاڈر کی طرح اندھی نہیں ہیں وہ روشنی کی تاب لا سکیں گی۔ اور اُس کی زیارت کر سکیں گی۔ ہاں۔ اگر ان کو تعلیم نہ دی گئی۔ تو پھر وہ نجات کیسے پا سکیں گی۔ یہ اُپدیش اور سکشا کے مستحق ہیں اور نروان کے ادھکاری بنیں گے" +

دیا بھاو۔ رحم کرم۔ اور ہمدردی و محبت کا دریا بدھ کے دل میں اُمڈنے لگا اُنھوں نے اپنی روشن ضمیری کی آنکھ (دِبّیہ چکشو) سے دُنیا کے آدمیوں کو دیکھا۔ بعض تو بُری طرح سنسار کے قید و بند میں جکڑے ہوئے نظر آئے۔ مگر ان کے ساتھ ہی ایسے آدمی بھی موجود تھے۔ جو تنگدلی۔ تنگ خیالی۔ اور ہٹ دھرمی کے امراض سے پاک تھے۔ اور حقیقت کی سمجھ رکھنے والے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر اُن کا چہرہ کمل کے پھول کی طرح کھل گیا۔ اور زبان سے یہ لفظ برآمد ہوئے "جن کے کان روحانی ہیں وہ روحانی نغمے سُنیں گے۔ جن کی روحانی آنکھیں ہیں۔ وہ روحانی نظارے دیکھیں گے۔ اور جن کے دل میں روحانیت ہے وہ روحانی خوشی کی وراثت پائیں گے" +

برہما نے یہ باتیں سُنیں سو سمجھ گئے۔ کہ بھگوان نے اُپدیش دینے کی دِرڑھ پرتگیا کر لی اور نمسکار کر کے وہ اپنے دھام 'برہمہ لوک' کو چلے گئے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بُدھ نے پھر غور کیا "سب سے پہلے میں کس کو چلکہ تلقین کروں - میرے پہلے گورو رُدرک اور ارادا اِس تعلیم کے قابل اور مستحق ہیں - کیونکہ اُن کی عقل صاف اور پاک ہوگئی ہے" مگر جب استغراق میں محو ہو کر اُن کے آشرم کی طرف نگاہ کیا تو اُس کو ویران پایا - دونوں بزرگ پہلے سے مر چکے تھے - اور اُن کے کثیر التعداد شاگرد اس قابل نہیں تھے - کہ وہ اس نئی اور سب سے قدیم تعلیم کو قبول کر سکتے - تب بھگوان نے اپنے پانچ ساتھی اور شاگردوں کا دھیان کیا جو آوروِلوِیں نیرنجنا ندی کے کنارے اُن کے ساتھ تپ کرتے تھے - یہ کاشی کے پاک ستھان اِسی پٹن میں کسی آشرم میں نظر آئے - اور گو اُن کا سلوک قابل اعتراض ضرور تھا - اور عین مدد اور ہمدردی کی ضرورت کے وقت وہ بدھ کو مصیبت کی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے تھے - مگر بھگوان کو اس قسم کے ذاتی خیال سے کیا تعلق تھا - اُن کو تو صرف اتنا ہی دیکھنا تھا - کہ آیا وہ دھرم کے ادھکاری ہیں یا نہیں - اور جب ذہن نشین ہو گیا - کہ اُن میں اس کے سمجھنے کی قابلیت موجود ہے تو اُنھوں نے سب سے پہلے ان ہی کو تعلیم دینے کی دل میں ٹھان لی - اور کاشی چل کر ادھرم چکر کے پرورتن کرنے (گردش دینے) کا ارادہ کر لیا +

دوسرا سرگ

اُپک کی بے التفاتی

دل کے کاشانہ کو خالی تم نہ کہنا بھول کر
اب خیال روئے جاناں اُس کا مہماں ہو گیا

دھرم کے چکر کے گردش نہ دینے کا خیال بھگوان بدھ کے دل میں جذبۂ تحریک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کرنے کے لئے کافی تھا۔ وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُسی وضع قطع سے کاشی کی طرف روانہ ہوئے +

کاشی قدیم زمانہ سے دھرم کا پاک ستھان سمجھا جاتا ہے۔ پہلے زمانہ میں بھی دھرم کے اُپدیش دینے والے اکثر اپنے کام کی ابتدا اسی جگہہ سے کرتے تھے۔ اور مختلف مقامات جس طرح تجارت۔ ہنر اور فن کے مرکز بنے ہوئے خاص خاص کام اور شغل کے لئے مخصوص اور مشہور ہیں۔ ویسے ہی بنارس کو دھرم کی خصوصیت کا امتیاز ہے۔ اور آریہ دھرم کی تمام شاخوں کے علمی اور عملی فلسفہ کے ماہر اب تک وہاں موجود ہیں۔ وہ سنیاسیوں اور تپسیوں کا خاص مقام کہلاتا ہے۔ اور اُس جگہ اُپدیش دینے سے خود بخود خیالات کی اشاعت اور تشہیر کا استفادہ ہوجاتا ہے +

جب بھگوان راہ میں تھے۔ اُن کو جین مارگ کے آجیوک پنتھ کا ایک براہمن ملا۔ جس کا نام اُپاک تھا۔ اور غالباً پہلے سے اُن کا واقف کار تھا۔ بُدھ کی پیشانی کو جلال کے نور سے روشن دیکھ کر اُس نے سوال کیا "کیسے تعجب اور حیرت کی بات ہے۔ کہ تمہاری آنکھیں جلال کے نور سے پُرنور۔ تمہاری پیشانی خاص قسم کے تیج سے چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور تمہارا دل خود کسی بڑے پاک خوشی سے معمور ہو رہا ہے" بُدھ نے جواب دیا "اس میں تعجب کی کون سی بات ہے میں نے اِسی زندگی ہی میں نروان حاصل کر لیا ہے۔ مجھ میں نہ نفسانیت ہے نہ انانیت۔ میرا دل ہر قسم کی خواہشوں سے پاک اور صاف ہو گیا ہے۔ اور "ست" "حقیقت" اور سچائی نے اُس کو اپنا مسکن بنا لیا ہے۔ میں اب نروان کی حالت میں ہوں اگر تم کو مجھ میں کسی خاص قسم کے آثار نظر آ رہے ہیں تو تعجب نہ کرو۔ میں اب بنارس جا رہا ہوں۔ اور وہاں دھرم چکر کا پرورتن کروں گا۔ اور سب کو اُپدیش دوں گا۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تاکہ سنسار کا اگیان مٹ جائے۔ اور بھولے بھٹکے آدمی کو نروان کی روشنی نصیب ہو"۔

اُپاک کو یہ باتیں بڑی لگیں۔ اُس نے کہا "خوب! کیا تم جن (جیتیندریہ) سنسار کے بس کرنے والے صاحب کمال ہو۔ اور ایسی پاکی اور تقدیس کے دعویدار بن گئے ہو؟" بدھ نے جواب دیا "جو اندریوں کو جیت لیتے ہیں وہی جن کہلاتے ہیں اس نظر سے میں جن ہوں۔ جو من کو بس میں کر لیتے ہیں۔ وہ سنسار کو بس میں کرنے والے کہلاتے ہیں۔ اس نظر سے میں سنسار کا جیتنے والا ہوں۔ جن میں کسی طرح کی خواہش اور باسنا نہیں ہوتی۔ وہی پورن (مکمل اور صاحب کمال) کہلاتے ہیں مجھ میں اب کسی قسم کی حرص اور ہوس نہیں ہے اس نظر سے میں پورن ہوں۔ جو بدی پر غالب آ جاتے اور نیک ہو جاتے ہیں۔ وہی پاکی اور تقدیس کے دعویدار ہوتے ہیں۔ مجھ میں بدی اور ناپاکی نہیں ہے۔ اس نظر سے میں پاکی اور تقدیس کا دعویدار ہوں"۔

اُپاک نے اس زوردار تقریر کو پسند نہیں کیا۔ اس نے سمجھا کہ "یہ محض ڈینگ مار رہے ہیں۔ اور اسکے سوا کچھ نہیں ہے"۔ اُس نے مُنہ بنا کر کہا "بھگون! تمھاری راہ ادھر سے گئی ہے"۔ اور وہ خود دوسری طرف ہو کر چلا گیا۔

تیسرا سرگ

کاشی میں دھرم چکر پروَرتن

کس کو تھی اُمید عاشق کی بر آئے گی مُراد عالمِ امکان میں اُس کا بھی امکاں ہو گیا

ستمبر ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بدھ ہاتھ میں کاسہ گدائی لیئے ہوئے فقیرانہ وضع میں کاشی پہنچے۔ اس کے اُتر میں ایک مقام رِشی پتن نام سے مشہور تھا۔ یہاں ہی ایک قدیم آشرم تھا۔ بھگوان وہاں آئے۔ پانچ بھکشو۔ کونڈنیہ۔ اشوجت۔ واشپ۔ مہانام۔ بھدرک موجود تھے انھوں نے بدھ کو آتے ہوئے دیکھا۔ اور چونکہ اُن کو دھرم سے گرا ہوا سمجھ لیا تھا۔ اس لیئے آپس میں عہد کر لیا۔ کہ "چاہے کچھ بھی ہو۔ ان کی تعظیم کرنے اور ان کو گورو کہنے سے پرہیز ہو۔ اور اُن کو قدیم خاندانی نام سے مخاطب کیا جائے۔ کیونکہ انھوں نے برت کو توڑ دیا۔ بھگتی بھاو پر قایم نہیں رہے۔ اور گرہستیوں کی طرح عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے لگے ہیں"۔

لیکن جوں ہی بھگوان پاس آئے۔ اور انھوں نے اُن کے جلال کو دیکھا۔ سخت متحیر ہو گئے۔ اپنی جگہ سے اُٹھے۔ پرنام کیا۔ مگر گورو کہنے کے عوض اُن سے پوچھا۔ "کہو دوست گوتم! تمھارا کیا حال ہے؟" بدھ بولے "سنو۔ گستاخی نہ کرو۔ دوست کہنا یا قدیم نام سے پکارنا غلطی میں داخل ہے۔ اب سدھارتھ بدھ ہو گیا۔ اُس کی حیثیت بدل گئی۔ سنسار کے تمام جیو جنتو اُس کے بال بچے ہیں۔ اور وہ سب کا رحم دل باپ اور حفاظت کرنے والا ہے۔ اُس کی عزت کرو۔ اُس کی باتوں کو سنو۔ اُس کے دھرم کو اختیار کرو۔ کیونکہ وہ تمھارے اوپر رحم کر کے تم کو نروان کا راستہ دکھانے آیا ہے"۔

مگر کونڈنیہ وغیرہ کو اُن کی باتوں پر اعتبار نہیں آیا۔ تب بھگوان نے اُن کو اس طرح سمجھایا۔ "اے بھکشوؤ! دو انتہائی مدارج ہیں۔ جن سے ہر شخص کو پرہیز کرنا چاہیے ایک تو عیش پسندی اور حد درجہ کی تن آسانی کی زندگی ہے۔ اس میں پڑ کر آدمی پھر کسی مصرف کا نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ سمجھ بوجھ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور رات دن نفس پرستی میں مصروف رہتا ہے۔ اس سے ذلیل۔ بری۔ اور نفرت دلانے والی اور کوئی

حالت نہیں ہو سکتی اور اس سے کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ دوسرا انتہائی درجہ تپسوی بننا اور شریر کو کشٹ دینا۔ اور من کو بے حس و حرکت بنا رکھنا ہے۔ یہ بھی ویسے ہی مضر۔ بے سُود۔ اور دُکھ دینے والا ہے۔ ان دونوں سے بچکر صرف درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ وہ آسان ہے۔ اور تتھاگت (بُدھ) نے اُس کا پتہ پا کر سب کے لئے نِروان کا راستہ کھول دیا ہے۔ جو اس مارگ پر چلیں گے اُن کو اُپ شم (شانتی) سمبودھی (گیان) اور نِروان (نجات) حاصل ہو گی۔ اور جو اس سے منحرف رہیں گے اُن کی محنت کا بہت کم پھل ہو گا"۔

"ویدوں کے پڑھنے۔ دان دکشنا دینے اور دیوتاؤں کے بھینٹ چڑھانے سے آدمی پاک نہیں ہوتا۔ یہ سب بھرم ہی بھرم ہیں۔ پاکی تو ایسے بھرم سے دور ہونے میں ہے۔ ان قاعدوں کی پابندی کرنا ایسا ہے جیسے چراغ میں پانی بھرنا۔ یا سڑی گلی ہوئی لکڑی کو جلانا۔ چراغ تیل بھرنے سے جلیگا۔ پانی نہیں جلا کرتا۔ اسی طرح خُشک اور اچھی لکڑی ہی جلا کرتی ہے۔ سڑی گلی لکڑی سے کام نہیں نکلتا۔ یہ سب باتیں "اہنکار" اور "اہم بھاؤ" کو بڑھا کر "ابھی نویش" اور زندگی کے پیار کو پیدا کرتی ہیں۔ اور جہاں اہنکار اور زندگی کے پیار کا بھرم رہیگا۔ وہاں پھر نجات کیسے ہو گی! جو اہنکار کے سانپ کے مُنہ میں انگلی دے دے کر اُس کے زہر سے بچنے کی خواہش کرتے ہیں۔ کیا وہ دانا آدمی کہے جا سکتے ہیں؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ تم نہ یہ کرو نہ وہ کرو۔ صرف درمیانی طریق کو اختیار کرو۔ اور تم بآسانی نروان کے ادھکاری بنو گے۔ کنول کے ارد گرد پانی رہتا ہے۔ مگر اُس کے پھول کی پنکھڑیوں کو تر نہیں کر سکتا۔ اسی طرح تم بھی اپنی موجودہ زندگی کو مکمل بنا کر با ہمہ اور بے ہمہ رہتے ہوئے میری ہدایت کے موافق عمل کرو۔ اور تم کو اس کا بہت اچھا پھل ملیگا۔ اگر عیش پسندی کی طرف جا کر جسم کو بیمار اور کمزور بنا لو گے۔ تو پھر تم کر کیا سکو گے! اسی طرح اگر تپ اور ریاضت میں پڑ کر اس کو

تھا اور بے صرف کر لیا۔ تو بات کیا ہوئی۔ دل و دماغ دونوں خراب ہو گئے۔ اور نروان کا مقصد ہاتھ سے جاتا رہا۔ جب ان ہر دو انتہائی درجوں کی پیروی سے دُنیا کا علم نہیں ہو سکتا۔ تو پھر تم کو پرمارتھ کا گیان کیسے ملیگا! یہ سمجھنے کی بات ہے"۔

"سنسار میں جو کچھ بدی ہے تو وہ صرف 'آتما' اور 'آتم بھاؤ' کے خیال کے مضبوط کرنے سے ہی ہے۔ یہ خیال بالکل بھرم اور دھوکا ہے۔ 'آتما' اصل میں صرف سنسکاروں کے ملاوٹ کی حالت کا نام ہے۔ اور جہاں اس کے تمام اجزا یا سکندھ الگ الگ ہو گئے۔ پھر وہ لاپتہ ہو جائے گا۔ یہ بھرم ہے یا نہیں؟ اور تم کو اس موذی بھرم سے دور ہو کر رہنا چاہیئے۔ بھرم نہادکھدائی ہوتا ہے۔ کسی شخص کا پاؤں اندھیرے میں گیلی رسّی پر پڑ گیا۔ دل میں بھرانتی تھی۔ اُس نے رسّی کو سانپ سمجھ لیا۔ خوف کی حالت طاری ہوئی۔ آنکھ۔ دل۔ دماغ۔ اور ہاتھ پاؤں سب کو بھرانتی اور ڈر ہے۔ اور وہ کھڑا ہوا کانپ رہا ہے۔ اور اتنی بھی اُس میں اب تمیز نہیں ہے۔ کہ وہ غور کے ساتھ اس رسّی کو دیکھے۔ وہ تو اپنے بھرم میں اُس کو سانپ ہی مان رہا ہے۔ اور سانپ کی تمام علامتیں اُس میں نظر آ رہی ہیں۔ اگر کوئی اُس کو سمجھا دے۔ اور اُس کے سمجھانے بجھانے اور غور کرانے سے اُس فرضی اور جھوٹے سانپ کی اصلیت سمجھ میں آ جائے تو اُس کو کسی قدر تسلی ہو جائے گی۔ اُس کے خوف کی جڑ محض اُس کے اگیان۔ بھرم۔ اور وہم میں ہے۔ اور جب تک رسّی کی حقیقت کا پتہ نہ لگیگا۔ یہ بھرم دُور ہونے والا بھی نہیں ہے۔ بھرم کو کسی طرح ہٹا دو۔ اور جہاں رسّی کا رُوپ نظر آ گیا پھر سانپ اور سانپ کا خوف دونوں یکبارگی غائب ہو جائیں گے۔ اور خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ کہ سانپ نہیں تھا۔ مگر بھرم کی وجہ سے دکھا رہا تھا۔ ویسے ہی اس 'آتما' اور 'آتما پنے' کا حال ہے۔ یہ بھرم ہے۔ دھوکا ہے۔ اور ستاتا ہے جس طرح پیاسے ہرن مرگ ترشنا کے جال میں پھنس کر ہلاک ہوتے ہیں۔ جیسے بچے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سایہ کو دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ اور جیسے سوئے ہوئے آدمی سپنے کے واقعات سے
گھبرایا کرتے ہیں۔ ویسے ہی اگیانی اس آتما کے دھوکے میں پڑے ہوئے ناحق دُکھ اور
مصیبت کے صدمے برداشت کر رہے ہیں۔ سکندھوں کے میل سے یہ اہم بھاؤ
والا آتما بنا ہے۔ اگر غور و فکر کر کے تم اُس کے روپ اور اصلیت کو ذرا سمجھ لو۔ تو اچھی
خود غرضی۔ خود مطلبی۔ خود پسندی۔ خود بینی وغیرہ تمام امراض خود بخود دور ہو جائیں
گے۔ اور جہاں یہ میرا تیرا پنا گیا۔ پھر دُکھ اور عذاب بھی جاتا رہیگا؟"

"تشو۔ مَیں تم کو چار آریہ ستیہ (سچائی) سناتا ہوں۔ پہلا ست یہ ہے۔ کہ دُکھ
ہے۔ میں تم کو صرف دُکھ کے پنجے سے رہائی دینے آیا ہوں۔ دُکھ ہے اس سے
تم انکار نہیں کر سکتے۔ زندگی خواہ وہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو۔ اور چاہے سورگ نرگ
یا تینو لوک۔ یا برہمہ لوک یا کہیں بھی ہو۔ دُکھ سے کبھی خالی نہیں ہوگی۔ دوسرا آریہ ستیہ
یہ ہے۔ کہ تمام دُکھ راگ (رغبت) اور ترشنا (لالچ) سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ
تین قسم کی ہیں۔ کام (شہوت) وبھو (دولت) اور بھو کام زندگی کی خواہش اور لذات
نفس کی ہوس کو کہتے ہیں۔ وبھو میں عزت شہرت۔ دھن۔ دولت۔ راج کاج وغیرہ سب
شامل ہیں۔ اور بھو نام ہے زندگی کے پیار اور آتما کے قایم رکھنے کی ہوس کا۔ یہی بھو
سنسار ہے۔ یہی بھو اسار ہے۔ اور وہ مستحیا ہے۔ بھو کا مطلب ہے ہونا۔ ہونے
کی خواہش کو زندگی کہتے ہیں۔ تیسرا آریہ ستیہ یہ ہے۔ کہ کام۔ خواہش۔ حرص اور
طمع کے دُور ہوتے ہی دُکھ خود بخود دُور ہو جائیگا۔ اور اُس کا خوف جاتا رہیگا۔
چوتھا آریہ ستیہ یہ ہے۔ کہ خواہش۔ حرص۔ شہوت اور دُکھ کے دُور کرنے کی ترکیب
اشٹانگ مارگ ہے۔ اور اسی اشٹانگ مارگ کی تکمیل نروان۔ گیان۔ اور موکش ہے
تم اس بات کو کبھی نہ بھولو۔ پیدایش دُکھ ہے۔ بڑھاپا دُکھ ہے۔ بیماری دُکھ ہے۔
موت دُکھ ہے۔ جن چیزوں سے ہم کو نفرت ہے اُن سے میل ملاپ دُکھ ہے۔ اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جن چیزوں سے ہم کو رغبت ہے اُن سے علیحدگی اور جدائی دُکھ ہے۔ پانچ تتوں کی زندگی کا اُپادان (تعلق) دُکھ ہے۔ خواہش کا پورے طور پر کالعدم اور فنا ہو جانا ہی دُکھ کی معدومیت اور فنا ہے۔ یہ دُکھ کی بابت تعلیم ہے"+

"اے بھکشوؤ! اشٹانگ[ملا] مارگ یوگ کا طریق ہے۔ اور اُس کے آٹھ انگ یہ ہیں۔ (۱)۔ سمیک درشٹی۔ (۲)۔ سمیگ سنکلپ۔ (۳)۔ سمیک واگ۔ (۴)۔ سمیک کرمانت۔ (۵)۔ سمیگ آجیو۔ (۶)۔ سمیک وایام (۷)۔ سمیک سمرتی۔ اور (۸)۔ سمیک سمادھی۔ یہ آٹھ ہیں۔ ان آٹھوں کے سادھن سے دُکھ کا نِرودھ ہوتا ہے"+

"یہ سچائی ہے۔ جو مَیں رحم کے خیال سے تم کو بتانے آیا ہوں۔ مَیں مانتا ہوں کہ ابھی تک تم اس کے سمجھنے کے قابل نہیں ہو۔ اور اس کے مٹھاس کو کڑوا پن سمجھو گے۔ مگر پھر بھی میں تمھارے ذہن نشین کرانے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ تم اس سے دُور دُور نہ بھاگو۔ اِس میں یقین رکھو۔ اور جس قدر تم اس کو سمجھتے جاؤ گے اُسی قدر اُس میں تمھاری ترقی ہوتی جائے گی۔ جس کو سچائی معلوم ہو جاتی ہے۔ وہی آتم بھاؤ کے وہم پر غالب آتا ہے۔ اور اُسی کو شانتی نصیب ہوتی ہے۔ سچائی سے بہتر خوشتر اور مبارک تر کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی کو اپنی نجات کا مددگار بناؤ۔ سوائے سچائی کے اور مُکتی دلانے والا دوسرا کون ہو سکتا ہے! سچائی سب سے زیادہ قابل عزت ہے۔ یہ وہ شے ہے جس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور جو خود نہیں بدلتی۔ نہ اس کو کسی نے آج تک بہتر بنایا یا نہ بدتر بنایا۔ یہ جو ہے وہ ہے۔ اور اسی وجہ سے مَیں تم کو اپدیش دیتا ہوں۔ کہ سچائی میں وشواس کرو۔ اور سچائی کی زندگی بسر کرو۔ بھرم میں آخر کیوں پڑے ہو؟ بھرم دُکھ پیدا کرتے ہیں۔ یہ شراب کے نشہ کی طرح پہلے مست

ملا ان کا بیان تفصیل کے ساتھ دوسری جگہ آئیگا۔ ترجمہ سے غلط فہمی کا خوف ہے+

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کر دیتا ہے۔ پھر خمار لاتا ہے۔ اور جسم کو بیمار اور نکما چھوڑ جاتا ہے۔ "آتما" کا بھرم بھی تپ کی طرح ہے۔ "آتما" ناشمان ہے۔ خواب و خیال ہے۔ وہم اور فریب ہے۔ لیکن سچّائی یا گیان صحت کی حالت ہے۔ ہمیشہ کی رہنے والی۔ ہمیشہ قایم رہنے والی۔ اور کبھی کسی حالت میں بھی اُس کا ناش نہیں ہوتا۔ تم سچائی کو۔ جس کو میں گیان اور بودھی کہتا ہوں قبول کرو"+

کونڈنیہ نے بغور بُدّھ کے اُپدیش کو سُنا۔ اور اُن کے من کی خیالی دھار سے اپنے من کی خیالی دھار کو ملا کر ساتھ ساتھ اس بودھی (گیان) کو دبّیہ چکشو سے دیکھا۔ اور پریم اور خوشی کے جذبہ میں آکر کہہ اُٹھا "بُدھ بھگوان بُدھ! تُم سچ مُچ بُدھ ہو۔ اور تم نے گیان کو پراپت کر لیا ہے۔" کونڈنیہ اور چار بھکشوؤں سے زیادہ عُمر کا تھا اور وں نے بھی اُس کی پیروی کی۔ اور بدھ کے اُپدیش کو قبول کیا۔ اور اُس کے شرنا گت ہوئے۔ اصل میں بدھ دیو کے یہی سب سے پہلے شاگرد تھے۔ اور ان ہی تعلیم کے سلسلہ میں دھرم چکر کا پرورتن کیا گیا جو اصل میں اُن کی تعلیم کی اشاعت ہے۔ اور مقدس کتابیں کہتی ہیں "اس طرح بھگوان نے دنیا میں دھرم کی سلطنت قایم کی۔ جس کی سچائی سے نہ دیوتاؤں کو انکار ہو سکتا ہے اور نہ آدمیوں کو"+

چھٹا سرگ

دھرم چکر پرورتن (مسلسل)

بحرِ غم میں ڈوبنے ہر گز نہ پائے گا کوئی
ناتا لگائے دل سے ایسا عہد و پیماں ہو گیا

قول مشہور ہے۔ اکیلا چنا خاک پھوڑے گا بھاڑ۔ جب تک خیال کی مضبوط

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لہر ہماری چاروں طرف جاری نہ ہو جائے۔ تب تک دل میں مضبوطی مشکل سے آتی ہے
آدمی کسی اچھے خیال کو لے کر کام کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ کمزور ہے۔ خواہ اوروں سے
اُس کو تقویت کا سامان نہیں ملتا۔ تو اُس کے دب جانے اور ضایع ہو جانے کا خوف
رہتا ہے۔ جیسے رتھ کے پہیے کے ڈھکیلنے کے لئے بسا اوقات آگے پیچھے اور
دائیں بائیں کی سمتوں سے آدمیوں کے ہاتھ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی
طرح نیک خیالی اور دھرم کی ترقی کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ کہ آدمی اپنے
جیسے خیال والوں کی صحبت میں اُٹھے بیٹھے۔ اور اُن کے مجمع میں رہکر ترقی کرے۔
اگر اس کا خیال نہیں کیا جاتا۔ تو پھر اُنہیں وہم کے گڑھے میں گر جانے کا ڈر رہتا ہے
خربزہ کو دیکھ کر خربزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اور آدمی کو دیکھ کر آدمی سدھرتا اور بگڑتا ہے
جب کونڈنیہ وغیرہ پانچ شاگردوں نے اُپدیش پایا۔ وہ ہاتھ کے پنجہ کی طرح دھرم کے
پکڑنے کے قابل تو ہو گئے۔ مگر بھگوان نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا "ہاتھ کی پانچ
انگلیوں کی طرح بھائی بھائی کی طرح تم ملے جلے رہو۔ اور باہمی مدد کے اصول کا برتاؤ
کرتے ہوئے ایک دوسرے کی کوشش کو طاقت دے دے کر کامیاب کرو۔ تم کو
گیان مل گیا۔ اِس گیان کو اپنے ہی تک محدود نہ رکھو۔ بلکہ دُنیا کے تمام حصوں میں
پھیلا دو۔ سب کو گورو کا پیغام سُناؤ۔ اور جس قدر ممکن ہو۔ آدمیوں کی کثیر تعداد کو
دھرم کے جھنڈے کے نیچے لاؤ۔ تاکہ سب کو اس کے فیض کا حصہ پہنچے۔ اور اُن کو
سنسار کے دُکھوں سے نجات ہو۔ یہی پیروکاروں کی کثیر تعداد تمہاری دھرم کی برادری
اور دھرم کا سماج ہوگی۔ یہی سنگھ (جماعت) کہلائے گا۔ اور بدھ کی شرن لینے والوں
کا گروہ بنے گا"

کونڈنیہ نے چونکہ بدھ کے سدھانت کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اس لئے بھگوان
نے خوش ہو کر اُس کا نام اجنیات یعنے واقفکار رکھا۔ اور سنگھ کے باقاعدہ جاری

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کہنے۔ اُس کے استحکام میں حصّہ لینے اور اُس کے اصول کے اشاعت کرنے
نظر سے اِن پانچوں نے تین تین دفعہ مہامنتر کا ورت دھارن کیا جو یہ ہے:-

بُدّھم شرنم گچّھامی
دھرمم شرنم گچّھامی
سنگھم شرنم گچّھامی

یعنی "میں بُدھ کی شرن لیتا ہوں۔ دھرم کی شرن لیتا ہوں اور سنگھ کی شرن لیتا ہوں"
یہ بُدھ دھرم کے 'تری رتن' (تین رتن) اور تثلیثی ارکان کہلاتے ہیں۔ اور مابعد زمانہ
میں جتنے رُوحانی طریق جاری ہوئے۔ سب نے اسی کی تقلید میں اپنے درمیان
مختلف ناموں سے اس تثلیث کے ارکان کے جاری رکھنے کا اہتمام کیا +

بُدّھ گُورُو کی ذات پاک ہے۔ بُدّھ معراج صداقت ہے۔ اور چونکہ گورو سے
ہم کو تعلیم ملتی ہے۔ اس لئے ہم اُن کی ذاتی مثال کو اپنے سامنے رکھ کر دھرم کی
پیروی کریں گے۔ اور اس اِشٹ کو کبھی دل سے دُور نہ کریں گے۔ جس طرح بُدّھ نے
انسان ہو کر نروان کی پدوی حاصل کی ہے۔ اُسی طرح ہم بھی اُس کے سادھن کے
لئے کوشش کریں گے۔ یہ بُدّھ کے شرن لینے کا مطلب ہے +

بُدّھ کی تعلیم۔ تلقین۔ اُپدیش اور ارشادات کا نام دھرم ہے۔ جو کچھ گُورُو نے
سکھایا ہے اُس کی پابندی عمل کے ساتھ کرنا چاہئے۔ محض کسی چیز کی ظاہری علم سے
کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ فائدہ تو اُس پر عمل کرنے اور عامل بننے میں ہے۔ اس لئے
اُس تعلیم کو قبول کر کے اُس کے موافق اپنے طرز عمل کے بنانے سے دھرم کے شرن
لینے کا مطلب ہے۔ دھرم کو محض علمی فلسفہ کی طرح بحث ومباحثہ کا مضمون بنانا اور
رات دن ہندی کی چندی کرتے اور بال کی کھال نکالتے رہنا شرن لینے کی مراد میں
شامل نہیں ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

سنگھ گوروکے بچّوں۔ شاگردوں اور معتقدوں کی جماعت ہے۔ اس میں ہر قسم کے انسان اور مرد و عورت ہوتے ہیں۔ اور گرہست اور ورکت دونوں کا شمول ہے۔ جو اس گروہ کی عزت کرتے ہیں۔ وہ بدھ اور دھرم کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ نہ صرف اُس کی یادگار ہیں بلکہ راہ پر چلنے والوں کی جماعت ہیں۔ جو نروان کو منزلِ مقصود بناکر اُس کے حاصل کرنے کے جتن میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو دل دینا۔ ان کی مدد کرنا۔ ان کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرتے رہنا۔ سنگھ کی شرن لینا ہے +

جن کو بدھ میں وشواس ہے۔ وہ دھرم اور سنگھ میں بھی وشواس رکھیں گے۔ جن کو دھرم میں وشواس ہے وہ بدھ اور سنگھ میں بھی وشواس رکھیں گے۔ اور جن کو سنگھ میں وشواس ہے وہ بدھ اور دھرم میں بھی وشواس رکھیں گے۔ اور اس وشواس کے سہارے وہ اپنا اور دوسروں کا بیڑا بھوساگر سے پار کر لیجائیں گے۔ یہ تینوں لازم بالملزوم ہیں۔ کیونکہ اگر ان میں سے کسی ایک کو نظرانداز کیا گیا۔ تو پھر خودی۔ اہم بھاو۔ اور نہ آتما کی غلط سمجھ کے دل میں پیدا ہونے کا خوف رہیگا۔ اور مار بدکرداروں پر حملہ کرتے ہوئے گمراہ کریگا۔ تینوں کے تعلق سے آدمی دیاوان ہو کر دوسروں کے قصوروں کو نظرانداز کرتا ہوا اپنے آپ کو رقیق القلب بنالیگا۔ اور درگذر کے مسئلہ کا عامل ہو کر معصومیت کی زندگی بسر کرتا ہوا اپنا کام بہ آسانی بنا سکے گا +

پانچواں سرگ

یش اور اُس کے دوستوں کا سنگھ میں شریک ہونا

نغمۂ بلبل کی خواہش دل سے سب جاتی رہی
زمزمہ سنج آج اپنا طایرِ جاں ہوگیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

خیال میں پھیلنے اور محیط ہونے کی بڑی زبردست طاقت ہے۔ جس طرح ایک کنکر ڈالنے سے تالاب کے پانی میں ہلور آجاتا ہے۔ اور لہریں اُٹھ اُٹھ کر چھوٹی سے بڑی بنتی ہوئیں کناروں کو چھولیتی ہیں۔ اُسی طرح من بچن کرم سے جو کام کیا جاتا ہے اُس کی صدا بھی آکاش منڈل میں گونج جاتی ہے۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہم آہنگی اور موافقت رکھتے ہیں۔ وہ اُس کی طرف کھنچتے اور اُس کو جذب کر کے اُسی قسم کے خیال اور فعل کرنے لگ جاتے ہیں*

بنارس میں یش نامی کسی دولتمند رئیس کا نوجوان لڑکا رہتا تھا۔ گو اُس کے گھر میں ہر قسم کے عیش و آرام کا سامان کثرت سے تھا۔ مگر طبیعت ان سب کی طرف سے متنفر ہو گئی تھی۔ اور وہ ان کو دُکھ سمجھ کر ان سے متنفر ہو رہا تھا۔ وہ رات کے وقت چارپائی سے اُٹھا۔ اور بھگوان بدھ کے قیام گاہ میں آکر کہنے لگا "آہ! سنسار میں کس قدر دُکھ ہے۔ اور پرانی اس دُکھ سے کس طرح گھبرا رہے ہیں"۔ بھگوان اُس سے مخاطب ہو کر بولے "یش! کیسا دُکھ اور کیسی مُصیبت! مُصیبت اور دُکھ صرف اگیان میں ہے۔ اگیان ہی خواہشوں کی جڑ ہے۔ اگر کسی کو کسی چیز کی خواہش نہ ہو تو پھر دُکھ ہوگا کیسے! اور خواہش اصلیت اور ستیہ کے رُوپ کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جب روپ کا گیان نہیں ہوتا۔ تو آدمی اپنے اندر کمی محسوس کرتا ہے۔ اور یہی کمی کا محسوس کرنا خواہش ہے۔ تم خود ہی اپنے دل میں غور کرو۔ تم کیوں گھربار ساز و سامان۔ اور اپنے نوکر چاکر کی شکایت کرتے رہتے ہو! سبب یہ ہے۔ کہ اُن کے ساتھ تم کو کسی نہ کسی قسم کی غرض سے تعلق ہے۔ اگر غرض نہ ہو تو پھر شکایت کیسی! اسی طرح ہر معاملہ کی نسبت خیال کرو"*

یش نے بھگوان کی باتوں پر غور کیا۔ چونکہ یہ خیالات اُن کے دل سے رحم اور ہمدردی کے ساتھ آئے تھے اُس نوجوان پر اُن کا اثر ہوا۔ اور سچائی اُس کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ذہن نشین ہو گئی۔ تب اُس کی نظر اپنے جسم اور اس کے لباس اور زیور پر گئی۔ اور دل ہی دل میں وہ سخت شرمندہ ہوا۔ کیونکہ یہ زیور اور لباس حقیقت میں کیا ہیں! یہ انسان کی کم عقلی کے ثبوت ہیں انسان زیور سے جسم کو سجاتا اور آراستہ کرتا ہے۔ لیکن کیا ان سے شانتی ملتی ہے! بلکہ شانتی کے عوض یہہ اشانتی اور بھرانتی پیدا کرتے ہیں۔ بھگوان کے دل پر لیش کے خیالات کا عکس پڑا۔ اور وہ پھر اُس سے بولے۔ "ظاہری صورت اور ظاہری ساز و سامان سے اندرونی شانتی اور دلی تسکین کا تعلق بہت کم ہے۔ ممکن ہے کہ آدمی گھر میں رہکر دھرم کی راہ پر چلے۔ اور وہ نیک ہو۔ اور یہہ بھی ممکن ہے کہ آدمی دُنیا کے تعلقات کو ظاہرا ترک کر کے پھر بھی دل میں اُن کی ہوس رکھتا ہو۔ اور ناپاک ہو۔ سادھوؤں کے لباس پہن لینے سے کوئی سادھو نہیں ہوتا۔ سادھو ہونے کا تعلق تو صرف دل پر قابو حاصل کرنے اور اندریوں کے بس میں لانے سے ہے۔ بن میں رہکر گھر بار کی فکر میں محو رہنا گرہستی کی حالت سے بھی نیچے گرنا ہے۔ اور گھر میں رہکر بے تعلقی کی زندگی بسر کرنا فقیرانہ طرز معاشرت ہے۔ کپڑوں کو نہ رنگو۔ دل کو رنگو۔ کہیں بھی رہو۔ مگر دل بلند پرواز اور باحوصلہ ہو۔ جو کچھ کرنا ہے وہ صرف اسی قدر ہے۔ کہ اس فرضی آتما کے دھوکے کو سمجھ لو۔ اور اُس کی فکر، آرزو۔ اور خواہش کو ترک کر دو۔ پھر سادھو اور گرہستی میں کوئی بھی فرق نہ رہے گا"۔

لیش اس امرت بانی کو سُن کر بہت خوش ہوا۔ اور بھگوان کے شرن میں آنے کی خواہش ظاہر کی۔ اُسی وقت اُس کے گرہستی کے لباس اُتروا دیئے گئے۔ فقیرانہ کپڑے پہنائے گئے۔ اور مہامنتر سکھا کر ورت دھارن کرنے پر اُس کو دیکشا دی گئی۔ اور وہ وہاں کونڈنیہ وغیرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا اُپدیش سُننے لگا۔

لیش گھر سے بلا اطلاع چلا آیا تھا۔ باپ نے جب لڑکے کو نہیں دیکھا وہ سخت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پریشان ہوکر اور اُس کی تلاش میں بدھ کے جائے قیام پر پہنچ کر اُن سے پُوچھنے لگا "بھگون! کیا ہمارا لڑکا کیش اِدھر سے گذرا ہے! اور کیا آپ نے اُس کو دیکھا ہے؟" بُدھ نے جواب دیا " اندر چلے آؤ۔ اُپدیش سُنو۔ اور تُم اپنے کھوئے ہوئے بیٹے کو پاجاؤ گے" یہ سُن خوش ہوکر آیا۔ اور یش کے پاس بیٹھ گیا۔ مگر اُس نے یش کو نہیں دیکھا اور نہ پہچانا۔ یا تو اُس کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا تھا یا لباس کے تبدیل کر لینے سے یش اُس کو مختلف آدمی معلوم ہوا +

تب بدھ نے فرمایا "یہاں کسی چیز کو قیام نہیں ہے۔ ہماری زندگی اور ہمارا آتما یہ سب مرکّب اور سکندھوں سے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی مفرد۔ حقیقی۔ اور ایک حالت پر رہنے والی چیز نہیں ہے۔ اور ہماری آنکھوں کے سامنے موت کے نظارے ہر وقت رہتے ہیں۔ کوئی بھی یہاں ایسا نہیں ہے جو دُکھی نہ ہو۔ مگر پھر بھی پرانی غور نہیں کرتے۔ اور اصلیت اور حقیقت کا علم پاکر اِس آتما کے فریب اور دُکھ کی پریشانی سے نجات نہیں حاصل کرتے! اس سے زیادہ تعجب کی اور کیا بات ہوگی" +

یہ مختصر الفاظ گو نہایت ہی سیدھے سادے تھے۔ مگر ان کی وجہ سے اُس کی خیالی آنکھوں کے سامنے عبرت کا نقشہ کھنچ گیا۔ اور اُس نے ہاتھ باندھکر عرض کیا۔ "بھگون! آپ سچ فرماتے ہیں۔ آپ ستیہ گیان کے سکھانے والے۔ دھرم کی مریادا کے قایم رکھنے والے اور بگڑی ہوئی کے بنانے والے ہو۔ آپ کی باتوں سے شانتی ملتی ہے۔ اور بھُولے بھٹکے ہوؤں کی ڈھارس بندھتی ہے۔ دُنیا میں تاریکی چھا گئی ہے۔ آپ نے ہدایت کی شمع روشن کی ہے۔ دھرم گُپت ہوگیا تھا۔ آپ نے اُس کو پھر پرگٹ کیا ہے۔ جیسے آپ سب کا اُدّھار کر رہے ہو۔ مجھ کو بھی شرن میں لو۔ اور یہ آشیرباد دو۔ کہ میں جب تک جیتا رہوں آپ کا شرناگت بنا رہوں" +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بُدھ نے اُس کو سنگھ میں شامل کیا۔ اور یہہ پہلا گرہستی تھا۔ جس کو دھرم چکر کے پھر ورتن کرنے پر سنگھ میں شریک ہونے کا سب سے پہلا موقع ملا تھا۔ جب اُس کی دیکشا ہو گئی۔ اُس نے اپنے اِردگرد نظر کی۔ اور اُس کا لڑکا یش گیروے بستر پہنے ہوئے فقیروں کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا۔ اس نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا "بیٹے! تیری ماں بہت دُکھی ہے۔ تو بغیر کہے سُنے چلا آیا۔ گھر چل تاکہ اُس کے دل کو قرار اور اُس کی جان میں جان آئے"! یش نے بُدھ کی طرف نگاہ کی۔ بھگوان نے رئیس سے کہا "جس کی بہ حیثیت بھکشو دیکشا ہو چکی ہے۔ کیا پھر اُس کا گرہست آشرم کی طرف واپس جانا مناسب اور ضروری ہے! اور کیا اُونچے چڑھ کر نیچے گرنے اور عیش و آرام میں پڑنے سے سنسکار کے خراب ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہے"!

رئیس نے جواب دیا "اگر ایسا ہے تو پھر اُس کو گرہستی بننے اور گھر میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ گھر بار کے قید بند سے چھوٹ گیا۔ بھکشو کی طرح رہے۔ اور پرمارتھ کی کمائی کرے"۔

اِس کے بعد اُس نے درخواست کی "بھگوان! آج آپ اپنے سیوک یش کے ساتھ میرے یہاں بھکشا لیجیے"۔ اور بھگوان اُسی وقت کاسۂ گدائی لے کر فقیرانہ لباس میں اُس کے گھر گئے۔ یش کی ماں اور اُس کی بیوی دونوں نے پرنام کیا۔ اور اجازت پا کر قریب بیٹھ گئیں۔ اور اپدیش سُننے کے بعد جب بھگوان نے اُن کی خواہش دیکھی۔ درخواست کرنے پر اُن کو سنگھ میں شامل کر لیا۔ اور بُدھ دھرم کی تواریخ میں یہہ پہلی گرہستی عورتیں تھیں جنھوں نے سب سے پہلے بُدھ۔ دھرم۔ اور سنگھ کی شرن لی تھی۔

یش کاشی میں بہت سمجھدار اور نیک بخت نوجوان تھا۔ اُس کا خاندان بھی بہت دولتمند تھا۔ جب اُس کے چار دوست۔ وِمل[1]۔ سُوباہو[2]۔ پُنیہ جِت[3]۔ اور گوامپتی[4] نے سُنا۔ کہ اُن کے دوست نے اپنے کیس کٹوا دیئے۔ اور فقیرانہ وضع اختیار کر کے بُدھ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کی شرن لے لی ہے تو اُن کو خیال آیا۔ کہ یہ تعلیم غیر معمولی نہ ہوگی۔ بلکہ سچّی ہوگی۔ وہ خود اُسی دن آئے۔ اور بدھ کے شرناگت ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے بعد اُس کے اور دوستوں نے جو سب کے سب ذی حیثیت اور ذی عزّت تھے یکے بعد دیگرے دھرم میں شامل ہوتے گئے۔ اور اُن کی تعداد ساٹھ تک پہنچ گئی +

چھٹا سرگ

بھکشوؤں کو پرچار کے لئے باہر بھیجنا

توڑ دے زنجیر رغبت اور نفرت کو ابھی
مدرسہ کا عشق کے گر تو سبق خواں ہوگیا

ایک آدمی بہتوں کا کام نہیں کر سکتا۔ جب آدمیوں کی تعداد زیادہ ہو۔ تو پھر اُن کی خدمت کرنے۔ اُن کے سکھانے۔ اور اُن کو ایک خاص حالت میں قائم رکھنے کے لئے زیادہ آدمیوں کی تعداد کا ہونا بھی لازمی ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ سب کا سردار ایک ہو سکتا ہے۔ مگر وہ ہر جگہ۔ ہر موقع اور ہر وقت میں تو اُن کی مدد نہیں کر سکتا ایک تو یہ خیال تھا۔ اور دوسرا خیال یہ تھا۔ کہ جس طرح ایک پانی کی بوند کے پیچھے دوسری بوندیں رہ کر اُس کو ڈھکیلتی ہوئی دُور دُور تک پہنچاتی رہتی ہیں۔ اور دُنیا میں ان ننھے ننھے برائے نام قطروں کے سلسلہ میں سیلاب عظیم آجاتا ہے۔ اُسی طرح اگر ایک صاحب خیال کے خیال کے حرکت دینے کے لئے اور دوسرے اہل خیال اپنی خیالی طاقت اور کوشش سے کام لیں۔ تو پھر اس کا سلسلہ بھی بہت عظیم الشان ہو جاتا ہے۔ اور تمام دنیا ایسے خیال کے زیر اثر آکر اُسی کی بموجب خاص قسم کی زندگی اختیار کرتی ہوئی اُس مقصد کی تکمیل بہ آسانی کر لیتی ہے جس کا محرک وہ ابتدائی خیال ہوا تھا۔ یہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دوسرا خیال تھا۔ تیسرا خیال یہ تھا۔ کہ دینے سے ترقی اور لیتے رہنے سے تنزلی ہوتی ہے۔ آدمی اگر دُنیا کو نیکی کا خیال برابر دیتا رہے۔ تو وہ بیج کی صورت میں بے شمار پھل پھول پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اور اُس کی مشاقی کے ساتھ نیکی۔ نیک خیالی اور نیک اندیشی کا بہت بڑا وسیع دائرہ بنجاتا ہے۔ اور اُس کے گھیرے میں بہت سے آدمی آکر نیک ہوجاتے ہیں۔ اور اُس نیکی کا فائدہ اُٹھا لیتے ہیں۔ نیکی کے دینے میں دونوں کا بھلا ہے۔ دینے والے کا اور لینے والے کا۔ اور اگر لینے والے بھی اپنی باری پر دینے والے بن جائیں تو پھر کیا کہنا ہے! ابھی دنیا کی حالت دم کے دم میں تبدیل ہوجائے۔ اور دُکھوں کی کمی ہو"

یہ تین مبارک خیال تھے جو بُدھ بھگوان کے دماغ میں داخل ہوئے۔ اور جب اُنھوں نے دیکھا۔ کہ دھرم کے اُپدیش پانے والوں کا میلان رُو بہ ترقی ہے۔ اور وہ نِروان کے راستہ کے اختیار کرنے کے لئے تیار معلوم ہوتے ہیں۔ تو ایک دن اپنے ساٹھ بھکشوؤں کو جو ارہت ہوگئے تھے۔ فرمایا "بھکشوؤ! کثیر التعداد آدمیوں کے نفع۔ کُل انسان کی فلاح۔ اور تمام دُنیا کی بہتری کے خیال سے دل میں رحم کرتے تم اب جاؤ۔ دھرم کا اُپدیش کرو۔ یہ دھرم ابتدا۔ انتہا۔ اور وسط۔ تینوں میں اچھا ہے۔ اس کی ظاہری اور باطنی دونوں صورتیں اچھی ہیں۔ دھرم کے ادھکاری دُنیا میں ایسے موجود ہیں۔ جن کی آنکھیں تنگدلی اور تنگ خیالی کے گرد و غبار سے دُھندلی نہیں بنی ہوئی ہیں۔ اگر دھرم سُنایا گیا۔ تو وہ اُس کو قبول کریں گے۔ لیکن اگر اِس کا پیغام اُن تک نہ پُہنچایا گیا۔ تو پھر وہ موکش نہ پا سکیں گے۔ تم جا بجا جاکر پاک زندگی بسر کرنے کے اصولوں کا اعلان کردو۔ وہ اس تُمھارے وعظ کو سُنیں گے اور اُس کو اختیار کریں گے"۔

"ہمیں زمینی اور آسمانی دونوں قسم کے اثرات کے قیود سے آزاد ہوں۔ اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اب تم کو بھی اس طرح کے تعلقات سے کام نہیں رہا ہے۔ تم جاؤ۔ ہر جگہ پہنچو۔ اور دیوتاؤں کی بھلائی اور آدمیوں کی بہتری کے خیال سے سفر کرو۔ ایک ایک طرف ایک ایک آدمی جاؤ۔ اس کلیان دینے والے دھرم کا پرچار کرو۔ دھرم کا سادھن اچھی طرح برہمچاری ہی کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس دھرم کے پرچار کرنیکی نیت سے اسی طرح سفر کرتا رہوں گا"۔

"یہ دھرم اگر گپت رہیگا۔ تو پھر چمکتے ہوئے اُس کا پرکاش وان ہونا مشکل ہے اور جب اس کا پرچار ہوتا ہے۔ تو اُس کے پرکاش سے دُنیا کا اندھیرا مِٹ جاتا ہے لیکن اس بات کی احتیاط رکھنا۔ یہ اُتم اور سریشٹ دھرم ان نااہل و غیر مستحق ادھکاریوں کے ہاتھ میں نہ پڑنے پاوے۔ کیونکہ وہ اُس کی حقارت اور بے عزتی کریں گے۔ اور اُن کا سلوک اس کے ساتھ شرمناک ہوگا۔ اور وہ لعنت ملامت اور مذمت بھی کریں گے۔ اور اس پر پھبتیاں اُڑائیں گے۔ تم کو میری طرف سے پُوری پُوری اجازت ہے۔ مختلف ملکوں میں تم اُن لوگوں کا سنسکار کرو۔ اُن کو دِکشا دو۔ جو سنسکار کرانے اور دِکشا پانے کے قابل ہیں۔ اور اُس کے خواہشمند ہوں۔ اور جن کو تم ادھکاری سمجھتے ہو"۔

اور یہ حکم پاکر وہ سچے آدمی اور سچے گورو کے سچے شاگرد اُسی وقت ہاتھوں میں کمنڈل لئے ہوئے مختلف ملکوں کی طرف چلے گئے۔ اور ایک سے زیادہ آدمی ایک طرف نہیں گیا۔ نہ کسی کے ہاتھ میں لکڑی تھی نہ ایک دن کا بھی کسی کے پاس توشہ تھا۔ بدھ کا حکم بھی ایسا ہی تھا۔ کہ سفر میں معصومانہ۔ پاکانہ اور پارسایانہ زندگی بسر کرتے ہوئے دھرم کا اُپدیش دو۔ ہاتھ میں لکڑی رہنے سے ممکن تھا۔ کہ کسی وقت سختی اور بدسلوکی کرتے وقت دشمن یا کسی جانور کے ایذا دینے یا اس سے بدلہ لینے کا خیال دل میں آجائے۔ اور کھانے کے فکر کرنے سے بھی پھر آتم واد

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کا پُورا نا جھگڑا چھڑ جائے۔ اور سب نے لفظ بہ لفظ اس حکم کی تعمیل کی ✦ یہ گئے۔ اور دیس دیسانتر میں بدھ کی تعلیم کی اشاعت کی۔ سال میں آٹھ مہینے تو گھوم پھر کر یہ کام کرتے رہتے تھے۔ اور برسات میں کسی جگہہ قیام کیا کرتے تھے۔ زیادہ تعداد بھکشوؤں کی اُس جگہہ آجاتی تھی۔ جہاں برسات میں بدھ ٹھہرا کرتے تھے۔ اور اس زمانہ میں وہ ست سنگ کرکے اُن سے دھرم کی سِکشا پاتے تھے ✦

ساتواں سرگ

تینوں کشیپ کا دھرم میں شامل ہونا

> باغ میں آیا خراماں جب کبھی وہ رشکِ گل
> غنچہ اُس کو دیکھکر سر در گریباں ہو گیا

بھکشو دیس دیسانتر کی طرف گئے۔ اور بھگوان اِسی بن میں تن تنہا رہ گئے اُس وقت پھر مار نے آکر بہکایا "تو اب تم نے دھرم چکر پرورتن کا فرض ادا کر لیا اور بہت سے آپ بیشک دھرم پرچار کرنے کے لیئے باہر بھیجدیئے۔ اب شانتی سے رہکر یہاں ہی آرام کرو" بھگوان ہنسے "جا۔ چلا جا۔ تو کس فکر میں ہے۔ میں نے تو نروان پد کی پراپتی دوسرے پرانیوں کے کلیان کے سنکلپ سے کی ہے۔ آرام کیسا! جبتک یہ شریر ہے۔ تب تک جیئوں کو دھرم کے مارگ پر لگاتا رہوں گا۔ اور اس زندگی کا ایک دن بھی ضایع نہ جانے دوں گا۔ اور تو دیکھتا رہیگا۔ کہ بیشمار خلقت کا میری ذات سے اُدھار ہو گا" مار یہ سُنکر اور مایوس ہو کر چلا گیا۔ تب بُدھ اُٹھے۔ اور پھر اُرُوِلو دگیا کے متصل) کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں اُن کے آتے ہی شہر کے گلی کوچوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

میں شور مچ گیا "نروان پد کے سکشا دینے والے بدھ آئے ہیں" اور تمام خلقت اُن کے درشن کے لئے آئی ۔ جو اُن کے شانت اور دبیہ سورتی کو دیکھتا تھا ۔ دل میں عش عش کرنے لگ جاتا تھا ۔ "ایسا صاحب کمال جوگی تو پہلے کبھی نہیں نظر آیا" اور گیا کے بڑے خاندانوں کے تیس نوجوان اُن کے شاگرد ہو گئے ۔ ان کے دھرم میں داخل ہونے سے شہر میں تہلکہ سا مچ گیا ۔ کیونکہ یہ سب کے سب ہونہار ۔ تیز عقل اور پڑھے لکھے عالم تھے ۔ ان کو دیکشا دیکر بھگوان جاتل کشیپ کے مٹھ میں آئے ۔ یہ بہت بڑا سنسکرت کا پنڈت اور عالم فاضل مشہور تھا ۔ اور اور کرشن کے اُپاسکوں کا سرگروہ سمجھا جاتا تھا ۔ بھارت ورش میں ہر جگہ اس کی بزرگی کی شہرت تھی ۔ اور اس کے کلام بطور سند پیش کئے جاتے تھے +

بھگوان اس کے یہاں مٹھ میں ٹھہرے ۔ وہ ان کی وضع قطع دیکھکر حیران رہگیا تاہم دل میں کہنے لگا ۔ کہ "گو یہ بہت قابل اور تعظیم کے لایق ہیں ۔ مگر مجھ جیسے پاک نہیں ہیں" بھگوان نے اُس کے دل کی بات جان لی ۔ رات کے وقت اُن کو اپنے اگنی ہوتر کے مندر میں ٹھہرایا ۔ جس میں ایک زہریلا سانپ رہتا تھا ۔ بدھ نے اُسی کو اپنے رہنے کے لئے پسند کیا ۔ مگر رات کو جب سانپ نکلا ۔ وہ بدھ کے جلال کو دیکھکر کانپ اُٹھا ۔ اور بالعوض اُن کو نقصان پہنچانے کے وہ آپ اپنے غصہ کی آگ سے جل کر ہلاک ہو گیا ۔ صبح کشیپ نے اُس کو مرا ہوا دیکھکر تعجب کیا ۔ اور وہ ڈر گیا ۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو ۔ سورگ مجھ سے منحرف ہو جائیں ۔ اور سب لوگ ان ہی کی تعظیم کرنے لگیں ۔ اتفاق کی بات ! وہاں ایک میلہ لگنے والا تھا ۔ اور کشیپ چاہتا تھا ۔ کہ بدھ اُس جگہ سے چلے جائیں ۔ تاکہ اُس کے مرید اُن پر وشواس نہ لائیں ۔ مگر بدھ وہاں سے نہیں گئے ۔ ہاں میلہ کے دن کشیپ سے ملنے نہیں آئے ۔ اور نہ میلے میں گئے اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی ۔ تب کشیپ خود اُن کے پاس آیا ۔ اور کہنے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لگا "ہامنی! تم میلے میں کیوں نہیں شریک ہوئے"؟ بدھ نے جواب دیا "تمھارے دل میں یہ خیال بار بار گذرتا تھا کہ میں میلے میں نہ شامل ہوں۔ اور اس وجہ سے میں نے الگ تھلگ رہنے میں مصلحت سمجھی"۔ یہ سُن کر کشیپ کو اور بھی حیرت ہوئی تاہم وہ اپنے دل میں اسی خیال کو مضبوط کرتا رہا۔ "میں شاکیہ مُنی بدھ سے زیادہ پاک ہوں"۔ تب بدھ نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا "تم ست کو دیکھکر قبول نہیں کرتے ہو۔ تم میں حسد اور رشک ہے۔ خودی اور خود بینی ہے۔ یہ دل کی ناپاک حالتیں ہیں۔ تم پاک نہیں ہوئے۔ اور اس لئے دھرم میں داخل ہونے سے تم کو گریز ہے"+

بھگوان کا صرف اسی قدر فرمانا کافی تھا۔ کشیپ اُن کے قدموں پر گرا۔ اور شرناگت ہونے کی درخواست کرنے لگا۔ آپ نے اُس کو سمجھایا "تم جاتلوں کے مذہبی پیشوا اور اُن کی سمپردا کے مہنت ہو۔ پہلے اُن سے استمزاج کرو۔ پیچھے تم کو اختیار حاصل ہے"+

کشیپ نے اپنے شاگردوں کے پاس جا کر شاکیہ سنگھ بدھ کی شاگردی کا ارادہ ظاہر کیا۔ وہ کہنے لگے "ہمارے دل میں پہلے ہی سے اُن کی عزت ہے۔ اگر تم اُن کے مُرید ہونا چاہتے ہو۔ تو ہم بھی اُن کی شرن لیں گے"۔ اور اُرُولوکے جاتل بھگوان کے پاس آئے۔ اور اپنے پہلے گورو کے ساتھ بدھ۔ دھرم۔ اور سنگھ کی شرن لی۔ اور اگنی ہوتر کے تمام سامان کو اُٹھا کر دریا میں پھینک دیا+

اس جاتل کشیپ کے دو بھائی ندی کشیپ اور گیا کشیپ دریا کے کنارے اپنے اپنے مٹھ بنا کر رہتے تھے۔ اگنی ہوتر کے سامان کو پانی میں بہتا ہوا دیکھ کر اُن کو خوف ہوا۔ کہ کہیں اُن کے بڑے بھائی پر بلا تو نہیں نازل ہوئی"۔ اور اس وجہ سے وہ بھی اُس کے مٹھ میں آئے۔ یہ دونوں بھی اگنی ہوتری تھے۔ اور جب سارا حال سُن کر بدھ کو پرنام کر کے بیٹھ گئے۔ بدھ اُن کو بھی دیکشا دیکر اُن کے ساتھ "گیاسیس" نامی

پہاڑی پر گئے۔ جو گیا یُونی بھی کہلاتا ہے۔ یہاں یکبارگی جنگل میں آگ لگ گئی۔ اور اس کو مشتعل دیکھکر بھگوان نے بیٹھ کر اُن سب کو یہ یاکھیان سُنایا۔ "بھکشوؤ! اے تم ادی تم یہاں ہر چیز جل رہی ہے۔ آنکھ جل رہی ہے۔ اور رُوپ والی چیزیں جل رہی ہیں اور راگ۔ بھرم۔ دُشمنی۔ جنم۔ بڑھاپا۔ رنج۔ دُکھ۔ ناامیدی۔ خستہ حالی۔ پریشانی وغیرہ کی مختلف قسم کی آگ مشتعل ہو کر ہر شے کو جلا رہی ہے۔ کان جل رہا ہے۔ آواز جل رہی ہے۔ ناک جل رہی ہے۔ اور اُس کا وشے گندھ بھی جل رہا ہے۔ زبان جل رہی ہے اور اُس کا بھوگ ذائقہ (رس) بھی جل رہا ہے۔ شریر معہ اندریوں کے جل رہا ہے اور اندریوں کے بھوگ بلاس کے سامان جل رہے ہیں۔ من میں آگ ہے۔ اور اُس کے خیالات شعلوں کی صورتوں کے ہیں۔ جس کو دیکھیئے۔ وہی غلبات اور شہوت نفسانی کی آگ سے جل رہا ہے۔ اے بھکشوؤ! تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اور گورو کے نیک اور سچے چیلے اس کو دیکھ کر آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان۔ لامسہ۔ اور شبد سپرش رُوپ۔ رس۔ گندھ۔ اور من اور شریر کی طرف سے اُداسین ہو جاتے ہیں۔ اور اُداسین ہو کر اپنے آپ کو شہوت اور خواہش کے جال سے نجات دیتے ہیں۔ اور برہمچریہ اور پوتر جیوں کی مدد سے وہ جنم مرن کے چکر سے نجات حاصل کر لیتے ہیں جو شخص خودی کو عزیز رکھتا ہے۔ وہ اپنے دل میں اہنکار کی آگ کو مشتعل کرتا رہتا ہے۔ یہ خودی۔ اہم بھاؤ یا اہم پنا ہی دُکھ کا کارن ہے۔ اس سے بچ رہو۔ اور پھر سنسار کی جلنے اور جلانے والی آگ تمھارے لئے بُجھ جائے گی"+

کہتے ہیں کہ اس موقع پر بھگوان کے ساتھ قریب ایک ہزار بھکشو تھے+

آٹھواں سرگ

راج گرہ میں پرچار اور اُپدیش

راستی کی سلطنت دُنیا میں قایم ہو گئی
اور وہ باشان و شوکت اُس کا سُلطاں ہو گیا

کشیپ اور بُدھ دونوں اس وقت اُس اطراف میں مشہور ہو چلے تھے کشیپ تو برسوں سے ممتاز رُوحانی معلم تسلیم کیا جا چُکا تھا۔ بُدھ نے ابھی اپنا کام شروع کیا تھا تاہم سب اس قدر جان گئے تھے۔ کہ وہ بہت پاک اور مُبارک مُنی ہیں۔ شاگردوں کی کثیر تعداد ساتھ لئے ہوئے وہ حسب وعدہ اُورُویلو سے چل کر مگدھ کی راجدھانی راج گرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راجہ بمبیسار نے سُنا۔ کہ "شاکیہ مُنی معہ بھکشوؤں کی جماعت کے چلے آ رہے ہیں"۔ اور اُس کو بھی اُن کے درشن کی خواہش ہوئی +

مگر جب راج گرہ کے رہنے والوں نے دو مُنیوں کو یکجا دیکھا۔ اُن کو یہ نہ معلوم ہو سکا۔ کہ "کون گورو ہے اور کون چیلا ہے۔ اور آیا دونوں ہی گورو ہیں"۔ بُدھ نے اُن کے دِلوں کے شک و شبہات کا پتہ پا کر کشیپ سے کہا "کشیپ! تم اِن کو بتاؤ۔ کہ کس گیان کے پانے سے تم نے اگنی ہوتر دھرم کو چھوڑ دیا۔ اور وہ گیان کیا ہے!" کشیپ نے زبان کھولی "جب تک میں اگنی ہوتری تھا۔ مجھ کو "آتما" کے غیر اصلی ہونے کی بالکل خبر نہیں تھی۔ میں سمجھتا تھا۔ کہ جو کچھ ہے "آتما" ہی ہے۔ اور اسی کے راضی اور خوش کرنے کیلئے میں طرح طرح کے جھوٹے کرموں کے چکّر میں پڑا ہوا تھا۔ بھگوان بُدھ نے دیا کر کے میری غلط فہمی دُور کر دی۔ میں سمجھ گیا کہ "آتما" کیا ہے اور اُس کا رُوپ کیا ہے۔ اور اب میں دھوکے میں نہیں ہوں۔ اور نہ فضول یگیہ اور بلدان کے رسم میں پڑا ہوں۔ بلکہ میں نے درمیانی راستہ اختیار کیا ہے۔ اور نروان کی تلاش سرگرمی

سے کر رہا ہوں - تاکہ اس دُکھدائی جنم مرن کے پھندے سے نجات حاصل ہو جائے جب تک آدمی شریر سرا اندریوں - اور من کے بھرم جال میں پڑا رہتا ہے تب تک نہ تو اس نِروان کی ماہیت ہی سمجھ سکتا ہے اور نہ اُس کے لئے جتن کرتا ہے - جب ان سب کا رُوپ سمجھ میں آجاتا ہے - اور ان کے طرف سے بے پروائی ہو جاتی ہے تب ہی گیان پراپت ہوتا ہے" +

اس مختصر مگر واضح تقریر سے سب کے ذہن نشین ہوگیا - کہ کاشیپ نے بدھ کی شاگردی اختیار کی ہے - اور اُن کی طرف اور بھی سب کا رجحان بڑھ گیا +

راجہ بمبسار اپنے سردار اور افسروں کو ساتھ لئے ہوئے بھگوان کے درشن کو آیا - اور بدھ نے دیکھا - کہ "اُن کو دھرم کی پیاس ہے" زبان کھولی - اور اس طرح دیا کھیان دیا - جو راج گرہ کے اُپدیش کے نام سے مشہور ہے "جس کو سنسار میں دیکھے وہ 'میں' میں کا کرتا نظر آتا ہے - مگر یہ کسی کو بھی نہیں معلوم کہ یہ 'میں' کیا ہے - اور کس طرح اندریاں اُس کے لئے کام کرتی ہیں - یہ 'میں' اور کوئی چیز نہیں ہے - یہ سکندھوں کا مجموعہ ہے - جیسے پانی کے اجزا ہوا کے اجزا کے ساتھ مل کر حباب کی شکل کے بن جاتے ہیں ویسے ہی یہ میں والا آتما ہے - اس کے رُوپ کو ایک مرتبہ سمجھ لو - پھر اہنکار اور میں پنا مٹ جائے گا - شانتی ملے گی - اور جھوٹے خوف اور دُکھ جاتے رہیں گے - مگر جب تک یہ ہے - تب تک وہ بھی رہیں گے - دونوں لازم و ملزوم ہیں - بعض آدمیوں کی رائے میں یہ 'میں' (آتما) مرنے کے بعد رہتا ہے - بعض کہتے ہیں مرنے کے بعد اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے - یہ دونوں غلطی پر ہیں - اور یہ غلطی سخت افسوسناک ہے - اِن کی نادانی رحم کے قابل ہے - اگر یہ لوگ یوں کہیں - کہ "میں (آتما) فانی ہے - تو پھر کرم دھرم کا پھل کیا ہوگا! اور اُس کو کون بھوگیگا! کرم تو اسی خیال سے کئے جاتے ہیں - کہ مرنے کے پیچھے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ان کا پھل بھوگنے میں آئیگا۔ اور اگر یہہ کہیں۔ کہ "میں (آتما) دائمی ہے۔ اور اُس کا ناس کبھی نہیں ہوتا۔ تو پھر اُن کو یہہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ اس شریر کے اندر کوئی نہ تبدیل ہونے والی۔ نہ پیدا ہونے والی اور نہ مرنے والی چیز رہتی ہے۔ اور وہ ایسا مانتے بھی ہیں۔ اُن کا یہہ ماننا بھی غلطی ہے۔ کیونکہ اگر یہہ آتما (میں) مُکمّل ہے۔ تو پھر کرم دھرم کرنے کی معنی کیا ہیں! وہ تو نہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے۔ وہ جیسا ہے ویسا ہی رہیگا۔ کرم دھرم ایسے وجود کے لئے ناکارہ اور غلط ٹھہرتے ہیں۔ الغرض 'میں' (آتما) کی ہستی اور ہستی کے خیال دونوں ہی بھرم میں ڈالنے والے ہیں۔ اور چاہے اس کے کسی پہلو کو لے لو۔ 'اقرار' یا 'انکار' دونوں ہی سے شک وشبہہ نہیں رفع ہوتے۔ آتما جب فطرتاً مالک اور سب کا قاعدہ میں چلانے والا ٹھہرا تو پھر کامل کو کس نے اور کامل بنایا ہے۔ اور پھر کیوں کوئی کرم دھرم کرے۔ اس وجہہ سے ان دونوں کے درمیان رہ کر سچائی کو قبول کرنا چاہیئے۔ اور اُس کے رُوپ کو بودھی (عقل سلیم) کی نظر سے دیکھ کر اس پر غالب آنا چاہیئے" +

"دُکھ ہے اور سُکھ بھی ہے۔ یہہ دُکھ اور سُکھ پھر کس کو ہوتا ہے! اگر آتما کو ہوتا ہے۔ تو پھر وہ کامل تو نہیں رہا۔ اور اگر اُس کو دُکھ ہوتا ہے۔ تو پھر اس بات کے جاننے اور سمجھنے کی کوشش بھی کرنی چاہیئے۔ کہ یہہ دُکھ سُکھ کس کو ہوتا ہے۔ اور کیوں ہوتا ہے۔ اگر 'میں' کرم کرنے والا ہے۔ تو پھر اُس کی ہستی بھی اسی کرم میں ملیگی۔ کرم سے علیحدہ کام کرنے والا کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ آج تک کوئی کرم کو کرم کرنے والے سے الگ ثابت کر سکا ہے۔ کیونکہ اُن کے تعلقات باہمی نسبتی ہوتے ہیں۔ اسی طرح جاننے سے علیحدہ کوئی جاننے والے کو بھی نہیں دکھا سکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جس کو لوگ 'آتما' مان رہے ہیں۔ وہ اس زندگی سے علیحدہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اور نہ وہ اُس سے آزاد اور خود مختار رہکر اُس کا مالک ہی ہے" +

"اب مَیں تم کو اس 'مَیں' یا 'آتما' کی حقیقت بتاتا ہوں۔ جب اندریوں کا کسی چیز کے ساتھ سپرش ہوتا ہے۔ تو اُس سپرش سے حِس پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی حس سے سمرتی یعنی یادداشت کی طاقت آتی ہے۔ پس جس طرح سورج کی گرمی سے آتشی شیشہ میں آگ کا اظہار ہوتا ہے ویسے ہی چیز اور اندری کے پیدا ہوئے گیان سے اُس تمھارے 'سوامی' کا ظہور ہوتا ہے۔ جس کو تم 'اہم' کہتے ہو۔ بیج سے انکھوا پھوٹتا ہے۔ یہ مانا۔ کہ انکھوا بیج نہیں ہے۔ مگر اصل میں تو دونوں ایک ہیں۔ اِن دونوں کو کوئی ایک نہیں کہتا۔ مگر اصلیت کے لحاظ سے یہ باہم مختلف بھی نہیں ہیں۔ زندگی کی پیدائیش کا راز صرف یہ ہے۔ تم اب تک 'آتما۔ آتما' کہتے ہوئے چلا رہے تھے اور صبح سے شام تک اسی کی خدمت کا دم بھرتے رہے۔ اور اسی کی وجہ سے جنم مرن۔ ضعیفی اور روگ کا کھٹکا لگا رہتا ہے اب تم کو یقین ہونا چاہیئے۔ کہ تمھارے اس ظالم اور بے رحم مالک کا کہیں بھی وجود نہیں ہے 'مَیں مَیں' کرتے رہنا ایک بڑی دست اور سخت غلطی ہے۔ آنکھوں کو کھولکر دیکھو۔ اور اس بھرم اور سپنے سے چھوٹ جاؤ۔ اگر ہر شے کو اُس کی اصلیت کی نظر سے دیکھنے کی عادت ڈالو۔ تو تم کو اُس کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگ جائے۔ اور دل میں شانتی آ جائے۔ جاگتے ہوئے کو سپنے کے بھوت کا خوف نہیں ہوتا۔ اُسی طرح جو 'مَیں' کی حقیقت جانتا ہے۔ اُس کو 'آتما' کا دھوکا نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ خوشی اور تمناؤں کے دام میں پھنستا ہے۔ تم کو جو لالچ نفسانیت اور تعلق کا خیال ہے وہ پچھلے جنموں سے ورثہ میں ملا ہے۔ اور یہی سب مِل مِلاکر سُکھ اور دُکھ کے باعث ہوتے ہیں۔ ان کو سمجھو۔ اِن کو ترک کر دو۔ اور شانتی اور گیان کی حالت کو حاصل کر لو۔ ماں اپنے بیٹے کے خطرے کو سمجھ کر اُس کے پھوڑے میں نشتر دلواتی ہے۔ پس تم بھی جیوؤں کو جنم مرن کے دُکھ میں جان کر اُن کے اُپکار کی نظر سے خود نیک بنو۔ اُن کو نیک بناؤ۔ اور نیک بننے بنانے کے سلسلہ میں ہمّتی حاصل

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کرو۔ سچے طور پر نیک بننا صرف اُسی وقت ممکن ہے۔ جب آدمی کے دل سے خودی اور خودغرضی کا خیال جاتا رہے۔ تُم سارے جیئوں کے لئے جو تمھارے ارد گرد۔ آس پاس۔ اوپر نیچے۔ داہنے بائیں اور ہر جگہ ہوں۔ اپنے دل میں دیا کا بھاو پیدا کرو۔ اس میں کسی قسم کی تمیز یا ترجیح کو دخل نہ دو۔ اور جاگتے ہوئے۔ کھڑے ہوئے۔ چلتے ہوئے۔ بیٹھے ہوئے۔ لیٹے ہوئے خواہ جس حالت میں رہو من سے اس بھاو کو کبھی نہ جانے دو۔ اس قسم کی مشاقی تُم کو جلد پاک دل اور نیکدل بنا دیگی پاکی صرف پاپ کے تیاگ کا نام ہے +

سبّ پاپسّیہ آکرنم سہ چت پریود پانم	۔	کُوشلسّیہ اُپ سمپدا ایتن بُدّھا نُوشا سنم	[illegible]

"پاپوں سے چھٹکارا پانا۔ دھرم کا پالن کرنا۔ من کو شدّھ اور پوتر رکھنا۔ بدّھ کی تعلیم صرف اتنی ہی ہے" +

بھگوان نے اپنی تقریر ختم کی۔ تب بمبسار نے ہاتھ باندھکر کہا "پربھو! جب میں لڑکا تھا۔ میری پانچ خواہشیں تھیں۔ اول راجہ ہونا۔ دوسرے میرے راج میں بدّھ کا پرگٹ ہونا۔ تیسرے اُس بدّھ کی سیوا بندگی بجا لانا۔ چوتھے دھرم کا اُپدیش سُننا اور پانچویں سب سے بڑی خواہش یہ تھی۔ کہ میں بدّھ کے آریہ دھرم کو سمجھ سکوں۔ اور میں واقعی خوش نصیب ہوں۔ کہ میری پانچوں تمنائیں پوری ہوئیں۔ آپ کی تعلیم سب سے اتّم اور اچھی ہے۔ آپ نے گپت دھرم کو پرگٹ کیا۔ بھُولے بھٹکوں کو راہ دکھایا۔ اندھیرے میں مشعل روشن کی۔ اور جن کو آنکھیں ملی ہیں۔ وہ ان سب مُبارک علامات کو دیکھتے ہیں۔ میں سچّے دل سے بدّھ دھرم اور سنگھ کی شرن لیتا ہوں" +

بدّھ نے راجہ کو دیکشا دی۔ اُس کے ساتھ درباری بھی دیکشت ہوئے۔ اور اس طرح مگدھ کے راج میں دھرم کا بیج بو دیا گیا +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نواں سرگ

راج گرہ میں ہلچل

صحنِ گلشن میں میری نظمیں کسی نے گر پڑھیں
گل گریباں چاک اور بلبل غزلخواں ہوگیا

بھگوان شہر سے کچھ فاصلہ پر لشتی ون میں مقیم تھے۔ اور روز صبح کے وقت بھکشا مانگنے کے لئے بستی میں آجایا کرتے تھے۔ بمبیسار کو خیال ہوا۔ کہ اتنی دور سے آنے جانے میں تکلیف ہوگی۔ اس نظر سے اُس نے ویننوبن نامی ایک باغ جو نہ وہاں سے بہت نزدیک تھا اور نہ بہت دُور۔ اور نہ جہاں دن کو زیادہ بھیڑ بھاڑ اور نہ رات کو شور وغل کا خوف تھا۔ نذر کیا۔ تنہائی کے لئے۔ صحت کے لئے۔ اور سنگھ کو تعلیم دینے کے لئے یہہ جگہہ ہر طرح سے بہت موزوں تھی۔ بدھ نے اُس کو پسند کیا اور کچھ دنوں وہاں قیام پذیر ہوئے +

اس قیام کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ راجدھانی کے بہت سے نوجوان بدھ کے سنگھ میں شامل ہوگئے۔ اور اُن کی کثیر تعداد دیکھکر سب کو خوف ہوا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہہ دھرم کا شوق اُن کی خانہ بربادی کا باعث ہوجائے۔ ان نوجوانوں میں دو براہمنوں کے لڑکے شاری پتر اور مودگلاین تھے۔ جن کی سنگھ کی شرکت اور بھی بے چینی اور بداطمینانی کا سبب ہوئی۔ اور جو اسوجیت[1] کی مثال کی پیروی میں اس طرف رجوع ہوئے تھے +

جب یہہ نئے سادھو ہاتھ میں کمنڈل لے کر شہر میں بھیکھ مانگنے آتے تو لوگوں کا کمنڈل چاول سے بھر تو دیا جاتا تھا۔ مگر شہر والے تمسخر کرتے اور اُن کی مخالفت کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ اور یہہ عام طور پر سب کے ذہن نشین ہوگیا تھا۔ کہ اگر

[1] ایک بھکشو کا نام ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کچھ دنوں یوں ہی اسی طرح اس نئے دھرم کی اشاعت ہوتی رہی تو گرہستیوں کا ٹھکانا نہ رہیگا۔ اور تمام مُلک ویران ہو جائے گا۔ یہہ سچ ہے کہ برہمچریہ کا آشرم ہندوؤں میں پہلے سے بھی موجود تھا۔ مگر یہہ صرف کمسن نوجوان اور دیرینہ سال بڈھوں ہی تک محدود تھا۔ باقی اور سب گھروں میں رہکر اولاد پیدا کرتے اور کسی نہ کسی پیشہ کی پیروی کو معاش کی تکسیب کا ذریعہ بناتے تھے۔ مگر بدھ کے پرگٹ ہونے اور اُن کے دھرم پرچار کرنے پر جوانوں میں اس زور کا جوش پیدا ہوا۔ کہ کہ وہ گرہستی کو جنجال سمجھ کر جوق در جوق سنگھ میں آنے اور بھکشو بننے لگے۔ راجہ خود بھگوان کا معتقد ہو گیا تھا۔ اور جب راجہ کسی آئین کو پسند کر لیتا ہے تو عوام کا اُس طرف رجحان ہونا ایک معمولی سی حرکت ہے۔ مگدھ میں تھلکہ مچ گیا۔ اور جس کو دیکھئے وہی شکایت کرنے لگا۔ کہ "شاکیہ منی دھرم سکھانے کیا آیا ہے وہ تو شوہروں کو بیویوں سے اور لڑکوں کو اُن کے ماں باپ سے جُدا کرانے آیا ہے اور راج میں بربادی مچا رکھا ہے"۔

بھکشوؤں نے بھگوان کے پاس آکر شہر والوں کی کھلبلی کا حال سُنایا۔ بھگوان بولے "سُنو بھکشوؤ! یہہ سنسار کا قاعدہ ہے۔ جب کوئی نئی تعلیم جاری کی جاتی ہے اور پُرانے رسم و رواج کو دھکا پہنچنے کا اندیشہ ہو جاتا ہے تو اس طرح کی مخالفت عام طور پر کی جاتی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ مگر اس کی میعاد زیادہ عرصہ تک نہیں ہوتی۔ صرف سات دن تک یہ شکایت رہے گی پھر اس کے بعد اسے معمولی سمجھ کر سب خود بخود خاموش ہو جائیں گے۔ اور اگر گرہستی تُم کو طعنہ دیں تو اُن کو سمجھاؤ کہ بُدھ کسی کو گمراہ کرنے نہیں بلکہ راستہ دکھانے آئے ہیں۔ کیا ایسے نیک انسان پر الزام لگانا دھرم کی بات ہے۔ اُن کا طریق تو معصومیت اور نفس کشی کا طریق ہے۔ اُس میں کونسی شکایت کی بات ہے"۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور آخر ایسا ہی ہوا۔ مخالفت روز بروز کم ہوتی گئی۔ اور بدھ کی تعلیم سے فایدہ اُٹھانے کا شوق کچھ ایسا بڑھا کہ ایک کی دیکھا دیکھی دوسرا اُن کی شرناگت ہونے لگا۔ اور بھگوان نے راج گرہ میں باقاعدہ سنگھ کو قایم کیا۔ "پرتی موکھ" کا رواج دیا۔ اور اس کا اہتمام تمام بھکشوؤں کے مشورہ سے کیا تھا۔ گویا بودھوں کا دھرم کی اشاعت کی نظر سے یہہ پہلا مذہبی جلسہ ہوا تھا۔

دسواں سرگ

اناتھ پنڈک اور اُس کے ساتھ بات چیت

ہم اندھیرے کو پکڑ کر کیسے دکھلائیں تمھیں
دیکھتے ہی شمع روشن کے وہ پنہاں ہو گیا

شراوستی راج کا ایک دولتمند اور نیک آدمی راجگرہ میں آیا تھا۔ وہ بڑا دھرماتما اناتھوں کا ناتھ اور غریبوں کا مددگار تھا۔ اور اسی وجہ سے عوام میں اُس کا نام اناتھ پنڈک مشہور تھا۔ جب اُس نے راجگرہ میں ہلچل دیکھی اور اُس کو معلوم گیا۔ کہ بدھ بھگوان دھرم چکر پرورتن کرنے کے لئے پرگٹ ہوئے ہیں۔ تو اُس کو بھی اُن کے درشن کی خواہش ہوئی۔ اور وہ شردھا کے ساتھ اُن کے پاس آیا۔ اور ڈنڈوت پرنام کرنے کے بعد اُپدیش سُننے کی خواہش ظاہر کی "بھگون! میں گرہستی ہوں۔ آپ بدھ ہو۔ میری حالت دیکھکر مجھے ہدایت کیجئے کہ مَیں کون سا طریق اختیار کروں۔ کہ میرا بھلا ہو۔ مَیں مصروفیت کی زندگی بسر کرتا ہوں۔ میرے پاس دولت بہت ہے جس کی وجہ سے رات دن فکر لگی رہتی ہے۔ پھر بھی مَیں اُس کی سنبھال کر لیتا ہوں۔ اور بہت سے آدمیوں کو نوکر رکھ چھوڑا ہے۔ آپ کے بھکشو گرہست آشرم کی نندا کرتے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہیں - اور دُنیا کو ہیچ پوچ سمجھتے ہیں اُوہ سب کو سُنا کرتے رہتے ہیں - کہ بھگوان نے نروان کے لئے گھر بار اور راج پاٹ کو چھوڑ دیا ہے - اگر اُن میں کچھ بھلائی ہوتی تو پھر اس طرح کے نمونہ کے قایم کرنے کی ضرورت کیا تھی! یہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں - کیا مَیں بھی ان کی طرح گھر بار - آل اولاد - اور کاروبار کو ترک کر کے فقیر ہو جاؤں؟ آپ میری ہدایت کیجیئے"

بُدھ نے جواب دیا "سُنو - آریہ اشٹانگ مارگ درمیانی رستہ کہلاتا ہے - کسی کو انتہا درجہ کے جپ تپ اور انتہا درجہ کے بھوگ ولاس میں پھنسنے کی ضرورت نہیں ہے - ہاں اگر دُنیا میں رہ کر دل بُری طرح دولت میں پھنسا ہے - تب تو اُس کا تیاگ کر دینا ہی ضروری ہے - ورنہ وہ زندگی کو زہریلی بنا دے گی - اور دُکھدائی ہو گی اور اگر کوئی شخص دولت کا بہترین اور مناسب ترین استعمال کرتا ہے - اور اُس کی ذات سے دوسروں کا بھلا ہوتا ہے - اور وہ اُس کا غلام نہیں ہے تو اُس کو گرہست آشرم کے تیاگ کی چنداں ضرورت نہیں ہے - تم زندگی کی جس حالت میں ہو - اُسی میں قایم رہو - کام کرو - مگر کام کو قید و بند نہ بناؤ - دھن دولت کماؤ - مگر دھن دولت کو گلے کی پھانسی نہ بناؤ - اگر کوئی شخص گھر بار چھوڑ کر اور بھکشو بن کر پھر بھی سنسار کی چاہ میں پھنسا ہوا ہے - تو پھر اُس کو نفع کیا پہنچا! مَیں بیکاری اور اپاہج پنے کی زندگی کو سخت معیوب سمجھتا ہوں - اگر سُست آدمی سے دُنیا کا کام نہیں ہوتا - تو پرمارتھ کی کمائی وہ کیا کر سکیگا - کوئی ہو - راجہ پرجا - اہلکار یا سوداگر - چاہے وہ گھر میں رہے یا گھر سے الگ ہو جائے - مطلب تو صرف کام کرنے سے ہے - جیسے کنول کے پھول پانی اور کیچڑ سے پیدا ہو کر اُن میں رہتے اور اُن کے اثر سے بچتے رہتے ہیں - اسی طرح اگر کوئی شخص سنسار میں رہتا ہوا خودی اہم بھاؤ اور نفرت - حسد اور بغض سے دل کو پاک صاف رکھ سکتا ہے - تو اُس کی زندگی سچائی کی زندگی ہو گی - اور شانتی - آنند

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور سُکھ اُس کے حصہ میں آئے گا۔ بدھ کی تعلیم کا عطر اور جوہر صرف یہ ہے۔ کہ کسی طرح یہ غلط "اہنکار" اور "اہم بھاؤ" دلوں سے دُور ہو جاوے۔ اس کا بھرم جاتا رہے۔ اور جب بھرم نہ رہیگا۔ تو پھر خواہش اور خواہش کے ساز و سامان کے ساتھ گہرا تعلق بھی نہ رہے گا۔ اور اس اصول کی مشاقی سے ایک دن نروان کی پراپتی ہو جائیگی۔ یہ اہم بھاؤ بھرم کا اندھیرا ہے۔ اور نروان کی روشنی کے ہوتے ہی خود بخود دُور ہو جاتا ہے +

گیارھواں سرگ

اناتھ پنڈک کے ساتھ مزید سوال و جواب

شوقِ وحدت سے مٹے کثرت کے جھگڑے خود بخود
تخمِ گل کے درمیاں پنہاں گلستاں ہو گیا

اناتھ پنڈک بھگوان کے صاف اور پُر مضمون اُپدیش کو سُن کر خوش ہُوا۔ اُس نے سوال کئے "بھگوان! آپ فرماتے ہیں۔ کہ اہم بھاؤ کا مٹانا ہی دھرم ہے۔ کیا اس ہستی کے بنانے میں کسی اور طاقت کا ہاتھ نہیں ہے"؟

بدھ ویو بولے "میری تعلیم صرف اسی قدر ہے۔ کہ اس سنسار کا بے چین اور چنچل خواص ہی دُکھ کا باعث ہے۔ دل میں جب تک بھرانتی رہے گی وہ بے چین رہیگا۔ اور جب تک اُس میں بے چینی ہے۔ وہ اصلیت کے گیان کو پراپت نہ کر سکیگا۔ اور جب تک ٹھیک طور پر اصلیت کا گیان نہ ملیگا تب تک نہ شانتی ہو گی نہ نروان پد کی پراپتی ہو گی۔ اور جب تک نروان کی پراپتی نہ ہو گی تب تک یہ جنم مرن کا دُکھ قطعی طور پر دُور نہ ہو گا۔ یہ اہم بھاؤ جس کو "آتما" کہتے ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

صرف مختلف صفتوں کے مجموعہ کا نام ہے ۔ اور مجموعہ کے اجزا کے بکھر جانے سے پھر اس کا کہیں نام ونشان تک نظر نہیں آتا"۔

"لوگوں کا وشواس ہے ۔ کہ ایشور ہمارا اور ہماری زندگیوں کا بنانیوالا ہے اور اگر یہ خیال صحیح ہے ۔ اور ایشور سچ مچ پیدا کرنیوالا اور سب کا بنانیوالا ہے تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے ۔ تمام جاندار کو چپ چاپ ہر بنانے والے کے حکم طاقت اور فیصلہ کا مطیع ہو جانا چاہیئے ۔ کمہار نے برتن بھانڈ گھڑ کر رکھ دیئے ۔ اور وہ پڑے ہیں ۔ اور جب جیو کمہار کے برتنوں ہی کی طرح بنائے گئے ہیں تو پھر اُن کو نیکی کرنے کی ضرورت کیا ہے ۔ اور وہ کیوں نیکی کریں ! بنانے والے نے جیسا بنا دیا وہ بن گئے ۔ اور بس !! اور اگر اس سنسار کو ایشور ہی نے بنایا ہے ۔ تو پھر اس میں دکھ ۔ پاپ اور سنتاپ کیوں ہے ۔ اور اس میں اور جیوں میں پاکی اور ناپاکی کیوں دیکھی جاتی ہے ۔ اگر ایشور نے پاک ناپاک اور دکھ سکھ سب کچھ بنایا ہے تو پاکی ناپاکی اور دکھ سکھ کا اُس میں ہونا لازمی ٹھہرتا ہے ۔ کیونکہ جو جیسا ہوتا ہے وہ ویسے ہی کام کرتا رہتا ہے ۔ اور اگر ایشور نے اس جگت کو نہیں بنایا ۔ تو پھر یہ لازمی بات ہے ۔ کہ اس سنسار اور اُس کے جیوں کا بنانے والا کوئی اور دوسرا سبب ہوگا ۔ اور اُس سبب کا پتہ لگانا لازمی ہے ۔ ان تمام باتوں پر غور کرنے اور سوچنے سے ایشور کا خیال خود بخود رد ہو جاتا ہے"۔

"پھر اگر یہ کہو ۔ کہ برہم (یعنی وجود مطلق اور ذات مطلق) نے ہم کو پیدا کیا ہے تو پھر یہاں پر یہ سوچنا چاہیئے ۔ کہ جس کو برہم یا ذات مطلق کا خطاب دیا جاتا ہے ۔ وہ ہمیشہ کارن اور کارج (علت اور معلول) سے پاک ہے ۔ وہ نہ پیدا ہوا اور نہ پیدا کرتا ہے ۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے ۔ کہ ہمارے اردگرد کی چیزیں ویسے ہی

لے ناظرین اس بیان کو غور سے پڑھیں ۔ بدھ کہیں بھی ایشور یا برہم کی ہستی سے انکار نہیں کرتے ۔

ستمبر ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کسی اور سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔ جیسے بیج سے درخت اور پھل۔ پھول اور پتے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ برہمہ کی نسبت یہہ کہنا کہ وہ ان سب میں محیط اور موجود بھی ہے۔ اور اُسی نے سب کو بنایا ہے۔ تو پھر یہہ بات عقل کی ترازو پر صحیح طور پر نہیں ٹھہرتی۔ اور اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ برہمہ کسی شے کا بنانے والا اور بگاڑنے والا نہیں ہے"۔

"اور پھر اگر یہہ مان لو۔ کہ 'اہم' (آتما) ہی سب کا بنانے والا ہے۔ تو پھر یہہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ اُس نے سب چیزوں کو راحت بخش اور سُکھدائی کیوں نہیں بنایا؟ کوئی سمجھدار شخص نہ دُکھ میں پھنسنا چاہتا ہے۔ اور نہ دُکھ کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ رنج اور خوشی کے سبب دونوں خارجی اور باہری نظر آتے ہیں۔ پھر وہ 'اہم' کے بنائے ہوئے کیسے ٹھہر سکتے ہیں"۔

"اس کے سوا اگر تم یہہ دلیل لاؤ۔ کہ کوئی بنانے والا ہی نہیں ہے۔ اور ہم سب بصورت موجودہ محض اتفاق یا تقدیر سے یُوں ہی بن گئے ہیں۔ اور اس اتفاق کے سوا کوئی اور دوسرا سبب نہیں ہے۔ تو تم کو اپنے اصلاح کرنی۔ اور عاقبت بخیر ہونے کے لیئے نیک اعمال کی کیا ضرورت ہے! یہہ صاف صاف اور سادہ سادہ باتیں ہیں۔ جو ہر شخص کی سمجھ میں کسی حد تک آسکتی ہیں۔ ان سب پر غور کرنے سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ نہ ہم کو ایشور نے نہ برہمہ نے نہ اہم نے اور نہ اتفاق نے پیدا کیا ہے۔ بلکہ ہمارا بنانے والا کوئی اور ہی سبب ہے۔ اور وہ ہمارا کرم ہے ہم نے اچھے بُرے دونوں طرح کے کرم کیئے۔ اور اُن کی وجہہ سے ہم بن گئے"۔

"سبب اور نتیجہ کا قانون محیطِ کُل ہے۔ سنسار اُسی کے ماتحت ہے۔ اور وہ سبب جس سے کرم پیدا ہوتا ہے وہ بالکل اچیت اور غیر مُدرک نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ کاریہ میں کارن یوں ہی محیط رہتا ہے۔ سونے کے ہزاروں برتن بھانڈے زیور وغیرہ

ستمبر ۱۹۱۷ء

بنالو۔ مگر سونا اُن میں ہر وقت محیط رہیگا۔ اور اُس کو اُن سے کبھی جُدا نہ کر سکوگے اور یہ سب اصل میں سونا ہیں سونا ہی سونا ہیں۔ صرف بھرم اور اگیان اِن کو اور بناتا اور سمجھاتا رہتا ہے"+

"اے اناتھ پنڈک! نادان نہ بنو۔ دانا بنو۔ ایشور کی پرستش اور اُس سے دُعا مانگنے کے غلط عقیدہ کو ترک کردو۔ اور فلسفہ کے بال کی کھال نکال لینے کی عادت کو برطرف رکھو۔ کیونکہ اس سے بھی کوئی نیک نتیجہ نہیں نکلتا۔ اصلی اور ضروری بات صرف اسی قدر ہے۔ کہ اہنکار۔ خودی۔ خودغرضی۔ خودبینی۔ خودپسندی۔ انانیت اور اہنکار سے قطعی طور پر علیحدگی کرلو۔ اور چونکہ یہ تمام اشیا کرم کے قانون کے تابع ہیں۔ اس لئے نیک کرم کرنے سے خودبخود نیک نتیجے پیدا ہونگے اور اُن کے سلسلہ میں بدھ کی تعلیم کی پیروی کرتے ہوئے نروان پد کی پراپتی ہوگی جو دُکھوں کے۔ نفسانیت کے اور خواہشوں کے خاتمہ۔ فنا۔ اور معدومیت کی حالت ہے"+

اناتھ پنڈک بہت خوش ہوا۔ اور بدھ۔ دھرم۔ سنگھ کی شرن لینے اور بھگوان سے دیکشا پانے کے بعد اُس نے ہاتھ باندھ کر کہا "بھگون! مَیں شراوستی نگر کا رہنے والا ہوں۔ جو کوشل دیس کی راجدھانی ہے۔ یہ ملک بہت زرخیز ہے۔ اور پرسین جیت راجہ اُس کا حکمران ہے۔ اور وہ نیک ہے۔ میری خواہش ہے۔ کہ وہاں آپکے سنگھ کے لئے وِہار تعمیر کروں۔ آپ اس کو منظور فرمایئے"+

بُدھ نے کہا "تُم مبارک ہو۔ دانی کو سب پیار کرتے ہیں وہ خوش رہتا ہے اور پچھتاوے کا دُکھ اُس کو نہیں ہوتا۔ وہ کنول کی طرح کھلا رہتا ہے۔ اس بات کا سمجھنا ذرا مُشکل ہے۔ کہ غذا کے دان کرنے سے ہم میں زیادہ طاقت۔ بستر کے دان دینے سے ہم میں زیادہ حُسن۔ اور سچائی اور پاکی کے ستھان بنوانے سے ہم کو

قیمتی خزانے ملتے ہیں۔ دان کو سوچ سمجھ کر کرنے ہی سے کلیان ہوتا ہے۔ اور جیسے بیر اپنی طاقت کو دیکھ کر لڑتا ہے ویسے ہی دان دینے والے کو بھی اپنی طاقت کا اندازہ کر لینا چاہیئے۔ اس قسم کا دانی سچ مچ بہت شہزور ہوتا ہے۔ اور اس میں پریم اور محبت رہتے ہیں۔ دانی مکتی کا ادھکاری ہے وہ اُس آدمی کی طرح ہے جو دوسروں کے پھل پھول اور سایہ دینے کے خیال سے درخت لگاتا ہے۔ اسی طرح دانی حاجتمندوں کی مُراد بر لاتا ہے۔ یہی نروان کا زینہ ہے۔ اور دان کرنے سے ہم اپنی نروان کی زندگی مکمل کرنے کے قابل ہوتے ہیں"+

تب اناتھ پنڈک بھگوان سے رخصت ہو کر اپنے دیس کو چلا گیا۔ اور اور ساتھ میں ساری پُتر کو لے گیا۔ تاکہ وہ وِہار کے لئے موزوں مناسب اور خوش نما موقع کے تلاش کرنے میں مددگار ہو+

(۶) کپل وستو کانڈ

پہلا سرگ

گم شدہ کے ملنے کی خوش خبری

ہجر کی شب تیرے آنے کی خبر جس دم سُنی
شمع کی صورت خوشی سے دل گل افشاں ہو گیا

گھر سے جب گھر کا رہنے والا چلا جاتا ہے۔ تو وہ سُونا اور بے رونق ہو جاتا ہے اسی طرح ہم جس کو پیار کرتے ہیں۔ اگر وہ ہم کو چھوڑ کر چلا جائے۔ تو ہماری اپنی حالت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھی خراب ہو جاتی ہے۔ سدھارتھ کو گھر سے نکلے ہوئے سات برس ہوئے۔ سات برس تک یک لخت راجہ شدھودان اور پرجاوتی بیٹے کی جدائی کے رنج سہتے رہے۔ اور سات برس تک یشودھرا بے زبان جانوروں کی طرح چپ چاپ ایک جگہ بیٹھی ہوئی آنکھوں سے آنسو بہاتی رہی۔ شوہر زندہ ہے۔ اور اُس کی زندگی ہی میں راجکماری کی صورت بیوہ جیسی بن گئی ہے۔ راہل شاہزادے کی عمر سات برس کی ہے۔ مگر اس سات برس کی عمر میں نہ باپ نے کبھی بیٹے کی صورت دیکھی اور نہ بیٹے کو باپ کے دیکھنے کا موقع ہاتھ آیا۔ کپل وستو پر اُداسی چھائی ہوئی ہے۔ اور گو دن آتے اور راتیں جاتی ہیں۔ مگر جس طرح ساون بھادوں کی جھڑیوں کے موسم میں آسمان سیاہ بادلوں سے گھرا رہتا ہے۔ اُسی طرح یہ شاکیہ سلطنت بھی اُداسین سادھوؤں کی طرح اپنی زندگی بسر کر رہی ہے +

سات برس گذر گئے۔ بسنت رُت آیا۔ آم بورائے کوئلیں درختوں کی ڈالیوں پر بیٹھی ہوئی کُو کُو کرنے لگیں۔ قدرت کو کب آدمی کے دُکھ سُکھ کی پرواہ ہے !۔ وہ اپنے کام کے سلسلہ کو برابر جاری رکھے گی۔ چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش! مگر کال کا چکر کب کبھی روکے رُکا ہے۔ زمین ہری بھری ہے۔ کھیتوں میں سرسوں پھولی ہوئی ہے۔ کُسم اور ٹیسو کے پھول ہر جگہ کھلے ہوئے ہیں۔ ملک کی حالت بدلی ہے دریاؤں نے اپنی روانی کا دوسرا راستہ نکال لیا ہے۔ مگر کپل وستو جُوں کا توں ایک جگہ پہلے کی طرح کھڑا ہے۔ اور شدھودن کٹھ پُتلی کی طرح اُس کے راج کاج کا انتظام کر رہا ہے۔ دل کسی اور خیال میں ہے۔ مگر عادتاً جسم منصبی فرائض کی بجا آوری میں متحرک اور سرگرم ہے +

یشودھرا سب کے کہنے سُننے پر بسنت پنچمی کے دن اُٹھی۔ اور محل کے حوض میں راہل کو ساتھ لئے ہوئے نہانے آئی۔ اس نے پہلے لڑکے کو نہلایا۔ پھر آپ نہائی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور سورج دیوتا کو دھرماتما سندھونی کی طرح پانی دیتی ہوئی دل ہی دل میں اُس
طرح مخاطب کرنے لگی "پربھو! آج میرے پنچھی کو اُڑتے ہوئے ساتواں برس ہے
خبر نہیں وہ کس جنگل کے پھول پھل کھاتا۔ اور کن پہاڑی چشموں کے پانی پیتا ہوگا
بہت تلاش کی گئی۔ مگر کسی کو بھی اُس کا پتہ نہیں ملتا۔ تم دن بھر برہمانڈ کا چکر لگاتے
رہتے ہو۔ اور کسی کو چاہے معلوم نہ ہو۔ مگر تم اس پردیسی پنچھی کا حال جانتے ہوگے
کیا میری قسمت میں ایک مرتبہ بھی اُس کا دیکھنا نہیں بدا ہے! صبر کرتی ہوں۔ مگر دل
کو صبر نہیں آتا۔ طبیعت رہ رہ کر گھبراتی ہے۔ کون جانے وہ کہاں جا کر چھپ گیا
اور کیوں اب تک اپنی بیوی اور بچے کی سُدھ نہیں لی" بھولی بھالی یشودھرا دل
ہی دل میں یہ سوال کرتی ہے۔ اور دل ہی دل میں خود بخود اُس کو جواب ملتا ہے
"بیوی۔ بچے۔ اور باپ بیٹے کے زمینی رشتوں کو اُس نے توڑ دیا ہوگا" اور اب
اس کا واپس آنا بھی مشکل ہی ہے" مگر نہیں۔ عالمِ اِمکان میں ہر بات کا اِمکان ہے
جب وہ کھلے ہوئے کملوں سے تالاب کے کنارے سورج کے سامنے ہاتھ باندھکر
اس طرح فکرمند ہو رہی تھی۔ ایک داسی آئی۔ اور آنکھوں میں پریم کے آنسو
بھرے ہوئے بولی "مہارانی! گم شدہ کی خبر مل گئی۔ جو کھو گیا تھا اُس کا پتہ لگ
گیا۔ دو سوداگر تاپس اور بھلک آئے ہیں۔ دیس دیس کا مال و اسباب لائے ہیں
موتی۔ ہیرے۔ لعل۔ جواہر۔ زربفت کے ریشمی کپڑے۔ ہاتھی دانت کی کرسیاں
اور ہر طرح کی قیمتی چیزیں! یہ کہتے ہیں "ہم نے سدھارتھ کو دیکھا۔ اُس کا درشن کیا
پوجا کی۔ اور گھٹنا ٹیک کر اُس کی شاگردی قبول کی۔ بھینٹ چڑھائی۔ اور اُس سے
تالی۔ وہ گورو دیوں کا ستگورو۔ رشیوں میں پرم رشی۔ اور منیوں میں مہامنی ہو گیا
ہے۔ اس وقت سنسار بھر میں اُس کے جیسا ایک بھی گیانی نہیں ہے۔ سب اُس
کے سامنے سر جھکاتے۔ اُس کی ستتی کرتے۔ اور اُس سے گیان لیتے ہیں۔ اور اب

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

وہ مہاراجوں کا بھی مہاراجہ ہو گیا ہے"!
یشودھرا کی ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے آنسو گر پڑے۔ جسم کے جمے ہوئے خون کو گرمی پہنچی۔ اور وہ رگ و ریشوں میں حرکت کرنے لگا۔ پہلے اُس نے سورج بھگوان کا شکریہ ادا کیا "دیو! تم نے میری کامنا پوری کر دی۔ تمہاری جے ہو"! اور پھر داسی سے کہنے لگی "سندری! اِن سوداگروں کو بلا لا۔ میں چق کے اندر بیٹھ کر اُن سے خود اپنے بھولے بھٹکے ہوئے پتی کا حال پوچھوں گی۔ اور اگر وہ سچی خبر لاتے ہیں۔ تو اُن کو اس قدر مال و دولت دونگی کہ وہ نہال ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے تو نے یہ خبر سنائی۔ میرے جسم پر تو کوئی زیور نہیں ہے محل میں چلکر تجھ کو موتی کا ہار دلا دونگی"+

خوشی کی گھڑی مبارک ہوتی ہے! خوشی وہ زبردست اور پُر تاثیر دوا ہے جو ایک مرتبہ مُردہ قالب میں بھی جان ڈال دیتی ہے۔ اِدھر راہل کا ہاتھ پکڑے ہوئے یشودھرا محل میں گئی۔ اُدھر داسی اُن سوداگروں کو اندر بلا لائی۔ یہ ننگے پاؤں آئے رانی پردے میں تھی۔ دستور کے موافق انھوں نے پردے کو ہاتھ باندھکر نمسکار کیا۔ داسی نے کہا "تاپس اور بھلک حاضر ہیں"! یشودھرا نے اندر سے دریافت کیا "نیک لوگو! تم کہاں سے آرہے ہو۔ میرے پتی کو کہاں دیکھا۔ وہ کس شکل میں رہتے ہیں۔ کیا کرتا ہے۔ اور اُس کی زندگی کس طرح بسر ہوتی ہے! اُس کا حال مجھ کو بتاؤ تم چونکہ یہ خوشخبری لائے ہو۔ میں تم کو شاکیہ راج ہنس کا سچا ہمدرد۔ دوست اور خیر خواہ سمجھتی ہوں"+

تاپس نے جواب دیا "رانی! ہم نے خود اپنی آنکھوں یوگی راج سدھارتھ کا درشن کیا۔ اور اُن کے سیوک بھی ہیں۔ اب وہ بُدھ ہو گئے ہیں۔ اور راجوں کے مہاراجہ ہیں۔ دُنیا کی سلطنت کا اُن کے راج سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے! ہم نے اُن کو

ستمبر ۱۹۱۷ء

پھلگو ندی کے کنارے بودھی برکش کے نیچے بیٹھا ہوا پایا۔ صورت سے آسمانی جلال برس رہا تھا۔ بولتے ہیں تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔ کوئی اُن کو اب آدمی نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ وہ دیوتاؤں سے بھی زیادہ بڑے ہیں۔ اور جس مقصد سے اُنھوں نے تیاگ کا ورت دھارن کیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔ اور اب وہ سنسار اور سنساریوں کے دُکھ مٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جہاں جس جگہہ سے گذرتے ہیں۔ شردھالو آدمی اُن کے پاؤں کی خاک کو آنکھوں سے لگاتے۔ اُن کا آشیرباد لینے کے خواہشمند رہتے ہیں اور اُن کے اُپدیش سُننے کے مشتاق ہوتے ہیں"۔

یشودھرا نے پوچھا" مبارک ہو! اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ یہ حالت اُن کو کیسے نصیب ہوئی ہے؟

بھاگک نے جواب دیا" میں نے جو کچھ اوروں سے سُنا ہے۔ وہ آپ کو سُناتا ہوں۔ بھگوان برسوں تپ کرتے رہے۔ کئی گوروؤں کے پاس گئے۔ مگر کسی سے کام نہیں نکلا۔ تب مجبور ہو کر بودھی برکش کے سایہ میں بیٹھ کر سوچنے لگے۔ اور سوچتے سوچتے اُن کو گیان پراپت ہو گیا۔ مار نے پہلے اُن کو بہت بھرمایا۔ ڈرایا۔ دھمکایا۔ چکرورتی راج کا لالچ دیا۔ مگر بدھ نے اُس کی ایک نہیں سُنی۔ آندھیاں آئیں۔ بجلی کڑکی۔ بادل گرجے۔ مگر ان باتوں کا اُن کے دل پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور اس طرح ایکانت میں یکدلی اور یکسوئی کے ساتھ سوچتے ہوئے اُنھوں نے بارہ ندان۔ چار آریہ ستیہانی۔ آٹھ اشٹانگ مارگ وغیرہ کا پتہ پا لیا۔ اور نروان کا پد حاصل کر لیا۔ پہلے اُن کو یہ خیال تھا۔ کہ "گیان بہت مشکل ہے۔ جیو اس کو سمجھ نہ سکیں گے"۔ اور یہ سوچ کر وہ دھرم پرچار کا ارادہ ترک کر بیٹھے تھے۔ اور اگر کہیں بدھ اس پر ثابت قدم رہتے۔ تو پھر سنسار کا کیا حال ہوتا۔ اور کون مُکتی کا راستہ دکھاتا! لیکن اُسی وقت آکاس سے آواز آئی" نتیامی اہم بھو۔ نتیاتی لوکا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

افسوس! میں کھو گیا۔ اور میرا لوک بھی کھو گیا۔" کچھ دیر تک خموشی رہی۔ پھر دوسری صدا سُنائی دی "شریتیام دھرم بھگوت۔" "بھگوان! تم دھرم کا پرچار کرو"۔ اُس وقت بدھ نے پھر دُکھی سنسار کی طرف نگاہ کی۔ اور اُن کو جنم مرن کے پھندوں میں بُری طرح پھنسا ہوا دیکھکر مسکراتے ہوئے دل میں ٹھان لیا۔ کہ "جو دھرم کے جاننے۔ سمجھنے۔ اور اُس کے اختیار کرنے کے خواہشمند ہیں۔ میں اُنھیں کے لئے اس کا پرچار کروں گا۔" اور تب سے وہ یہی کام کر رہے ہیں +

یشودھرا نے پھر سوال کیا۔ "وہ اب تک وہاں ہی ہیں۔ یا اور جگہہ چلے گئے"؟

تاپس نے جواب دیا۔ "ہم نے اس طرح سُنا ہے۔ کہ بدھ گیا سے روانہ ہو کر بھگوان پہلے کاشی میں گئے۔ اور بیساکھ کی اماوس کو پانچ رشی کونڈنیہ۔ بھدرک اشوجت۔ واسو۔ مہانام کو مرگ داوا بن میں جو اِسی پٹن کے قریب ہے۔ دھرم سکھایا۔ پھر یش کو اُس کے چوّن ساتھیوں کے ساتھ دیکشا دی۔ اور ان ساٹھ بھکشوؤں کو دھرم پرچار کرنے کے لئے دُور دُور بھیجا۔ اور جب یہہ کام ہو چکا۔ وہ لیشتی بن میں راجگرہ مگدھ کی راجدھانی کے قریب آئے۔ اور راجہ کو اپنا سیوک قبول کیا۔ اور اُس کی خواہش کے بموجب وینو بن میں مُقیم ہیں۔ اور وہاں راجہ بمبسار نے ایک پتھر کی لاٹ کھڑی کرادی ہے۔ جس پر یہ شلوک کھُدا ہوا ہے:۔

"جس سبب سے زندگی بنتی ہے۔ اور اپنے سلسلہ کو جاری کرتی ہے۔ تتھاگت نے سب کا پتہ لگا لیا۔ اور جس تدبیر سے زندگی کے دُکھوں سے نجات ہوتی ہے مہاشرمن گیانی نے اُس کو بھی بتا دیا" +

اِسی وینو بن میں دھرم سبھا منعقد ہوئی۔ بھکشوؤں کو گیروا بستر پہنایا گیا۔ اور پرتی موکھ کا قاعدہ جاری کیا گیا اور تعجب نہیں کہ وہ اس طرف بھی آئیں" +

یشودھرا نے وعدہ کے موافق ان سوداگروں کو بہت کچھ قیمتی مال واسباب دیئے جس کو پا کر وہ بہت خوش ہوئے۔ اور راجکماری نے اُن سے پھر دریافت کیا۔ "یہاں سے یہہ وینوبن کتنی دُور ہے۔ اور بدھ دن میں کتنے کوس چلتے ہیں"؟ بھلک نے جواب دیا "یہاں سے راجگرہ ساٹھ کوس ہے۔ اور بھگوان دن میں صرف آٹھ کوس چلتے ہیں۔ اسی راجگرہ سے دریائے سون کے کنارے کنارے اگر آدمی چلا جائے۔ تو وینوبن اُس کو مِل جائے گا۔ اور بھگوان وہاں ہی ملیں گے"۔

سوداگر رخصت کر دیئے گئے۔ یشودھرا نے داسی کو شدھودن کے پاس بھیجا۔ اور اپنے شوہر کی نسبت جو کچھ سنا تھا۔ سب لفظ بہ لفظ اُس تک پہنچا دیا۔ راجہ اُس وقت دربار میں بیٹھا تھا۔ اُس نے نو آدمیوں کو مختلف راہوں سے وینوبن کی طرف روانہ کیا اور اُن کو سمجھا دیا "سدھارتھ سے جا کر کہنا۔ آج سات سات برس کے دن گذر گئے۔ جس کی آنکھوں کا نُور کھو گیا ہو۔ اُس کے زیادہ جینے کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ اس لئے قبل اس کے کہ میری لاش چتا پر بھسم کرنے کے لئے رکھی جائے۔ تم مجھ کو آ کر دیکھ جاؤ۔ تاکہ میں یہہ تخت و تاج۔ لشکر۔ رعیت وغیرہ کی امانت تم کو سپرد کر دوں۔ راج کے باشندے بھی راجکمار کے دیکھنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ آنے میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔ کون جانے کب دُنیا سے کُوچ کرنے کا وقت قریب ہی آ گیا ہو"۔

اِسی طرح نو سوار یشودھرا نے بھی بھیجے۔ اُس کا پیغام یہہ تھا "تمہاری بیوی اور تمہارے لڑکے راہل کی ماں چاہتی ہے۔ کہ تم اپنا چاند جیسا مکھڑا آ کر دکھا جاؤ۔ جس طرح چکور چاند کی خواہش میں انگارے چبا تا رہتا ہے۔ ویسے ہی میں تمہارے لئے دُکھ درد برداشت کر رہی ہوں۔ میرے دُکھ کو کون سمجھ سکتا ہے۔ اگر تم نے راج کھو کر زیادہ قیمتی دولت پائی ہے۔ تو یاد رہے کہ میں تمہاری اردھنگنی ہوں۔ اور راہل تمہارا لڑکا ہے۔ ہم دونوں کا بھی اُس میں حق ہے۔ اور سب سے زیادہ میں تمہارے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

درشن کی حقدار ہوں" +

یہہ سوار مختلف راہوں سے سدھارتھ کی تلاش میں روانہ ہوئے +

دوسرا سرگ

سواروں کا وینوبن میں پہنچنا

گم شدہ کی کچھ خبر لایا نہیں کیوں نامہ بر
گیا۔ وہ اب باشندۂ شہر خموشاں ہو گیا

کپل وستو کے سردار جلد منزلیں طے کرتے ہوئے وینوبن میں اُس وقت پہنچے۔ جب بھگوان اپنے مُعتقد شاگردوں کو اُپدیش دے رہے تھے۔ زبان میں جادو تھا۔ جس نے ایک بات سُنی بے خود ہو گیا۔ آنکھ میں سحر تھا۔ جس پر نظر گئی وہ وہیں کا ہو گیا۔ بُدھ واچک گیانی نہیں تھے۔ بلکہ وہ گیان مجسم تھے۔ گیان دھیان کی باتیں یوں بھی دلفریب ہوتی ہیں۔ لیکن اگر گیان کی مورتی کا ساکشات درشن ہو جائے تو پھر اُس کا کیا کہنا ہے! ان آدمیوں نے بدھ کو دیکھا۔ بدھ نے ان کو دیکھا۔ اُپدیش لیا۔ اپنا پیغام بھول گئے۔ اور روز روز کے ست سنگ کے بچن سُنتے سُنتے اس قدر اپنے آپ سے گذر گئے۔ کہ اب کسی کو خیال تک نہ رہا۔ کہ کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر گذر رہے۔ آئے تھے راجکمار کو گھر واپس لے جانے۔ اور اپنا دل اُس کے چرنوں کو دے بیٹھے اور اُسی کے ہو رہے۔ عامل اور صاحب دل کی صُحبت کا ہر جگہہ یہی حال ہوتا ہے۔ بھجن بندگی نسبتاً سب بے سُود ہیں لیکن گرست سنگ کسی ست پُرش کا ہاتھ آ جائے تو پھر بہت آسانی سے پرمارتھ کی کمائی ہونے لگ جاتی ہے۔ یہہ بھی بھکشوؤں کے زُمرہ میں شامل ہو گئے۔ جو نمک کی کان میں گیا نمک ہی بن گیا +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یشودھرا اور شدھودن کو انتظار ہے۔ کہ اب گئے ہوئے سردار واپس آتے ہونگے اور اُن کے ساتھ شاکیہ بنس کا ناز پروردہ شاہزادہ بھی ہو گا۔ مگر کون آتا ہے اور کون جاتا ہے۔ کچھ دنوں انتظار کیا۔ پھر آدمی بھیجے۔ اُن کا بھی یہی حال ہوا تب ایک سردار نے کہا۔ "اب کی مرتبہ مَیں جاتا ہوں۔ اُمید ہے۔ مَیں آپ کا پیغام اُس کو سُنا سکوں گا۔ اور اُس کی زبان اور آنکھ کا جادو مجھ پر اثر نہ کر سکیگا"۔ اس سردار کا نام اُدلی تھا۔ بچپن میں یہہ سدھارتھ کا ساتھی بھی تھا۔ اور اس وقت میں دربار کے سرداروں میں ممتاز اور راجہ کا معتمد علیہ سمجھا جاتا تھا۔ یہہ کپل وستو سے روانہ ہوا۔ اور جیب وینوبن کے پھاٹک پر پہنچا۔ اُس نے اپنے دونوں کانوں میں رُوئی بھر لی۔ اور سر نیچا کیے ہوئے بُدھ کے پاس پہنچا۔ اُن کو نظر بھر کر نہیں دیکھا۔ اور قبل اس کے کہ بھگوان خود اُس کی طرف مخاطب ہوں۔ اُس نے بِن دھن راجہ اور راجکماری کا پیغام لفظ بہ لفظ کہہ سُنایا۔ "جیسے رات کے شبنم سے سُکڑا ہوا کمل سورج کے نکلنے کا خواہشمند رہتا ہے ویسے ہی شدھودن تمہارے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہے۔ اور جس طرح دھوپ کی تیزی سے کمھلائی ہوئی کملنی رات کی طراوت بخش چاندکی چاندنی کی اُمید میں رہتی ہے۔ ویسے ہی یشودھرا کو تمہارے دیدار کا خیال ہے۔ چلو۔ جلدی چلو۔ ایسا نہ ہو کہ دُکھ درد اور عذاب سے اِن کی زندگی برباد ہو جائے۔ ورنہ اُس وقت پھر تُم کو بھی افسوس ہوگا۔ مانا تمام دُنیا کو تمھاری ذات سے فیض پہنچا۔ اور پہنچ رہا ہے۔ پھر بھی ماں باپ اور بیوی بیٹے کا حق بھی کچھ ہوا کرتا ہے"۔

پیغام سُنانے کے بعد اس سادہ مزاج اور سادہ لوح پیغامبر نے کان کی روئی نکالکر پھینک دی۔ اور بدھ کے اُن مبارک اور خوشی دینے والے الفاظ سُننے کا متمنی ہوا۔ جن کی نسبت عام طور پر مشہور ہو چکا تھا۔ کہ اُن میں امرت کا سٹھاس ہے۔ بھگوان بولے۔ اور اپنے شاگردوں کو سُنا کر کہا۔ "مَیں جاؤں گا۔ گھر سے مَیں اپنی آزادانہ خواہش سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آیا تھا - اب وہ واپس جاتا - اور باپ بیوی کے پیغام کو سُن کر اور اُس پر عمل کرنا مجھ پر فرض ہے - ماں باپ نے مجھ کو یہ زندگی بخشی ہے اس لئے تم سب پر بھی اُن کی تعظیم و تکریم فرض ہے - اب اُن کو بھی جنم مرن کا دُکھ نہ ہوگا - کیونکہ جس کے گھر میں بدھ پیدا ہوتے ہیں - اُن کو بھی نروان کے پد کی پراپتی ہو جاتی ہے - اور شُبھ کرموں کے اُدے ہوتے ہی جب اَشُبھ کرم دبنے لگتے ہیں - اور بُدھ کی دیکشا مِل جاتی ہے تو پھر اور کرم اپنے بندھن کو نہیں بڑھاتے - بلکہ اس تعلیم کو پاکر پریم بھاو - اور دان دیا میں ترقی ہوتی ہے - راجہ اور یشودھرا دونوں کو خبر دو - مَیں آتا ہوں - اور آج ہی کپل وستو کو روانہ ہونگا"

اُدائی نے بھگوان کے چرن چھوئے - شرن لینے کی خواہش ظاہر کی - اور جب اُس نے بُدھ - دھرم - اور سنگھ کی شرن لے لی - بھگوان نے اُس کو واپس جانے کا حکم دیا -

تیسرا سرگ

باپ بیٹے کا ملاپ

آرزو باقی نہیں میری رہی ہے اب کوئی
دِل کا پورا ہر طرح پر آج ارماں ہو گیا

دریا سمندر سے ملنے چلا ہے - یا سمندر دریا سے ملنے جا رہا ہے! کوئی کہے بھی تو کیا کہے! زمینی رشتہ کے نقطہ نگاہ سے شدھودن باپ اور سمندر ہے - اور بُدھ اُس کے بیٹے اور دریا ہیں - لیکن رُوحانی نظر سے شدھودن اور بُدھ کی حیثیت میں زمین و آسمان کا فرق آ جاتا ہے -

ستمبر ۱۹۱۷ء

کپل وستو میں یہہ خبر ہر جگہہ پھیل گئی - کہ اُس کی سلطنت کا ولیعہد واپس آ رہا ہے - سب خوش ہوئے - در و دیوار - محل - مکان - گلی - کوچے سجانے لگے - جابجا شاہی جھنڈے نصب کئے گئے - اور چھوٹے بڑے سب کے سب جشن منانے لگے - دستور کے موافق سب کے دروازوں پر آم کے پتّوں کے بندن وار باندھے گئے - راجہ - پرجا - امیر - وزیر وغیرہ غریب اور محتاجوں کو خیرات کرنے لگے - شہر کے پھاٹکوں پر نفیری اور شہنائی بجنے لگی - اور چوکوں میں کیلوں کے کھنبوں کے سہارے شامیانے کھڑے کئے گئے - ہاتھی - گھوڑے - لشکر - سپاہ آراستہ ہو کر شاہزادہ کے استقبال کی تیاریوں میں لگے +

جدھر کان رجوع ہوتے ہیں یہی صدا سُننے میں آتی ہے " راجکمار سدھارتھ گھر واپس آ رہا ہے - راجکمار کی جے ہو " جدھر نظر جاتی ہے - مرد ہاتھوں میں پھول لئے ہوئے اُس کے سر پر نیوچھاور کرنے کو کھڑے ہیں - اور جابجا خوبصورت نوجوان عورتیں سونے چاندی کے کلسوں میں گنگا جل بھر کر شاہزادہ کے ارگھ دینے اور آرتی اُتارنے کے انتظار میں ہیں - گانے بجانے کی دُھوم ہے - ناچ رنگ کی محفلیں سجی ہوئی ہیں - براہمن - کشتری - ویش - شودر اور چھوٹی چھوٹی قوموں کے آدمی بھی جو شہر سے باہر رہتے ہیں وہ بھی آج خوشی منا رہے ہیں +

راجہ اپنے جلوس اور لشکر کو لئے ہوئے گانے بجانے والوں کے ساتھ اُس کی پیشوائی کے لئے دُور سے آیا - اور شہر سے باہر اُس نے بدھ کو اپنی فقیرانہ جماعت کے ساتھ پا پیادہ آتے ہوئے دیکھا - ایک طرف ہر طرح کے دنیاوی شان و شوکت کا نظارہ تھا - دوسری طرف فقیروں کی سادہ طرزِ معاشرت میں دُنیا سے بچنے کا اشارہ تھا - دولت اور مفلسی - امیری فقیری - اور دنیا اور دین کا یہہ باہمی مقابلہ دیکھنے اور سوچنے کے قابل تھا - راجہ نے دُور سے دیکھا - نوجوان گیانی کی صورت سے تیج برس رہا تھا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

وہ شانتی۔ سنجیدہ مزاجی۔ اور سلیم الطبعی کی جمالی تصویر بنا ہوا آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا چلا آرہا تھا۔ راجہ یہہ وضع دیکھکر دنگ رہ گیا۔ جی میں تو آیا کہ آواز دے اُس کو بیٹا کہکر پکارے۔ مگر زبان نے مدد نہیں دی۔ اور دل کو جرأت نہ ہو سکی۔ اُس نے بغور دیکھا۔ اس گیانی کے سدھارتھ ہونے میں تو شک نہیں ہے۔ مگر اب وہ راجکمار نہیں رہا تھا۔ اُس کی حیثیت میں تبدیلی آگئی تھی۔ اور راجہ کے بیٹے ہونے کے عوض وہ اب جہامنی ہوگیا تھا۔ بُدھ روشن ضمیر گیانی۔ عارف کامل۔ اور کل نوع انسان کے ہادی کو بیٹا کہکر پکارنا اخلاقی جرم تھا۔ اور دھرم کی مریادا کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ راجہ تعظیم اور تکریم کے خیال سے رتھ سے نیچے اُتر پڑا۔ بُدھ کو پہلے نمسکار کیا۔ اور اُسی جگہہ خیمہ نصب کرکے اُن کو بٹھایا۔ اور جب سب لوگ اپنی اپنی جگہہ پر آرام سے بیٹھ گئے۔ راجہ نے کہا "سات برس کے بعد میں نے تُم کو آج دیکھا ہے۔ اِس مبارک وقت کے لئے مَیں کس قدر دیوتری منتا رہا" وہ کچھ اس کے سوا اور بھی کہنے کو تھا۔ کہ زبان بند ہوگئی۔ آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور دل بھر آیا۔ اندرونی جذبات کا ضبط کرنا آسان نہیں ہے۔ اُس کی تمنا تو ضرور تھی۔ کہ سِدھارتھ پھر خانہ داری کی زندگی کی طرف واپس آکر از سر نو اُس کا لڑکا اور اُس کے تاج و تخت کا وارث بن جائے۔ مگر وہ یہہ بھی جانتا تھا۔ کہ یہہ خیال عبث ہے۔ وہ راجاؤں سے زیادہ قابل تعظیم ہوگیا ہے۔ نہ وہ ایسا کرے گا۔ اور نہ ہندو دھرم کے موافق کسی فقیر یا بھکشو کو پھر خانہ دار اور گرہست بننے کی اجازت ہے۔ اِس قسم کے سنسکار ایک ہی مرتبہ ادا کئے جاتے ہیں۔ اور جو شخص اسکی کی پابندی نہیں کرتا۔ وہ پتت گمراہ مردود اور قابل نفرت بھی سمجھا جاتا ہے۔ راجہ جان گیا۔ کہ دونوں باتیں غیر ممکن ہیں۔ تاہم اُس نے دل کو ضبط کیا۔ اور اس طرح کہنے لگا "اگر مَیں اپنی سلطنت تمھارے نذر کروں۔ تو تم اس کو ہیچ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سمجھو گے - اور حقیقت میں یہہ تمھاری دولت کے سامنے کوئی بھی وقعت نہیں رکھتی" +

بُدھ کو باپ کے دلی جذبات سے لاعلمی نہیں تھی - انسان انسان کے حالات کو جانتا ہے - اور انسان ہی انسان کا سچا ہمدرد اور مشیر ہو سکتا ہے - وہ بولے "میں جانتا ہوں - مہاراج کا دل بیٹے کے کھو جانے کے رنج سے سخت دُکھی ہے لیکن اگر اس بیٹے کے عوض - خواہ اس بیٹے ہی کے ذات میں ایسے پرم گیانی کا ظہور ہو - جو راجہ - پرجا - اور تمام جیوں کے دُکھ درد میٹنے کی طاقت رکھتا ہے تو پھر بیٹے کی گمشدگی کو نقصان نہ کہنا چاہئے - کسی ایک مخلوق کی محبت کے دم بھرنے سے یہہ بدرجہا بہتر ہے - کہ تم تمام بنی نوع کے ساتھ پریم کرو - کیا یہ خوشی کی بات نہیں ہے - کہ تمھارا سدھارتھ بُدھ ہو گیا - پہلے بھی وہ تمھارا تھا - اور اب بھی تمھارا ہے - صرف نام اور حیثیت میں فرق آ گیا ہے - اب اگر تم اس کی طرف دیکھو گے - اُس کی باتوں کو سُنو گے - اور اُس کے بتائے ہوئے دھرم مارگ پر چلو گے - تو تم کو نروان کی شانتی کی دولت ملے گی - اور جنم مرن کے دُکھوں سے چھٹکارا پا کر تم اِس پرم پد کو پراپت کر لو گے - جو دیوتاؤں کو بھی دُرلبھ ہے" +

یہہ الفاظ نہایت دل خوش کُن لہجہ - زوردار آواز - اور سچی محبت کے انداز سے ادا کئے گئے تھے - اِن سُریلے لفظوں کو سُن کر شُدھودن کا دل کانپ اُٹھا - دِل میں بُدھ کی عظمت سما گئی - ہاتھ جوڑ کر اور آنکھوں میں آنسو بھر کر اُس نے کہا - "یہہ تبدیلی عجیب و غریب ہے - جس دُکھ کے بوجھ سے میرا دل دبا ہوا تھا - وہ دُور ہو گیا - اور جو رنج کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹ پڑا تھا وہ ریت کے ذرّوں کی طرح تمھاری باتوں کی ہوا کے جھونکوں سے اُڑ گیا - شکر ہے - تم نے سنسار -

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کے پرانیوں کے اُدّھار کرنے کا ورت دھارن کیا ہے۔ تمھاری تعلیم سے سب کا کلیان ہو!"

بات بیٹھے کچھ دیر تک اس طرح بات چیت کرتے رہے۔ پھر شدھودن نے دوسرے دِن محل میں بھکشا پانے کی درخواست کی۔ وہ تو درخواست کرکے محل کی طرف چلا گیا۔ اور بُدھ شہر سے ذرا فاصلہ پر ایک باغ میں مقیم ہوئے۔ کیونکہ بھکشوؤں کو گھروں میں رہنے کی ممانعت تھی +

چوتھا سرگ

بُدھ کی نسل

قابلِ دربارِ شاہی کیوں نہ سمجھے ہو مجھے
دیکھ لو اب میں شریکِ بزمِ رنداں ہو گیا

راجہ محل کو گیا۔ بُدھ موقع پاکر اُٹھے۔ اور ہاتھ میں کاسۂ گدائی لیے ہوئے کپل وستو کی گلیوں میں بھیکھ مانگنے نکلے۔ یا تو شہر میں اُن کی آمد کی خوشی منائی جا رہی تھی۔ یا اب جنھوں نے اُن کو اس وضع میں دیکھا متعجب ہو کر کہنے لگے "راجکمار کو یہہ ہو کیا گیا ہے۔ جو بھکھاریوں کی طرح بھیکھ مانگ رہا ہے۔ شاہی نسل کے شہزادوں کے لیے یہہ حرکت سخت بے جا اور معیوب ہے۔ اور اس سے حد درجہ کی ذلت اور بدنامی ہوتی ہے"۔ تاہم وہ جس کے گھر پر جاکر سایل ہوئے اُس نے خوشی اور سیر چشمی کے ساتھ اُن کے اور دوسرے بھکشوؤں کے کمنڈلوں کو بھر دیا۔ اور تعظیم و تکریم بجا لایا۔ اور یہہ جلد ہی اپنے قیام کی جگہہ میں واپس آئے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مگر تمام شہر میں یہہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی - کہ شاکیہ راج کا ولیعہد بھکھاری بن کر دروازہ در دوازہ بھیکھ مانگتے پھرتا ہے - اور اُس کے ہاتھ میں مٹی کا ٹھیکرا ہے"۔ راجہ کے کانوں تک بھی یہہ افواہ پہنچی - اُس وقت اُس کو پھر سخت رنج ہوا - کہاں بادشاہ ہونا اور کہاں بھیکھ مانگنا! اُس نے بدھ کے اس وضع داری میں اپنی سخت بدنامی تصور کی - دُنیادار نام و ننگ کے لئے جان دیتے ہیں - اور بالخصوص جہاں سب کے دلوں میں انسان کی عزت اور تعظیم کا سکہ بیٹھا ہو - وہاں تو اس قسم کی کارروائی حد درجہ کی بے عزتی اور بے حرمتی سمجھی جاتی ہے - کسی طرح رات ختم ہوئی - اُس کو چین کہاں تھا! صبح اُٹھا اور نہانے دھونے اور پوجا پاٹ کرنے کے بعد وہ بدھ کے پاس آیا - اور کہنے لگا "تم میری رعایا کی نظروں میں مجھ کو کیوں ذلیل کرتے ہو کیا یہہ کافی نہیں ہے - کہ تم بدھ ہو گئے! ارذیل قوموں کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کھانا - اور در بدر بھیکھ مانگتے ہوئے پھرنا - ناقابل برداشت ہے - کیا تم نہیں دیکھتے - کہ تمھاری واپسی پر شہر میں جشن ہو رہے ہیں - شہر کی گلیاں آراستہ ہیں - اور امیر و غریب سب عملاً مبارکباد دے رہے ہیں - میں نے برسوں تمھارے لئے رنج اُٹھایا - یشودھرا بغیر پانی کے مچھلی کی طرح تڑپتی رہی - تم آ گئے - بہت اچھا ہوا - تمھارے دیکھنے سے میری آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوا - تاہم یہہ کیا حرکت ہے - جو تم کر رہے ہو! میرے پاس دولت اور مال خزانہ کافی ہے - میں آسانی سے تمھارے اور تمھارے بھکشوؤں کی غذا کا انتظام کرا سکتا ہوں"۔

بدھ نے جواب دیا "میرے خاندان کا یہی رسم ہے" شدھودن نے کہا - "تم یہہ کیا کہہ رہے ہو - کیا تم اکشواکو ونس کے راجپوت نہیں ہو - تمھارے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

خاندان میں بڑے بڑے پرتاپی اور اقبالمند راجے ہوئے ہیں مگر اِن میں سے آج تک کسی نے بھی بھیکھ نہیں مانگی۔ جہاں دیکھئے۔ سورج بنسی کشتریوں کی عزّت کے گیت گائے جاتے ہیں۔ اور وہی دُنیا کے تاج و تخت کے وارث ہیں"۔

بُدّھ نے کہا "مہاراج! تُم بادشاہوں کی نسل سے ہو۔ اور شاہی نسل سے پیدا ہونے کا بجا فخر کرتے ہو۔ لیکن مَیں ایسے کسی شاہی نسل سے نہیں ہُوں۔ میری نسل تو بُدّھوں اور بھکشوؤں کی ہے۔ اور وہ قدیم زمانہ سے بھکشا مانگ کے اپنا پیٹ بھرتے آئے ہیں۔ وہی میں بھی کر رہا ہوں۔ قدیم زمانہ سے ایسا ہی دستور برابر چلا آتا ہے"۔

شُدّھودن نے اب جا کر بُدّھ ہونے کا مطلب سمجھا۔ اور حقیقت میں راجکمار کو اب شاہی نسل اور اُس کے تعلّقات سے کیا واسطہ رہ گیا تھا! وہ خاموش ہو گیا زیادہ کہنے کی جُرأت نہیں ہوئی۔ تب بُدّھ نے خود ہی اُس سے مخاطب ہو کر فرمایا "مہاراج! جب کبھی شاہزادے بھکشو ہونے پر وطن کو واپس آتے تھے تو اُن کی ایسی ہی تعظیم کی جاتی تھی۔ جیسی آپ نے میری کی ہے۔ اور اُن بُدّھوں نے اپنے باپ کو پریم اور محبت سے وہ بیش بہا دولت پیش کی تھی جو اُن کو بڑی محنت سے ہاتھ آئی تھی۔ مجھ کو بھی وہ چھپا ہُوا خزانہ مل گیا ہے۔ اور میں چاہتا ہُوں کہ وہ آپ کے سامنے کھولوں۔ اور آپ کو نذر گذرانوں"۔ شُدّھودن نے متحیّر ہو کر پوچھا "وہ کونسا قیمتی خزانہ ہے"؟ اور بُدّھ نے جواب دیا "وہ دھرم کا خزانہ ہے۔ جس میں چار سچائیوں کے چار رتن اور اشٹانگ مارگ کے آٹھ اصول شامل ہیں۔ اور ان کے جان لینے اور ان پر عمل کرنے سے نرواَن کی لازوال دولت ملتی ہے"۔ اور بھگوان نے اُسی وقت یہ گاتھا بھی گا کر سنائی "غفلت کی نیند سے اُٹھو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُپدیش سُنو۔ اور دھرم کی پیروی کرتے ہوئے نروان کو حاصل کر لو"+

شدھودن نے اُن کے اُپدیش کو قبول کیا۔ اور پھر بھکشا کرانے کے لئے اُن کو معہ بھکشوؤں کے محل میں لے آیا +

پانچواں سرگ

یشودھرا

اشک آہ آتشیں سے بھاپ بن کر اُڑ چلے
جب برسنے پر وہ آئے ابر باراں ہو گیا

بھکشا کرنے کے لئے بدھ راج بھون میں آئے۔ اس کو قسمت کا تماشا کہا جائے یا دنیا کی نیرنگی کا نظارہ! سات برس پہلے وہ اسی محل میں پرجاوتی کے مایۂ ناز۔ شدھودن کے آنکھوں کے تارے۔ یشودھرا کے جان سے پیارے۔ اور تمام امیر و وزرا اور رعایا کی نظروں میں شاکیہ منیں کے ولی وارث سمجھے جاتے تھے۔ آج سات برس گذر جانے پہ اُن کی حیثیت بن کیسی عبرتناک تبدیلی آگئی۔ وہ اچھی ہو یا بُری۔ اس سے غرض نہیں ہے۔ غرض تو یہ ہے۔ کہ انسان دیکھے۔ تمام زمینی رشتے۔ تمام خاندانی تعلقات۔ اور تمام جسمانی معاملات خیالی ہیں۔ جب تک ان کا خیال ہے۔ تب تک اُن کی ہستی ہے۔ اور جہاں خیال نے مرکز کو چھوڑ دیا۔ خیالی دائرہ خیالی مرکز۔ اور خود خیال غلط اور موہوم ہو گئے۔ پہلے وہ سدھارتھ تھے اب بدھ ہو گئے۔ سدھارتھ سے بدھ ہونا محدودیت کی حالت سے محیطِ کل ہونے کا نظارہ ہے۔ جو ایک تھا۔ وہ اب بھی ایک ہے۔ مگر وہ ایک پہلے چند مخصوص افراد کا سمجھا جاتا تھا۔ اب وہ تمام دُنیا کا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ لطف ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کہ سب کا کہلاتا ہُوا وہ کسی کا بھی نہیں ہے۔ سب کا پیارا ہوتا ہُوا سب سے نیارا بھی ہے۔ اور اسی کو اجتماع ضدین کہتے ہیں۔ کہو یہہ تعجب اور حیرت کا مقام ہے یا نہیں۔ سوچو۔ اور اسی ایک واقعہ سے تُم کو بے شمار سبق ملیں گے +

امن کا سچا شاہزادہ۔ نِروان کا سچا سلطان۔ بُدّھی اور سمبُدّھی کا سچا تاجدار آج شُدّھودن کے محل میں آ کر رونق افروز ہُوا۔ سب اُس کے استقبال کو دَوڑے تعظیم بجالائے۔ سر جُھکائے۔ ہاتھ جوڑے۔ ارگھیہ پیش کر کے زمین پر بیٹھنے کا آسن دیا۔ اور جب وہ بیٹھ گیا۔ راجہ سے لے کر سب نے اُس کے سامنے ادب سے زانو موڑے ہوئے اُس کی امرت بانی سننے کی خواہش ظاہر کی +

مگر وہ کسی اور ہی فکر میں تھا۔ اُس شاہی محل کے فقیرانہ دربار میں مرد عورت خویش واقارب سب ہی نے آ کر اُس کا درشن کیا۔ مگر بُدّھ کی آنکھیں کسی ایک کو اور تلاش کر رہی ہیں۔ اور وہ اُن کے درمیان نظر نہیں آیا۔ پُوچھا "یشودھرا راہُل کی ماں کہاں ہے؟" راجہ نے جواب دیا "اُس کو آنے سے انکار ہے۔ وہ کہتی ہے "اگر میرے شُبھ کرموں میں ذرا بھی کشش کی طاقت ہے۔ تو سِدّھارتھ آپ پہنچے ہوئے میرے پاس آئیں گے۔ میری تسلّی کریں گے۔ اور میرے نقصان کا معاوضہ دینگے" +

بھگوان شاری پُتر اور مودگلاین اپنے خاص شاگردوں کی طرف مخاطب ہوتے "چلو۔ اُس کے دل کی بھی خواہش پُوری ہو جائے۔ مَیں تو نفسانی۔ زمینی اور جسمانی تعلّقات سے آزاد ہو گیا۔ لیکن یشودھرا کو اب تک اُن کے دام سے رہائی نہیں ہوئی ہے۔ سات برس سے اُس نے اپنے شوہر سِدّھارتھ کو نہیں دیکھا۔ اِس لئے دُکھی ہے۔ سِدّھارتھ تو نہیں رہا۔ وہ بُدّھ ہو گیا۔ مگر ایک معنی میں وہ اب بھی سِدّھارتھ ہے۔ جس طرح پچھلی زندگیوں کو موجودہ زندگی سے تعلق نہیں ہے۔ مگر دور تسلسل کی نظر سے وہ باہم گُتھی ہوئی سمجھی جاتی ہیں۔ اسی طرح سِدّھارتھ بُدّھ اور بُدّھ سِدّھارتھ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے۔ اگر مَیں اُس کے پاس نہ جاؤں گا۔ تو اُس کا کلیجہ رنج کے صدمہ سے پھٹ جائیگا اور دل کی حرکت ساقط ہو جائے گی۔ دیکھنا۔ اگر وہ پہلے تعلقات کے خیال اور سنسکار سے تتھاگت کے پاؤں کو ہاتھ لگائے تو روکنا نہیں۔ اُس نئے دل کے جذبات کو نکل جانے دینا۔

آیا۔ سِدّھارتھ یشودھرا کے کمرہ میں آیا۔ سر مُنڈا ہوا۔ گیروے بستر پہنے ہوئے ہاتھ میں کمنڈل لئے ہوئے فقیر نے آ کر درشن دیا۔ میلے کچیلے کپڑے پہنے۔ ہاتھ پاؤں کے زیور اُتارے ہوئے۔ سر کے بال تراشے ہوئے۔ اور سوہاگ میں رنڈاپا کا نظارہ دکھاتی ہوئی یشودھرا ایک کنارے بیٹھی ہوئی تھی۔ ان کو دیکھ کر زار و قطار رو اُٹھی۔ دل اُمنڈ آیا۔ ضبط نہ کر سکی۔ اُس کو خیال نہیں رہا۔ کہ سِدّھارتھ کی زندگی بُدّھ کی زندگی میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اور اب وہ نہ اُس کا شوہر رہا۔ اور نہ وہ اُس کی بیوی رہی۔ اور رنج کے غلبہ اور بے خبری کے جذبہ میں آ کر وہ جھپٹ کر اُٹھی۔ اور جگت پتی بُدّھ کے پاؤں پکڑ کر رونے لگی۔ کوئی اس واقعہ کو کن لفظوں میں ادا کرے۔ یہاں نہ موت ہے نہ زندگی ہے۔ دونوں موجود ہیں۔ اور اس تعجب خیز سانحہ کی موجودگی میں شوہر بیوی ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے بھی اپنے حق کے دعویدار نہیں ہو سکتے۔ وہ روتی بلبلاتی تھی اور کیا نہ کہتی! کہنا سُننا لا حاصل تھا۔ ہاں روتی ضرور رہی۔ روتے روتے اُس کو ہچکیاں آنے لگیں۔ بُدّھ دم بخود کھڑے ہیں۔ کچھ نہیں بولتے۔ اس وقت اُن کی بے حسی کی وہی وضع ہے۔ جس وضع میں تم آریہ ورت کے عجائب خانوں میں بُدّھ کی کھڑی ہوئی مورتی دیکھتے ہو۔ آنکھوں سے سچی دیا کا اظہار ہو رہا ہے۔ دل سے کرونا کی دھاریں نکل رہی ہیں۔ مگر لبوں پر سکوت اور خاموشی کی مُہر لگی ہوئی ہے۔

روتے روتے یشودھرا کی نظر شُدّھودن پر پڑی۔ شرما گئی۔ آنچل سے مُنہ کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ڈھک لیا۔ اور ایک گوشہ میں دبک کر بیٹھ گئی۔ راجہ نے اُس کی طرف سے معذرت کی "یہہ دل کا عارضی جوش یا دنیاوی محبت کا جھوٹا جذبہ نہیں کہا جا سکتا۔ بدھ۔ گیانی بدھ! سات برس ہوئے۔ میرا بیٹا اور اُس کا شوہر اُس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اور تب سے یہہ جیتی ہوئی مُردہ اور مری ہوئی زندہ کی صورت بنی ہوئی ایک جگہہ بیٹھی رہتی ہے۔ نہ دن کو راحت نہ رات کو نیند! جب اس نے سُنا۔ کہ سِدھارتھ نے فقیرانہ وضع اختیار کی۔ اور سر مُنڈوا دیا۔ تو اس نے بھی اپنے کیس کتروا دیئے۔ جب اُس نے سُنا۔ کہ شوہر نے شاہی لباس کے عوض فقیرانہ کپڑے پہنے ہیں۔ تو اس نے بھی جسم پر میلے چیتھڑے لپیٹ لئے۔ نہ زیور سے کام نہ خوشبو سے غرض! مٹی کے برتن میں کھاتی ہے۔ زمین پر لیٹتی ہے۔ اور اُداسی کی مورتی بنی ہوئی دُنیا کے سخت سے سخت دُکھ اور درد کی مثال پیش کرتی رہتی ہے۔ اس سے زیادہ کسی اور کو کیا مُصیبت ہوگی" +

بُدھ یشودھرا سے مخاطب ہوئے "سُندری! پچھلے جنموں میں تُو نے بڑے بڑے شُبھ کرموں کی کمائی کی ہے۔ پہلے بھی تیرا اور سِدھارتھ کا ساتھ رہا ہے۔ اور تُو نے اُن جنموں میں اُس کی مدد کی ہے۔ اور یہہ سب اُسی اگلے جنموں کے کرم کا نتیجہ ہے۔ کہ اس جنم میں بھی تیرے سنجوگ کا رشتہ اُس کے ساتھ باندھا گیا۔ اور تو اُس کی بیوی کہلائی۔ خوش ہو۔ کہ تجھ کو نِروان کا پد ملے گا۔ اور وہی اِن دُکھوں کے زخموں کا مرہم بنے گا۔ پھر کبھی تجھ کو کوئی بھی رنج نہ ہوگا" +

اس طرح تسلّی دے کر بھگوان پھر اُس جگہہ لوٹ آئے۔ جو اُن کے بیٹھنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اور سب بھکشوؤں کے ساتھ بیٹھ کر راجہ کا اَنّ جل گرہن کیا۔ جس کا اُس کو بہت پُنیہ ہوا +

چھٹا سرگ

راج بھون میں اُپدیش

تیری باتوں کا رہیگا رات دن مجھ کو خیال
پاس اپنے غم غلط کرنے کا ساماں ہو گیا

کپل وستو کے راج محل میں آج خاص قسم کی خوشی کا جلسہ ہے - بھولا ہوا آپنے کو تو آیا - مگر زمینی تعلقات کے لحاظ سے اُس کا آنا اور نہ آنا برابر ہے - گم شدہ کا پتہ تو مل گیا - مگر دُنیاوی نظر سے اُس پتہ سے کیا حاصل ہے - تاہم دلوں کا رنج و درد مٹ گیا - زمینی تعلقات نے آسمانی حیثیت حاصل کی - اور محل کے شاندار کمرہ میں دربار لگا ہُوا ہے - جس میں آسمانی بادشاہ بیٹھا ہُوا اپنی رعایا کو خاص قسم کے احکام سُنانے کی تیاریاں کر رہا ہے - بُدھ بیچ میں اپنے ارغوانی لباس پہنے ہوئے بھکشو - شاری پتر - اور موگلاین وغیرہ کے ساتھ بیٹھے ہیں - اُن کے مقابل شدھودن اور اُس کے وزیر امیر - سردار رشتہ دار - آنند اور دیودت وغیرہ ہیں چق کے پیچھے یشودھرا راہل کو گود میں لئے ہوئے امرت بانی سُننے کا انتظار کر رہی ہے - مختلف کے ٹھٹ مرد و عورت اُس کے مجمع میں حاضر ہیں +

بُدھ نے ان کو مخاطب پاکر زبان کھولی[1]:-

دھرم اُپدیش - لفظوں سے محیطِ کُل کی ماپ نہ کرو - اور اتھاہ کی اپنے خیال سے تھاہ نہ لو - جو اُس کے متعلق سوال کرتا ہے - وہ غلطی میں ہے - اور جو جواب دیتا ہے وہ بھی بھولا ہُوا ہے - زبان کو بند رکھو - یہاں لب کھولنے

[1] ذیل کا تمام مضمون سر اڈون آرنلڈ کے لایٹ آف ایشیا سے لیا گیا ہے - اور جنھوں نے دگیان دسشتاین کو بغور پڑھ لیا ہے - وہ اس کو سمجھ سکیں گے - اوروں کے لئے ممکن ہے وہ مُبہم ہو +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کی ممانعت ہے"+

"ہماری دھرم پُستکین کہتی ہیں" اندھیرا تھا۔ اندھیرا ہی سب سے پہلی حالت تھی۔ اور برہمہ رات میں دھیان کی اوستھا میں تھا۔ برہمہ کی تلاش۔ اور اُس کی ابتدا کی جستجو۔ وہ اور اُس کی وضاحت امر محال ہے +

"غلاف پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ خول پر خول منڈھے ہوئے ہیں۔ نفسانی اور ناپائیدار آنکھوں سے تم کس طرح دیکھ سکو گے۔ اور نفسانی اور ناپائیدار دل سے تم کس طرح سوچ سکو گے۔ جتنے غلاف اُدھیڑو گے اُتنے ہی اور لپٹینگے"+

"ستارے اِدھر سے اُدھر جاتے ہیں اور سوال نہیں کرتے۔ صرف اِتنا ہی جان لینا کافی ہے۔ کہ موت اور زندگی۔ اور دُکھ سُکھ۔ کارن اور کارج۔ اور کال۔ اور جیوں کے جیون کا بھنور ہے۔ اور یہ سب پانی کی دھار کی طرح ایک دوسرے سے گُتھے ہوئے۔ تیز اور سُست لہروں سے لہراتے ہوئے ایک میں ایک۔ اور وہی نگر نیارے بنے ہوئے۔ کسی دور چشمہ سے بہ کر دھار کی طرح سمندر کی سمت چلے جا رہے ہیں۔ اِن کا پانی سُورج کی تپش سے بھاپ بن کر اُوپر کو اُٹھتا ہے وہ سفید اور سیاہ بادلوں کی گھٹاؤں کی صورتوں میں نظر آتا ہے۔ پھر پہاڑوں پر برستا ہے اور رُکے ہوئے اور ٹھہرے ہوئے بغیر پھر بہنا شروع ہوتا ہے"+

"صرف اِن ہی کا جان لینا کافی ہے۔ یہ زمین۔ آسمان۔ لوک۔ لوکانتر۔ اور اُن کی ہمیشہ تبدیل ہونے والی صُورتیں۔ مرگ ترشنا (سُراب) ہیں۔ اور ایک کبھی نہ رُکنے والا کال کا چکر۔ جد و جہد۔ اور زور کے ساتھ گردش کر رہا ہے۔ کس میں طاقت ہے کہ اُس کو روکے یا بند کرے"+

"دُعا کیوں مانگتے ہو۔ رات کب نورانی ہوئی ہے۔ خاموشی سے سوال نہ کرو۔ خاموشی نے کب جواب دیا ہے۔ جب تب کے دُکھوں سے کیوں اپنے دلوں کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پریشان کرتے ہو۔ بھائی اور بہنو! تم ڈھونڈنے کو ڈھونڈھو۔ مگر بیکس اور ناچار
دیوتاؤں کو بھینٹ چڑھا کر یا اُن کی ستتی گا کر نہ ڈھونڈو۔ خون کی قربانی کی ثبوت
اور پھل اور پکوان کے بھینٹ دیکر اس کی جستجو نہ کرو۔ بلکہ اپنے اندر اور اپنے ہی
دل کے اندر نجات اور مُکتی کی تلاش کرو۔ ہر شخص اپنا بندھن آپ بناتا ہے"+

"سب کو طاقت اور اختیار حاصل ہے۔ اوپر نیچے اور ہر چہار طرف۔ ہر زندگی
میں اور ہر متنفس میں قوت ارادی ہے۔ اور وہ کرم سے دُکھ اور سُکھ گھڑتی رہتی
ہے"+

"بہتر۔ بدتر۔ خوشتر۔ کریہہ تر۔ جو تھا۔ جو ہے۔ اور جو ہوگا۔ اوّل۔ آخر۔ اور آخر
اول۔ یہ سب کرموں کے نتیجے ہیں۔ پہلے جنموں کے نیک کرموں سے سورگ میں
دیوتاؤں کا جنم ہوتا ہے۔ اور جب وہی نیک کرموں کا پھل بھوگ لیتے ہیں۔ پھر نرک
میں گر جاتے ہیں۔ کسی بات میں پائداری نہیں ہے۔ دھرم کے پھل کا بھوگنا تھوڑے
ہی دنوں کے لئے ہے۔ اور کتنا ہی پاپ کی جڑ کھودو۔ وہ پھر بھی موجود ہو جاتا
ہے"+

"غلام شبھ کرموں سے راجہ ہوتا ہے۔ راجہ غفلت کی وجہ سے بھکاری بنتا ہے
تم آندرسے بھی چاہے اُونچے چڑھ جاؤ۔ مگر پھر کسی وقت مچھر اور کیڑے کی صورت
میں پیدا ہونے کا خوف رہیگا۔ ہزاروں جنم کا انجام یہی ہے۔ کبھی کچھ اور کبھی کچھ!
کال کا چکر ہر وقت چلا کرتا ہے۔ اس کے پہئے نظر نہیں آتے۔ نہ وہ روکے رُکتا ہے
نہ ٹھہرائے ٹھہرتا ہے۔ اور نہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ جو اوپر چڑھتا ہے وہ
نیچے گرتا ہے۔ جو نیچے گرتا ہے وہ اوپر چڑھتا ہے۔ پہیوں کے آروں کو دیکھو اور
یہ بات تمہاری سمجھ میں آئے گی"+

"اگر تم اس لامحدود تبدیلی عالی ہستی کے پہئے سے بندھے ہوئے چلتے رہوگے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تب بھی اس کی زنجیر سے چھٹکارا نہیں ملے گا - کیونکہ اُس کا خاصہ ہی دُکھ ہے
کوئی زندگی بھی دُکھ سے خالی نہیں رہتی"+

"تم بدّھ (بندھے ہوئے) نہیں ہو - جس کے آدھار پر یہ تبدیلیاں ہوتی ہیں -
اُسی میں شانتی اور آنند ہے - انسان کی قوت ارادی دُکھ کے خیال سے طاقتور
ہے - اور اگر تم نیکی میں لگے رہوگے تو نیک سے نیک تر اور نیک تر سے نیک ترین بنتے
جاؤگے - اور جب یہ حالت آجائے گی - تو نِروان کے پاتے ہی دُکھوں کا خاتمہ
ہو جائے گا"+

"گو میں اب بدّھ ہوں - مگر پہلے اور سنساری بھائیوں کے دُکھ سے دُکھی
ہو کر میں رویا کیا - دوسروں کی تکلیف کو دیکھ کر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا -
لیکن اب خوشی کی حالت ہے - مُکتی یقینی شے ہے - میں اس کو جانتا ہوں - اور تم
بھی جو دُکھ میں گرفتار ہو اس کا علم حاصل کرو"+

"تمہارا دُکھ تمہاری اپنی وجہ سے ہے - نہ کوئی تم کو مجبور کر سکتا ہے نہ جلا
سکتا ہے - تم آپ بھنور کے چکّر میں پھنسے ہوئے اُس کے دُکھ کے اثر سے کوچوستہ
اور مصیبت کے پنجے سے ہم آغوش ہو رہے ہو"+

"اس چکّر کے تار آنسو ہیں - اس کی ناف (نابھی) رشتیا ہے - میں تم کو سچائی
دکھاتا ہوں - یہ ست یا سچائی - نرک سے نیچی - سورگ سے اُونچی - ستاروں کی حد سے
باہر اور برہم سے پرے رہتی ہے"+

"ابتدا سے پہلے - انتہا سے الگ - آکاش کی طرح محیط کُل - یقین کی طرح یقینی -
ایک طاقت ہے جو شُدھ ہے - اور شُدھتا ہی اُس کا قانون ہے"+

"یہ ست ہے - اُسی کی ستا سے گُلاب کی کلیاں بنتی ہیں - کمل کی پنکھڑیاں خوشنما
ہوتی ہیں - اور وہ بیجوں کی خاموشی اور زمین کی تاریکی میں اپنے سہارے بسنت کا تانا بانا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بنتا رہتا ہے"+

"اِس ست کی ستا بادلوں کے نقش ونگار میں ہے۔ وہی مور کے پروں کی خوشنما آنکھوں۔ ستاروں کی چمک۔ بجلی کی کڑک۔ ہوا کی تیزی اور بادلوں کی بارش میں ہے"+

"اندھیرے میں اُس سے انسان کے دل کا امکان ہوا۔ اور کبوتر کی خوبصورت گردن بنی۔ وہ سُست نہیں ہے۔ قدیم بربادی اور غُصّہ کا سُدھار اُسی کی ستا میں ہونا رہتا ہے۔ اور وہ چیزوں کی خوش نمائی کا آدھار ہے"+

"اُسی کی ستا میں آسمانی پرند کے گھونسلے کے سُنہلے انڈے خزانہ کی طرح رہتے ہیں۔ اُسی میں شہد کی مکھیوں کے چھتے ہیں۔ چیونٹیاں اُسی کے سہارے محنت کرتی ہیں۔ اور سفید ہنس کا گیان اُس کے تابع ہے"+

"شکار پسند عقاب کی پرواز کی طرح بلند پرواز۔ وہی بھیڑیئے کو اپنے بچوں کے ساتھ پیار کرنا سکھاتا ہے اور بیکسوں کے لیئے غذا اور دستگیر دوست مہیا کرتا ہے۔ وہ نہ روکا جاتا ہے نہ ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ وہ سب کو پسند ہے۔ اُسی کے سہارے ماں کی چھاتی میں دُودھ اُترتا ہے۔ اور تعجب یہ ہے۔ کہ زہریلے سانپ کے ڈنس کو بھی اُسی سے طاقت ملتی ہے۔ نورانی اور روشن کُرے آسمان کے شامیانے میں گھومتے ہوئے اپنے نغمے سُناتے ہیں۔ اور زمین کے گہرے غار اپنے تہوں میں اُسی کے آسرے سونا۔ ہیرے جواہر غیرہ چھپا رکھتے ہیں"+

"ہرے بھرے جنگل کی شادابی میں اُس ستا کا راز مخفی ہو کر بیج کی جڑوں کو سینچتا ہوا۔ پتے۔ خوشے۔ اور پھول بنتا رہتا ہے۔ قتل اور حمایت کے کام اُسی کے سہارے ہیں۔ وہ بطور خود بے حرکت ہے۔ مگر اُس کی حرکت کے ڈورے زندگی اور پیار۔ موت اور دُکھ کے بخیئے بن کر تانا بانا میں دوڑے ہوئے نظر آتے ہیں =

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بناتا۔ بگاڑتا۔ مرمت کرتا۔ بطرز نو چیزوں کو نئے نئے نمونے کے موافق بہتر بناتے رہنا اُس کے ہاتھ کا کرتب معلوم ہوتا ہے۔ جو تم دیکھتے ہو۔ اُسی کا کام ہے۔ جو تم نہیں دیکھتے۔ مثلاً انسان کا دل اور اُس کے دلی جذبات یہہ بھی اُسی میں ہیں۔ خیالات۔ رسم و رواج یہ سب بھی اُسی ستّا کے قانون کے تابع ہیں۔ وہ نظر نہیں آتا۔ مگر وفاداری کے مخفی ہاتھوں سے مدد دیتا رہتا ہے۔ وہ سُنائی نہیں دیتا۔ مگر اُس کی آواز طوفان کی صدا سے بھی زیادہ تیز ہے۔ رحم اور پیار انسان میں ہیں۔ کیونکہ نیہ تیب کے زیر عمل اُس میں آتے ہیں۔ اور یہہ سب اُسی کے اُدھار پر ہیں"۔

مگر کسی کی کیا مجال ہے۔ کہ اُس کا گلہ کرے۔ جو اُس کی مخالفت کرتا ہے نقصان اُٹھاتا ہے۔ جو اُس کی متابعت کرتا ہے اپنا کام بناتا ہے۔ مخفی بھلائی اُس کے پردوں سے ظاہر ہو کر آنند اور شانتی بخشتی ہے۔ اور مخفی بُرائی درد اور مُصیبت دیتی ہے۔ وہ سب کو دیکھتا۔ جانچتا۔ بناتا۔ مرمت کرتا۔ جزا۔ سزا دیتا۔ اور دھرم کو قایم رکھتا ہے۔ اُس میں رحم ہے نہ غصہ ہے۔ وہ صرف ست ہے۔ اُسی کے پیمانہ سے سب کی ماپ ہوتی ہے۔ اُسی کے ترازو سے سب کو تولا جاتا ہے۔ وقت (کال) اُس کے سامنے بے حقیقت ہے۔ اُس کے انصاف کی عدالت آج کل اور ہمیشہ کھُلی رہتی ہے"۔

"اِسی ست کی ستّا سے قاتل کی چھُری اُسی کی گردن پر پڑتی ہے۔ مُنصف کی بے انصافی اُس کی بلائے جان ہوتی ہے۔ جھوٹے کی زبان مصیبت لاتی ہے۔ چور کی چوری اُسی کے لئے عذاب ہوتی ہے۔ یہہ قانون ہے۔ یہہ ست کی ستّا کا قانون ہے۔ اس کا رُخ سچائی کی طرف رہتا ہے۔ یہ نہ کسی کے روکے رُکا۔ نہ ٹھہرائے ٹھہرا اُسی کے سہارے پریم کا انجام۔ شانتی اور شانتی کا پیغام ہے۔ تم اس ستّا کو سمجھو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور اُس کی متابعت کرو"+

ساتواں سرگ

راج بھون میں اُپدیش (مسلسل)

چل کے سودا مول لینگے معرفت کا آج ہم
سنتے ہیں بازار میں نرخ اُس کا ارزاں ہو گیا

"بُدھ بھگوان بولے "بھائیو! شاستروں نے سچ کہا ہے۔ ہر شخص کی زندگی اُس کے پہلے جنموں کے کرموں کا نتیجہ ہے۔ پہلے جنموں کے پاپ دُکھی کرتے اور پہلے جنموں کے پُنیہ سُکھ دیتے ہیں۔ جو فصل تم اس وقت کاٹ رہے ہو۔ وہ پہلے بو چکے تھے۔ تِل تِل ہے۔ جَو جَو ہے۔ جو بویا وہی پیدا ہوا۔ خاموشی اور تاریکی کو اس کا علم تھا۔ اور آدمی اسی طرح پیدا ہوا۔ جس آدمی نے پہلے جو تِل اور جو بوئے تھے۔ وہ اس جنم میں اُنہی کی فصل کاٹنے آیا ہے۔ اور زہریلے گھاس اور کنٹیلے جو زندگی کے کھیت میں نظر آتے ہیں۔ اُسی کے اپنی غفلت کے نتیجے ہیں۔ اگر وہ اِس جنم میں نیکی کرتا ہوا اُن کو اُکھاڑتا چلے گا اور اُن کی جگہ زمین کو صاف کرکے اچھے بیج بودے تو آئندہ بہت اچھی فصل کاٹے گا"+

"اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں یہ سمجھ لے۔ کہ دُکھ کیسے پیدا ہوتا ہے۔ اور صبر و برداشت کے ساتھ کال اور کرم کا پورا قرضہ ادا کرتا چلے۔ تو اُس کو پریم اور سچائی ملیں گے۔ اگر وہ احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ کام۔ اور راست کو اپنے اندر سے خارج کرتا چلے۔ اور بدی کے عوض نیکی کا عمل کرے۔ پاک باطن اور رحمدل بنتا جائے اور دل سے خواہش کی جڑ کو اکھیڑتا جائے۔ اور زندگی بھر یہ کام کرتا رہے۔ تو پھر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اس فانی جسم کے ساتھ اُس کی بُرائیاں بھی مٹ جائیں گی۔ اور نیکی کا زبردست قیمتی معاوضہ اُس کے حصّہ میں آ جائے گا"۔

"اُس کو پھر اس نفسانی زندگی کی ضرورت ہی کیا ہے! تم جیسی قسم کی زندگی بسر کر رہے ہو وہ قابلِ رشک نہیں ہے۔ جب یہ اپنی ابتدائی طرح انتہائی مرحلہ میں فنا ہو جائیگی تو پھر خواہش کا دُکھ۔ پاپ کی مُصیبت۔ زمینی سُکھ کی تمنّا اور موت۔ ان میں سے کوئی بھی اس کی دائمی شانتی کے سدّ راہ نہ ہوگا۔ اس کی معدومیت نہ ہوگی۔ صرف نفسانی زندگی جاتی رہیگی اور انسان اُس وست سے مل کر ایک ہوگا۔ یہی نروان ہے۔ اس کو نہ زندگی کہہ سکتے ہیں نہ موت۔ اوم منی پدمے ہم۔ قطرہ دریا میں ملا۔ بلکہ اُس سے ایک ہو رہا۔ تیسری حالت کا فور ہے"۔

"یہ کرم کا مسئلہ ہے۔ جب پاپ کرم جل جاتے ہیں۔ زندگی کے ساتھ موت بھی مرجاتی ہے۔ تیل کیوجہ سے بتّی جل رہی تھی۔ تیل ختم ہوگیا۔ بتّی بھی ختم ہو گئی۔ میں ہیں نہ کہتے رہو۔ یہی میں میں اور اہم اہم بڑی بلا ہے۔ اسی کے طفیل تم گوشت پوست کی کوٹھڑیوں میں بار بار آتے جاتے رہتے ہو۔ کبھی اس کی یاد رہتی ہے کبھی نہیں اسی میں کے اہم بھاؤ سے اہنکار کے خیالات کے سُوت نکلا کرتے ہیں۔ اور جیسے ریشم کا کیڑا اپنے مُنہ سے دھاگے نکال کر اُن کی کگڑی بنا کر اُسی کے اندر قید ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی تم بھی محض اہم بھاؤ کے رشتوں میں خود بخود پھنستے ہو۔ جیسے سانپ اپنی کینچلی نکال کر پھینک دیتا ہے۔ تم بھی اس میں کو نکال کر پھینک دو۔ سانپ کی طرح کرم کے انڈے دے دے کر۔ اور سرکنڈوں کی طرح اپنے کرم کے بیج میدان میں بکھیر کر کیوں اُس کو بڑھاتے جا رہے ہو۔ اس غفلت کا انجام موت موت اور موت کی سختی ہے"۔

"کرم سے بھلائی اور کرم سے بُرائی ہوتی ہے۔ نیک آدمی اپنی نیک اعمالی

سے خود دولتمند ہوتا اور دوسروں کو دولتمند کر دیتا ہے - اور پاک ہوتا چلا جاتا ہے
پاپ دُکھ دیتا ہے - پُنیہ سے سُکھ ہوتا ہے - پریم کلپ کلپانتر تک زندہ رکھتا
ہے"۔

"او دیا سے اگیان پیدا ہوتا ہے - اور اسی اگیان کے بس میں آکر پرانی خواہشوں
کا جال بنا بنا کر دُکھ میں پھنستے ہیں - تم صرف درمیانی راہ کو اختیار کرو - تاکہ عقل سلیم
ہوتی چلے - اس اعتدال کے طریق پر چلنے کے لئے چار آریہ ستیانی (چار اُتم سچائیاں)
کا جاننا بہت ضروری ہے - سُنو:-

پہلی سچائی یہہ ہے - کہ 'دُکھ ہے' - بھول بھرم میں نہ پھنسو - یہہ زندگی دُکھ ہے
زندگی کے سُکھ بھی دُکھ رُوپ ہیں - بچپن کی بے کسی - جوانی کی خواہش - بُوڑھوں
کی نقاہت اور موت کے عذاب اگر دُکھ نہیں تو اور کیا ہیں - آہا - پریم میٹھا تو ہے -
مگر جلنے والی چِتا کے شعلے کیسے ہیں - جو سانپ کی طرح ہاتھ پاؤں - سر - آنکھ سب
سے پلٹتے اور سب کو بھسم کر دیتے ہیں - اس کا یہہ انجام ہے - طاقت - حکومت
اور اختیار میں بہت مٹھاس ہے - مگر اُس وقت کو کیا کہوگے - جب گدھ - کوّے
اور گیدڑ اس شریر کو نوچ کر کھا جاتے ہیں - زمین بہت خوبصورت ہے - مگر جنگل کے
کانٹے اور کٹیلے سخت خوفناک ہیں - آسمان صاف اور خوش نما نظر تو آتا ہے - مگر
قحط کے دنوں میں یہہ بے رحم ہو کر ایک بُوند پانی بھی نہیں دیتا - بیمار سے پُوچھو - ماتم
کرنے والوں سے دریافت کرو - قدم قدم پر رُک رُک کر چلنے والے بُوڑھے سے
سوال کرو - بے کس - بے نوا - اور بیچاروں سے استفسار کرو کہ کیا تم کو یہہ زندگی پسند
ہے؟ اور یہہ سب کہیں گے کہ 'بچّہ روتے ہوئے دُنیا میں آتا ہے - اُس کا رونا ہی
آگے کی دُکھ کی زندگی کا پیش خیمہ ہے - وہ ہم سے زیادہ دانا ہے - یہہ اُن کا جواب
ہوگا"۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

"دوسری سچائی دُکھ کا سبب ہے۔ جو دُکھ پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے۔ بغیر سبب کے نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ اور دُکھوں کا سبب ہے! اندریوں کا باہری چیزوں سے سپرش ہوتا ہے۔ اور اُن سے زندگی کے غلبہ کو حرکت اور تیزی ملتی ہے۔ اور وہ آگ کی طرح بھبھک اُٹھتی ہے۔ ترشنا جلتی ہوئی مشتعل آگ ہی ہے۔ تُم سایہ سے لپٹتے۔ اور خواب سے چمٹتے ہو۔ جھوٹے "اہنکار" کو پیدا کر کے اُس کے اِرد گِرد دنیا بناتے ہو۔ اہنکاری۔ مغرور۔ اہم بھاو کے غلام کو کہاں سُکھ ہے۔ نہ وہ اندر کے آکاش کے آسمانی نغمے سُن سکتا ہے۔ اور نہ حقیقت کا علم رکھتا ہے۔ اور اسی "اہنکار" "اہم بھاو" اور "میں پنے" سے لڑائی جھگڑے۔ بکھیڑے۔ دھوکے۔ فریب۔ غُصّہ۔ نفرت۔ خون۔ خرابہ۔ اور تمام بدکاریوں کی پیدایش ہوتی ہے۔ جہاں غلّہ اُگتا ہے۔ اُسی کے ساتھ کانٹے۔ کٹیلے بھی اُگ آتے ہیں۔ اور جس طرح کھیت کی گھاس اچھے درختوں کی غذائی رطوبت کو چھینتی رہتی ہے۔ ویسے ہی یہ بُرے کرم اور اُن کے سنسکار ہم کو کھاتے رہتے ہیں۔ اور ہم اُن کے قید و بند میں پڑ کر اور بھی نئی نئی زنجیریں اپنے پھنسانے کے لئے گھڑا کرتے ہیں"۔

"تیسری سچائی" "دُکھ کا خاتمہ" ہے۔ یہ شانتی ہے۔ اہنکار کو نکال دو۔ زندگی کے پیار کی بیخکنی کر دو۔ رولانے والی نفسانیت کے جذبہ کو اپنے دل سے باہر کر دو تاکہ اندرونی جھگڑوں کا خاتمہ ہو جائے۔ دائمی حُسن کا خیال کرو۔ اہم بھاو والے آتما کے مالک ہو جاؤ گے۔ دیوتاؤں سے بھی بہتر زندگی کی وراثت کی طرف دھیان دو۔ ہمدردی کرنا سیکھو۔ دھرم اور پرم دھرم کو اختیار کرو۔ دل آزاری کی عادت کو ترک کر دو۔ اور تم کو ایسی زندگی ملے گی۔ جو موت کے نام اور نشان سے کوئی واسطہ نہیں رکھتی۔ اور اس کے اختیار کرنے سے دُکھ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جب حساب بیباق

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہو جائے گا۔ تو پھر نہ باز پرس کا خوف رہیگا۔ اور نامۂ اعمال کی صفائی تم کو جزا سزا کے خوف اور اُمید سے بری کر دے گی"+

چوتھی سچائی "پنتھ" ہے۔ یہ مارگ ہے اور راستہ ہے۔ اس کا نام اشٹانگ مارگ ہے۔ اس میں دائیں بائیں کی طرف مُڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سیدھا جاتا ہے۔ اور اس کا منزلِ مقصود نروان کی دائمی شانتی۔ اور لافانیت ہے۔ یہ سچ ہے کے ابتدا میں اس کی پیروی ذرا سخت معلوم ہوتی ہے۔ مگر پہاڑوں کی اُونچی چوٹیوں کے برفستان اور بادلوں کے خطّوں کے طے کر لینے پر پنہچائی آہستہ آہستہ پانوں جاتا ہوا جب چل نکلتا ہے۔ تو دوسرے عالم کا نور اُس کو نظر آنے لگتا ہے۔ ہمت والے کیا نہیں کرتے۔ دشوار گذار پہاڑوں کو طے کرنا۔ بحر ذخّار کے سینہ کو چیر کر اپنا راستہ بنا لینا اہل ہمّت کا کام ہے۔ لیکن جو کمزور ہیں۔ اور خیال کے مضبوط نہیں ہیں۔ وہ بھی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بتدریج ایک مقام سے دوسرے مقام کو طے کرتے ہوئے وہاں پہنچ ہی جاتے ہیں۔ اور دونوں کو یکساں فائدہ ہوتا ہے"+

"اشٹانگ مارگ کے زینوں میں پہلا زینہ سمیک درشٹی ہے۔ متھیا درشٹی نا شکتا ہے۔ سمیک درشٹی آ سکتا ہے۔ جو شخص بُدھی میں درڑھ ہو کر چلتا ہے۔ وہ متھیا بُدھی سے بچا رہتا ہے۔ دل کو فضول نفی کے خیالوں سے دور رکھو۔ اثبات کے خیال کو اُس میں جگہ دو۔ یہ سمیک درشٹی ہے۔ دوسرا سمیک سنکلپ (راست خیالی) ہے۔ من میں شُدھ سنکلپ کرنا ضروری ہے۔ جب تک سنکلپ شُدھ نہ ہوگا۔ بُدھی کمزور رہے گی۔ اور کام نہ نکلیگا۔ من کے بھاو کا سُدھار

نوٹ۔ یہ مضمون ہم براہ راست "دھرما لوک سکھ سوتر" نامی کتاب وغیرہ سے لیتے ہیں۔ کیونکہ ترجمہ کرنے سے بھرم ہوتا ہے۔ غیر زبان میں ترجمہ کے لئے صحیح لفظ نہیں ملتے۔ اس لئے مجبوری ہے+

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور شُدھ ہار کے ساتھ نِروان کا مضبوط ارادہ دل میں قایم کرنا۔ سمیک سنکلپ ہے
سب پرانیوں پر دیا اور پیار ہو۔ کرودھ اور لوبھ نہ ہوئے۔ اور من شُدھ ہو جائے۔ یہ اُسکی غرض ہے
تیسرا زینہ سمیک واک (راست کلامی) ہے۔ میٹھے بچن بولنا۔ کڑوے بچن نہ بولنا۔
سچ بولنا۔ جھوٹ نہ بولنا۔ اس کا مطلب ہے۔ جس طرح راجہ کا دوارپال پھاٹک
پر بیٹھا ہوا اُس کی رکشا کیا کرتا ہے۔ ویسے ہی ہونٹوں کو منہ کا دوارپال بنا لو۔
صرف سچّے اور آنند دینے والے شبد مُکھ سے نکلیں۔ چوتھا زینہ سمیک کرمانت
(راست کرداری) ہے۔ کرمانت کرم کو کہتے ہیں۔ نیک کام کرنا۔ بُرے کام نہ کرنا۔
سُستی سے بچکر چستی کے ساتھ نیکی کی مصروفیت اس کا مطلب ہے۔ تمہارے
کرم سے تمہارا اور دوسروں کا اُپکار ہو۔ پاپ کرم نہ ہونے پاوے۔ پُنیہ کرم ہوتے
ہوتے رہیں۔ پانچواں زینہ سمیک آجیو (راست معاشی) ہے۔ آجیو کا ارتھ جیوکا
(رزق) ہے۔ آدمی ایسا پیشہ۔ ایسا ذریعہ معاش اور ایسا کام کرے کہ اُس سے دوسروں
کو نقصان پُہنچائے ہوئے بغیر اُس کو رزق ملتا رہے۔ چھٹا زینہ سمیک ویایام (راست
کوشی) ہے۔ ویایام کا مطلب جسمانی ورزش اور پُرشارتھ کا کام ہے۔ بعض
آدمی بہت کام کرتے ہیں۔ اور تھک جاتے ہیں۔ پھر بیمار ہو جاتے ہیں۔ بعض اس
قدر کام کرتے ہیں۔ کہ سُست رہتے ہیں۔ دونوں حالتیں معیوب ہیں۔ ستار
کے تاروں کو دیکھکر ویایام اس طرح ہو۔ کہ شریر نہ ڈھیلا رہے اور نہ اکڑ جائے۔
ساتواں زینہ سمیک سمرتی (راست ذہنی) ہے۔ سمرتی یادداشت کو کہتے ہیں۔ آدمی
محتاط رہے۔ کہ من میں بُری سمرتی نہ آنے پاوے۔ صرف اچھی سمرتی کا گذر رہو۔
بُری سمرتی من کو چنچل کر دے گی۔ اچھی سمرتی سے وہ شُدھ رہیگا۔ اور نشچل ہوتا
جائے گا۔ آٹھواں زینہ سمیک سمادھی ہے۔ اگر چت میں کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار
وغیرہ ہیں۔ تو پھر چت کی ایکاگرتا نہ ہوگی۔ اور نہ سمادھی پراپت ہوگی۔ من کا شانت ہونا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سمادھی کہلاتا ہے ۔ جس میں چت کی ورتیوں کا نرودھ ہو جاتا ہے ۔ یہہ اشٹانگ مارگ ہے" +

"دھرم کے مارگ پر چلنے سے نروان ملتا ہے ۔ بیوی بچّوں کا پریم میٹھا ہے دوستوں کی محبّت بہت خوشگوار ہے ۔ دان اور دیا کے کام میں بہت مٹھاس ہے ۔ یہہ سب بُرے نہیں ہیں ۔ مگر ان کو حقیقت کے بام پر چڑھنے کا زینہ بناؤ ۔ ان ہی کے پھندے میں نہ پھنسے رہو ۔ روزانہ زندگی کے کاروبار میں اپنے روزانہ دھرم کی ترقی ہوتی رہے ۔ ہم آج کل سے بہتر ہوں ۔ اور پھر جو کل آنے والا ہے ۔ وہ آج سے ہم کو بہتر پائے ۔ جو اس طرح مارگ پر چلیں گے ۔ اُن کو یہہ بہت آسان اور آرام دینے والا ثابت ہوگا ۔ اور وہ روزمرہ ترقی کرتے جائینگے" +

"چار اُتّم سچائیاں اور اشٹانگ مارگ کا جان لینا پہلی اوستھا ہے ۔ اور جو اس زینہ پر قدم جما کر رکھتا ہے ۔ وہ ضرور ہی نروان حاصل کرلیگا ۔ دوسری اوستھا یہہ ہے ۔ کہ من میں کسی قسم کے شک و شبہے باقی نہ رہ جائیں ۔ بھرم اور شنکائیں دور ہو جائیں ۔ من کا جھگڑا[۱] کالعدم ہو ۔ آتما کے غلط و فرضی خیال کے واسطہ نہ رہے ۔ پروہت اور پستکوں سے بے واسطگی رہو ۔ اور صرف ایک قسم کی زندگی سے کام رہے ۔ اور وہ زندگی صرف دھرم کی زندگی ہو ۔ تیسری اوستھا شانتی ۔ شدھتا ئی ۔ جیون مکتتا اور سنسار کے پرانیوں کا پیار ہے اب اُس کی زندگی کے قیدخانہ کے سلاخ ٹوٹ گئے ۔ اور وہ اب تو ضرور آخری حالت کو پالیگا ۔ یہہ آخری اور چوتھی اوستھا بدھ پنا ہے ۔ شدھ ۔ بدھ ۔ مکت ۔ یہ اُس کی تعریف ہے ۔ دشمن مرگیا ۔ پاپ دور ہو گئے ۔ آتم بھاو ۔ ستھیا دھرم اور سنشے ۔ کام اور ایرشا سے تعلق نہیں رہا ۔ ان پانچوں کو جس نے جیت لیا وہی چوتھی اوستھا میں ہے

[۱] مقابلہ کرو "تین چھوڑ چو تھا پد دیکھا ۔ ست نام شنگور گتی چیھا دیرم پرش راد ھاسوامی دیال صاحب مہاراج +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور یہہ نِروان ہے۔ یہہ دشا دیوتاؤں کو بھی دُرلبھ ہے۔ یہ ترلوکی سے پرے کی حالت ہے۔ نہ یہہ زندگی ہے نہ موت ہے۔ نہ کرم ہے نہ اکرم ہے۔ بغیر تلاش کئے ہوئے اس کو سب کچھ حاصل ہے۔ جو نِروان کو معدومیت بتاتے ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ وہ زندگی ہے۔ تو وہ بھی بھول بھرم میں پڑا ہے۔ نہ وہ یہہ ہے نہ وہ ہے۔ وہ اس کی خبر نہیں رکھتے۔ اور اُن کو معلوم نہیں ہے۔ کہ چھوٹے چراغوں کے پرے کون سا نور ہے۔ جو کال (وقت) اور جیون سے بھی دور رہ کر چمکتا ہے۔ اور وہ آنند ہی آنند ہے" +

"اس دھرم کو اختیار کرو۔ نفرت سے بدتر کوئی رنج نہیں ہے۔ دغا اور فریب سے بڑھ کر کوئی دُکھ نہیں ہے۔ اس دھرم کو اختیار کرو۔ یہہ اندریاں دھوکا ہیں۔ انکے دھوکے میں پڑنا دُکھ ہے۔ جو دھوکے میں پڑ کر کسی کو ستاتا ہے وہ سچائی سے بہت نیچے گر جاتا ہے۔ اس دھرم کو اختیار کرو۔ یہہ وہ سرچشمہ ہے۔ جو سب کی پیاس بجھاتا ہے یہہ وہ چمن ہے جس کے پھول ہمیشہ تروتازہ رہتے ہیں۔ اس میں آنند۔ ست اور گیان ہے اس میں اور جو پانچ پانچ قسم کی پابندیاں ہیں۔ وہ علاوہ ہیں۔ پہلا یہہ ہے۔ (۱)۔ جان مت لو۔ (۲)۔ جو نہیں دیا گیا۔ وہ مت لو۔ (۳)۔ جھوٹ نہ بولو۔ (۴)۔ نشہ سے پرہیز کرو۔ (۵)۔ زنا مت کرو + اور دوسرا یہہ ہے۔ (۱)۔ رات کو کھانا نہ کھاؤ۔ ہار نہ پہنو۔ نہ عطریات استعمال کرو۔ ملایم پلنگ پر نہ سو۔ زمین پر لیٹو۔ اور بھی سنو۔ جسم کے تین گناہ چوری۔ قتل اور زنا ہیں۔ دل کے تین گناہ حسد۔ نفرت اور بھرم ہیں۔ زبان کے چار گناہ۔ جھوٹ۔ غیبت۔ گالی اور بیہودہ گوئی ہیں" +

گورو نے ویاکھیان ختم کیا۔ سب یہ تقریر سُن کر دنگ رہ گئے۔ اور علاوہ بہت سے گرہستیوں کے کتنے شاہزادے اور دوسرے آدمی جو اس مجمع میں موجود تھے بھکشو ہوئے

لہ مقابلہ کرو۔ وید اسی کو 'نیتی نیتی' کہتے ہیں +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کا ورت دھارن کرکے بدھ - دھرم - اور سنگھ کی شرن لی - ان میں سے آنند - دیودت اپالی - انردھ وغیرہ بھی ہیں - شدھودن بھی اس کا شاگرد ہو گیا - اور بھگوان شاہی محل سے رخصت ہو کر پھر اپنے جائے قیام پر چلے آئے +

آٹھواں سرگ

راہل کا سنگھ میں شامل ہونا

باپ کی املاک کا وارث اگر فرزند ہے آپ کی دولت کا میں بھی دل سے خواہاں ہو گیا	

کپل وستو میں نئے قسم کی خوشی محیط ہو رہی ہے - سدھارتھ کو سب بھول گئے اور اب اُن کی نظر بدھ پر ہے - بدھ کا پھر تو یہ معمول ہو گیا - کہ وہ روز شہر میں جا کر بھیکھ مانگتے - اور دن رات معتقد آدمیوں کو دھرم کی تعلیم دیا کرتے +

ایک دن ایسا واقعہ ہوا - کہ یشودھرا نے اپنے سات برس کے لڑکے راہل کو اچھے اچھے پوشاک پہنائے - اور اُس کے ساتھ بات چیت کرنے لگی - اتنے میں بدھ ہاتھ میں کمنڈل لئے ہوئے بھکشا مانگنے کے بعد شاہی محل کی طرف سے گذرے - یشودھرا بالاخانہ پر بیٹھی ہوئی تھی - اُس نے کہیں وہاں سے اُن کو دیکھ لیا - راہل سے کہنے لگی - "بیٹے! تیرا باپ دنیا میں سب سے زیادہ دولتمند ہے - اس کے پاس دولت کی چار کھانیں ہیں - اور باپ کی دولت کا وارث بیٹا ہی ہوا کرتا ہے - تو بھی اپنے باپ کے پاس جا - اور اُس سے اپنے ورثہ کی درخواست کر" کمسن اور بھولے بھالے بچے نے کہا "یہ تو کیا کہتی ہے - میرا باپ شدھودن راجہ ہے - اور میرا باپ کون ہے"! یہ بولی شدھودن تیرے باپ کا باپ اور تیرا دادا ہے - دیکھ تیرا باپ وہ سادھو ہے - جو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

راہ میں چلا جا رہا ہے۔ بہتر ہے۔ ابھی موقع ہے۔ تو اپنی وراثت اُس سے مانگ لے۔ ورنہ پھر کون جانے یہہ وقت پھر ملے یا نہ ملے۔ اس سے جا کر کہہ "مَیں تمھارا لڑکا ہوں۔ مجھ کو میرا ورثہ دو۔ مَیں اُس کو چاہتا ہوں"۔ بچوں کو کیا سمجھ ہوتی ہے ماں کا کہنا اُن کے لئے سب کچھ ہے۔ وہ چھجے سے نیچے اُتر آیا۔ اور دربانوں کی نظر بچا کر کھیلتا کودتا ہوا بدھ کے پاس پہنچا۔ "پتا جی! مَیں تمھارا لڑکا ہوں۔ تم کو دیکھ کر مَیں بہت خوش ہوا ہوں۔ بیٹا باپ کے دولت کا وارث ہوتا ہے۔ تم بھی مجھ کو میرا ورثہ دو۔ مَیں اُس کو چاہتا ہوں"۔ بدھ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اپنی راہ چلے گئے۔ لڑکا بھی پیچھے پیچھے چلا گیا۔ اور کسی نے روک ٹوک نہیں کی۔ بدھ نگرودھ درخت کے نیچے پہنچے۔ بیٹھ گئے۔ اور کھانا کھانے لگے۔ راہل نے پھر وہی خواست کی۔ بدھ پھر بھی خاموش رہے۔ آخر جب وہ کھانا کھانے سے فارغ ہوئے۔ راہل نے تیسری دفعہ پھر اپنی درخواست پیش کی۔ اور بدھ مسکرا کر شاری پُتر سے مخاطب ہوئے "میرا بیٹا مجھ سے اپنی وراثت مانگتا ہے۔ میں اس کو سنسار کی فانی دولت کیا دوں۔ اس سے تو دُکھ درد اور مصیبت پیدا ہوتے ہیں۔ میں اُس کو وہ رُوحانی لازوالی اور لافانی دولت دونگا۔ جو مجھ کو بُدھی دُرم کے نیچے حاصل ہوئی ہے"۔ شاری پُتر نے بھی رائے دی۔ کہ "اِس کو سنگھ میں شامل کر لیا جائے"۔

تب بدھ اُس سے بولے۔ "بیٹے! میرے پاس سونا۔ چاندی اور جواہرات نہیں ہیں۔ کیونکہ میں بھکشو ہوں۔ ہاں۔ اگر تم کو روحانی خزانہ کی خواہش ہو۔ اور تم اُس کے رکھنے کی لیاقت رکھتے ہو تو آؤ۔ میں تم کو اشٹانگ یوگ سکھا کر سنگت میں شامل کر لوں گا۔ اور تم نِروان کے راج کے وارث ہو جاؤ گے"۔ راہل نے استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ جواب دیا۔ "ہاں۔ مَیں چاہتا ہوں۔ اور مجھ میں طاقت اور لیاقت ہے"۔ تب بھگوان اُس کو اپنے ساتھ باغ میں لے گئے۔ اور بھکشوؤں کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رد بر و دیکشا دے کر سنگھ میں شامل کر لیا - اور وہ بھی سادھو ہو گیا +

جب راجہ نے خبر سُنی - کہ اُس کا پوتا چھن گیا - وہ دُکھی ہوا - بدھ سے آ کر شکایت کرنے لگا "افسوس! آنند بھی ہاتھ سے گیا اور راہل بھی گیا - اب میرے بعد کون راج کریگا" اس کی باتوں سے بدھ کو بھی رنج ہوا - حکم دیا "مجبوری ہے مگر آیندہ بغیر والدین کی رضامندی کے کسی لڑکے کا سنسکار نہ کیا جائے گا" مگر شدھودن کی اِن لفظوں سے کیا تسلی ہوتی تھی - تاہم وہ خاموش رہ گیا - کیونکہ اَب اُس میں دھرم کے موافق راہل کے واپس لانے کی طاقت نہیں تھی - اور بھگوان نے ایک ہفتہ کے بعد کپل وستو سے کوچ کر دیا +

(۷) دھرم پرچارہ کانڈ

پہلا سرگ

شراوستی

عقل پر کل ناز تھا دانا کو اپنے کس قدر
دام میں دُنیا کے پھنسکر آج ناداں ہو گیا

کال کا چکر ہر وقت زور شور کے ساتھ چلتا رہتا ہے - اور اُس کی رفتار کے زیر اثر اونچے پہاڑوں کی جگہ گہرے سمندر لہراتے اور گہرے سمندروں کی جگہ پر اونچے اونچے پہاڑ کھڑے ہو جاتے ہیں - بھگوان بدھ کے زمانہ کا کپل وستو اور راجگرہ وغیرہ اب کہاں ہیں - ڈھونڈھنے سے اب اُن کا نشان بھی بہ مشکل

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تما ہے۔

کپل وستو سے روانہ ہو کر بدھ شراوستی پہنچے۔ اناتھ پنڈک نے اُن کو وہاں آکر اُپدیش دینے کی درخواست کی تھی۔ شراوستی کا اُس زمانہ میں بہت بڑے شاندار شہروں میں شمار تھا۔ اور وہ آودھ کی راجدھانی تھی۔ اب اُس کو کوئی جانتا بھی نہیں ہے۔ بڑی مشکلوں سے ساہت ماہت نامی ایک پُرانا گانوں ملا ہے۔ اور سب کا خیال ہے۔ کہ وہی شراوستی رہا ہوگا۔ اُس وقت اُس کوشل دیش کا راجہ پرسین جیت تھا۔

قبل اس کے کہ بدھ بھگوان وہاں پہنچیں۔ اناتھ پنڈک نے ایک نہایت خوبصورت شاہی باغ بہت زیادہ قیمت دیکر وہار کے لئے خرید کیا۔ یہ باغ شراوستی کے راجکمار کا تھا۔ وہ کسی طرح پر فروخت کرنے پر راضی نہیں تھا۔ آخر جب اناتھ پنڈک کے اعتقاد اور قوت ارادی نے اُس کو مجبور کیا۔ اُس نے کہا "جہاں تک باغ کی زمین ہے اُس کے وسیع رقبہ میں برابر سونے کے سکے بچھا دو اور میں اسی قیمت پر فروخت کروں گا"۔ اناتھ پنڈک دولتمند تھا۔ اور سب سے بڑی دولت اُس کی بھکتی تھی۔ اُس نے خوشی سے دو قیمت دیکر باغ خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن جیسا راجکمار نے سُنا۔ کہ یہ جگہہ بدھ کے وہار کے لئے ہوگی۔ اُس نے صرف آدھی قیمت لی۔ زمین تو بیچ دی۔ مگر درختوں کی نسبت کہا۔ کہ "یہ میں خود اپنی طرف سے بدھ کی بھینٹ کروں گا"۔

آخر کار اُس جگہہ اس دولتمند بھگت نے بہت بڑی اور عظیم الشان عمارت تعمیر کرائی۔ اُس کا نام جیت ون رکھا۔ کیونکہ وہ بھکشوؤں کے ایکانت میں خیرت کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اور جب بدھ وہاں آئے۔ دھوم دھام سے ان کا استقبال کیا گیا۔ راہ میں پھولوں کا فرش بچھایا گیا۔ اور سونے کا گڑوا ہاتھ میں

ے کرانا تھ پنڈک نے سنکلپ منتر کے ساتھ وہ باغ بھگوان کے نذر کیا +
بدھ اس کی بھگتی اور دان کو دیکھکر بہت خوش ہوئے - اور اشیرباد دیا - کہ
یہ دان سب کے لئے مبارک ہو - یہ جگہ دھرم کے پرچار کا مرکز بنے - اور اناتھ پنڈک
اور سب کے لئے برکت کا باعث ثابت ہو" +
شہر میں دھوم مچ گئی - سب کو اس راج رشی اور راج منی کے درشن کی
خواہش ہوئی - اور وہ وسیع جگہہ آدمیوں کی کثرت سے بھر گئی - بھگوان نے سب
کو اپدیش سنا کر خوش کیا - آخر میں پرسین جت وہاں کا راجہ بھی آیا - اور بھگوان کے
چرنوں میں سر جھکا کر کہنے لگا "میں خوش نصیب ہوں - اور میری حقیر اور گمنام
سلطنت مبارک ہے - جس کو شاہی اپدیشک کے پاک قدموں سے برکت ملی ہے
آپ کی موجودگی اس بات کی دلیل ہے - کہ میرا راج اب ہر طرح کے آفات اور
بلیات سے محفوظ رہیگا - اور بھگون! جس طرح آپ نے میری رعایا کو دھرم کی
دیکشا دیکر کرتارتھ کر دیا ہے - مجھ کو بھی اپنا سیوک بنایئے - کیونکہ دولت - عزت وغیرہ
سب بادل کے سایہ کی طرح عارضی ہیں - اور دھرم دائمی برکت ہے - میں خود اس
راج کاج کے بوجھ سے دکھی ہو رہا ہوں - آپ کے اپدیش سے میرے سر کا بار
ہلکا ہو جائے گا - اور مجھ کو شانتی ملے گی" +
اور جب راجہ نے بدھ دھرم اور سنگھ کی شرن لے لی - بدھ نے اس کو سنایا
"برے اور بھلے کرم سایہ کی طرح ہر شخص کے پیچھے پیچھے لگے رہتے ہیں -
ان سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے - ان کی جڑ من میں ہے - من کو اگر پاک کر لو -
تو کرم پاک ہونگے - اور اگر من ناپاک ہے - تو کرم بھی ناپاک رہیں گے - تم راجا ہو
راجا کا دھرم پرجا کا پالنا ہے - تم ہمیشہ خیال رکھو - کہ ان کو کوئی تکلیف نہ
دینے پائے - اور نہ ان کا نقصان کر سکے - من بچن کرم سے تم خود ان کی بہتری

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سوچتے رہو۔ جو دُکھی ہیں اُن پر رحم کرو۔ جن کو ضرورت ہے اُن کی ضرورت کو رفع کرو۔ رعب داب اور شان شوکت سے بھی زیادہ اثر راجہ کی فیاضی۔ سیر چشمی اور نیک دلی پیدا کرتی ہے۔ انصاف اور سچائی سے راج مضبوط رہتا ہے۔ خوشامد اور چاپلوسی کی باتیں نہ سُنو۔ بلکہ غور اور فکر کے ساتھ اصلیت سے باخبر ہونے کی کوشش میں رہو"۔

"تپ فضول ہے۔ جپ ناکارہ ہے۔ صرف گورو کے دھیان ہی میں سب کچھ ہے۔ یہی راستہ ہے جس پر چلنے سے اصلی بھلائی ہوتی ہے۔ سنسار دُکھوں سے بھرا ہوا ہے۔ جنم مرن۔ بیماری۔ ضعیفی۔ موت۔ سب دُکھ کے رُوپ ہیں۔ دھرم اور وچار ہی اس مرض کے دُور کرنے کی دوائیں ہیں۔ اِندریوں کے بھوگ میں کیا دھرا ہے! جن کو عقل ہے۔ وہ اس کو لات مارتے اور گیان کی تلاش کرتے ہیں۔ جب کسی درخت میں آگ لگی ہو۔ تو اس پر کوئی پرند بسیرا نہیں لیتا۔ اِسی طرح جس شریر میں اِندریہ بھوگ کا خوف لگا ہے وہاں سچائی نہیں رہتی۔ اگر اندریوں کے بھوگ سے نفرت نہیں ہے۔ تو پھر عالم اور جاہل میں فرق ہی کیا رہا! سچا گیان من سانجم اور اندریوں کے بس میں کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ درشن اور شاستر بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ اور تم خود بھی سوچ سکتے ہو۔ کہ اس میں کس حد تک سچائی ہے۔ یہ نہ سمجھو۔ کہ دھرم اور سچائی کی میراث صرف وِرکت اور تیاگیوں ہی کے لئے ہے نہیں۔ گرہست اور وِرکت دونوں کو اُن کا ادھکار ہے۔ بعض حالتوں میں تو گرہست آشرم میں رہنے والے سادھوؤں سے بھی بدرجہا بہتر ہوتے ہیں۔ اور اُن کا شمار رِشیوں میں ہوتا ہے۔ صرف اِندریوں کے بھوگ ولاس کے خطروں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ یہ وہ لہر ہے۔ جس میں جابجا بھنور ہیں۔ جو پڑا وہ یا تو بہہ گیا یا غوطے کھا کر ڈوب گیا۔ گیان اس سمندر سے پار کرانے کی کشتی ہے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تم بدی سے بچو اور نیکی سے تعلق رکھو۔ اپنے خیالات کی چوکیداری کرتے رہو۔ خیال رکھو کہ بُری خواہشیں من میں نہ آنے پاویں۔ ورنہ وہ اُس کو کثیف۔ گندہ اور زہریلا کر دینگی۔ ہر جگہہ روشنی اور تاریکی ہے۔ کوئی روشنی کو چھوڑ کر تاریکی کے راہ میں جاتا ہے۔ کوئی تاریکی کو ناپسند کرکے روشنی کو اختیار کرتا ہے۔ تاریکی میں موت اور اگیان ہے۔ روشنی میں دائمت اور گیان ہے۔ جو روشنی کی راہ میں آئے گا وہ ترقی کرتا جائیگا اور جو تاریکی میں پڑے گا وہ گم ہو جائے گا۔ یہ سنسار تم خود دیکھتے ہو کہ عارضی اور ناپائیدار ہے۔ اس نے اوروں کا ساتھ کب دیا۔ کہ تمہارا دے گا۔ اس کی ہوس کو ترک کرو۔ ہاں من کو باہمت اور باحوصلہ رکھکر دھرم کی پیروی میں لگے رہو۔ یہہ نہیں کہا جاتا۔ کہ تم راج کو چھوڑ کر بھکشو ہو جاؤ۔ بلکہ اُپدیش دینے کا مطلب یہہ ہے۔ کہ باہر کی حالتوں کے ماتحت اپنی خوشی کو نہ بناؤ۔ اندر سُکھی بنو۔ اور اگر تم اس پر عمل کرو گے۔ تو آیندہ کے لئے نیک نام چھوڑ جاؤ گے۔ اور نشچا گت (گورو) کی دیا کو حاصل کر لو گے۔ اور اگر کہیں خودی کے دام میں پھنسے۔ تو اس سے سوا دُکھ اور مصیبت کے اور کیا حاصل ہو گا؟

راجہ نے اُپدیش کو سُنا۔ اور اُس وقت سے لے کر برابر بدھ دھرم۔ اور سنگھ کا سیوک بنا رہا۔

دوسرا سرگ

راج گرہ

آتشِ سوزاں میں گر کر خاک ہو جاتے ہیں سب
وہ بچا جو اس کے شعلوں سے گریزاں ہو گیا

ستمبر ۱۹۱۷ء

شراوستی میں کچھ عرصہ پرچار کر کے بھگوان راجہ بمبسار کی درخواست پر پھر راجگرہ میں گئے۔ اور وہاں جیؤں کو چیتاتے رہے۔ دُنیا میں نقل اور تقلید بہت کی جاتی ہے۔ اصلیت کی مُراد کے ذہن نشین کرنے والے اور سچائی کے ماننے والے بالعموم کم ہوتے ہیں۔ چونکہ بھگوان نے ضرورت کے وقت اُرُووِلو کے قیام کے زمانہ میں ایک مرتبہ مُردہ کے کپڑے پہن لئے تھے۔ اس لئے اور بھکشوؤں کو بھی اسی قسم کے چیتھڑے پہننے کی سُوجھی۔ راجگرہ میں اُس وقت بیماری تھی بھکشو بھی اِن کپڑوں کی وجہ سے بیمار ہونے لگے۔ ان کو دوا علاج کرانے سے بھی گریز تھا۔ کیونکہ اس جسم کی طرف سے اُن کو اس قدر نفرت ہو گئی تھی۔ کہ وہ اس کے ختم ہونے ہی کو سب کچھ سمجھنے لگے تھے۔ یہ غلطی تھی۔ اور بدھ کی تعلیم اس کے بالکل برعکس تھی۔ عیش اور ریاضت کشی دونوں انتہائی حالتیں ہیں۔ اور ہمیشہ ان سے بچنے اور صرف اعتدال کی راہ پر چلنے کی ہدایت ہے۔ مگر انسان کو کیا کہا جائے۔ وہ اکثر غلطی میں پڑ کر درمیانی حالت کو ترک کر دیتا ہے۔ اور ناحق دُکھ اُٹھاتا ہے۔ مرگھٹ اور کوڑے خانوں کے چیتھڑے پہننے سے بھکشو بہت بیمار ہو گئے۔ اور اُن کی چھوت سے بدھ کو بھی جسمانی مرض کی شکایت ہوئی۔ سانیا بمبسار نے اپنے راج وید جیوک کو اُن کے معالجہ کے لئے بھیجا۔ اُس کے علاج سے ان کو صحت ہوئی۔ اُس وقت آپ نے بھکشوؤں کو سمجھایا۔ "دُنیا میں جیسے ہر مرض کا امکان ہے ویسے ہی ہر مرض کے علاج کا بھی امکان ہے۔ تم اکڑ میں نہ پھنسو۔ اِس میں بھی خودی اور اہنکار کا شمول ہوتا ہے۔ بلکہ دوا علاج سے کام لو"۔ تب بھکشو بھی دوا کرنے لگے۔ اِسی طرح بدھ نے پاؤں کی تکلیف کے وقت ایک فقیر کو جوتے پہننے کی ہدایت کی +

جیوک کو چونکہ بدھ کے علاج کے وقت اکثر اُپدیش سُننے کا موقع رہتا تھا۔ وہ

بھی اُن کا سچّے دل سے معتقد ہو گیا۔ اُس کو پر دیودت نامی اُجین کے راجہ نے یرقان کے مرض سے صحت پانے کے صلہ میں ایک نہایت قیمتی اور گرانبہا خلعت عطا کیا تھا۔ اُس نے سوچا "یہہ لباس یا تو راجہ کے پہننے کے قابل ہے یا بدّھ کے۔ مَیں اِس کو کیا پہنوں!" یہہ سوچ کر وہ ست سنگ میں آیا۔ پرنام کر کے بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔ "بھگون! مَیں آپ سے ایک درخواست کرنے آیا ہوں" بدّھ نے کہا۔ "سُنو جیوک! جب تک یہہ نہ معلوم ہو لے کہ کیا اور کس قسم کی درخواست کی جائے گی۔ تب تک بدّھ اُس کی منظوری یا غیر منظوری کا اقرار نہیں کرتے"۔ جیوک بولا "میری درخواست نامناسب نہیں ہے" بدّھ نے کہا۔ "پھر اس کو ظاہر کرو"۔ تب جیوک نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا "بھگون! آپ کے مرگھٹ کے کپڑے پہننے کی وجہ سے بھکشو بھی ایسا کرتے ہیں۔ اور اُن کو بیماری ہو جاتی ہے۔ راجہ پر دیودت نے مجھ کو یہہ خلعت بھیجی ہے۔ مَیں اُسے آپ کے نذر کرتا ہوں۔ اور میری یہہ درخواست ہے کہ آپ مرگھٹ کے کپڑے اور سڑے گلے چیتھڑے پہننے سے بھکشوؤں کو منع کر دیں اور اُن کو گرہستیوں کی طرح لباس پہننے کی اجازت دیں۔ تاکہ بیماری کا خوف نہ رہے" اور بھگوان بھکشوؤں سے مخاطب ہو کر بولے۔ "وقت حالات اور ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے چاہے کوئی بھکشو فقیروں کی گدڑی پہنے خواہ گرہستیوں کے کپڑے پہنے۔ مجھے کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے۔ یہ اپنی اپنی پسند اور خوشی کی بات ہے"۔ اور سب کو اس حکم سے خوشی ہوئی۔ اور راجگرہ کے باشندوں نے جب سُنا کہ "بھکشوؤں کو اچھے کپڑے پہننے کی اجازت ملی ہے"۔ وہ سنگھ میں آئے۔ اور بھکشوؤں کو کئی ہزار نئے لباس بھینٹ کر گئے۔ اور بھگوان نے اِدھر اُدھر دورہ کرتے ہوئے بھی راجگرہ میں اور دو برساتیں کاٹیں +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تیسرا سرگ

مہاون

دل کی ناپاکی نے راحت کو کیا ہمشکل درد
ہاتھ کے لگتے ہی گل خارِ مغیلاں ہو گیا

دھرم پرچار کے چوتھے برس بھگوان نے اُگرسین نامی ایک نٹ کو سنگھ میں شامل کیا۔ کیونکہ مت میں ہر انسان کو خواہ وہ کسی قوم اور کسی فرقہ کا ہو دھرم کی برکت حاصل کرنیکا استحقاق حاصل تھا۔ اور اُن کی نظروں میں سب یکساں تھے۔ بدھ دھرم صرف عالموں اور پنڈتوں کی میراث نہیں ہے۔ بلکہ ہر کس و ناکس اس کا وارث ہو سکتا ہے بشرطیکہ اُس میں دھارمک زندگی بسر کرنیکا شوق ہو۔ کہتے ہیں۔ کہ جس طریقہ اور جس لیاقت اور خوبی سے بھگوان نے اپنے دھرم کا پرچار کیا تھا وہ پہلے زمانے کے کسی رشی منی میں بھی نظر نہیں آتیں۔ طرز بیان سیدھا سادہ۔ جہاں جاتے تھے وہاں ہی کی بولی میں گفتگو کرتے تھے۔ سنسکرت میں اُن کا اُپدیش شاذ کبھی ہوا ہو گا ورنہ وہ یا تو مگدھی بولی میں جس کو پالی کہتے ہیں تقریر کرتے تھے۔ یا خاص خاص جگہوں کی خاص خاص زبان استعمال کرتے تھے۔ اور عوام کے اُن کی طرف رجوع ہونے کا سبب بھی یہی ہے۔

اُگرسین کو سنشادیکر جب گنگا پار کرکے وہ ویشالی سے ہوتے ہوئے دھاین میں پہنچے۔ دریا کے کنارے شاکیہ بنس اور کولی بنس کے کشتری لڑنے لڑانے پر مستعد نظر آئے۔ جھگڑا کوہن ندی کے پانی کے متعلق تھا۔ ایک کہتا تھا۔ پانی پر میرا حق ہے۔ اور دریا کا یہ بند ہمارے حصہ میں ہے۔ دوسرا کہتا تھا۔ نہیں یہ ہمارا ہے۔ اور تم کو اس پر کوئی استحقاق نہیں ہے۔ بدھ نے اُن کو دیکھا۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور قبل اس کے کہ وہ خونریزی کرتے ۔ بدھ اُن کے درمیان ہتھاپائی کی نوبت آتی بدھ دونوں فوجوں کے درمیان جا پہنچے ۔ یہہ اُن کو دیکھکر دنگ ہو گئے ۔ اور سوال کرنے پر بھگوان کو تمام قصہ شروع سے آخر تک کہہ سُنایا ۔ بدھ شانتی کے ساتھ اُن کی باتوں کو سُنتے رہے ۔ اور جب تک اُن کی تقریریں تمام وکمال نہیں سُن لیں تب تک چُپ چاپ کھڑے رہے ۔ جب فریقین اپنی شکایتیں سُنا چکے آپ نے پُوچھا " میری سمجھ میں تم میں سے کسی کے لئے یہہ بند قیمتی ضرور ہے ۔ ورنہ اس جھگڑے کی نوبت نہیں آتی ۔ لیکن مجھ کو یہہ ذہن نشین کرا دو ۔ کہ آیا یہہ بند بطور خود کوئی ذاتی قیمت اور اصلی حیثیت بھی رکھتا ہے یا نہیں ۔ اور آیا آدمیوں سے تم اُس کو زیادہ قیمتی جانتے ہو یا نہیں " ؟ فریقین نے جواب دیا " بھگون ! اس کی کوئی نہ اصلی قیمت ہے ۔ اور نہ یہ آدمیوں سے زیادہ قیمتی ہے " ۔ تب بھگوان بولے " تم مرنے مارنے پر آمادہ ہو ۔ لڑائی میں بہت سے آدمیوں کے مارے جانے کا خطرہ ہے ۔ اور ممکن ہے ۔ سب کے سب مارے جائیں ۔ کیا تم کو اپنی جان پیاری نہیں ہے " ؟ اُنھوں نے جواب دیا " لڑائی کا انجام قتل اور موت ہے ۔ ہم سب کے مرنے کا خوف ہے ۔ ہم کو جان پیاری تو ہے ۔ مگر لڑنے اور جان جوکھم میں پڑنے کے لئے مجبور ہیں " ۔ تب بھگوان نے پھر پُوچھا " ابھی تک تم نے اس بات کو اچھی طرح نہیں سمجھا ۔ کہ مٹی کے بند سے انسان کی جانیں زیادہ قیمتی ہیں " ۔ تو فریقین بولے " ہم کو اس بات کی خبر ہے ۔ کہ مٹی کی آدمی کی جانوں کے مقابل ہرگز کوئی حیثیت نہیں ہے " ۔ بدھ نے پھر لب کھولے " یہہ بھی ممکن ہے کہ لڑائی کے بعد یہہ جھگڑا اور بھی طوالت کھینچے ۔ اور ہر دو طرف کے راجا لشکر لے کر لڑنے آئیں ۔ وہ مارے جائیں ۔ اور اُن کے جانشینوں کو بھی بدلہ لینے کی سُوجھے اُس وقت کیا اس جنگ وجدل کا سلسلہ قابلِ افسوس نہ سمجھا جائے گا " ۔ لڑنیوالوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نے اقرار کیا "بے شک بھگون! راجہ رعیت دونوں کی جانوں کے تلف ہونے اور لڑائی کی آگ کے زیادہ مشتعل ہونے کا خوف ہے" بدھ نے کہا "پھر تم ایک حقیر چیز اور بے حقیقت چیز کے لئے قیمتی چیزوں کو کیوں ضایع کرنا چاہتے ہو؟"

سوال وجواب کی صورت میں اس سادہ تقریر نے اُن کے دلوں کو ہلا دیا - دونوں کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا - صلح پر راضی ہو گئے - اور بھگوان نے اُن کو یہ فیصلہ سُنایا "دریا کے ایک طرف کی زمین ایک فریق کی رہے - اور دوسری طرف کی زمین پر دوسرے فریق کے قبضہ رہے - دریا پر عام انسان حیوان اور سب کا حق ہے - دونوں ہی اس کے پانی سے فائدہ حاصل کرو - اور اس ناحق جھگڑے سے باز آؤ"

لڑنے والے راضی ہو کر چلے گئے - اور بھگوان مہابن میں برسات گزارنے کی نیت سے مقیم ہوئے۔

چوتھا سرگ

شُدھودن کی وفات اور سنگھ میں عورتوں کی شرکت

> مل گئی فردوس کی راحت تیرے دیدار سے
> جیتے جی میں داخل گلزار رضواں ہو گیا

بھگوان مہاون میں ست سنگ کر رہے تھے - کہ یکایک کپل وستو کے آدمی وہاں پہنچے - اور ڈنڈ پرنام کرنے کے بعد بولے "پربھو! آپ کے باپ راجہ شدھودن بہت دیرینہ سال ہو گئے - وہ سخت بیمار ہیں - زندگی کی قطعی اُمید نہیں پائی جاتی -

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اس وجہ سے اُنھوں نے ہم لوگوں کو آپ کے پاس بھیجا ہے۔ کہ آپ سے ایک مرتبہ اور گھر واپس چلنے کی درخواست کریں۔ اُنھوں نے کہا ہے کہ آؤ۔ اور مرنے سے پہلے ایک مرتبہ مجھ کو دیکھ جاؤ۔ زندگی کا ٹھکانا نہیں۔ موت سر پر کھڑی ہے۔ خبر نہیں۔ کس وقت دم نکل جائے"۔

بُدھ باپ کی درخواست سُن کر اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور پا پیادہ کپل وستو کی طرف روانہ ہوئے۔ شدھودن ان کی راہ دیکھ رہا تھا۔ بیٹے کے دیدار سے بہت خوش ہوا۔ "تمھارا درشن ہی میرے لئے سورگ ہے۔ اب میں آرام کے ساتھ شریر کو تیاگ دُوں گا"۔ اور بدھ نے اُس وقت اپنے باپ کو پھر اُپدیش دیا۔ اور اُس کو پُورا گیان ہو گیا۔ اور بدھ کی گود میں لیٹے لیٹے اُس نے وفات پائی۔

شدھودن کے بعد اُس کی کوئی اولاد نہیں تھی جو تخت پر بیٹھتی۔ آنند پہلے ہی سے سنگھ میں بھکشو ہو گیا تھا۔ اور راہل کو بچپن ہی میں دیکشا مل چکی تھی۔ تب سب کی صلاح سے مہانام سدھارتھ کا چچازاد بھائی کپل وستو کا راجہ بنایا گیا اور بھگوان نے اُس کو سمجھایا "راجہ کا دھرم ہے۔ کہ پرجا کا پالن کرے۔ جیسے اچھا من تمام اندریوں کو قابو میں رکھکر اُن کو اچھی راہ اور اچھے کام میں لگا رکھتا ہے ویسے ہی راجہ کو بھی چاہئے۔ کہ اپنی رعیت کا نگران رہے۔ اور اُن کو دھرم مارگ سے بہکنے نہ دے"۔

شدھودن کی وفات پر شاہی محل ماتم کدہ بن گیا۔ مگر پربھو نے سب کی تسلّی کی۔ دُنیا کی ناپائداری کا نقشہ اُن کے دلوں پر کھینچ دیا۔ اور سب کو سمجھا بجھا کر آپ پھر مہاون کے کٹ گار وہار میں چلے آئے۔ اور دھرم کے پرچار میں مصروف ہوئے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لیکن ابھی مشکل سے ایک آدھ مہینے گذرے ہونگے - کہ یشودھرا پرجاپتی اور دوسری عورتیں وہار میں آئیں - یشودھرا نے تین مرتبہ درخواست کی کہ اُس کو سنگھ میں بھکشونی کی دیکشا دی جائے - مگر بھگوان اس کو منظور نہیں کرتے تھے - آخر پرجاپتی اُن کی سوتیلی ماں بھی جب اُسی طرح کی منتیں کرنے لگی - اور آنند نے ہاتھ باندھکر بھگوان سے اُن کے شامل کرنے کی پرارتھنا کی - اُس وقت اُنھوں نے پہلے پرجاپتی اپنی ماں کو - پھر یشودھرا کو اور اُس کے بعد دوسری متعدد عورتوں کو سنگھ میں شریک کیا - یہہ اُن کی پہلی بھکشونی چیلیاں تھیں - بھگوان کی یہہ نیت تھی کہ عورتیں دیکشا لے کر اور گھروں میں رہکر دھرم کی زندگی بسر کریں - وہ بھکشونی نہ بنیں - مگر جب اِن عورتوں کے دل کا اُمنگ دیکھا - اُس کی مزاحمت نہ کر سکے - انسان سب کا مقابلہ کر سکتا ہے - مگر پریم کا مقابلہ نہیں کر سکتا - اور اِن سب کے سنگھ میں شریک ہونے پر بھگوان نے چند نئے قاعدے بنائے - جن کے بموجب بھکشونیوں کو الگ وہار میں رہنے - اور عمل شغل کی زندگی بسر کرنے کی ہدایت تھی +

اسی سال بھگوان اپنی حقیقی ماں مایادیوی کے اُپدیش دینے کے لئے سورگ[له] میں گئے - اور اُس کا بھی کلیان کر دیا +

پانچواں سرگ

عورتوں کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایت

تارطنبورِ ہوس کو جس نے چھیڑا ہاتھ سے اُسکے ڈسنے کے لئے یہہ مار پیچاں ہوگیا

له خیال کی طاقت سے +

ستمبر ۱۹۱۷ع

(جب عورتیں سنگھ میں بہ کثرت شامل ہونے لگیں اُن کے لئے بھکشوؤں سے جُدا وِہار بنائے گئے۔ بھکشنیوں کو بھکشوؤں سے۔ اور بھکشوؤں کو بھکشونیوں سے الگ الگ رہنے کا حکم تھا۔ اور ایک کے مٹھ دوسرے سے کوسوں کے فاصلہ پر تعمیر ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بھکشو گورو کی خدمت میں آئے۔ اور ملتجی ہوئے۔ کہ اُن کو ہدایت کی جائے۔ کہ ستریوں کے تعلّق میں اُن کا برتاؤ کس قسم کا ہو"۔ تب بھگوان نے اُن کو یہہ نصیحت کی "عورتوں کے دیکھنے اور اُن کے ساتھ ہمکلام ہونے میں تم ہمیشہ محتاط رہو۔ بوڑھی عورت کو اپنی ماں۔ جوان کو بہن۔ اور کمسن کو لڑکی سمجھو۔ جو بھکشو کسی عورت کو ہاتھ لگاتا ہے۔ اُس نے ورت کو توڑ دیا۔ اور میرا شاگرد نہیں رہا۔ عورت کا حُسن دیکھکر مرد کا دل اس طرح متاثر ہو جاتا ہے۔ جیسے آگ کی گرمی پا کر گھی پگھلتا ہے۔ شہوت پرست آدمی کو گیان کی عزت نہیں رہتی۔ دونوں آنکھوں کو گرم لوہے سے جلا دینا۔ شہوت کی آنکھ سے عورتوں کے دیکھنے سے بہتر ہے۔ شیر کے منہ میں پڑنا۔ جلاد کی چھُری کے زد میں آنا نسبتاً اچھّا ہے۔ مگر شہوت کے دام میں پھنسنا اِن سے بھی بُرا ہے۔ عورت نمایش مجسّم ہے۔ وہ ہر وقت چلتے۔ ٹھہرتے۔ بیٹھتے۔ اُٹھتے اپنی صورت دکھانے کی خواہشمند رہتی ہے۔ تصویر تک میں اُس کی خاموشی جادو دِکھاتی رہتی ہے۔ اور آدمی دیکھکر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ اور استقلال اور ثابت قدمی کھو بیٹھتا ہے۔ اس کا رونا اور ہنسنا دونوں ہی فریب کے پھندے ہیں۔ بکھرے ہوئے بال کمند۔ ہلتے ہوئے انگلیاں شیر پنجہ۔ اور جھُکی ہوئی کمر زنجیر کی گرہ ہے جو اُس کو دیکھتا ہے وہی بُری طرح اُس کے داؤں میں آجاتا ہے۔ میری نصیحت مانو۔ دل کو ضبط کر رکھو۔ عورت کے متعلق اپنے دل کو کبھی آزادی نہ عطا کرو۔ ورنہ تمھارا کیا کرایا کام سب بگڑ جائے گا"۔

بھکشوؤں نے اس اُپدیش کو غور سے سُنا۔ اور بھگوان کے چرنوں میں سر جھکا کر اپنی جگہہ کو چلے گئے۔ اور بُدھ بھی وہاں سے کوشمبی نگر کی جانب روانہ ہوئے۔ جو پریاگ راج کے قریب مُکل پربت کے دامن میں آباد تھا۔ اور وہاں پرچار کر کے دوسرے سال پھر راجگرہ میں آئے +

چھٹا سرگ

کرامات کی ممانعت

خرق عادت سے نہیں متعلق غرض درویش کو
معجزہ یہہ کم ہے کیا وہ جان جاناں ہو گیا

مگدھ دیش (راجگرہ) کے راجہ بمبسار کے دھرم میں شامل ہونے کی وجہ سے اُس تمام علاقہ کا علاقہ ہی قریب قریب بدھ کا معتقد ہو گیا۔ اور اس کا یہہ اثر ہوا۔ کہ بمبسار کی رانی کشیما نے بھی بھکشونی ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ بدھ نے اُس کو دیکشا دی +

اسی برس راجگرہ کے ایک دولتمند گرہست جیوتشک۔ سوبھدرا کے لڑکے کو کہیں سے صندل کی لکڑی کا مرصع کمنڈل ہاتھ آ گیا۔ اُس کو جو دُور کی سُوجھی اُس نے اپنے مکان کے سامنے لمبا بانس کھڑا کر کے کمنڈل کو اُس کی چوٹی پر لٹکا دیا۔ اور یہہ اشتہار دیا۔ کہ "جو سادھو سدھی شکتی کی مدد سے بغیر زینہ یا بانس پر چڑھے ہوئے اس کمنڈل کو اُتار لے۔ تو یہہ اُسی کا ہو جائے گا" کشیپ جو بدھ کا چیلا تھا۔ اُس مقام سے گذرا اور ہاتھ بڑھا کر یوں ہی اُس کمنڈل کو اُتار لیا۔ اور وہار میں لے گیا اس کرامات کی خبر تمام شہر میں پھیل گئی۔ اور ہر جگہہ چرچا ہونے لگا۔ کہ بھگوان

کے شاگرد معجزہ دکھاتے ہیں۔ جب بُدّھ نے اس واقعہ کو سُنا۔ وہ کشیپ کے پاس گئے۔ اور کمنڈل کو نے کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ممانعت کر دی۔ کہ "کوئی بھکشو کبھی معجزہ نہ دکھائے۔ کیونکہ اس میں اُس کے رُوحانی تنزلی کا خوف رہتا ہے"+

دُنیا بھی عجیب وغریب جگہہ ہے۔ اس کی کوئی حالت ایسی نہیں ہے جو لالچ اور فریب سے خالی ہو۔ ادھر تو بھگوان نے کرامات دکھانے کی قطعی ممانعت کی۔ اور اُدھر ناداں بھکشوؤں نے عوام میں عقیدہ بڑھانے کے خیال سے ایک دوسرے کے سِدّھی شکتی والے ہونے کی تعریفیں کرنی شروع کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ گاؤں والے جُوق در جُوق اُن کے پاس آنے لگے۔ اور ایسے باکمال فقیروں کا درشن پاکر اپنی قسمت کی بڑائی کرنے لگے۔ بھگوان بُدھ اس قسم کے غلط طریقوں کو ناپسند کرتے تھے۔ جب یہہ باتیں سُنیں۔ اور اُن کو معلوم ہو گیا۔ کہ "بھکشو گمراہ ہو گئے جا رہے ہیں"۔ اُنھوں نے آنند سے کہا "آنند۔ جاؤ۔ اور سنگھ میں تمام بھائیوں کو بُلا لاؤ"+

اور جب وہ سب وہاں آ گئے۔ تو بدّھ نے آنند سے پوچھا "کہو آنندا کون سی حالت ہے۔ جس میں بھکشو کو بھکشو نہ کہنا چاہیئے"؟ آنند سوچنے لگا۔ مگر شاری پتر نے جواب دیا "اُشدھ کرم کرنے۔ بغیر دی ہوئی چیز لینے۔ اور کسی کو دُکھ دینے سے بھکشو بھکشو نہیں رہتا۔ اور وہ بھگوان شاکیہ منی کے چیلے ہونیکی پدوی سے نیچے گر جاتا ہے تو تین ادھرم اور اشدھ (ناجائز) کرم ہیں"+

بھگوان بولے "یہہ سچ ہے۔ مگر ایک کرم اور بھی ممنوع ہے۔ جس کی بابت تُم کو میری زبان سے سُن لینا چاہیئے۔ اور وہ یہہ ہے۔ کہ جس دیکشت یا سنسکار کئے ہوئے بھکشو کو سدّھی شکتی اور معجزہ اور کرامات کا غرور ہے۔ اور وہ بدنیتی۔ لالچ۔ یا شہرت کی غرض

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سے اپنے شکتی والے ہونے کا تذکرہ کرتا پایا جاتا ہے۔ کہ اُسے عالمِ رویا کے واقعات نظر آتے ہیں۔ تو تم کو یاد رکھنا چاہیئے۔ وہ شخص بھی شاکیہ منی گوتم بُدھ کا سیوک نہیں ہے۔ بدھ کی تعلیم خواہش اور غرض سے دل کے پاک کرلینے کی ہے۔ جب خواہش اور غرض سے دل کو ادبھی ناپاک کر لیا گیا تو پھر اُپدیش کا فائدہ ہی کیا ہوا۔ ایس تم سب کو جادو۔ ٹونا۔ سحر یا دعا کرنے یا دُعا مانگنے کی سخت مُمانعت کرتا ہوں بھول کر بھی کبھی ایسا نہ کرو۔ کرم کا قانون سب پر حاوی ہے۔ جو شخص معجزہ کرتا پھرتا ہے اُس کی نسبت تم سمجھ لو۔ کہ اُس نے گورو کے اُپدیش اور سِدھانت کو نہیں سمجھا۔ بھکشو ٹن کر دنگ رہ گئے۔ اور اس نامناسب حرکت سے باز آنے کی دل میں ٹھان لی[1] +

ساتواں سرگ

سنگھ میں نااتفاقی اور اتفاق

وصل کے دن کی خوشی میں دور تھے رنج والم
ہجر کے دن آتے ہی دِل غم سے نالاں ہو گیا

اس دُنیا میں کوئی شخص انسان کی زبان کے حملوں سے بچ نہیں سکتا۔ جب بُدھ دھرم کا زور شور سے پرچار ہونے لگا تو تیتھی کے مخالف طریق والوں نے سوچا۔ کہ "اگر یہی حال رہیگا۔ تو پھر اُن کا کوئی معتقد نہ رہیگا۔ سب بُدھ کے شاگرد ہو جائیں گے۔ اور اُن کا نام ونشان مٹ جائے گا" اس خوف سے اُن نادانوں نے

[1] کسی کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کیشپ کی ممانعت کے بعد راجہ بمبسار نے کہا کہ بُدھ معجزہ دکھانے سے ڈرتے ہیں تو بھگوان نے کئی معجزے دکھائے مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ تاہم افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ باوجود اس ممانعت کے مابعد زمانہ میں بھکشوؤں کی کثیر تعداد تانترک ہو گئی +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اپنی جلمت عملی سے چنچا نامی ایک عورت کو ورغلایا۔ کہ "وہ کسی بھکشو پر تہمت لگادے" اور اس الزام کا یہ نتیجہ ہؤا۔ کہ اور بھکشوؤں نے بلا سمجھے بوجھے متہم بھکشو کو سنگھ سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ یہ شخص صدرجہ کا سمجھ دار۔ نیکبخت۔ اور صاحبدل تھا۔ اور بدھ۔ دھرم۔ سنگھ کا دل اور جان سے معتقد تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ کہ "میں بالکل بے قصور ہوں۔ یہ یک طرفہ فیصلہ بے انصافی ہے" مگر سوا چند آدمیوں کے باقی اوروں نے اُس کی بات نہیں سُنی۔ اور اس کے اپنے گنے طرفدار ساتھیوں نے اپنا علیحدہ سنگھ بنالیا۔ اور بدھ کے بھکشوؤں کی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی +

جب بدھ کو اس نا اتفاقی کا پتہ لگا۔ پہلے وہ خارج کرنے والی جماعت کے پاس جاکر کہنے لگے "سُنو۔ بھکشوؤ! محض اپنے غلط خیال اور وہم کی وجہ سے بلا اچھی طرح تحقیقات کئے ہوئے کسی نیک اور قابل بھائی کے برخلاف خارج ہونے کا فتویٰ سُنانا سخت غلطی ہے۔ اُس کو جرم سے انکار ہے۔ اور تم اُس کا جُرم ثابت نہیں کرسکتے پھر کیسے اُس کو خارج کیا جاسکتا ہے"! اس کے بعد وہ پھر اُس بھکشو کے جانبدار گروہ کے پاس آئے اور سمجھایا "جو پاپ کرتا ہے۔ اُس کے لئے پرایشچت کی ضرور ہے۔ اگر کسی بھائی کو سنگھ مجرم قرار دیتا ہے۔ اور آدمیوں کی کثیر تعداد اُس کے برخلاف ہے۔ تو کسی کو کسی کی طرفداری کرکے جماعت میں تفرقہ پیدا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے کیوں نہیں مِل ملاکر باہمی تصفیہ کرلیتے" +

بدھ نے اپنے طور پر دونوں کو سمجھایا۔ مگر بے سود۔ اور ہر دو گروہ اپنے اپنے طریقہ پر کام کرتے رہے۔ بھگوان کو ان کی یہ حرکت پسند نہیں آئی۔ وہ بولے "جب خود سنگھ میں تفرقات پڑنے لگے تو پھر اوروں کا کیا کہنا ہے! نفرت کو نفرت سے دور کرنا مشکل ہے۔ نفرت کو محبت سے دور کیا جاسکتا ہے! ناوان آدمی اِن سچی

سے غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ اُن کی غلطی تو معاف کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن کو سمجھ بوجھ ہے انکو نا اتفاقی نہ پھیلانی چاہیئے۔ عقلمند آدمی کی صحبت سے خوشی اور ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔ نادان کی سنگت سے دُکھ اور کمزوری آتی ہے۔ اگر اچھا دوست نہ ملے۔ تو جنگل کے مست ہاتھی کی طرح تنہائی اور بے فکری کی زندگی بسر کرو۔ مگر ضدی اور مغرور آدمیوں کی صحبت سے ہمیشہ پرہیز رہے" یہ کہکر بدھ کوشمبی سے چلے گئے۔ اور شراوستی میں رہنے لگے ٭

بدھ کا جانا تھا۔ کہ کوشمبی کے رہنے والے آدمیوں نے ان بھکشوؤں کو جھگڑالو سمجھ کر اُن کو نمسکار کرنا۔ اور اُن کی ضرورتوں کا رفع کرنا ترک کر دیا۔ ان سے اچھی طرح ذہن نشین ہو گیا۔ کہ جب یہ گورو کے سیوک ہو کر بدھ کی نصیحت نہیں مانتے اور بدھ ان کی نادانی دیکھکر یہاں سے چلے گئے۔ تو پھر اور کسی کی کب سننے والے ہیں۔ ان کو چھوڑ دو۔ بہتر ہے کہ یہ اب گیروے بستر نہ پہنیں۔ یہ اُس کے قابل نہیں رہے" اور جب جھگڑنے والے سادھوؤں نے گرہستیوں کو غیر معتقد ہوتے دیکھا تو دل میں پچھتائے۔ اور اپنے جھگڑے مٹنے کی غرض سے شراوستی میں آئے اور شاری پُتر کو اپنا حمایتی بنایا ٭

شاری پُتر گورو کے پاس آکر کہنے لگے "بھگون اکوشمبی کے بدتمیز اور جھگڑا کرنے والے بھکشو آئے ہیں۔ ان کی بابت کیا حکم ہے؟" رحمدل اور رفیق القلب بدھ نے فرمایا "کسی کو برا بھلا کہو۔ نہ اُن کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔ کیونکہ ایسے سلوک سے دل متعصب۔ سیاہ اور تنگ ہو جاتا ہے۔ ان کو الگ الگ کمروں میں ٹھہراؤ فریقین کی شکایتوں کو بے رو رعایت ہو کر سُنو۔ اور جب اُن کے دل صاف ہو جائیں تو پھر سنگھ کے اتحاد کا اعلان کر دو" پرجاپتی (بدھ کی ماں) بھکشونی کے سوال پر بدھ نے کہا "کھانے پینے اور کپڑے کے معاملہ میں سب کے ساتھ یکساں سلوک

ہو۔کسی کی نہ طرفداری کی جائے۔" اُپالی بھکشو نے رائے دی۔ "بھگون!اگر بغیر تحقیقات کے یوں ہی دونوں گروہ مل جائیں۔ تو کیا ہرج ہوگا؟" آپ نے فرمایا "اگر معاملہ کی تحقیقات کیے بغیر ملایا گیا۔ تو وہ ملاپ جائز نہ ہوگا۔ تحقیقات ظاہری اور باطنی دونوں طرح پر ہونی چاہیے۔ تاکہ پھر پیچھے کسی کو کہنے سُننے کا موقع نہ رہے۔" اور ایسا ہی کیا گیا۔ جب فریقین کھانے پینے سے فارغ ہو کر شام کے ست سنگ میں حاضر ہوئے۔ دونوں کی باتیں غور کے ساتھ سُنی گئیں۔ تمام الزام بے بُنیاد اور غلط ثابت ہوا۔ تب بُدھ نے خوش ہو کر سب کو یہہ قصہ سنایا۔ اور اُن کو مل کر رہنے کا حکم دیا۔ اور وہ دونوں تب ایک ہو گئے۔ قصہ یہہ ہے:۔

"بنارس کے راجہ دیودت نے کوشل دیس کے راجہ دیرگھیتی کو کمزور پا کر دھر دبایا اور اُس کے حجام کی سازش سے پکڑ کر اُس کو پھانسی دینے کا حکم دیا۔ جب دیرگھیتی کے قتل ہونے کا وقت آیا۔ اس کا کمسن لڑکا تبدیل لباس کر کے وہاں آیا۔ دیرگھیتی نے اُس کو پہچان کر کہا "بیٹے دیرگھ آیو! وقت زیادہ لگے یا کم اس کا خیال نہ کرنا۔ نفرت کو نفرت سے نہیں۔ بلکہ محبت سے مغلوب کیا جا سکتا ہے۔" دیرگھ آیو باپ کی ہدایت کو سمجھ گیا۔ اور حکمت عملی سے قتل کئے جانے کے بعد وہ اپنے باپ کی لاش کسی طرح اُٹھا لایا۔ اور قاعدہ کے موافق اس کا داہ کرم کر دیا۔ جب دیودت کو اس کی خبر ملی۔ وہ ڈرا۔ اور اس فکر میں ہوا۔ کہ "دیرگھ آیو کو بھی پکڑ کر قتل کرا دینا چاہیے۔ ورنہ وہ باعث عذاب ہوگا۔" مگر دیرگھ آیو بھاگ گیا۔ اور کسی کو اُس کا پتہ نہ لگا۔ کتنے دنوں کے بعد دیودت کے پاس ایک خوش الحان اور خوش گلو لڑکا نوکر ہوا۔ اور اپنی ذہانت دانائی کی وجہ سے وہ راجہ کا معتمد ہو گیا۔ دیودت کے دل میں اُس نے اپنی جگہہ پالی یہاں تک کہ دم بھر کیلئے بھی اُس سے الگ نہیں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا واقعہ ہوا۔ کہ شکار کھیلتے کھیلتے راجہ اپنے لشکر سے جدا ہو گیا۔ اور تکان کی وجہ سے اُس لڑکے کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کی گود میں سر رکھکر سو گیا۔ لڑکے نے اُس کو غافل دیکھکر ہاتھ سے تلوار کھینچی۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر اس کو میان میں رکھ لیا۔ اِتنے میں دیودت گھبرا کر جاگ اُٹھا۔ لڑکے نے پوچھا "تم اِس قدر نیند میں بے چین کیوں رہتے ہو؟" اُس نے جواب دیا۔ "میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ دیرگھ آیو آیا ہے۔ اور مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ اسی وجہ سے میری نیند اُچٹ گئی"۔ لڑکا یہہ بات سُن کر اُسی وقت تلوار کمر سے کھینچکر اُٹھ کھڑا ہوا "میں وہی دیرگھ آیو ہوں۔ تم نے میرے باپ ماں کو قتل کر دیا۔ اب بدلہ لینے کا وقت آگیا ہے"۔ دیودت بولا "میری جان بخش دے۔ میں نے بڑا کیا تھا"۔ لڑکے نے کہا "اگر تو قسم کھائے۔ کہ مجھ کو تکلیف نہ دیگا۔ اور آیندہ کبھی پر ظلم اور سختی نہ کریگا تو میں اپنے دل کسے بدلہ لینے کے خیال کو نکال دُوں گا"۔ تب دیودت نے قسم کھائی۔ اور وہ دونوں بغلگیر ہوئے۔ تاہم راجہ نے پوچھا "قتل ہوتے وقت تیرے باپ نے جو الفاظ کہے تھے اُن کا کیا مطلب تھا؟" اُس نے جواب دیا "زیادہ یا کم وقت کا مطلب یہہ تھا۔ کہ چاہے دیر ہو یا جلدی۔ کینہ اور بغض سے دل کو سیاہ نہ رکھو۔ اور نفرت کو محبت سے مغلوب کرنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ نفرت کے بدلے اگر نفرت کی جائے گی تو اور بھی دُشمنی بڑھتی ہی رہے گی۔ اور اگر نفرت کے عوض محبت کی گئی تو پھر نفرت جاتی رہے گی"۔ دیودت اُس لڑکے کی سمجھ بوجھ دیکھکر اس قدر خوش ہوا۔ کہ شکار سے واپس آ کر اُس نے اپنی بیٹی اُس کو بیاہ دی۔ کوشل دیس کا راج معہ دولت اور خزانہ کے اُس کو لوٹا دیا۔ اور اُس وقت سے دونوں سُکھ اور اطمینان سے رہنے لگے"۔

"اے بھکشوؤ! تم بھی اِس طرح اپنے دلوں سے کدورت کو نکال دو۔ اور جس طرح پہلے محبت اور اتفاق سے رہتے تھے۔ اب بھی رہو۔ جو نو آموز اور نو مرید ہیں وہ بڑوں کی عزت کریں اُنکے پاس ادب کا لحاظ رکھیں اور جو مُسن ہیں وہ چھوٹوں پر رحم کریں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اصول کی پابندی سے مضبوطی رہتی ہے - اور اصول کی پابندی کی بے پروائی سے کمزوری آتی ہے - جو میرے رہتے ہوئے اس وقت ادب وتعظیم کا لحاظ نہیں رکھتے - اُن سے پیچھے کیا اُمید کی جاسکتی ہے! اب تم سنبھل کر رہو - اور جس قدر تمھاری زندگی پاک ہوگی - اُسی قدر خودبخود دھرم کا پرچار ہوتا جائے گا" اور وہ نمسکار کرکے پھر کوشمبی کو چلے آئے +

آٹھواں سرگ

مختلف مقامات میں دورہ

حرص دُنیا باعثِ آزار ہے اِنسان کی
شمع جب روشن ہوئی پروانہ سوزاں ہوگیا

بھگوان برسوں دُنیا کی پائیداری - حرص کی خام خیالی - اور خواہشوں کے دردو مصائب پر جابجا دورہ کرتے ہوئے وعظ سُناتے رہے "خواہش میں دُکھ اور بےخواہشی میں سُکھ ہے - اور سُکھ دُکھ دونو کے پرے نِروان کی دائمی حالت ہے اور سب کو اُسی کے حاصل کرنے کی تدبیر سوچنی چاہیئے - اور وہ تدبیر صرف چار سچائیوں کی سمجھ لیکر اشٹانگ مارگ کی پیروی ہی ہو سکتی ہے" یہ اُن کی تمام تعلیم کا لب لباب تھا" وعظ تفریح طبع یا وقت کاٹنے کے لیئے نہیں بلکہ پیروی کرنے کی غرض سے سُنایا جاتا تھا اور بے شمار خلقت ہرجگہ دھرم میں شامل ہوتی گئی +

جب وہ راجگرہ کے کسی گانوں سے ہاتھ میں کمنڈل لئے ہوئے بھکشا مانگ رہے تھے - بھردواج نامی ایک براہمن نے اُن کو کہا "تم نہ کھیت جوتتے نہ ناج بوتے ہو - تم کو اوروں کی کمائی ہڑپنے کا کیا حق ہے! بہتر ہوتا - کہ تم بھی ہماری طرح جوتتے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بوتے اور فصل کاٹتے ہوتے"! آپ مسکرائے "براہمن! تم کو کیا خبر ہے۔ میں بھی بوتا بوتا اور فصل کاٹتا ہوں۔ میرا بیج وشواس ہے۔ نیکی کا مینہ اس کو سیراب کرتا ہے گیان اور شیل ہل ہیں۔ سرگرمی اور محنت بیل ہیں۔ من ہدایت کی لگام ہے۔ دھرم کوڑا ہے۔ اور یہ ہل اس واسطے چلایا جاتا ہے۔ کہ بھرم کی گھانس نہ پیدا ہونے پاوے اور اس کی فصل نروان ہے"۔ براہمن یہ سن کر ان کے پانوں پر گر پڑا۔ اور بدھ دھرم اور سنگھ کی شرن لی +

راجگرہ سے چل کر وہ پھر شراوستی میں آئے۔ ورنجا نامی قصبہ میں ایک پوجاری براہمن نے ان کو دیکھ کر غصہ سے کہا "مرڈ منڈے شرمن! تو پتت مردود اور خارج از برادری ہے۔ تیری بات کون سنے"! آپ ہنس کر بولے "براہمن! جس میں غصہ اور نفرت ہے۔ وہ مردود ہے۔ تم فریب اور بھرم میں پھنسے ہوئے بدقماش اور ریاکار کو مردود کہہ سکتے ہو۔ طبیعتوں کو اشتعال دلانے والا۔ گناہ آلود لالچی کی نسبت پتت ہونے کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے جنکو وہی نیکی کی برادری سے خارج کیا ہوتا ہے۔ میں نے تو غصہ۔ لالچ اور نفرت کو جیت لیا ہے۔ مجھ کو تم پتت کیسے کہتے ہو! پیدائش سے نہ کوئی پتت ہوتا ہے۔ اور نہ براہمن بنتا ہے۔ پتت اور براہمن ہونا کرم کے تابع ہے۔ کرم سے آدمی اچھا۔ اور کرم ہی سے برا ہوتا ہے"۔ براہمن ان باتوں کو سن کر ڈر گیا۔ پانوں پر گرا۔ اور ان کا سیوک ہو گیا +

اس کے بعد وہ کاشی گئے۔ اور جب کاشی سے پھر شراوستی میں آئے۔ تو بھکشوؤں نے راہل (ان کے لڑکے) کے متعلق شکایت کی۔ کہ دھرم کی پابندی نہیں کرتا۔ بھگوان نے بیٹے کو یاد کیا۔ وہ مٹی کے برتن میں ان کے پانوں دھونے کے لیے پانی لایا۔ اور جب پانوں دھو چکا۔ آپ نے پوچھا "بیٹے! اگر کسی شخص کا پانوں مٹی کے برتن میں رکھ کر دھویا جائے۔ تو کیا پھر آدمی اس مٹی کے برتن کو

کام میں لاتے اور اس سے پانی پیتے ہیں؟" راجکمار بھکشو بولا "نہیں بھگون! وہ تو ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ اور پھینک دینے کے قابل خیال کیا جاتا ہے۔ اس کا پانی بھی کوئی نہیں پیتا" تب بدھ نے سمجھایا "بیٹے! یہ انسانی جسم بھی مٹی کا برتن ہے اگر اس سے پاپ کرم کمایا جائے تو پھر یہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کو کوئی پاک نہیں کہتا" راہل اب اٹھارہ برس کا ہو چکا تھا۔ اس کا مطلب سمجھ گیا۔ پانوؤں پر گرا۔ اور آیندہ محتاط رہنے کی قسم کھائی۔ اور پھر سنگھ میں کبھی اُس کی شکایت نہیں سُنی گئی +

شراوستی سے پھر ادھر اُدھر گھومتے پھرتے ہوئے وہ کپل وستو میں آئے۔ اور اپنے چچازاد بھائی مہانام کو جواب وہاں کا راجہ تھا۔ اُپدیش دیا۔ دنڈپانی (شوبدھ کوبلی کا راجہ) یشودھرا کا باپ اُس جگہ موجود تھا۔ اُس نے بدھ کو یشودھرا کی بیکسی کے خیال سے عام طور پر بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ مگر اتفاق کی بات وہ اُسی وقت مر گیا بدھ وہاں سے پھر جیت ون وہار (شراوستی) میں چلے آئے۔ اور کہتے ہیں جس وقت وہ بھکشو اور گرہستیوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے دھرم چرچا کر رہے تھے۔ ایک نورانی اور سفید لباس پہنے ہوئے دیوتا آیا۔ اور بھگوان سے سوال کئے۔ جن کے جواب بھگوان نے سب کے سامنے اس طرح پر دیئے +

سوال ا۔ "زیادہ تیز خنجر۔ زیادہ مہلک زہر۔ زیادہ خوفناک آگ۔ اور زیادہ تاریک اندھیرا کیا ہے؟"

جواب:۔ "غصہ کے وقت زبان سے نکلا ہوا لفظ زیادہ تیز خنجر۔ لالچ مہلک زہر غصہ خوفناک ترین آگ۔ اور اگیان زیادہ تاریک اندھیرا ہے" +

سوال ۲۔ کس کو زیادہ نقصان اور کس کو زیادہ نفع پہنچتا ہے۔ مضبوط زرہ بکتر کیا ہے۔ اور اچھا ہتھیار کون ہے؟"

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جواب "دینے سے نفع - لینے سے نقصان - صبر مضبوط زرہ بکتر اور گیان اچھا ہتھیار ہے"+

سوال -۳ "خطرناک چور کون ہے - قیمتی خزانہ کیا ہے - کون سی چیز نہ صرف زمین پر بلکہ آسمان پر بھی چھینی جاتی ہے"+

جواب "بد اندیشی خطرناک چور - نیک اندیشی قیمتی خزانہ ہے - اور بدکار اور بدچلن کی دولت کو زمین اور آسمان دونوں جگہوں میں خطرہ رہتا ہے"+

سوال -۴ "کیا دلاویز ہے - کیا نفرت انگیز ہے - تکلیف دینے والا درد - اور خوشی دینے والا مزہ کیا ہے"؟

جواب "نیکی دلاویز - بدی نفرت انگیز - بُرا دل تکلیف دینے والا - اور نیک دل کی شانتی سب سے زیادہ خوشی دینے والی مزہ ہے"+

سوال -۵ "دُنیا کی بربادی اور دوستی کی ہلاکی کس سے ہوتی ہے - زبردست بخار اور اعلیٰ حکیم کون ہے"؟

جواب "اگیان سے دُنیا کی بربادی - اور خود غرضی سے دوستی کی ہلاکی ہوتی ہے - نفرت زبردست بخار اور بُدھ اعلےٰ حکیم ہے"+

سوال -۶ "وہ کیا ہے - کہ جس کو نہ آگ جلا سکتی نہ ہوا خشک کر سکتی نہ پانی تر کر سکتا ہے - اور وہ کُل دُنیا کی اصلاح کے قابل ہے"؟

جواب "وہ نیکی کی برکت ہے"+

دیوتا نے ہاتھ باندھ کر بُدھ کو نمسکار کیا - اور یکبارگی نظر سے غائب ہو گیا +

جب بُدھ شراوستی سے آلوی میں آئے وہاں ایک آدمی بھوکا تھا - لوگوں نے کہا اس کو اُپدیش دیجیے - آپ نے انکار کیا - اور فرمایا "جب تک اس کی بھوک کا علاج نہ ہووے تب تک اُپدیش دینا فضول ہے" اول طعام بعدہٗ کلام - اور جب وہ کھا چکا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چکا۔ تب آپ نے اُپدیش سُنا کر اُس کو سنگھ میں شامل کیا۔ اور وہاں سے راجگرہ آئے۔ اور مگدھ کے قریب قریب تمام گاؤں میں گھوم پھر کر دھرم کی منادی کی۔ اور وہ دیس سب سے زیادہ دھرماتما ہو گیا۔ جب آپ دَورہ میں تھے۔ کسی جگہہ ایک ہرن جال میں پھنسا ہُوا تڑپ رہا تھا۔ دل میں رحم آیا۔ جال کاٹ کر اُس کو رہا کر دیا۔ اور دھیان میں بیٹھ گئے۔ شکاری نے جو اُن کی اس حرکت پر ناراض تھا۔ تیر چلایا۔ مگر وہ بچ گئے۔ اور جب سمادھی سے اُٹھے۔ شکاری کو دیا پر اُپدیش سُنایا۔ اور اُس کو معہ تمام خاندان کے دھرم میں شریک کر لیا۔ اسی طرح چالیا میں انگولی مالی نامی ایک خوفناک لوٹیرے رہزن کو اپنا سیوک بنایا تھا ✦

شراوستی بُدھ کے زمانہ میں دھرم کا صدر مقام بن گیا تھا۔ اس وجہہ سے بھگوان بار بار اُسی طرف جایا کرتے تھے۔ جب وہ مگدھ سے واپس ہو کر وہاں گئے۔ تو وشاکھا نامی ایک گرہستی چیلی نے سنگھ کے لئے ایک باغ جو شہر کے پورب کی طرف واقع تھا۔ نذر کیا۔ اس دولتمند بال بچے والی ستری کے باغ کا نام پُوروآرام تھا۔ اور جب بُدھ اُس کی درخواست پر اُس کے یہاں بھکشا کرنے گئے۔ اُس نے بھگوان سے آٹھ درخواستیں کرنی چاہیں۔ مگر بُدھ کا یہہ اصول تھا کہ جب تک درخواست کو سُن نہیں لیتے تھے تب تک اس کی کبھی منظوری نہیں دیتے تھے۔ آخر وشاکھا نے کہا "بھگوان! میری خواہش ہے۔ کہ میں اپنی زندگی بھر سنگھ کو برسات کے کپڑے۔ آتے جانے والے بھکشوؤں کی خوراک۔ بیماروں کے لئے دوا اور غذا۔ اور تیمارداروں کی آسایش۔ بھکشو اور بھکشونیوں کے کپڑے۔ دودھ اور چاول مہیا کروں"۔ بُدھ نے پُوچھا "تم کو ایسی خدمت انجام دینے کا خیال کس وجہہ سے ہوا ہے"۔ وشاکھا بولی "بھگوان! اوّل برسات میں بھکشو ننگے ہو کر اپنے کپڑے خشک کرتے ہیں۔ ننگا ہونا معیوب ہے۔ دوسرے جب کبھی بھکشو عدم واقفیت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کی وجہ سے یہاں آجاتے ہیں۔ تو کھانا نہ ملنے کی وجہ سے دُکھی ہوتے ہیں۔ تیسرے ممکن ہے۔ کہ باہر جانے والے بھکشو کسی وجہ سے یہاں ٹھہر جائیں۔ اُس وقت اُن کو غذا کی ضرورت ہوگی۔ چوتھے بیماروں کو غذا نہ ملے گی۔ تو بیماری اور بھی بڑھ جائے گی۔ پانچویں تیماردار غریب بھکشو کو بھکشا مانگنے جانے کا وقت نہیں ملتا۔ چھٹویں اگر دوا نہ ملے گی تو بیمار کے مرجانے کا ڈر رہتا ہے۔ ساتویں آپ نے چاول اور دودھ کو بہترین غذا بتائی ہے۔ جس سے جسم کمتر سُست اور بیمار ہوتا ہے۔ آٹھویں بھکشونیوں کا ننگے بدن نہانا شرمناک بات ہوتی ہے۔ اس خیال سے مَیں نے یہ آٹھ درخواست کی ہیں۔" بُدھ نے پھر سوال کیا۔" یہ سب صحیح ہے۔ مگر اس میں تم نے اپنا ذاتی فائدہ کیا سمجھ رکھا ہے"۔ وشاکھا نے جواب دیا۔" بھگون! دان کرنے سے میرے دل کو خوشی ملے گی۔ اور چونکہ اس طرح کے انتظام ہوجانے سے آپ کبھی کبھی برسات کے دنوں میں یہاں قیام فرمائیں گے۔ اور سنگھ کی ترقی کے حالات سننے کے علاوہ جب مجھ کو معلوم ہوگا۔ کہ تمام آنے جانے والے بھکشوؤں نے میرے دان سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ تو مجھ کو بڑا پُنیہ ہوگا۔" بُدھ نے خوش ہوکر اُس کی آٹھوں درخواست قبول کیں۔ اور فرمایا۔ "اس قسم کا دان جو نیک اور راستباز عورت دیتی ہے وہ دُکھ کا دُور کرنے والا اور سُکھ کا دینے والا ہے۔ خیرات کرنے والا ہمیشہ ناپاکی کی بربادی اور خرابی سے بچتا رہتا ہے"۔

جب بھگوان کوشل دیس سے گذرتے ہوئے مانس کرت نامی گانوں میں پہنچے اور باشندوں نے اُن کے آنے کی خبر سُنی۔ تو درشن کرنے کی نیت سے آئے ان کے درمیان دو نوجوان براہمن تھے۔ ایک کا نام بھردواج اور دوسرے کا وسشٹ تھا۔ اور وسشٹ نے بُدھ سے کہا۔" بھگون! ہم دونوں کے درمیان

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بحث ہے۔ میں کہتا ہوں پوشکر سدی براہمن کی تعلیم برہمہ سے ملانے والی ہے[1]
اور میرا دوست کہتا ہے۔ کہ تارکشیہ براہمن کا مت اُس سے اچھا ہے۔ آپ انسان
اور دیوتا کے گورو ہیں۔ اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیجئے۔ بُدھ نے کہا "کیا ویدوں
کے اِن عالم براہمنوں میں سے کسی نے روبرو برہمہ کو دیکھا ہے؟" اور جواب دیا گیا۔
"نہیں" تب پھر بھگوان نے سوال کیا۔ "کیا وید پڑھنے والے براہمن نے برہمہ کو
دیکھا ہے؟" کہا گیا "نہیں"۔ "پھر کیا ویدوں کے مصنف اور ان کے بنانے والوں
نے برہمہ کو دیکھا ہے؟" "نہیں"۔ بُدھ بولے "فرض کرلو۔ کوئی شخص کسی چوراہے
میں بیٹھا ہوا کسی مکان کے بالاخانہ پر چڑھنے کے لئے زینہ تیار کر رہا ہے۔ جس کو نہ
اس نے دیکھا ہے نہ سُنا ہے۔ اور نہ اُس کی لمبائی اونچائی سے واقف ہے تو کیا تم
اُس کو نادان نہ کہو گے؟" "بیشک۔ وہ نادان کہا جائے گا۔" "اسی طرح یہ ویدوں
کے جاننے والے۔ پڑھنے والے۔ اور مصنفین کا حال ہے۔ وہ برہمہ کو نہیں
جانتے۔ اور اُس سے ملانے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ پس کیا وہ بھی نادان نہیں
ہیں؟" دونوں نے جواب دیا۔ "نتیجہ تو یہی نکلتا ہے۔" بُدھ بولے "تینوں ویدوں کے
عالموں میں سے نہ کوئی برہمہ کو جانتا ہے نہ دیکھتا ہے۔ اُن کی حالت اندھوں
کی سی ہے۔ اس لئے اُن کی کہنا سُننا سب فضول اور حمق ہے۔ اور اُن کی تعلیم
میں سوا بحث مباحثہ اور لفظی جھگڑوں کے کیا دھرا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص
دریا کے ایک کنارے پر آکر دوسرے کنارے سے دُعا مانگے۔ کہ تُو رحم کر کے
اس کنارے پر آ جا۔ تو کیا محض ان کی دُعا مانگنے سے وہ کنارہ آ جائے گا؟" "نہیں
آئے گا" یہی تو اِن براہمنوں کا مارگ ہے۔ وہ کہتے ہیں اِندر! ہم تیری پرارتھنا
کرتے ہیں۔ ورُن! ہم تیری پرارتھنا کرتے ہیں۔ برہمہ! ہم تیری پرارتھنا کرتے

[1] ناظرین غور سے پڑھیں۔ بُدھ نے کہیں بھی برہمہ کا کھنڈن نہیں کیا ہے۔

ہیں۔اس قسم کی ستتی اور پرارتھنا۔اور منتروں کے جاپ سے حاصل کیا ہوتا ہے! کچھ نہیں۔یہ نہ جیتے جی برہمہ سے ملتے ہیں اور نہ مرنے کے بعد۔اب تم میرے سوالوں کا جواب دو۔کیا یہ برہمہ آلائیشات اور پاپوں سے بھرا ہے؟"نہیں" "کیا یہ براہمن حسد و بغض اور پاپ سے بری ہیں؟" "نہیں"۔"برہمنوں کا تعلق سنسار میں پھنسانے والی اندریوں سے ہے۔وہ کام۔کرودھ۔لوبھ۔موہ۔اہنکار کے دام میں پھنسے ہیں۔اُن کے شک و شبہات دور نہیں ہوتے ہیں۔اور اُن کا ترگُن آتمک گیان دشوار گذار جنگل اور مایوس کُن ویرانہ سے مشابہ ہے" براہمنوں نے سوال کیا۔"ہم نے سُنا ہے آپ کو برہمہ سے ملنے کی راہ کی خبر ہے"! بُدھ بولے "جو شخص مانس کرت میں پیدا ہوا ہو۔اس میں رہا ہو۔اور اس کو جانتا ہو۔کیا اُس کو مانس کرت کی طرف جانے کی راہ سے واقفیت نہ ہوگی؟" بیشک ہوگی"۔"اسی طرح بُدھ برہمہ سے ملنے کی راہ سے ویسے ہی واقف ہے۔جیسے کوئی برہمہ لوک میں پیدا ہوا ہو۔اس میں رہا ہو۔اس کو جانتا ہو"۔"اگر آپ اُس راہ کو جانتے ہو۔تو ہم کو بھی بتاؤ"۔اور بُدھ نے جواب دیا۔"میں کائنات کو دیکھتا اُس کی خاصیت کو جانتا۔اور گیان کی سچائی سے واقف ہوں۔میری تعلیم ابتدا وسط۔اور انتہا میں پاک اور دلکش ہے۔میں جیتوں پر دیا کر کے سب کو دُکھ سے بچنے اور نروان پد کے حاصل کرنے کا راستہ دکھاتا ہوں۔تم بھی اشٹانگ مارگ پر چلو اور نروان پد کو حاصل کر لو۔اور تم کو اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی"۔اور وہ دونوں براہمن اُن کے شاگرد ہو گئے۔اور بُدھ۔دھرم۔اور سنگھ کی شرن لی"+

(۸) درشن کانڈ

پہلا سرگ

نیستی اور ہستی

لب سے کھلنے پر ہے دن اور بند کر ہیں ہے شب
نقشۂ ازل و ابد اِن سے نمایاں ہوگیا

ویشالی کے قیام کے زمانہ میں نرگرنتھ نامی طریق کا پیرو کار ایک طاقتور سپہ سالار تھا۔ اُس کا نام سنگھ مشہور تھا۔ جب اُس نے بدھ بھگوان کی تعلیم کی پاکی کی شہرت سُنی۔ اُن سے ملنے کا خواہشمند ہوا۔ مگر اُس کے گُورو جینیات پُتر نے اُس کو سمجھایا کہ "گوتم بدھ ناستک ہے۔ اور وہ نیستی کی تعلیم دیتا ہے"۔ اور اس کو جانے کی اجازت نہیں دی۔ مگر سنگھ کے دل میں یہ خواہش بار بار پیدا ہوئی۔ آخر وہ نہ رُک سکا۔ اور اُن کے سنگھ (ست سنگ) میں چلا آیا۔ جنیات پُتر نے دوسری دفعہ بھی روکا۔ مگر جذبۂ شوق کی تیزی کی کس نے مزاحمت کی ہے۔ وہ بھگوان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پرنام کرنے کے بعد سوال کیا "بھگون! سب لوگ کہتے ہیں۔ کہ آپ کرموں کے پھل کو نہیں مانتے۔ اور آپ سب کو ناشمان بناتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ آپ ہستی کے معدوم ہونے کی تعلیم دیتے ہیں۔ یا آپ کے مخالف غلط تہمت لگاتے اور آپ کو ناستک مشہور کہتے ہیں؟"

بھگوان بولے! "شنو سنگھ! کوئی شے ایسی نہیں ہے۔ جس میں کئی پہلو نہ ہوتے ہوں۔ ایک طور پر یہ میری نسبت سچ کہتے ہیں۔ اور دوسرے طور پر غلط کہتے ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

میں کہتا ہوں - مَن - بچن - کرم سے کوئی ایسا کام نہ کرو جو سچائی کے برخلاف ہے
اور نہ دل میں ایسی حالت پیدا کی جائے جو نیک نہیں اور بُری ہے - مَیں اِن کے
مٹانے - نیست کرنے اور اِن سے کنارہ کش رہنے کی تعلیم دیتا ہوں - اور میں یہ بھی
سکھاتا ہوں - کہ مَن - بچن - کرم - سے نیک بنو - اور ایسے کرم کرو - جو سچائی اور ست
کے موافق ہوں - اور دل میں ایسی حالت پیدا کی جائے جو نیک ہے اور بُری نہیں
ہے - مَیں اِس کے پیدا کرنے اور اسی پر عمل کرنے کی ہدایت کرتا ہوں - مَیں سب کو
سمجھاتا رہتا ہوں - کہ دل کی بُری حالتوں کو معدوم کردو - اور ناپاک کرم کی جڑ اُکھیڑ
کر پھینک دو - اور ساتھ ہی میں یہ بتاتا ہوں - کہ دل کی نیک - اور اچھی حالت کو پیدا
کر لو - اور دل کو نیک بننے کی ہر وقت تقویت دیا کرو - کیونکہ جو بدی سے قطعی طور
پر آزاد ہو گیا - وہ آواگون سے ہمیشہ کے لیے چھوٹ گیا - اور جو قطعی طور پر نیک ہو
گیا - اُس نے نِروان کو پا لیا - یہہ میری آستِ کتھا اور ناستِ کتھا کی تعلیم ہے - میں خودی
شہوت - بدنیتی اور فریب کی نیستی کا - اور پریم - دان - دیا - اور ست کی ہستی کا
معلّم ہوں - میں اسَت کا حامی نہیں ہوں - ہاں ست کی حمایت ہر وقت کیا کرتا
ہُوں"۔

سِنگھہ اِن مُفید سادے جملوں کو سُن کر خوش ہوا - "بھگون! مَیں آپکے اصول
کو سمجھ گیا - اب یہہ فرمایئے - میں فوج کا افسر سپہ سالار ہوں - اور میری ملازمت
جنگ وجدل کے لئے ہے - آپ فرماتے ہیں - سب کے ساتھ رحم کرو - اور کسی کی جائداد
اور ملکیت نہ چھینو - اور نہ دلآزاری کرو - مگر آئینِ سیاست کے بموجب اِس اصول کی
پیروی کیسے ہو سکتی ہے! راج نیتی تو یہہ کہتی ہے - کہ کسی کو اپنے مُلک پر قابض نہ
ہونے دو - اور جس طرح ہو سکے دشمن کا مقابلہ کر کے اُس کو اپنے اوپر بالادست نہ
بننے دو - اور آپ اس کے برخلاف اُپدیش دیتے ہیں - کیا ہم دھرم کی لڑائی بھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھی شریک نہ ہوں۔ اور اس کی بھی ممانعت ہے"۔ بدھ نے فرمایا "سُنو۔ سنگھ! اُپدیشہ
کی تعلیم یہہ ہے۔ جو سزا کے قابل ہو۔ اُس کو سزا۔ جو جزا کے قابل ہو اُس کو جزا ملنی چاہیئے
جو رحم۔ کرم اور ہمدردی کا مستحق ہو۔ اُس کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔ کسی زندہ
وجود کو ناحق ضرر نہ پہنچاؤ۔ بلکہ تمہارے دل کو دھرم کے خیالات سے بھرا رہنا چاہیئے
کیا یہ دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں! اور کیا اِن میں اجتماع ضدین کا فرق ہے! نہیں۔
بدکار کو سزا اُس کے جرم کی وجہ سے ملتی ہے۔ اس میں منصف کی بدنیتی تو نہیں ہے
ہاں۔ اگر انصاف کرنے والے میں حسد اور بغض ہے۔ تو بیشک وہ بدباطن ہے۔
مگر بے رو و رعایت انصاف کرنا بُرا کب کہا گیا ہے۔ خونی کو موت کی سزا پا کر سوچنا چاہیئے
کہ یہ اُس کے بُرے کرم کا نتیجہ ہے۔ اور جب وہ اس طرح سوچنے لگیگا۔ اُس کے دل
کی صفائی ہو گی۔ وہ کسی کو بُرا نہ کہیگا۔ بلکہ خوش ہو گا۔ کہ اُس کے کرم کا قرضہ ادا ہو گیا
اس کے سوا تم یہہ بھی سُنو۔ جنگ و جدل۔ قتل و خونریزی پسندیدہ حالتیں نہیں
ہیں۔ لیکن بدرجہ مجبوری اگر دھرم خطرہ میں ہو اور اُس کی گتھی سوا لڑائی
بھڑائی کے نہیں سُلجھتی تو وہ لڑائی مکروہ اور قابل الزام نہیں ہے۔ قابل الزام
وہ شخص ہے۔ جو لڑائی کا بانی اور فساد کا موجد ہے۔ میری تعلیم کا عطر یہہ ہے۔
کہ میں پنے کو ہر طرح سے دبایا جائے۔ اور کسی بڑی طاقت کی فرمانبرداری نہ کی
جائے۔ خواہ وہ انسان ہو یا دیوتا۔ یا قدرت کے عنصر ہی کیوں نہ ہوں۔ کشمکش
اور جد و جہد لازمی ہے۔ زندگی خود کش مکش کا نام ہے۔ اس کش مکش میں پڑ کر
آدمی کو صرف اس قدر محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ کہ وہ ست سے منحرف نہیں
ہو رہا ہے۔ بلکہ یہہ جد و جہد اہم بھاؤ اور میرے تیرے پنے کے دبانے کی نظر سے
ہے۔ جو اس طرح جد و جہد کرتا ہے وہ قیمتی انعام پائے گا۔ اور جو ایسا نہیں کرتا۔ وہ
پچھتائے گا۔ اور افسوس کرے گا۔ تمام خواہشوں کی جڑ "آتما" یا "اہم بھاؤ" میں

ہے۔ یہ آتما ' سکندھ اور اجزا کا مجموعہ ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تمہارے 'میں' 'میں'
کرنے سے دوسروں کو نقصان ہو۔ جو لڑائی لڑتا ہے۔ اُس کو دُشمنوں کے ہاتھ
سے قتل ہونے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ جنگجویوں کی زندگی کا انجام ہی
یہی ہے۔ اور اگر ایسا انجام ہے۔ تو پھر شکایت کی یہاں گنجایش کب ہے!
اسی طرح جس کو لڑائی میں فتح حاصل ہو۔ وہ دنیا کی ناپایداری کا خیال بھی رکھے۔
ورنہ اس سے اہنکار اور 'میں پنا' اور بھی بڑھ جائے گا۔ میری تعلیم تو صرف اس
قدر ہے۔ کہ اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو۔ حسد اور کینہ سے دل کو پاک رکھو
اور جو اس طرح عمل کرتا ہوا نیکی سے اپنے دُشمن کو پامال کر کے اپنا بنا لیتا ہے۔ تو
اُس کی فتح عارضی نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے نتیجے دیرپا ہوتے ہیں۔ سپہ سالار
فوج کے افسر اور بہادر سورما بڑے آدمی ہوتے ہیں۔ لیکن جنھوں نے اپنے
آتما پر قبضہ پا لیا ہے وہ اُن سے بھی بڑے ہیں۔ میں جو 'آتما' کی ہستی کا وعظ
کرتا ہوں۔ وہ معدومیت کی غرض سے نہیں ہے۔ بلکہ سچی بقا اور سچی ہستی اور 'ست'
کے غرض سے ہے۔ آتما کو جیت لو۔ اور تم سے زیادہ کامیاب فتحمند کوئی بھی نہیں ہے۔
اور اگر آتما کا خیال تم پر غالب ہے۔ تو پھر تم بُری طرح پر غلام۔ محکوم اور زیردست
ہو۔ انصاف کرنے والا سچائی کا شایق کبھی ناکامیاب نہ ہوگا۔ بلکہ اُس کو دائمی
کامیابی ملے گی۔ سچائی کے پیار کرنے والے کبھی فنا نہیں ہوتے۔ اُن کو دائمی
بقا کی دولت ملتی ہے۔ تم لڑو۔ مستعدی اور ثابت قدمی کے ساتھ لڑو۔ مگر
تمھاری لڑائی سچائی کے لئے ہو۔ اور بدھ تم کو اشیرباد دیں گے"۔
سنگھ کے شک و شبہات کافور ہو گئے "آپ بے شک انسان اور دیوتاؤں
کے گورو ہیں۔ اور آپ کی تعلیم نروان کی مُکتی دینے والی ہے۔ میں آج سے آپ کی
شرن لیتا ہوں۔ اور زندگی بھر آپ کا سیوک بنا رہوں گا"۔ بدھ دیو نے فرمایا "تم

بڑے آدمی ہو۔ پہلے غور کر لو۔ پھر کسی کام کی طرف دھیان دو۔ فوجی افسر۔ مُدبّر دربار کے وزیر و مشیر بغیر سوچے سمجھے کام نہیں کرتے"۔ سنگھ نے جواب دیا "بھگون! میرے دل میں آپ کی بھگتی ہے۔ اگر میں کسی چھوٹے موٹے مت میں شامل ہو جاؤں تو اُس کے پیرو کار خوشیاں منائیں۔ اشتہار لگائیں۔ کہ سنگھ فوج کا سپہ سالار ہمارے زمرہ میں شریک ہوا ہے۔ مگر آپ کو اس سے کیا! آپ تو خود دھرم کے لئے سب کو تیاگ کئے ہوئے ہیں۔ آپ مجھ کو ضرور اپنی شاگردی میں قبول کیجئے۔ اور میں بُدھ دھرم اور سنگھ کی شرن لینے سے باز نہیں رہ سکتا"۔ تب بھگوان بولے "سُنو سنگھ! نِرگرنتھوں کو تمہارے گھر سے ہمیشہ دان ملتا رہا ہے۔ وہ اب بھی جاری رہے۔ دان میں نا قص پرہیز کرنا مُضر ہے"۔ سنگھ نے سر جھکا کر کہا "بھگون! مجھ کو کس قدر دھوکا دیا گیا تھا۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ بُدھ دیو یہ سکھاتے ہیں۔ کہ میرے شاگردوں کے سوا کسی کو دان نہ دے۔ اور آپکا سلوک بالکل اُس کے برعکس ہے۔ آپ دھنیہ ہو"+

سنگھ کے تیسری مرتبہ درخواست کرنے پر بھگوان نے اُس کو اپنا سیوک بنایا+

دوسرا سرگ

ہستی کا مسئلہ

ذات کے اِنکار میں اقرار کی مخفی ہے رُوح
یہ سُنا جب فلسفی کا ہوش پرّاں ہو گیا

سنگھ کی فوج میں ایک افسر تھا۔ جو اپنے سپہ سالار کے ساتھ مہاپربھو کے سنگھ میں آکر اُن کے اُپدیش کو بغور سُنتا رہا۔ لیکن پھر بھی اُس کے دل میں کچھ شک و شبہہ باقی رہ گیا تھا۔ اُس وقت تو وہ چلا گیا۔ مگر کئی دنوں بعد پھر آیا۔ اور پرنام کرنے کے بعد

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کہنے لگا۔ "بھگون! سب لوگ کہتے ہیں۔ کہ شرمن گوتم اناتم وادی ہیں۔ اور اُن کو رُوح کی ہستی کے اقرار سے قطعی انکار ہے۔ وہ آتما کو نہیں مانتے۔ اور نہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ دائمی ہستی کا امکان ہے۔ کیا یہ بات سچ ہے۔ یا یہ لوگ یونہی غلط افواہ پھیلا رہے ہیں؟"

بُدّھ نے جواب دیا "ایک طور پر وہ سچ کہتے ہیں۔ دوسرے طور پر غلط کہتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آتما بطور خود کوئی شے مفرد نہیں ہے۔ اور جو ایسا مانتے ہیں کہ آتما ہی کرتا دھرتا۔ ہماری ذات اور حقیقت ہے۔ وہ سخت غلطی اور وہم میں پڑے ہیں۔ اور ممکن نہیں۔ کہ اُن کا یہ خیال پریشانی۔ حیرانی اور بداطمینانی نہ پھیلائے۔ میں آتما کو اس معنی میں نہیں مانتا۔ اور نہ اُس کی اپنی علیحدہ دائمی ہستی کا اقرار کرتا ہوں۔ مگر مجھ کو من کی ہستی کے تسلیم کر لینے سے انکار نہیں ہے۔ اگر یہ آتما من ہے۔ اور من ہی سے آتما مُراد لی جاتی ہے۔ تب تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے۔ لیکن اگر آتما حقیقت اور ست بتایا جاتا ہے۔ تو پھر یہاں بھرم پیدا ہوتا ہے۔ اور گیان کے حاصل کرنے میں دِقّت حائل ہوتی ہے"۔

اُس افسر نے سوال کیا "کیا میں اس سے یہ نتیجہ اخذ کروں۔ کہ بالعوض ایک کے دو چیزیں ہیں۔ ایک وہ جس کو ہم اندریوں (حواس) سے محسوس کرتے ہیں۔ اور دوسری بُدّھی ہے جو ست ہے"۔ اور بُدّھ نے جواب دیا "اس معنی پر مزید غور کرنے سے تم آخر میں اس نتیجہ پر پہنچوگے۔ کہ جو کچھ ہے۔ وہ بُدّھی ہے۔ یہی بُدّھی گیان ہے"

ف لوگوں نے ناحق بات کا بتنگڑ بنا رکھا ہے۔ 'آتما' خود غلط لفظ ہے۔ وہ ذات کا مرادف نہیں ہے۔ 'آتما' سنسکرت لفظ 'ات' (حرکت کرنا) اور 'من' (سوچنے) سے بنا ہے۔ اور لغوی معنی کے رو سے وہ من اور اہنکار ہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر بُدّھ اُس کو اصلیت نہیں تسلیم کرتے۔ تو پھر اعتراض کی گنجائش کہاں رہتی ہے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور ست ہے۔ اور اسی کے آدھار پر سب کچھ ہے۔ گیان واقعی ست ہے۔ آتما است ہے۔ اور پرمارتھ ستا کی درشٹی سے جو ہستی تم محسوس کر رہے ہو وہ سب ست اور ستا کے آدھار پر ہے۔ اسی ست کے سہارے ہر شے من مِتی یا من بن سکتی ہے۔ اس ست میں سب کا امکان ہے۔ جس مٹی پر تم پاؤں رکھ کر چلتے ہو۔ پرمارتھ کی درشٹی سے وہ بھی رُوحانیت اور اصلیت سے خالی نہیں ہے"۔
اسی قدر تقریر سے اس کا بھرم جاتا رہا۔ اور وہ سنگھ میں شریک ہو گیا۔

تیسرا سرگ

نروان۔ اور آتما

روز روشن میں ہُوا جب مہرتاباں کا ظہور
دُور یکدم شب کی تاریکی کا طوفاں ہو گیا

دان متی گاؤں کا رہنے والا۔ کُداونت براہمن با مذہب شخص تھا۔ وہ بُدھ کے پاس آیا۔ اور پرنام کر کے پوچھنے لگا" اگر تم سچ مچ بدھ اور سنسار کے دُکھوں کے مٹنے والے ہو۔ تو دھوم دھام اور شان و شوکت کے ساتھ کیوں نہیں دُنیا میں آئے"
بدھ بولے" سورج روشن ہے۔ مگر چمگادڑ نہیں دیکھتے۔ یہی تمھارا حال ہے۔ تمھاری آنکھیں بدھ کے جاہ و جلال کو نہیں دیکھتیں"۔ کُداونت نے کہا" تم مجھے ست دکھاؤ میں تمھارا ست دیکھوں گا۔ تمھارے سدھانت کمزور ہیں۔ اس لئے اُن میں استحکام نہیں ہے۔ اور وہ گر جائیں گے"۔ بدھ نے جواب دیا" تم غلطی پر ہو۔ تم کو ست کی مضبوطی کا علم نہیں ہے"۔ کُداونت نے پھر کہا" میں سُنتا ہوں۔ تم دھرم سکھلاتے پھرتے ہو مگر دھرم کے مارگ کی تحقیر۔ توہین اور تذلیل کرتے ہو اور بلیدان کو بُرا بتاتے ہو۔ اگر بلیدان

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چھوڑ دیا جائے۔ تو پھر دیوتاؤں کی پوجا کیسے کی جائے گی؟ بلیدان ہی سے تو پوجا ہوتی ہے" بدھ بولے "اگر قربانی ہی پر مذہب کی بنیاد ہے۔ تو تم گائے کی قربانی کیوں کرتے ہو۔ اپنے آتما کی قربانی کرو۔ یہ اُس سے بہتر ہے۔ خون میں پاپ کے دھبوں کے دھونے کی طاقت نہیں ہے۔ ہاں۔ کام کرودھ کی جڑ کھود دینے سے جب دل پاک ہو جائے گا۔ تو پاپ مٹ جائیں گے۔ ست کی پیروی دیوتاؤں کی پوجا سے کہیں بہتر ہوتی ہے"۔

سچائی اثر سے خالی نہیں ہوتی۔ کوٹ دنت ادھیکاری تھا۔ یہ تو سمجھ گیا۔ کہ قربانی کرنے سے پاپ دُور نہیں ہوتا مگر پھر بھی اُس کو بدھ کی تعلیم میں شک و شبہ باقی تھا۔ وہ بولا "آپ گورو ہیں۔ آپ مانتے ہیں کہ جنم مرن بار بار ہوتے ہیں۔ اور کرم کے قانون کے موافق کرم کرنے والوں کو پھل ملتا ہے۔ لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ آتما صرف سکندھوں کا مجموعہ ہے۔ اور اجزا کے منتشر ہو جانے پر پھر اُس کی ہستی ختم ہو جائے گی تو مرنے پر میرا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ میں آتما ہوں۔ آتما خیالات خواہشات اور محسوسات کا مجموعہ ہے۔ اور نفس پر میری ہستی کا دارومدار ہے۔ جب یہ سب بکھر گئے۔ تو جسم تحلیل ہو گیا۔ پھر میں کہاں رہا! میں کہاں چلا گیا! اور جس آنند کی آپ بشارت دیتے ہیں۔ وہ کہاں رہا! آپ کی یہ تعلیم صرف لفظی ڈھکوسلہ ہے۔ اور اس پر غور کرنے سے سوا نیستی۔ ناستکتا۔ اور ناشمانتا کے اور کچھ نظر نہیں آتا"۔

بدھ بولے "تم نیک اور سچے آدمی ہو۔ تم میں اپنی ہستی کا پیار ہے۔ تم کسی حد تک اچھی سمجھ بوجھ بھی رکھتے ہو۔ لیکن اتنی کمی ہے۔ کہ اصلیت پر نظر نہ جاتی ہے اور نہ ٹھہرتی ہے۔ پرانے خیالات۔ تعلیم۔ اور اثرات کے سبب سے تم اور آدمیوں کی طرح بھرم میں پڑے ہوئے آتما کو دائم اور علیحدہ شخصیت اور فردیت مان رہے ہو۔ اور اس سے اپنے آپ کو الگ نہیں سمجھتے۔ اور اُسے جنت میں پہنچانے اور بہشت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کے بھوگ بھوگانے کی خواہش میں لگا رکھتا ہے۔ اس وجہ سے تم کو سچائی اور لافانیت کی سمجھ نہیں آتی۔ میں نیستی اور موت کے بعد فنا کی تعلیم نہیں دیتا۔ مگر کیا کیا جائے ابھی تک ہستی اور نیستی کی تمیز تم کو نہیں آئی۔ ہزار قربانیاں کرو۔ نہ تو تم آتما کو موت سے بچا سکو گے نہ جسم کو سڑنے گلنے سے روک سکو گے۔ تم ست کی مُراد کو کیوں نہیں سمجھتے! آتما کی معدومیت میں ست نہیں ہے۔ آتما است ہے۔ جب است ہے ست نہیں اور جب ست ہے است نہیں۔ من کو ست پر ٹھہراؤ۔ ست میں دھیان لگاؤ۔ ست میں ٹھہرو۔ ست کی ویاپکتا کا تصور کرو۔ اور تم ست میں رہکر ست سے ملکر ست ہو جاؤ گے۔ اور نیست کبھی نہ ہو گے۔ آتما ہی کا نام موت ہے۔ وہی بنتا اور بگڑتا ہے۔ ست تو اصلی ہستی ہے۔ اور اسی ست کو میں نروان کہتا ہوں۔ یہی اصلی ہستی اور دائمی زندگی ہے۔ اور اس نروان کے جان لینے اور اُس کے ساکشات کار اور پراپت کر لینے سے پھر جنم مرن کا جھگڑا دُور ہو جاتا ہے۔ اور دُکھوں سے نجات مل جاتی ہے"۔

کداونت نے پوچھا "یہ نروان کہاں ہے؟" بُدھ نے جواب دیا "جہاں ست ہے۔ ست کی ستّا کا بیوہار ہے۔ وہاں ہی نروان ہے"۔ براہمن نے پھر سوال کیا "تب تو اس نروان کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور نہ کسی خاص لوک سے اُس کا تعلق ہے۔ اس لئے وہ اصلیت سے خالی ہے"۔ بُدھ نے جواب دیا "اب تک بھی تم نے میری بات نہیں سمجھی۔ ہوا کہیں نہیں رہتی۔ تو کیا اس وجہ سے ہوا کی اصلیت نہیں ہے۔ بُدھی کے لئے کوئی لوک مقرر نہیں ہے۔ تو کیا بُدھی اصلیت سے خالی ہے۔ نروان نہ جگہ ہے نہ جگہ سے مخصوص ہے۔ وہ تو دیس۔ کال۔ وستو کے پرے کی حالت ہے۔ اس کی سمجھ اُس وقت آتی ہے۔ جب آتما کی غلط۔ مانی ہوئی۔ اور کلپت ستّا سے نظر اُونچی چلی جاتی ہے۔ اور جہاں آتما کی محدودیت کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

خیال دُور ہوا وہاں نِروان ہی نِروان ہے۔ آنند ہی آنند ہے۔ اور ست ہی ست ہے"*

کداونت آخری جُملوں کو سُن کر خوش ہو گیا" آہا! آپ کسی بہت بڑے سِدھانت کی تعلیم دے رہے ہو۔ جو معمولی آدمی کے عقل سے پرے ہے۔ مَیں اس کے سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر ایسا ہوتے ہوتے وہ عقل کے گرفت سے دُور ہو جاتا ہے۔ معاف کیجیے گا۔ مَیں کیا کروں۔ جو بات سمجھ میں نہ آئے اُس کو بار بار پوچھنا ہی پڑتا ہے۔ میرا پھر یہ سوال ہے۔ جب آتما ہی نہیں۔ تو پھر لافانیت کیسی اور کس کے لئے! جب ہم سوچ سکے تو سنکلپ جاتا رہا۔ اور اُس کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر ہستی کہاں رہی؟ اور ست آپ کس کو کہو گے"؟ بدھ بولے" یہ ضروری نہیں ہے کہ سوچنے کے ساتھ ہی وچار اور گیان بھی جاتا رہے۔ اور سنکلپ کے ختم ہونے پر سنکلپ کا آشے (مقصد) بھی دور ہو جائے۔ کسی شخص نے رات کے وقت شمع روشن کی۔ قلم دوات۔ کاغذ منگایا۔ کاتب کو بلوایا۔ اُس سے خط لکھوایا۔ جب خط لکھ لیا گیا۔ شمع بجھادی۔ قلم دوات کاغذ اور کاتب سب کو الگ کر دیا۔ یہ سب نہیں رہے۔ مگر خط تو موجود ہے۔ اسی طرح وچار کے دور ہونے پر گیان رہتا ہے۔ گیان کا کبھی کسی حالت میں خاتمہ نہیں ہوتا"*

کداونت نے پھر نہیں سمجھا۔ پوچھنے لگا" بھگون! پھر فرمایئے۔ جب سنسکار اور سکندھ بکھر گئے۔ تو پھر میری اور میرے آتما کی ہستی کہاں رہی؟ اگر آتما نہیں رہا۔ تو میرے خیالات میرے نہیں رہے! سب آتما کے دُور ہوتے ہی غائب ہو گئے! اس کو مثال سے سمجھایئے"۔ اور بدھ دیو نے زبان کھولی" سُنو کداونت! تم نے پہلے پہر میں چراغ روشن کیا۔ وہ دوسرے پہر میں بھی روشن ہے۔ ایک معنی میں تو وہ وہی چراغ ہے۔ جو پہلے پہر میں تھا۔ اور دوسرے معنی میں وہ وہ چراغ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہیں رہا۔ کیونکہ دیش۔ کال۔ وستو میں فرق آنے کی وجہ سے وہ اس سے مختلف ہو گیا۔ ممکن ہے پہلے پہر میں زیادہ بتی نہ جلی ہو۔ اور دوسرے پہر میں زیادہ بتی جل گئی ہے۔ اس لئے اُن کی حالتوں میں فرق تو آ گیا۔ اور فرق کے آنے سے وہ وہی نہیں رہے۔ پہلے پہر میں شمع کی لُو اور تھی۔ اور دوسرے پہر میں اور ہے۔ ممکن ہے تیل۔ بتی وغیرہ سب وہی ہوں۔ مگر ان کی کمی بیشی اور اثرات میں تو فرق رہا! پھر اگر دوسرے پہر میں شمع گل کر دی گئی۔ اور تیسرے پہر میں پھر روشن ہوئی۔ تو کیا تم اُس کو بھی وہی شمع کہو گے؟" کدُاونت بولا۔ "ایک کا دوسرے سے تعلق نہیں۔ اور ایک کا دوسرے سے تعلق بھی ہے۔" بدّھ نے جواب دیا۔ "ہاں صحیح ہے۔ وہ ایک بھی ہیں اور انیک بھی ہیں۔ اور ایک ہی کمرہ کو روشن بھی کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر تمہارے خیال۔ تمہارے ارادہ اور تمہارے وچار کا کوئی آدمی مل جائے۔ تو کیا تم اُس کو وہی کہو گے جو تم ہو؟" کدُاونت گھبرا گیا "نہیں بھگون! میں اُس کو وہی نہ کہوں گا۔" بدّھ بولے۔ جو منطق تمہارے لئے دُرست ہے وہی کل دنیا کی اشیا کے لئے ہے۔ اس سے تم انکار کیسے کر سکتے ہو؟" کدُاونت بولا "بھگون! مگر میرے آتما کی خصوصیت میرے اپنے ساتھ ہے اور اس خصوصیت کی وجہ سے میرا آتما دوسرے سے جُدا ہے۔ کوئی اور شخص ہزار میری طرح عقل و تمیز رکھتا اور میری ہی طرح کام کرتا ہو۔ اور ممکن ہے اُس کا نام بھی وہی ہو جو میرا ہے۔ مگر وہ 'میں' تو نہیں ہوں۔ اور نہ وہ مجھ جیسا" کدُاونت نے ہے"۔ بدّھ بولے "سچ ہے۔ وہ تم جیسا نہ ہوگا۔ لیکن ایک سوال کا جواب دو۔ ایک شخص ابھی لڑکا ہے۔ مدرسہ میں پڑھنے جاتا ہے۔ اُس نے چند روز بعد تعلیم حاصل کر لی۔ کیا تم لڑکے کو اور تعلیم یافتہ شخص کو دو کہو گے یا ایک کہو گے۔ ایک وقت کوئی شخص اچھا ہے۔ دوسرے وقت جُرم کر بیٹھتا ہے۔ اور اُس جرم کی وجہ سے اُس کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہاتھ پانوں کاٹ لئے جاتے ہیں۔ تب وہ دونوں مختلف ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ دونوں ایک ہیں؟" گدّاونت نے جواب دیا "ہاں یہہ دونوں ایک ہیں"۔ بدھ نے پوچھا "کیا یہ یکسانیت تم کو ایک حالت کے دور تسلسل کی وجہ سے معلوم ہوتی ہے؟" گدّاونت نے جواب دیا "دور تسلسل کے ساتھ شخصیت اور فردیت کے بیوہار کی مطابقت بھی ہے"۔ بدھ نے تب پھر اُس کو سمجھایا "بہت اچھا۔ تب تو تم کو دوسرے لفظوں میں اتفاق ہے کہ جس طرح ایک قسم کے دو شعلے ایک کہے جا سکتے ہیں۔ ویسے ہی مختلف اشخاص بھی ایک کہے جا سکتے ہیں اور ایک کرم سے پیدا شدہ اور اسی چال چلن کا دوسرا آدمی بھی وہی ہو سکتا ہے" گدّاونت سے سوائے ہاں کہنے کے اور کوئی جواب بن نہیں آیا۔ تب بھگوان نے پھر اُس کو سمجھایا "اسی خیال کی وجہ سے تم آج بھی وہی شخص ہو۔ جو کل کے دن تھے۔ اور تمہاری شکل وصورت محسوسات خیالات اور سنسکاروں کا مجموعہ ہی تمہارا آتما ٹھہرا۔ جہاں یہہ سب ہیں وہاں ہی تُم ہو۔ اور جہاں جہاں وہ جاتے ہیں۔ وہاں وہاں تم اور تمہارا آتما جاتا ہے۔ ایک معنی میں تو تم وہی آتما ہو۔ جو پہلے تھے۔ اور دوسرے معنی میں اب تم پہلے سے مختلف بھی ہو گئے۔ تمام آدمی اسی تبدیلی پذیر مجموعہ کو شخصیت اور فردیت کے معنی پہنا کر اس کو آتما کہتے ہیں۔ اور گو وہ ہزار انکار کریں۔ مگر نتیجہ یہی اخذ ہوگا۔ کہ وہ مجموعہ ہی کو شخصیت مان رہے ہیں۔ اور وہ برابر تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔ اب تم اِس سلسلہ کے دھار کو کیا کہو گے۔ موت۔ فنا۔ یا دائمی زندگی؟" گدّاونت نے جواب دیا "میں اس کو حیات ابدی کہوں گا۔ کیونکہ اسی میں میری زندگی کی دائمیت کا سلسلہ نظر آتا ہے گو میں اس سلسلہ کی اس قدر پرواہ نہیں کرتا۔ پرواہ تو مجھ کو صرف یہہ ہے کہ میرا آتما ہمیشہ رہے۔ انسان کی مفہوم میں یہی آتما اُس کی ذات ہے۔ اور اسی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آپ کسی معنی میں پہلی حالت سے مشابہ اور مطابق اور کسی معنی میں مختلف اور غیر مشابہ ثابت کر رہے ہو"*

بُدھ بولے "بہت خوب! اسی ہوس۔ اسی خام خیالی۔ اور اسی غلط وہم کو آتما کا بندھن کہتے ہیں۔ یہ بھرم ہے۔ مِتھیا ہے۔ اسیت ہے۔ اگیان ہے اور اسی کی وجہ سے غیر ضروری تفکرات اور رنج والم ہوتے رہتے ہیں جس کو اس آتما کا بندھن ہے۔ اُس کو بے شمار موت کے گذرگاہوں سے گذرنا ہوگا۔ وہ برابر مرتا جنمتا رہیگا۔ کیونکہ اس آتما کا سوبھاو ہی مرنا ہے"*

کُدا ونت نے پُوچھا "یہ کیسے ہوتا ہے!" بُدھ نے جواب نہیں دیا۔ یہ سوال کیا۔ کہ "تمہارا آتما کہاں ہے"؟ مگر کُدا ونت خاموش رہا۔ تب بُدھ خود بولے۔

"دائمی تبدیلی کا نام آتما ہے۔ اور اسی میں بندھن ہے۔ برسوں گذرے۔ جب تم چھوٹے بچے تھے۔ جوان ہوئے۔ پھر بالغ ہوئے۔ جو بچہ تھا وہی تو جوان ہُوا ہے! وہ دوسرا تو نہیں ہے۔ جیسے ایک پہر کی شمع دوسرے پہر کی شمع ہے ویسے ہی بچپن کا آتما۔ جوانی کا آتما ہے۔ بچپن جوانی آتے جاتے رہتے ہیں چراغ بجھتے اور گُل ہوتے رہتے ہیں۔ اب تم بتاؤ۔ کس آتما کو تم بچاؤ گے۔ کل کے آتما کو یا آج کے آتما کو؟" کُدا ونت اس منطقی دلیل کو سُن کر حیران رہ گیا۔ "بھگون! اب آتما کا بھرم مجھ کو سمجھ میں آنے لگا۔ میں کسی قدر اصلیت کو انجھو کرنے لگ گیا ہوں مگر پھر بھی ابھی تک کچھ اُلجھن باقی ہے"*

بُدھ بولے "اصولِ ارتقا کے بموجب سنسکار پیدا ہو ہو کر رفتہ رفتہ شخصیت کی صورت میں اظہار کرتے ہیں۔ یہ سنسکار پہلے جنموں سے آئے۔ اور ان کا مجموعہ ہی تمہارا آتما ہے۔ جہاں وہ جاتے ہیں وہاں ہی آتما جاتا ہے۔ پانی میں ہوا کے چکر سے کسی جگہ گولے شکل کا بھنور بن گیا۔ اور اب جہاں جہاں وہ چکر جاتا ہے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھنور بھی بنا رہتا ہے۔ اور جیسی حالتوں اور جگہوں سے گذرتا رہیگا۔ وہاں کے دُکھ سُکھ اپنے کرموں کے موافق بھوگتا رہیگا۔ اور جب تک اُس پہلے سنسکار کی جڑ نہ کٹے گی تب تک ایک حالت سے دوسری حالت میں گذرنا اور جزا سزا بھوگنا لازمی ہے"۔

گداونت نے غور کیا۔ اور تامّل کرنے کے بعد کہہ اُٹھا "بھگون! یہ بے انصافی ہے۔ کہ ایک کے کرم سے دوسرے کو دُکھ پہنچے۔ کرم تو کسی ایک نے کیا۔ اور اُس ایک کے کرم سے جو اور شخصیتیں بنیں وہ دُکھ بھوگ رہی ہیں۔ یہہ تو اچھی بات نہیں ہوئی"۔ اور بُدھ اپنے اُس کے دل کے پردوں میں گھُس کر اُس کے خیال کا پتہ لگایا۔ اور کہنے لگے "کیا اب تک تم نے میری تعلیم کے مغز اور جوہر کو نہیں سمجھا! جن کو تم دوسرے کہہ رہے ہو۔ وہ تو وہی ہیں جو پہلے تھے۔ جو جیسا دانہ بوتا ہے ویسی ہی فصل کاٹتا ہے۔ بچہ نے بچپن میں پیشہ نہیں سیکھا۔ جوانی میں مفلسی کے ہاتھ سے تنگ ہے۔ اب اگر وہ کہے۔ کہ بچہ نے پیشہ نہیں سیکھا۔ پاپ اُس نے کیا۔ میں تو بے قصور ہوں۔ تو اُس کا یہہ کہنا بے سود ہوگا۔ کیونکہ جوان شخص وہ بچہ ہی ہے جس نے ابتدائی عُمر میں غفلت کی تھی۔ آدمی چاہے سمندر کے عمق اور پہاڑوں کے درّوں میں جا کر چھُپے۔ مگر اپنے کرم سے کبھی نہیں بچ سکتا۔ کرم سایہ کی طرح اُس کے پیچھے پیچھے رہیں گے۔ تم کو بھی کرم کے قانون کو اٹل سمجھنا چاہیئے۔ ابھی سے نیک کرم کرنے لگ جاؤ۔ تاکہ آیندہ زندگیاں بہتر بنتی جائیں۔ اور آخر میں نروان کی پراپتی کے ساتھ تمام دُکھوں کا خاتمہ ہو جائے"۔

گداونت نے کہا "گو آپ کی تعلیم کی روشنی کو اب تک میری عقل کی آنکھیں برداشت نہیں کر سکتیں۔ مگر اُس کی فضیلت کی سمجھ مجھ میں آ رہی ہے۔ بلدان۔ منتر جاپ۔ آواہن۔ یگیہ وغیرہ سب فضول ہیں۔ سوال اب صرف یہہ ہے۔ کیا مجھ کو

نزوان اور دائمی ہستی ملے گی بھی یا نہیں۔ وید تو تمام مجھ کو از بر یاد ہیں۔ مگر گیان مطلق نہیں ہوا" بدھ نے فرمایا " علم بہتر ہے مگر جب تک عمل نہ ہو ست کا گیان نہیں ہوتا تم دھرم کی عملی زندگی بسر کرو۔ اور اسی سے تم کو لافانیت ملے گی"

اور لگداونت نے بدھ دھرم اور سنگھ کی شرن لی ۔

چوتھا سرگ

ایک قومیت

شب کی تاریکی کا اب ملتا نہیں نام ونشاں
مہر رخشندہ سحر جب نور افشاں ہوگیا

اسوالاین نامی مگدھ دیش کا ایک بہت بڑا معلم براہمن تھا۔ اُس کا دعویٰ تھا۔ کہ تمام قومیں جُدا جُدا ہیں۔ اور اُن کے حقوق جُدا جُدا ہیں۔ وہ ایک مرتبہ بھگوان کی خدمت میں آیا۔ اور کہنے لگا " شرمن! آپ کہتے ہو۔ کہ تمام قومیں اصلیت کی نظر سے ایک ہیں اور براہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ آپ کی غلطی ہے"

بدھ نے سوال کیا " کیوں اسوالاین! کیا براہمن دنیا میں اور قوم کے آدمیوں کی طرح نہیں پیدا ہوتا! اور کیا اُس کا جنم ماں کے پیٹ سے نہیں ہوتا۔ اور اُس کی ماں کو تکلیف نہیں ہوتی " اسوالاین نے جواب دیا " ہاں بھگون! اس بات میں کوئی فرق نظر نہیں آتا " تب بدھ نے پھر کہا " تم کہو گے براہمن گورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ دوسرے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ بہت اچھا! اب تم دیکھو۔ گندھا دیش وغیرہ کے آدمی جو اپنے آپ کو براہمن۔ کشتری یا شودر۔ ویش نہیں کہتے۔ کیا وہ گورے نہیں ہوتے " جواب دیا گیا " گورے ہوتے ہیں " بدھ بولے " بہت اچھا!

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُن ملکوں میں کالے گورے سب رنگ والے آدمی ہوتے ہیں۔ اور کیا اچھے کرم کرنے۔ اچھی تعلیم پانے اور اچھے گُن ڈھنگ سیکھنے سے سیاہ رنگ والے بڑے بڑے رُتبہ کو نہیں پاتے؟" "ہاں بھگون! وہ بڑے رُتبے کو حاصل کرتے اور بڑے آدمی کہلاتے ہیں۔" "پھر تم دیکھو۔ تمھارے مُلک میں جو براہمن بدی کرتا ہے جرم کرتا ہے۔ اور قابلِ اعتراض زندگی بسر کرتا ہے۔ تو کیا اس کو لوک پرلوک کی سزا نہ ملے گی! اور اس معاملہ میں وہ شودر کی طرح سزا نہ پائیگا؟" اشولاین بولا "کیوں نہیں! کرم کا پھل تو سب کو بھوگنا ہی پڑے گا۔" بدھ نے پھر کہا "بالفرض اگر کوئی براہمن کسی شودرانی سے بیاہ کر لے۔ تو کیا جو اولاد اس تعلق سے پیدا ہوگی وہ اپنے ماں باپ کے مشابہ ہوگی یا اُن سے مختلف ہوگی؟" اشولاین نے جواب دیا "مشابہ ہوگی۔" بدھ نے کہا "اشولاین! جب سب کا جنم ایک طرح پر ہوتا ہے۔ گورے اور کالے دونوں ہی کرم کر کے اُونچا درجہ پاتے ہیں۔ براہمن اور شودر دونوں ہی کرم کرنے سے سزایاب ہوتے ہیں۔ اور براہمن اور شودرانی کی اولاد اپنے ماں باپ کے ہمشکل ہوا کرتی ہے۔ تو پھر فرق کس بات کا رہا۔ آدمی جنم سے براہمن نہیں بنتا۔ کرم سے براہمن بنتا ہے۔ اور تم کو سمجھدار ہو کر سچی بات کو قبول کر لینا چاہیئے۔ اور اُس کی تردید نہ کرنی چاہیے۔"

اور اشولاین نے بدھ۔ دھرم اور سنگھ کی شرن لی۔ اور بھگوان کا سیوک ہو گیا۔

پانچواں سرگ

وحدت (ایک جوہر ایک مقصد اور ایک دھرم)

نار میں اور نور میں ہرگز نہیں کچھ امتیاز
چشمِ وحدت بیں میں شیطاں ذاتِ رحماں ہو گیا

اکتوبر ۱۹۱۷ء

بدھ بھگوان کا سِدھانت ادویت واد (وحدانیت) ہے۔ مگر دُنیا میں چھوٹی عقل والوں کو کون کہے۔ جن کو اپنی لیاقت اور دانائی پر ناز ہے۔ وحدت کا مضمون اُن کی سمجھ میں بھی نہیں آتا۔ سو وہ دُنیا کو کثرت کا میدان دیکھتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں اور بے شمار اشیا اُن کی نگاہ کے سامنے رہتی ہیں۔ اور اُن کی موجودگی میں اُن کا یہ سمجھنا۔ کہ اصلیت کی نظر سے یہ ایک ہیں۔ اور ایک ہی تتو محیط کُل ہے۔ بہت مشکل ہے۔ جاتلوں کے سابق مہنت کشیپ بھگوان کی شاگردی میں آنے کو تو آ گئے مگر اُن کے دل سے دویت واد کا شبہ دُور نہیں ہوا۔ اور جب وہ بات چیت کرتے تھے۔ دوپنے کے درجہ سے اُن کی عقل اُونچے نہیں چڑھتی تھی۔ بھگوان نے یہ حالت دیکھی۔ اور ایک دن اُن سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "کشیپ! جوہر ایک ہے۔ تتو ایک ہے۔ صرف مختلف اثرات کی وجہ سے صورتیں جُدا جُدا نظر آ رہی ہیں۔ جس خاص طرح کے اثر سے جس کے دل کا تعلق ہوتا ہے۔ اُس سے اُسی قسم کے خیال اور فعل ہوا کرتے ہیں۔ اور جو شخص جس قسم کے کام کرتا ہے۔ جیسے خیال سوچتا ہے اور جیسی باتیں کہتا ہے ویسا ہی بن جایا کرتا ہے۔ اور اُسی کے موافق نظر بھی آنے لگتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ مٹی ایک تتو ہے۔ دو تو نہیں ہے۔ کمہار آیا۔ اُس نے اُس ایک مٹی سے بے شمار بھانڈے برتن بنائے۔ جن میں سے کسی میں چاول۔ کسی میں دُودھ دہی۔ اور کسی میں اور اور چیزیں بھی رکھی جاتی ہیں۔ بعض برتن ایسے بھی وہ بناتا ہے جو ناپاک سمجھے جاتے ہیں۔ اور اُن کو صرف ضرورت کے وقت چھُوا جاتا ہے۔ یہ سب برتن بھانڈے واقعی الگ الگ اور مختلف صورتوں میں نظر آتے ہیں مگر ان کی مختلف الصورتی سے مٹی تو جیوں کی تیوں ہی ہے۔ اُس کے ایک پنے میں کیا فرق آیا! اور جب یہ ٹوٹ کر ذرّوں کی شکلوں میں چلے جائیں گے تب پھر وہی مٹی کے مٹی ہو گئے۔ اب اِن میں کیا بھید ہے۔ اس لئے مٹی پنا تو جو پہلے بھی تھا۔ بیچ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

میں تھا۔ اور انتہا میں تھا۔ وہ تو جیسا تھا ویسا ہی ہے۔ اُس کے ایک ہونے کو کوئی بھی صدمہ نہیں پہنچتا۔ درمیانی حالت اختلافات کی بیشک تھی۔ اور اس کا باعث کُمہار گھا گھڑنے والا ہاتھ ہے۔ جو حالت۔ ضرورت۔ خواہش اور شوق کے موافق مٹی کو گھڑا کرتا ہے۔ اس کے سمجھنے میں کون سی دقّت ہے۔ تُم دیکھو پانی ایک ہے۔ اُسی سے مختلف قسم اور مختلف لذّتوں کے نباتات اور درخت بنتے ہیں۔ یہ سب اُسی ایک پانی ہی سے تو نشو و نما پاتے۔ بڑھتے۔ اور پھولتے پھلتے ہیں۔ جھاڑی پودے۔ گھاس وغیرہ سب کی پیدایش مینہہ کی بارش سے ہے۔ یہہ نہ برسے تو کچھ بھی پیدا نہ ہو۔ اور جب پانی برس جاتا ہے۔ زمین میں نمی دوڑ جاتی ہے۔ اور ہر طرح کی جڑی۔ بوٹی۔ پھول۔ پھل۔ گھاس پیدا ہوتے اور اپنے اپنے خواص کے موافق کونپل لاتے ہیں۔ اسی طرح تم جدھر نظر کروگے اُسی طرف تُم کو ہر شے میں ایک ہی تتو ایک ہی جوہر اور ایک ہی سار وستو نظر آئے گی۔ ذرا سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے"+

"اور کشیپ! جس طرح ایک تتو ہے۔ اور مخلوقات کے نشو و نما کا ایک ہی قانون ہے۔ ویسے ہی ان سب کا مقصد بھی ایک ہے۔ اور اُسی مقصد کا نام نروان ہے کوئی شے ایسی نہیں ہے۔ جس میں نروان کی تکمیل اور حصول کا امکان نہ ہو۔ کیونکہ یہہ ایک محیط کُل تتو خود ہر طرح کے ممکنات کا بھنڈار ہے۔ اور جس طرح اُس کی تمام باتوں میں ایکتا اور وحدت نظر آتی ہے۔ ویسے ہی تتھاگت بُدھ کا سلوک بھی تمام مخلوقات کے لیئے یکساں ہے۔ اگر اس سلوک میں کہیں تُم کو اختلاف نظر آئے۔ تو یہہ سمجھ لینا کہ وہ جیوں کے ادھکار۔ سنسکار۔ ظرفیت اور قابلیت کے موافق بنتا جاتا ہے۔ پانی ایک طرح اور ایک ہی وضع میں برستا ہے۔ مگر جس میں جس قدر گہرائی ہے وہ اُسی قدر اُس کو لیتا۔ جذب کرتا۔ اور اُس سے فائدہ اٹھاتا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے۔ دُنیا میں عالم عاقل۔ اعلےٰ۔ ادنےٰ۔ نیک وبد۔ ہر طرح کے آدمی ہیں۔ اور ان کے ساتھ سلوک تو یکساں ہی کیا جاتا ہے۔ مگر جیسا اُن کی طبیعت کا رجحان و میلان ہے وہ اسی کے انداز سے اس کو قبول کرتے ہیں۔ گو بی چیز اور گولے گنبد پر پانی برس کر چلا جاتا ہے اور اُن پر ایک بُوند بھی نہیں ٹھہرتی۔ اسی طرح بعض جاندار ایسے بھی ہیں۔ جو بُدھ کی تعلیم سے اس وقت مُطلق فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ بُدھ کا سلوک تو عام ہے۔ اُس کی عنایت میں فرق کہاں ہوتا ہے۔ مگر ظرفیت اور اہلیت اپنا فرق دکھلاتا رہتا ہے"*

اے کشیپ! جس طرح تتو ایک ہے۔ اور بُدھ کی تعلیم ایک ہے ویسے ہی دھرم بھی ایک ہے۔ وہ بھی سب کیلئے یکساں ہے۔ اور صرف ایک مقصد 'نروان' کی طرف لے جانا اُس کا کام ہے۔ بُدھ کو دھرم سے پُوری واقفیت ہے۔ مگر چونکہ وہ ہر مخلوق کی ضرورت۔ اہلیت اور ظرفیت کا پُورا پُورا علم رکھتے ہیں۔ اس نظر سے نہ وہ اپنی ہمہ دانی جتلاتے ہیں اور نہ کسی کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ خواہ مخواہ اُن کی شرن لے۔ ہاں وہ سب کو یکساں طور پر فیض پہنچاتے ہیں۔ اور جو جیسا اور جیسی دل و دماغ کا ہے اُس پر ویسا اثر ہوتا ہے۔ اے کشیپ! تم بھرم میں نہ پڑو۔ بلکہ اصلی جوہر اصلی مقصد اور اصلی دھرم کو سمجھو۔ اس کے سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور تم نروان کو جلد حاصل کر لوگے" اور کشیپ کے شک و شبہات اس تقریر کو سُن کر دُور ہو گئے *

چھٹا سرگ

خیال کی طاقت

خواتِ حق کو مختلف سمجھا ہے اپنی ذات سے
دیکھو نادانی سے دانا آپ ناداں ہو گیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بُدّھ نے فرمایا "جو شخص جیسا سوچتا ہے ویسا ہی بولتا ہے - اور جو جیسا سوچتا اور بولتا ہے ویسا ہی کرتا ہے - خیال ہی سے خود پسندی آتی ہے - اور یہی خود پسندی قید و بند کی زنجیر گھڑ کر جانداروں کو جکڑ کر باندھ لیتی ہے - اگر کوئی شخص میرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے - تب بھی میں اُس کے ساتھ نیک سلوکی کرتا رہوں گا نادان کیا سمجھتے ہیں - کہ بُدّھ کے دل میں کس قدر رحم اور ہمدردی ہے - اگر وہ غلطی سے بُدّھ کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں - تو بُدّھ پھر بھی اُن کی دوستی اور خیر اندیشی کا دم بھرتے رہیں گے - نیکی کی خوشبو تو نیک کو ضرور دے گی - کیونکہ اُس کے نیکی کے خیال واپس آکر اُس کو شاد کام کرتے رہیں گے - لیکن افسوس ہے - اُس شخص کے لئے جو اپنے دل کے مشتعل آتشکدوں سے مُضر سیاہ دلی کا دُھواں پیدا کریں گے - یہ اُن کی آنکھ اور ناک کو خود تکلیف دے گا - اور خود اُنھیں کا دم رُکیگا - اور گلا گھٹیگا نیکی نیک را اور بدی بد را - جو جیسا کرتا ہے ویسا پاتا ہے - جو جیسا بوتا ہے ویسی ہی فصل کاٹتا ہے" +

جس زمانہ میں بھگوان اُپدیش کر رہے تھے - کسی نادان آدمی نے دل میں سوچا "یہ کبھی ممکن نہیں ہے - کہ انسان انسان ہو کر بدی کے عوض بدی نہ کرے - آؤ میں بُدّھ کو بُرا بھلا کہوں - اور دیکھوں اُن کے دل پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے" وہ نادان بدتمیز اور بدی پسند آدمی عین مجمع میں بُدّھ کو گالیاں دینے لگا - یہ چُپ چاپ کھڑے ہوئے اُس کی سُنتے رہے - اور اپنے اتھاہ دل کی گہری ہمدردی سے اُس کو دیکھتے ہوئے اُس کی نادانی پر ترس کھاتے رہے - وہ دیر تک گالیاں دیتا رہا - مگر جب اُس کو کچھ جواب نہ دیا گیا - وہ خود ہی تھک کر چُپ ہو رہا - اُس وقت مبارک بُدّھ اُس کی طرف مخاطب ہوئے "بیٹے ایس تم سے ایک سوال کرتا ہوں - اگرچہ میں آوے تو اُس کو جواب دو - سوال یہ ہے - کہ اگر کوئی شخص کسی کے پاس تحفہ لا دے

اور وہ اُس کے لینے سے قطعی انکار کر دے۔ تو تم یہ بتاؤ۔ کہ وہ تحفہ کس کا سمجھا جائے گا!" گالی دینے والے نے ترشروئی سے جواب دیا "بدھ کہلاتے ہوئے بھی تم کو اتنی سمجھ نہیں ہے۔ یہ تحفہ اُسی کا ہو گا۔ جو لایا ہے۔ دوسرے کا وہ کیسے ہو سکیگا"؟

بھگوان مسکرائے "بیٹے! تم اس قدر گالیوں کا تحفہ میرے واسطے لائے ہو۔ اور مجھ کو تم نے گالیاں بھی بہت دیں۔ گالی دینا اچھا تو نہیں ہے برا ہی ہے میں اب تمھارے اس تحفہ کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ اور تم سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ ان کو اپنے پاس ہی رہنے دو۔ مجھ کو ان کی ضرورت نہیں ہے۔ تو پھر کیا یہ گالیاں تمھارے لئے مصیبت اور پریشانی کی باعث نہ ہونگی! جو جیسا کرتا ہے ویسا پاتا ہے! جس طرح آواز بازگشت اپنی اصلی آواز کی طرف رجوع کرتی۔ اور اُسی کے پاس بار بار واپس جاتی ہے۔ اور اصل نقل کے ساتھ اور سایہ جسم کے ساتھ ہی رہتا ہے۔ ویسے بدکردار کی بدی اُسی کے دل کی طرف واپس جاتی اور اُس میں جمع ہو ہو کر اُس کو زہریلا اور مسموم بناتی رہتی ہے کہو۔ یہ سچ ہے کہ نہیں"!

گالی دینے والا اس بات کو سُن کر دنگ رہ گیا۔ اُس سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ بلکہ تصویر حیرت بنا ہوا وہ مہاگیانی شاکیہ مُنی کو دیکھتا رہا۔ بدھ اُس کی دلی حالت کو جان کر بولے "بیٹے! جو بدکار آدمی نیک آدمی کی ملامت کرتا ہے۔ وہ مثل اُس آدمی کے ہے۔ جو آسمان پر تھوکتا ہے۔ اُس کا تھوک آسمان کو تو ناپاک اور گندہ نہیں کرتا۔ ہاں اُسی کے جسم پر پڑ کر اُسی کو نفرت اور کراہیت کی چیز ضرور بنا دیتا ہے۔ آسمان اس قدر اُس سے اونچا ہے۔ کہ تھوک کی اُس تک رسائی محال ہے۔ اسی طرح نیک دل آدمی اس قدر بلند خیال اور عالی رتبہ ہے۔ کہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بُرے آدمیوں کے بدی کے خیال نہ اُس تک پہنچتے۔ اور نہ اُس کو متاثر کر سکتے ہیں۔ بلکہ بد کی بدی گھنی ہو جاتی ہے۔ اور اُس کے سر پر مصیبت لاتی ہے۔ غیبت گو اس آدمی کی طرح ہے۔ جو باد مخالف کے جھونکے چلتے وقت دوسروں پر دُھول پھینکتا ہے دھول دوسروں پر نہیں پڑتی۔ بلکہ اُلٹ کر اُسی کی آنکھ۔ ناک۔ کان اور مُنہ میں بھر جاتی ہے۔ نیک کو دُکھ نہیں ہوتا۔ بد اپنی بدی کے دُکھ سے حیران ہوتے اور اپنے دل سے بدی کے خیال پیدا کر کے اُسی کے اُلجھن میں پھنس کر پریشان ہوتے ہیں"۔

وہ آدمی اپنے دل میں سخت نادم ہوُا۔ اُس کی بدی بھگوان کی نیکی سے مغلوب ہو گئی۔ اور دوسرے دن اُس نے بُدھ۔ دھرم اور سنگھ کی شرن لی۔ اور بھکشو بن گیا۔

ساتواں سرگ

تپ اور ریاضت کی غلط فہمی

"سخت میگرد فلک بر آدمئے سخت کوش"
راہ آساں میں نے پکڑی۔ کار آساں ہو گیا

دیودت۔ سِدھارتھ کا سالا۔ یشودھرا کا بھائی اور دنڈپانی سُوپربُدھ کا لڑکا تھا۔ متعدد شاہزادوں کی طرح اُس نے بھی بُدھ دھرم اور سنگھ کی شرن لی۔ جس وقت وہ بھکشوؤں کی جماعت میں شریک ہوا تھا۔ اُس کو یہ خیال نہیں تھا۔ کہ بُدھ کی اس قدر عزت کی جائے گی۔ کوشمبی کے باشندوں سے ناراض ہو کر وہ راجگرہ میں آیا۔ اور بمبسار کے لڑکے اجات شترو کو اونچا نیچا سمجھا کر اپنا معتقد بنا لیا۔ اور راجگرہ میں وہاں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تعمیر کرا کے اُس میں عہنت کی حیثیت میں رہنے لگا۔ اُس کی یہ دلی خواہش تھی۔ کہ سب لوگ بدھ کی طرح اُس کی بھی تعظیم کریں +

جب دورہ کرتے کرتے بدھ بھگوان دیوین وہار (راجگرہ) میں برسات گذارنے کی نیت سے آئے۔ دیودت اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اب تک وہ اپنے آپ کو بدھ کا پیرو کار بھی سمجھتا تھا۔ اور اپنے علیحدہ وہار کے تعمیر ہونے کا حال سُنا کر درخواست کی کہ یہ جسم ناپاک ہے۔ اس کے تبیس حصّوں میں سے کوئی بھی پاک نہیں ہے آپ اجازت دیجئے۔ کہ بھکشو زیادہ سخت تپ کریں۔ کھلی ہوا میں رہیں۔ صرف مرگھٹ کے چیتھڑوں سے اپنا جسم ڈھک لیا کریں۔ اور وہار میں جو کھانے پینے کا سامان آتا ہے اُس سے تعلق نہ رکھیں۔ صرف بھیکھ مانگ کر اُسی پر زندگی بسر کریں۔" بدھ نے جواب دیا" یہ سچ ہے۔ کہ جسم ناپاک ہے اُس کا انجام مرگھٹ ہے۔ لیکن انسان کے اختیار میں ہے کہ اُس کو پاکی کا ظرف بنائے یا ناپاکی کا! جسمانی ضرورتوں کی طرف سے غافل ہونا۔ اور ناپاک کو ناپاک تر بنانا بھی تو اچھا نہیں ہے جس چراغ کی صفائی نہیں کی جاتی وہ دیکھنے میں مکروہ ہوتا ہے۔ اور کثیف اور میلے ہونے سے زیادہ روشنی نہیں دیتا۔ اسی طرح اگر جسم کو یوُں ہی چھوڑ دیا گیا۔ اور نہانے دھونے۔ کھانے پینے کی طرف سے بے احتیاطی کی گئی۔ تو پھر وہ گیان کے نور کا چراغ نہ ہوسکیگا۔ نہ انتہا درجہ کی تن آسانی پسند ہے۔ اور نہ انتہا درجہ کی جفاکشی بادرمیانی راہ پر چلنا مناسب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص انتہا درجہ کی ریاضت (تپ) کرنا چاہتا ہے۔ تو اُس کی مزاحمت بھی نہ کی جائے گی۔ ہاں کسی سے سختی کے ساتھ تپ کرانا منع ہے۔ کیونکہ انسان کے حالات طبایع اور شوق مختلف ہیں۔ جس کو جو پسند آئے۔ موسم مُلک اور حالت کے لحاظ سے کھائے پیئے پہنے۔ ہاں اگر ممانعت ہے تو صرف بے اعتدالی کی۔ بعض آدمی درخت کے نیچے رہ سکتے ہیں۔ بعض نہیں رہ سکتے۔ اس لئے اگر سب کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سخت تپ کرنے کا حکم دیا گیا۔ تو سنگھ کو بالعوض فائدہ کے نقصان پہنچے گا۔ اور نروان حاصل کرنا مشکل ہوگا"۔

دیودت کو یہ صلاح پسند نہیں آئی۔ وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ اور اجات شترو کو اپنا حامی پا کر علیحدہ پنتھ کی بنیاد ڈالی۔ اور بہت سے چیلے کر لئے۔ اور راجکمار کو اس قدر بہکایا۔ کہ اُس کا سلوک اپنے باپ کے ساتھ قریب قریب باغیانہ ہوگیا۔ بیسار بیٹے کو مخالف پا کر خود سلطنت سے علیحدہ ہو گیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا۔ اجات شترو جب راجہ ہوا۔ دیودت نے اپنے شاگردوں کو بدھ کے قتل کرنے کی ہدایت کی۔ مگر کسی سے بھی یہ بڑا کام نہ ہو سکا۔ تب اور تدبیروں سے اُس کے جان لینے کی فکریں کی گئیں۔ مگر سب کی سب بے سود ثابت ہوئیں۔ جب لوگوں نے بدھ کو دیودت کی سازش کا حال سنایا۔ آپ فرمانے لگے "جانے دو شکایت نہ کرو۔ دنیا کا یہی ہر جگہ حال ہے۔ جو بولتا ہے۔ اُس کو زیادہ گو کہا جاتا ہے۔ اور جو نہیں بولتا۔ اُس کی بھی بُرائی ہوتی رہتی ہے۔ تم اپنا کام دیکھو۔ اور درمیانی راہ پر چلو"۔

جب اجات شترو کو دیودت کی تعلیم سے فائدہ نہیں پہنچا۔ اور وہ اپنی بُرائیوں کے خیال سے خود دُکھی رہنے لگا۔ مجبور ہو کر بدھ کے پاس آیا۔ بدھ نے اُس کو نروان کے مارگ کی تعلیم دی۔ اب جبکہ اجات شترو دیودت کا حامی نہ رہا۔ اور اُس کی روش ناپسندہ نظر آئی۔ اُس کے قریب قریب تمام شاگرد یکے بعد دیگرے منحرف ہو گئے۔ آخر وہ بیمار پڑا۔ اور پالکی میں سوار ہو کر بدھ کی خدمت میں آ کر معافی مانگی۔ اور بدھ کی ستتی گاتے ہوئے تکلیف کی حالت میں جان دی۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آٹھواں سرگ

دھرم پد

رنجِ دُنیا خوفِ عقبیٰ۔ دِل کے دونوں ٹھیں ہیں
یہ بھی دوزخ کبھی گلزارِ رضواں ہوگیا

بُدھ نے اپنے بھکشوؤں کو سمجھایا۔ (۱)۔ دُنیا میں شہد کی مکھی کی طرح رہو۔ وہ پھُولوں کا رس لے لیتی ہے۔ مگر اُن کو نہ بگاڑتی اور نہ بدصورت کرتی ہے۔ (۲)۔ غافلوں میں ہشیار اور ہوشیاروں کے درمیان بیدار رہ کر دانا آدمی ترقی کر جاتا ہے۔ اور جاہلوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ (۳)۔ دِل کی تربیت کرو۔ اُس کو بھٹکنے نہ دو۔ اُس کا روکنا مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ وہ جدھر چاہتا ہے چلا جاتا ہے۔ اُس کو قابو میں کر لو۔ اور تم سکھی رہوگے۔ (۴)۔ جس طرح چھپّر پر پانی کی بوندیں پڑتی ہیں اُسی طرح چنچل من میں کام۔ کرودھ وغیرہ آتے ہیں۔ (۵)۔ دشمن کے ساتھ دشمن کی بدسلوکی بُری ہے۔ غصّہ ور کا غصّہ جو غصّہ ور پر بھی اچھا نہیں ہے۔ لیکن یہ ہر شخص کے ذہن نشین ہونا چاہیئے کہ جس کا من بدی کی طرف مائل ہے وہ اِن سے بہت بدتر ہے۔ (۶)۔ دوسروں کی کمی بیشی اور کام کے اُدھورے پن کو نہ دیکھو۔ گیان وان صرف یہ دیکھتا ہے۔ کہ میرا اپنا کام مکمّل ہے اُدھورا ہے یا مَیں نے اُس کو بالکل ناتمام چھوڑ رکھّا ہے (۷)۔ جو شخص شیریں زبانی سے صرف اچھی باتیں کہتا ہے اور کرتا نہیں ہے وہ خوش نما پھُول کی مثال ہے جس میں خوشبو نہیں ہے اور جو شخص شیریں زبانی سے اچھی باتیں کہتا اور اُن پر عمل بھی کرتا ہے۔ وہ اُس پھُول کی طرح ہے جس میں رنگ اور بُو دونوں ہیں (۸)۔ جب تک بُرے کرم کا پھل نہیں ملتا تب تک مورکھ اُس کو میٹھا سمجھتا ہے۔ مگر جب وہ پک جاتا ہے اور پھل دینے لگتا ہے۔ تب اُس کی تلخی کا مزا ملتا ہے۔

(۹)۔ ممکن ہے ایک آدمی میدان جنگ میں ہزاروں کو مغلوب کر لے ۔ لیکن جو
جو شخص صرف اپنے آپ کو مغلوب کر لیتا ہے ۔ وہ سب سے بڑا اور سچّا سورما ہے
(۱۰)۔ یہ نہ سوچو کہ پاپ ہم کو کبھی نہ لگیگا ۔ جیسے ایک ایک بوند سے تالاب بھر جاتا
ہے ویسے ہی تھوڑے تھوڑے پاپ سے آدمی بڑا پاپی بن جاتا ہے ۔ (۱۱)۔
جب دل میں نفرت ۔ کینہ اور اگیان کی آگ مشتعل ہے ۔ تو پھر ہنسی خوشی کیسی ! اندھیرے
میں رہنے والو ! تم روشنی کو کیوں نہیں ڈھونڈھتے ۔ (۱۲)۔ دوسروں کے وعظ سنانے
سے اپنے آپ کو اُپدیش دینا بدرجہا بہتر ہے ۔ دوسروں پر غالب آنے سے اپنے آپ کو
زیر کرنا مشکل تر ہے ۔ (۱۳)۔ جو پہلے غافل تھا ۔ مگر اب سُدھر گیا ہے ۔ وہ چاند کی طرح
بادلوں کے پردوں سے نکل کر اپنی دُنیا کو روشن کرتا ہے ۔ (۱۴)۔ جو دھرم کو چھوڑ
دیتا ہے ۔ جھُوٹ بولتا ہے ۔ اور پرلوک (عاقبت) پر تمسخر اُڑاتا ہے ۔ وہ ہر ایک قسم
کی بُرائی کر گذرے گا ۔ (۱۵)۔ جو تُم سے نفرت کرتے ہیں اُن سے نفرت نہ کرو ۔ بلکہ
نفرت سے بچتے ہوئے اُن کے درمیان خوشی سے گذران کرو ۔ (۱۶)۔ بیماروں
کے درمیان بیماری اور روگ سے آزاد رہکر خوشی سے زندگی بسر کرو ۔ (۱۷)۔
فکرمندوں کے درمیان بیفکری اور خواہشمندوں کے ساتھ بے خواہشی سے رہو ۔
(۱۸)۔ کسی شے کو اپنی نہ کہو ۔ اور خوشی سے رہو ۔ دیوتا خوشی اور آنند کا بھوگ کرتے
ہیں ۔ اور کسی کو اپنا نہیں کہتے ۔ (۱۹)۔ فتحمندی سے نفرت پیدا ہوتی ہے ۔ کیونکہ
مفتوح کو ہمیشہ دُکھی ہونا پڑتا ہے ۔ شانتی اور خوشی صرف اُن کے حصہ میں آتی ہے
جو شکست اور فتح کے خیالات سے آزاد ہیں ۔ (۲۰)۔ جو غُصہ کو روک لیتا ہے وہی
اس جسم کا سچّا رتھ بان ہے ۔ ورنہ اور لوگ بھی تو گھوڑوں کی لگام تھامنا جانتے ہیں
(۲۱)۔ غُصّہ کو مہربانی سے ۔ بدی کو نیکی سے ۔ کنجوس کو بخشش سے اور جھوٹے کو سچ
سے مغلوب کرو ۔ (۲۲)۔ سچ بولو ۔ غصہ کو روک رکھو ۔ اور مانگنے پر تھوڑا رکھتے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہوئے بھی دان دو۔ انھیں تین باتوں سے تم دیوتاؤں کے پاس پہنچ سکوگے۔
(۲۳)۔ مغرور اور کاہل ہمیشہ بھرم میں پڑے رہتے ہیں۔ اور جو کرنا چاہئے اُس کو نہیں کرتے۔ اور جس کو نہ کرنا چاہیئے وہی کام کرگذرتے ہیں۔ (۲۴)۔ دھرم کا دان سب دان سے بڑھکر ہے۔ دھرم کی مٹھائی تمام مٹھائیوں سے زیادہ میٹھی دھرم کا سُکھ سارے سُکھوں سے بہتر ہے۔ اور خواہش کی بربادی ہی سے دُکھ کی بربادی ہوتی ہے۔ (۲۵)۔ جنم سے کوئی شودر نہیں ہوتا اور نہ جنم سے کوئی براہمن ہوتا ہے۔ کرم ہی سے شودر اور براہمن بنتے ہیں۔ (۲۶)۔ ویدوں کے پڑھنے۔ پروہتوں کو دان دینے اور یگیہ کرنے سے نہ کوئی پاک ہوتا ہے۔ اور نہ اُس کا بھرم مٹتا ہے۔ (۲۷)۔ غصہ۔ مے نوشی۔ ضد۔ کٹڑپنا۔ فریب۔ حسد۔ خودثنا۔ بدگوئی غرور اور مذمت سے دل ناپاک ہوتا ہے۔ (۲۸)۔ سر گھٹانے۔ جٹا بڑھانے۔ بھبھوت لگانے۔ چیتھڑے لپیٹنے اور اگنی ہون کرنے سے نہ پاکی آتی ہے۔ نہ اگیان دُور ہوتا ہے۔ (۲۹)۔ شہوت سے بچو۔ دل کو قابو میں رکھو۔ فضول ہنسی دل لگی۔ سے باز آؤ۔ راجاؤں۔ تمہارا جاؤں کے غیر مفید کہانیوں کو نہ سُنو۔ مکاری۔ ریاکاری۔ دھوکا بازی۔ لالچ۔ اور اگیان سے بچو۔ (۳۰)۔ اُٹھو۔ غفلت کی نیند میں کیوں سو رہے ہو۔ جو لوگ تیر کا زخم کھائے ہوئے ہیں۔ اُن کے لئے سونا کیسا! سستی ناپاکی ہے۔ اور بے پروائی بھی ناپاکی ہے۔ سرگرمی سے دُکھ کی گانسی کے نکالنے کی فکر میں لگو +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

(۹) پری نروان کانڈ

پہلا سرگ

گردھ شکھر پر آخری اُپدیش

ہجر کی کلفت مٹی جب وصل کے دن آ گئے
اے مسیحا تیرے بیماروں کا درماں ہو گیا

بدھ کو دھرم کی اشاعت کرتے ہوئے چوالیس برس گذر گئے - لاکھوں آدمیوں کو اُن کے اُپدیش کا فیض پہنچا - ان کی یہہ زندگی سرگرمی اور سخت محنت کی زندگی کہی جا سکتی ہے - سوا برسات کے موسم کے وہ کبھی متعدد دنوں تک ایک جگہہ نہیں ٹھہرے - ہمیشہ گھوم پھر کر جا بجا دورہ کرتے ہوئے سب کو سچائی کی راہ دکھاتے رہے - اگر حساب لگایا جاوے - تو سب سے زیادہ اُنہوں نے شراوستی کے جیت ون ہار میں قیام کیا ہوگا - اور اُس سے کم راجگرہ میں ! یہاں زیادہ تر وینوبن یا گردھ شکھر پر ٹھہرا کرتے تھے - گردھ شکھر پانچ پہاڑیوں کی سب سے بڑی چوٹی تھی - اور اُسی کے پہلو میں ایک قدرتی گپھا بنی ہوئی تھی - یہی بدھ کے قیام کی جگہہ تھی +

جب وہ آخری دفعہ یہاں پہنچے - اجات شترو مگدھ دیش کا راجہ اُجّین یا ارجیا پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر رہا تھا - یہہ ایک چھوٹی سلطنت تھی - جو گنگا کے اُتر مگدھ کی سرحد سے ملی ہوئی واقع تھی - جب راجہ نے سُنا - کہ بدھ آئے ہیں - اپنے منتری ورشکار سے کہا " تو جا - بدھ سے مِل - اور اشارہ میں میرے حملہ کی نیت اور ارجی قوم کے برباد کرنے کے ارادے سے اُن کو خبر دے - اور وہ جو کچھ کہیں اُس کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لفظ بہ لفظ یاد رکھنا۔ کیونکہ بُدھ سچے ہوتے ہیں۔ اور اُن کی باتیں کبھی جھوٹی نہیں نکلتیں۔ اور مَیں اُن کے کہنے کے بموجب کاربند ہونگا"۔

ورشکار وہاں آپہنچا۔ اور جب اُس نے اجات شترو کی طرف سے پرنام کرکے پیغام سُنایا۔ آنند پیچھے کھڑا ہوا گورو کو پنکھا جھل رہا تھا۔ بُدھ آنند سے مخاطب ہوئے "کیوں آنند! کیا تم نے سُنا ہے۔ ورجینی ہمیشہ پنچایت کرتے ہیں۔ اور بغیر پنچ کی رائے کے کوئی کام نہیں کرتے"۔ آنند نے جواب دیا "ہاں! مَیں نے ایسا ہی سُنا ہے"۔ تب بُدھ نے کہا "سُنو آنند! جب تک ورجینی ملے جُلے ہوئے پنچایت کی رائے کے موافق کام کرتے رہیں گے اور اُن کے درمیان تفرقہ پیدا نہ ہوگا۔ تب تک تو وہ برابر بڑھتے جائیں گے۔ اور کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اُن پر غالب آئے۔ میل ملاپ میں طاقت اور نفاق و تفرقہ میں کمزوری ہوتی ہے۔ جب تک یہ بڑوں کے ادب۔ عورتوں کی عزت۔ دھرم کا خیال۔ سماجک قاعدوں کی پابندی۔ اور گوروؤں کی حفاظت اور حمایت کا لحاظ رکھیں گے۔ تب تک اُن کو کسی طرح زوال کا خطرہ نہیں ہے۔ بلکہ روز بروز ترقی ہی کرتے رہیں گے"! اور تب بھگوان نے ورشکار کی طرف نظر کی "براہمن! تم نے سُن لیا۔ جب میں ویشالی میں مقیم تھا۔ ورجینی سنگھ میں آجایا کرتے تھے۔ میں نے اُن کو سچائی کی راہ دکھائی دھرم کی عظمت بتائی۔ اُن کی تعلیم و تربیت اچھی ہے۔ وہ مارگ پر مستعدی اور ثابت قدمی سے چلتے ہیں۔ اُن کو شکست دینا۔ مغلوب کرنا۔ یا برباد کرنا سخت مشکل ہے۔ دھرم اُن کی حفاظت کرتا رہیگا۔ اور وہ برابر بڑھتے رہیں گے"۔ ورشکار نے اپنے مطلب کی بات سُن لی۔ اور نمسکار کرکے راجگرہ کا راستہ لیا۔

تب پھر بھگوان بھکشوؤں کی جانب رجوع ہوئے "قومی اور مجلسی فلاح کی صورتوں کو مجھ سے سُنو۔ اور اُن کو ذہن نشین کر رکھو۔ تجربہ نے ثابت کردیا ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کہ اتحاد اور میل ملاپ میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ یہ جو بات میں نے ابھی اجنیوں کی بابت کہی ہے۔ وہ سنگھ پر بھی صادق آتی ہے۔ تم کسی حالت میں بھی میل ملاپ کے اصول کی پابندی کو ترک نہ کرو۔ اور جب تک کسی بات کی پوری پوری آزمائش نہ کر لو۔ تب تک اُس کو سنگھ میں شامل نہ کرو۔ اور اگر اُس کو داخل ہی کرتا ہے۔ تو مِل مِلا کر اچھی طرح اُس پر غور کرو۔ جب تک بڑوں میں انصاف۔ چھوٹوں میں بڑوں کی تعظیم اور دھرم کی خوشی کا خیال ہے۔ اور وہ کاہلی۔ بے دلی۔ اور چنچل پنے سے آزاد ہیں۔ اور اپنے آپ کو ضبط میں رکھتے ہیں۔ تب تک سنگھ کو تنزلی کا خطرہ نہیں ہے۔ اُس کی برابر ترقی ہوتی رہے گی۔ اس لئے تم ہمیشہ پاپ سے دُور۔ دل کے مضبوط۔ ہمت کے چُست۔ اور گیان حاصل کرنے میں ہمیشہ سرگرم بنے رہو۔ اور انھیں باتوں میں تمھاری بھلائی ہے۔"

دوسرا سرگ

بُدّھ کا طوائف کے گھر بھکشا پانا

معرفت کا شوق ہے فطرت میں انساں کے خمیر
اسلئے وہ وارثِ اقلیمِ عرفاں ہوگیا

ورشکارا اور بھکشوؤں کو سکشا دیکر بُدّھ وینو گرام کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں پرچار کی پینتالیسویں برسات گذاری۔ اور پھر ویشالی کا ارادہ کیا۔ راہ میں جب وہ پٹنہ کے قریب گنگا سے گذر رہے تھے۔ آس پاس گانوں کے رہنے والے گروہ کے گروہ درشنوں کو آئے۔ اور بھگوان زیادہ دیر رات تک اُن کو نیک بننے اور نیک کام کرنے کی نصیحت کرتے رہے۔ اور دوسری صبح کو وہ گنگا کے پار ہوئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُن کے پار اُتارنے کے لیئے ملّاح بے شمار کشتیاں لائے ۔ اور ہر شخص کی یہی خواہش تھی ۔ کہ بھگوان اُسی کی کشتی پر سوار ہوں ۔ مگر اُن کو یہ نہیں منظور تھا کہ ایک کی کشتی پر بیٹھ کر دوسروں کی دل شکنی کریں ۔ اس وجہ سے وہ بغیر کشتی کے پار اُترے ۔ اور چونکہ ہر معمولی واقعہ سے وہ لوگوں کو سبق دینے کے عادی تھے ۔ اس موقع پر فرمایا ۔ کہ "سنسار ساگر سے پار ہونے کے لیئے جب تپ اور سنجم نیم کی معمولی کشتیاں کافی نہیں ہیں ۔ اس سے پار ہونا صرف گیان کے جہاز سے ممکن ہے" جس گھاٹ سے بھگوان پار ہوئے ۔ وہ اُس وقت سے تعظیماً "گوتم گھاٹ" مشہور ہوا ۔

جب وہ گنگا کے اس طرف آئے ۔ اجات شترو کے حکم سے پاٹلی پتر کی محافظت کے خیال سے ایک نہایت مضبوط قلعہ تعمیر ہو رہا تھا ۔ اُس کو دیکھ کر بھگوان بہت خوش ہوئے ۔ اور فرمانے لگے "ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس عمارت کے تعمیر کرنے میں دیوتاؤں سے مشورہ لیا گیا ہے ۔ کسی وقت یہ گمنام پاٹلی پتر (پٹنہ) دُنیا کی شاندار راجدھانیوں میں شمار کیا جائے گا ۔ اور آنے والی نسلیں اس کی عظمت کا گیت گائیں گی" جب شہر والوں نے یہ پیشین گوئی سُنی بہت خوش ہوئے ۔ اور جس پھاٹک پر مہاپرش نے یہ پیشین گوئی کی تھی اس کا نام گوتم کا پھاٹک رکھا ۔

(پٹنہ سے پھر بھگوان ویشالی میں آئے ۔ اور آنب پالی نامی راج ویشیا (گندھرب) کے باغ میں مقیم ہوئے ۔ یہ عورت بڑی بھگتی کے ساتھ آئی ۔ اور گورو کے چرنوں میں پڑی ۔ گو وہ ظاہرا عیش پرست تھی ۔ مگر باطن میں وہ گیان حاصل کرنے کے قابل تھی ۔ اُس نے ہاتھ باندھ کر کہا "پربھو! میں ناپاک اور کم عقل عورت ہوں ۔ آپ میری دعوت قبول کیجیئے ۔ اور مجھ کو عزت بخشیئے" آپ نے فرمایا "دنیا داروں میں رہنے والی عورت میں اگر شانتی ہے ۔ اور عیش و نشاط میں مصروف رہتے ہوئے بھی وہ سمجھ بوجھ والی ہے ۔ تو وہ سچائی قبول کرنے کے قابل ہے" اور خاموشی سے

اُس کی دعوت قبول کی +

عورت خوش ہوکر اپنے گھر گاڑی میں سوار ہو کر جا رہی تھی۔ اُدھر سے لچھاوی قوم کے سردار گاڑی پر بیٹھے ہوئے آرہے تھے۔ اس کی گاڑی اُن کی گاڑی سے ٹکرائی۔ یہ برہم ہو کر کہنے لگے "تجھ کو کیا ہوگیا۔ جو اس بے پروائی کے ساتھ گاڑی ہانکتی ہے؟" وہ بولی "آج میری خوشی کی انتہا نہیں ہے۔ بھگوان بُدھ میرے گھر بھکشوؤں کے ساتھ بھکشا کریں گے"۔ وہ سُن کر دنگ ہو گئے "آنب پالی! ایک لاکھ روپیہ لو۔ اور یہ دعوت ہمارے لئے رہنے دو"۔ اُس نے جواب دیا "اگر آج تم مجھ کو ویشالی اور اُس کے تمام باجگذار ریاستوں کو دیدو۔ تب بھی اِس مُبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دُوں گی" +

عورت چلی گئی۔ یہ بُدھ کے درشن کے لئے آگے کی طرف بڑھے۔ بُدھ نے ان کو دیکھ کر بھکشوؤں سے کہا "لچھاوی سردار دیوتاؤں کی طرح خوش پوشاک ہیں"۔ سردار تعظیم سے قدموں پر جُھکے۔ اور منت کی "ستگورو! کل ہمارے یہاں بھکشا پایئے"۔ بھگوان بولے "کل کا دن تو آنب پالی کے گھر کے لئے مخصوص کر دیا گیا"۔ اور وہ بھگوان کی باتوں کو سُن کر خوش ہو کر کہنے لگے "شردھا اور پریم بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اُن کی وجہ سے ایک ادنے لڑکی سرداروں پر سبقت لے گئی"۔ اور افسوس کرتے ہوئے گھروں کو واپس گئے +

دوسرے دن بھگوان نے آنب پالی کے گھر میں بھکشا کی۔ عورت نے اپنا مکان وِہار کے لئے نذر کر دیا۔ اور بھگوان نے اُس کو اُپدیش دے کر بھکشوؤں کو ویشالی میں قیام کرنے کی ہدایت کی۔ اور آپ دینوبن کی طرف راہی ہوئے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تیسرا سرگ

بُدّھ اپنی موت کی خبر دیتے ہیں

زندگی کا عالمِ امکاں میں امکاں تھا اگر
موت کا بھی عالمِ امکاں میں امکاں ہوگیا

دینو دن میں بُدّھ بیمار ہو گئے۔ ضعیفی۔ بیماری۔ یہہ سب اس جسم کے وصف ہیں۔ کوئی آدمی ایسا نہیں ہوتا۔ جو جسم رکھتا ہوا یہہ کہہ سکے۔ کہ وہ بیمار یا بوڑھا نہ ہوگا۔ بیماری سخت تھی۔ اور اُس نے بُری طرح پر حملہ کیا۔ اُس وقت بُدّھ کو معلوم ہوا کہ اب دُنیا سے کوچ کرنے کا وقت آگیا۔ مگر دل میں سوچنے لگے "اگر میں شاگردوں کو بغیر اچھی طرح تلقین کئے ہوئے چلا جاتا ہوں۔ تو بہتر نہ ہوگا۔ اس لئے آؤ۔ قوّت ارادی سے ایک مرتبہ بیماری کو مغلوب کرو۔ اور اچھی طرح اِن کو سکھا پڑھا کر تب جسم کو ترک کرو"+

یہہ سوچ کر اُنھوں نے محض اپنے خیال سے جسم کو اُس وقت تندرست بنالیا اور کھُلی ہوئی ہوا میں آ بیٹھے۔ تمام بھکشو آنند کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور آنند نے اُن سے مخاطب ہو کر عرض کیا "بھگوان! میں صحت اور تندرستی کی حالت میں آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ اس دفعہ آپ کی بیماری دیکھکر میرے ہوش و حواس اُڑ گئے۔ زندگی کا کیا ٹھکانا ہے۔ پھر بھی مجھ کو پوری اُمید تھی۔ کہ آپ پوری ہدایت کئے ہوئے بغیر اس قالب کو نہ چھوڑیں گے"۔ اور بھگوان بولے "سُنو آنند! میں نے ظاہری اور باطنی اصول کی تعلیم دی۔ کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی۔ کیونکہ ست چھپانے کی چیز نہیں ہے۔ ممکن ہے کوئی شخص یہ سوچے۔ کہ میں ہی سنگھ کا پیشوا اور گورو ہوں۔ اور سنگھ میری ماتحت ہے۔ اور وہ خود اُس کی ہدایت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کے لئے نئے قاعدے گھڑنے لگ جائے۔ تم اس بات کو ذہن میں رکھو کہ ایسے کسی شخص کو سنگھ کے مالک۔ پیشوا یا ہادی ہونے کی ضرورت کیا ہے؟ سنگھ کسی کے ماتحت کب ہے! اس خیال سے غلط فہمی پھیلنے کا خطرہ رہتا ہے۔ میں اب بُوڑھا ہوا میری عمر اسّی برس کی ہوگئی۔ میری زندگی کا سفر ختم ہونے پر آیا۔ بڑھاپا میں کام کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جب جسم میں طاقت ہی نہیں رہی۔ تو پھر کام کیسے ہو۔ یہ وقت دھیان میں محو رہنے کا ہے۔ میں نے جس دھرم کو سوچا۔ اور پرگٹ کیا ہے۔ تم لوگ اُس کو سیکھو۔ اس پر قایم رہو۔ اُس کی تکمیل میں سرگرمی سے کام لو۔ اور جہاں تک ہو سکے اس کی اشاعت کرتے رہو تاکہ اور جیوں کا کلیان ہو۔ دیوتا اور انسان دونو اس سے فائدہ اُٹھاویں۔ اور اُن کو اصلی آنند اور سُکھ پراپت ہو۔ بھکشوؤ! اب بُدھ کے دن قریب آگئے۔ میری عمر پوری ہوگئی۔ جو کام مجھ کو کرنا تھا وہ کر لیا گیا۔ اب میں تم کو چھوڑ جاؤں گا۔ کیونکہ اس ناشمان جگت میں کوئی ہمیشہ نہیں رہتا۔ میں نے زندگی میں کسی پر بھروسہ نہیں کیا۔ صرف اپنا ہی بھروسہ رکھا۔ تم بھی ایسا ہی کرو اپنے قوت بازو کا سہارا رکھو۔ سرگرمی سے وچار کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کے پاک بنانے میں لگے رہو۔ اور ہمیشہ اپنی اور اپنے من کی نرکھ پرکھ کرتے رہو۔ جو شخص دھرم اور وِنے میں مضبوط رہیگا وہ سنسار ساگر کو پار کر جائے گا۔ اور اُس کے دُکھ ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائیں گے۔ تم اپنے لئے شمع بنو۔ اور تمھاری روشنی سے تم کو اور دوسروں کو فائدہ ہوگا۔ اور اگیان کی تاریکی مٹ جائے گی"۔

"سُنو آنند! یہ زندگی لالچ اور فریب ہے۔ جو اس کے فریب میں آیا وہ ہلاک ہوا۔ مجھ کو بھی مار بدکردار نے تین مرتبہ لالچ دینا چاہا۔ پہلی مرتبہ جب میں گھر سے باہر نکلنے چلا تھا۔ مار نے مجھ کو چکرورتی راجہ ہونے اور دھرم کی تحقیقات کے ارادہ کے ترک کرنے کی لالچ دی۔ اور میں نے اُس کی باتوں کی طرف دھیان نہیں دیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دوسری دفعہ نیرنجنا ندی کے کنارے جب میں وچار کا تپ کرتے ہوئے بالکل دُبلا پتلا ہوگیا۔ تب اُس نے مجھ کو جسم پرستی اور زندگی کے پیار کی لالچ دی۔ اور میں اُس کے دام میں نہیں پھنسا۔ اور اس کی سات برس کی محنت اکارت گئی۔ کیونکہ وہ سات برس تک میرے فریب دینے کے کام میں مصروف تھا۔ تیسری دفعہ پھر وہ بہکانے آیا۔ اور مجھ کو کہا "اب مرنے کا وقت قریب آیا۔ شانتی کے ساتھ چولے کو چھوڑ جائیے۔" میں نے اس کو جواب دیا "میں سنگھ کے بھائی بہنوں۔ بھکشو۔ بھکشونیوں۔ اور گرہستی مرد و عورتوں کو چتائے بغیر نہ مروں گا۔ اور جب تک یہ دھرم کی تشریح توضیح کرنے کے قابل نہ ہو جائیں۔ اور اپنی مُراد دوسروں کے ذہن نشین نہ کر سکیں اور اُن کو دھرم کی پیروی کرنے کے قابل نہ بنالیں میں دُنیا سے کوچ نہ کروں گا۔ دھرم کی جب خوب اشاعت اور تشہیر ہولے گی۔ اور یہ ہر دلعزیز بن جائے گا۔ اور انسان سمجھ جائیں گے۔ کہ آریہ دھرم کیا ہے۔ اور نِروان کی پراپتی کیسے ہوتی ہے۔ تب میں یہاں سے کوچ کروں گا۔" اور آنند! ایسا ہی ہوا۔ اور دیکھو۔ دھرم کے سمجھنے۔ ماننے۔ اور اُس پر چلنے والے کثرت سے ہو گئے۔ آنند! تین مرتبہ میں نے مار بدکردار کی بات نہیں مانی۔ آج وہ پھر چوتھی مرتبہ میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا "مرنے کے دن قریب آ گئے۔ اب تھوڑے ہی عرصہ بعد بدھ کی وفات ہوتی ہے۔" اب آنندا میں جلد ہی تم کو چھوڑ جاؤں گا۔"

آنند نے کہا "خداوندا! کچھ دنوں اور ٹھہریئے۔" یہ درخواست دو دفعہ کی گئی۔ اور دونوں مرتبہ بھگوان نے اُن کو نفی میں جواب دیا۔ تیسری مرتبہ آنند کے پھر درخواست کرنے پر آپ نے فرمایا "آنند! تمہارا سوال فضول ہے۔ تم بدھ پر وشواس رکھتے ہو۔ اور پھر بھی ایسی ناحق باتیں کرتے ہو۔ سنو۔ جو ہم سے قریب اور عزیز ہیں وہ بچھڑینگے پیدائش کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے۔ جسم سکندھوں سے بنا ہے۔ اس کے

اجزا بغیر منتشر ہوئے نہ رہیں گے۔ میں نے اس کو پہلے ہی سے چھوڑ رکھا ہے۔ اب تم اس مقام کے اِرد گرد جتنے وہار ہیں اُنکے سب بھکشوؤں کو یکجا کرو۔ اور میں اُن کو اپنا آخری اُپدیش سُناؤں گا"

آنند نے ایسا ہی کیا۔ سب دم کے دم میں حاضر ہوئے۔ بدھ نے وہار کے مندر میں بیٹھ کر اُن کو یہ ارشاد کیا۔ "بھائیو! تم نے ست کو پالیا۔ سمجھ لیا۔ معلوم کر لیا۔ اور اس کے ماہر ہو۔ اب اُس پر عمل کرو۔ اور وچار کرو۔ ضرور ہے چہار طرف جا جاکر اُس کے پرچار میں لگو۔ تاکہ دھرم عرصہ تک قایم رہے۔ خیال رکھو۔ جوتش کی مدد سے کسی کی خوش قسمتی یا بد قسمتی کی پیشین گوئی نہ کرنا۔ نہ اور کسی طرح کے علم سے کسی کا حال بتانا۔ اِن کی تم کو ممانعت کی جاتی ہے۔ من کو بے لگام چھوڑ دو گے۔ تو پھر نروان نہ پراپت کر سکو گے۔ دُنیا کے سنسنی پیدا کرنے والے معاملات سے علیحدہ رہکر من کو شانت رکھنے کا خیال رکھو۔ کھانا پینا صرف بھوک پیاس کے دُور کرنے کی غرض سے ہو۔ تتلی جس طرح پھول کا رس لے لیتی ہے۔ مگر نہ خوشبو کو بگاڑتی اور نہ پنکھڑی کو بد نما بناتی ویسے ہی تم بھی رہو۔ چار سچائیاں۔ اشٹانگ مارگ دھیان وغیرہ میں نے تم کو سب کچھ سکھا دیا ہے۔ اُنھیں کی مشاقی سے تم نروان کی راہ پر چل سکو گے۔ اور اُن کی پیروی تم کو نروان تک ضرور پہنچا دے گی۔ میں اب مرنے کے قریب آگیا۔ چند روز بعد میں اب تمھارے درمیان نہ رہوں گا۔ زندگی اور موت دونوں ایک ہی اصول کے تابع ہیں۔ تمام مرکب اشیا پورانی ہو کر تحلیل ہو جانے والی ہیں۔ ان کی محبت کا دم نہ بھرو۔ صرف ایسی چیز کی تلاش کرو جو دائمی ہے۔ اور اپنی نجات کی کوشش میں برابر محنت کرتے رہو۔ یہ میری آخری نصیحت ہے"

یہ کہکر بدھ نے سب کو رخصت کر دیا۔ اور پھر آپ بھی وہاں سے اور طرف کو چل دیئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چوتھا سرگ

بیماری کی ترقی

زندگی اور موت دونوں نوندوکی ہیں صورتیں
دور ہوگا کیسے یہ۔ بے سُود درماں ہوگیا

سفر کرتے کرتے جب بُدھ پاوا میں پہنچے۔ چند اسونار نامی ایک بھگت نے اُن کی مہمانی کی اور خشک شوکر مار گد[1] کی ترکاری اور چاول کی چپاتیاں کھلائیں۔ دونو ہی چیزیں ثقیل تھیں۔ اُن کو ہضم نہ ہو سکیں۔ اور وہ سخت بیمار ہو گئے۔ تاہم اُس موقع پر وہ ضبط کر گئے۔ اور تیسرے پہر کوشی نگر کی طرف روانہ ہوئے۔ جو بنارس کے شمال مشرق ۱۲۰ اور کپل وستو کے پورب ۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے جب وہ آدھا فاصلہ طے کر چکے راہ میں کوکُتّما دریا ملا۔ ایک تو بیماری اور درد۔ دوسرے بڑھاپا۔ تیسرے سفر کی ماندگی! آگے کی طرف نہ بڑھ سکے۔ اور وہاں ہی آرام کرنے کی نیت سے بیٹھ گئے۔ پیاس معلوم ہوئی۔ آنند ساتھ تھے۔ اُن سے کہا "آنند! پانی لاؤ۔ مَیں پیاسا ہوں" آنند نے جواب دیا "ابھی چھکڑوں کے چلنے سے پانی گندہ ہوگیا ہے۔ ذرا ٹھہر جائیے۔ تب مَیں لاؤں" مگر پیاس زور کی تھی۔ دوبارہ سہ بارہ آنند سے پھر وہی درخواست کی گئی۔ آخر وہ گئے۔ کمنڈل بھر کر لائے۔ پانی بالکل صاف ہوگیا تھا۔ اور بُدھ نے پی کر اپنی پیاس بجھائی +

اُسی جگہ پُکبش (ملا) اور ارکلام بھی جو پاوا کو جا رہے تھے۔ بھگوان نے اِن

[1] شوکر مار گد وہی چیز ہے جس کو پورب میں کوکرمتا اور پنجاب میں کُھمب کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کے لغوی معنی سُور کے گوشت کے ہیں۔ انگریزی عالم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ بُدھ نے سُور کا گوشت کھایا تھا جو بالکل غلط ہے۔ بُدھ گوشت کا کھانا منع کرتے تھے۔ اُس کا ہر بلی کے اطراف میں گرجوا نام ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دونوں کو اُپدیش دیا۔ پکش نے بُدھ اور آنند دونوں کو زردوزی کے کپڑے بھینٹ کیے اور بُدھ نے جب اُس کو پہنا اُن کا جسم خودبخود روشن ہو گیا۔ اور سب اس واقعہ کو دیکھکر دنگ ہو گئے۔ آنند نے پوچھا "بھگون! کیا سبب ہے۔ کہ اس وقت آپ کا چہرہ اس طرح دمک رہا ہے۔ کہ سونے کا رنگ بھی اُس کے سامنے فق ہو گیا ہے؟" آپ نے جواب دیا "سُنو آنند! زندگی میں دو موقعوں پر بُدھ کے جلال کا تیج خاص صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔ ایک تو نِروان کے گیان حاصل کرنے کی رات اور دوسرے اس کی کوچ کی رات کو۔ اور اس کے بعد پھر کبھی بُدھ کا جنم مرن نہیں ہوتا[۱]"

کافی طور پر آرام کر لینے کے بعد بھگوان نے دریا میں سنان کیا۔ اور شام ہوتے ہوتے وہ کوشی نگر کے قریب ایک باغ میں پہنچے۔ اور اُن کی حالت خراب ہو گئی تب آنند کو یاد کیا۔ اور اُن سے مخاطب ہو کر بولے "آنند! یہ میری زندگی کا آخری دن ہے۔ اب میں زندہ نہ رہوں گا۔ ممکن ہے میرے بعد کوئی چنداسونار سے کہے کہ تیرے یہاں کھانا کھانے سے بُدھ کی موت ہوئی ہے۔ اس لیے تیرا بھلا نہ ہو گا تم چندا کے پاس خود جا کر کہدینا۔ کہ جس کے گھر آخری غذا کھا کر بُدھ نِروان میں داخل ہوئے ہیں۔ اُن کو بہت پھل ملتا ہے۔ اور اُن کے پُنیہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ دو آدمی ہیں۔ جو بڑے پُنیہ کے وارث ہیں۔ ایک تو جاتا ستری جس کی کھیر کھانے کے بعد بُدھ کو نِروان کا گیان ملا اور دوسرا یہ چندو جس کی روٹیاں کھانے کے بعد بُدھ پری نِروان دشا میں داخل ہونگے تم اس سے کہدینا۔ کہ میں (بُدھ) نے خود یہ باتیں اپنی زبان سے کہی ہیں۔ اور اُس کو تسلی دینا"

[۱] اس کا سبب سنتوں کی تعلیم کے موافق یہ ہے۔ کہ جسم کے رگ و ریشوں سے سُرت کھچکر اُوپر کو چڑھ جاتی ہے۔ تب آنکھ اور پیشانی خاص طرح پر چمکنے لگتی ہے۔ اس کو برہمہ کا تیج بھی کہا جاتا ہے۔

حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔ جسم اکڑنے لگا۔ اس وقت بھگوان بولے "دانی کو اصلی نفع۔ اہل ضبط کو سچی طاقت۔ من اور اندریوں کے بس کرنے والے کو اعلیٰ درجہ کی عزت ملتی ہے اور گناہ۔ شہوت۔ بدفراجی۔ اور بھرم۔ اگیان کے دُور ہو جانے سے نروان کی پراپتی ہوتی ہے"+

پانچواں سرگ

آخری وقت کی دردآمیز باتیں

مسلکِ توحید کا کلمہ زباں سے جو سُنا
سالکوں کا بس وہی دین اور ایماں ہوگیا

کُوشی نگر کے اُپ بن اور ملا قوم کے باغ میں ہرنیاوتی ندی کے کنارے دو درختوں کے درمیان۔ بستر لگا دیا گیا۔ سرہانا اُتر کی جانب اور پیتانا دکھن کی طرف ہے۔ مرتے وقت آریوں میں اسی طرح لیٹ رہنے کا دستور سناتن (زمانہ قدیم) سے چلا آتا ہے۔ اور گورو اُس پر لیٹ گئے +

آنند کو دُکھ ہوا۔ وہ ابھی سے گورو کی جدائی کو محسوس کرنے لگے۔ اور ایک کنارے جا کر رونے لگے "ہائے! سنسار میں اگیان کی تاریکی تھی۔ ہر چہار طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا۔ سب ٹٹول ٹٹول کر چل رہے تھے۔ پھر بھی کسی کو نہ کسی بات کی خبر تھی نہ ٹھور ٹھکانا ملتا تھا۔ بدھ گیان کے سورج بن کر روشن ہوئے۔ اور نروان کے نُور سے سنسار کو منور کر دیا۔ افسوس اب وہ سورج ڈوب رہا ہے"! بدھ کو آنند کے دلی جذبات کی خبر تھی۔ بولے۔ "بھائیو! آنند کو بلاؤ۔ وہ اس وقت کہاں ہیں"؟ آنند بلائے ہوئے آئے۔ آنکھیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

خون کے آنسو رو رہی تھیں۔ ہونٹ ہل رہے تھے۔ جسم میں لرزہ تھا۔ دل بیقرار اور مضطرب تھا۔ آتے ہی اُن کی آنکھوں کا چشمہ اُبل آیا۔ اور زور شور کے ساتھ اُمنڈنے لگا۔ گورو نے یہہ حالت دیکھی۔ فرمایا۔ "آنند! آؤ۔ میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ تم آخر اس قدر روتے کیوں ہو! رونا موقوف کرو۔ رنج کرنا عبث ہے۔ تم ہمیشہ میرے ساتھ رہے ہو۔ میری باتیں سُنی ہیں۔ کیا میں نے تم کو پہلے نہیں بتایا تھا۔ کہ جنم کے لئے مرن۔ اور ملاپ کے لئے جدائی لازمی ہیں۔ ہر مرکب شے میں تحلیل ہونے کا قدرتی خاصہ ہوتا ہے۔ جو آیا ہے وہ چلا جائے گا۔ جو بنا ہے وہ بگڑ جائیگا۔ جو ملا ہے وہ چھوڑ جائے گا۔ نادان انمتا کے جال میں پھنسے ہوئے میرا تیرا کہتے رہتے ہیں۔ نہ کوئی میرا ہے۔ نہ کوئی تیرا ہے۔ کوئی کسی کا نہیں ہے۔ اور وہ کسی کا ہو کیسے سکتا ہے! یہہ سوچنے سمجھنے کی بات ہے۔ تم من بچن کرم سے میری سیوا کرتے رہے ہو۔ تمھاری زندگی بہت نیک اور پاک ہوئی۔ جس طرح تم نے کام شروع کیا ہے۔ اُس کو جاری رکھکر پورا کرو۔ اور وہ وقت اب دُور نہیں ہے۔ جب تم بھی زندگی کی پیاس۔ اگیان کے پھندوں۔ اور انمتا کے قرضی اور کلپت جھگڑوں سے چھوٹ جاؤ گے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس گوشت پوست کے جسم کو محفوظ رکھوں؟ نہیں۔ یہہ بالکل غلط خیال اور نادانی کی گفتگو ہے۔ میں نے کام پورا کر لیا۔ اب مجھ کو سنسار سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جانا چاہئے"۔

آنند نے آنسو پونچھ کر سوال کیا۔ "آپ کے پیچھے کون ہم کو دھرم سکھلائے گا؟"

اور گورو نے جواب دیا۔ "نہ میں بدھوں کے سلسلہ کا پہلا ہوں نہ آخری ہوں۔ وقت وقت پر۔ ضرورت کے موافق۔ جیوؤں کے کلیان کرنے کے لئے بدھ پرگٹ ہوتے رہتے ہیں۔ اس کلپ میں میں چوبیسواں بدھ ہوں۔ پچیسویں میتر ہونگے۔ اور پھر دھرم چکر کا پربورتن ہو گا۔ بدھ سچائی کا نام ہے۔ بدھ چہرا۔ خون

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

وغیرہ کو نہیں کہتے - یہ ست ہے - ست نہیں مرتا - جب جب بھرم کے بادل اُٹھکر دھرم کے آکاش کو اندھیراسیاہ کر دیتے ہیں - تب تب بدّھ پرگٹ ہو کر اپنے جلال اور تیج سے اُس کو روشنی دیتے ہیں - اور اگر تم سچائی پر وشواس ہے تو پھر بدّھ کو فانی کیوں سمجھتے ہو - جس کے دل میں سچائی ہے - بدّھ اُس کے ساتھ ہیں - کیونکہ بدّھ سچائی اور ست ہی کا نام ہے"۔

آنند نے پوچھا "ہم میتریے کو کن علامتوں سے پہچانیں گے؟" آپ نے فرمایا "سورج کے دکھانے کے لئے چراغ کی کب ضرورت ہوئی ہے - کیا سورج کا لاثانی نور خود اُس کے پہچان کی یقینی علامت نہیں ہے - میتریے دیا مجسم ہونگے - پریم کی جھلکتی ہوئی مورتی - جیوؤں پر دیا کرنے والے - نہ کسی سے نفرت نہ کسی سے رشک وحسد - یہ اُن کی پہچان ہوگی - پریم کبھی چھپانے سے چھپا ہے یا وہ چاند کی نورانی کرنوں کی طرح پھوٹ نکلتا ہے - اور دم کے دم میں محیط کل ہو جاتا ہے - چاند کی روشنی چاندنی بن کر ایک جگہ تو نہیں رہتی - اسی طرح میتریے جب آویں گے اپنے پریم کی دھاروں سے سب کے دلوں کو معمور کر دیں گے - یہ اُن کی پہچان ہوگی"۔

تب بھگوان اور بھکشوؤں کی طرف مخاطب ہوئے "بھائیو! آنند قابل تعظیم ہیں - اُن کا دل بہت وسیع ہے - اور پریم سے بھرا ہوا ہے - تم سب لوگ ملے جُلے ہوئے - مرد و عورت - بھکشو اور بھکشونی سب کرم بیشش دھرم کے فرض کو انجام دیتے رہو - یہی بدّھ کی مناسب تعظیم اور تکریم ہے"۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چھٹا سرگ

سوبھدر کے ساتھ بات چیت

بے عمل کا علم ہے بے سود۔ اُس سے نفع کیا
علم کا عامل تھا جو سچا سخنداں ہو گیا

جب ملاّ قوم کے آدمیوں نے سُنا۔ کہ بدھ آئے ہیں۔ اور ہمارے باغ میں مقیم ہیں"۔ وہ سب درشن کے لئے حاضر ہوئے۔ بھگوان اُن کی شردھا بھگتی دیکھکر خوش ہوئے۔ اور گو اُن کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ پھر بھی اُن سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے "بدھ کا درشن کر لینا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ بدھ کی ہدایت پر کاربند ہونے کی ضرورت ہے۔ دانہ پانی کے دیکھ لینے ہی سے بھوک پیاس نہیں جاتی۔ کھانے پینے سے آسودگی ہوتی ہے۔ جنہوں نے میرے اپدیش کو سُنا۔ لیکن اُس کے مطابق زندگی نہیں بنائی۔ اور نہ دھرم کی راہ اختیار کرتے ہوئے نروان کی پدوی حاصل کی۔ تو اُن کا سُننا اور نہ سُننا برابر ہے۔ لیکن جس نے مجھ کو نہیں دیکھا۔ نہ میری زبان سے اُپدیش سُنا۔ بلکہ ست کو پیار کرتا ہوا ست کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اُسی کو بدھ کا سچا درشن ملا۔ اور وہ اُن کا پیرو کار ہے۔ جیسے حکیم کے محض دیکھ لینے سے مرض دور نہ ہوگا ویسے ہی بدھ کے محض درشن سے سنسار کا دُکھ نہ جائے گا۔ جو میرے حکم پر چلتا ہے۔ مجھ سے قریب ہے۔ مگر جو میرے ساتھ ہو کر حکم نہیں مانتا وہ مجھ سے بہت دُور ہے۔ تم نے بدھ کا آخری مرتبہ درشن کر لیا۔ بہت اچھا کیا۔ لیکن تعریف تو اُس وقت ہے۔ جب دھرم پر ثابت قدم رہکر اُس کی پیروی کرتے رہو"۔

یہ کہکر بھگوان لیٹ گئے۔ اور چُپ ہو رہے۔ کیونکہ آخری وقت پہنچ گیا تھا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور ہاتھ پاؤں کی طاقت زائل ہو رہی تھی۔ مگر اُسی وقت آواز سنائی دی۔ "آنند! مجھکو بُدھ کا درشن کر لینے دو۔ کیوں روکتے ہو۔ ایسا موقع صرف کسی کسی خوش نصیب آدمی کو ملتا ہے۔ بدھ روز روز نہیں پیدا ہوتے۔ مَیں بھگوان سے کچھ سوال کرونگا۔" مگر آنند کہتا تھا "نہیں سادھو! یہ درشن کا وقت نہیں ہے۔ آج بھگوان کے چولہ چھوڑنے کا دن ہے۔ تُم بحث کروگے۔ اُن کو تکلیف ہوگی۔" پھر کہا گیا "متر! درشن کی اجازت دو۔ اس آخری وقت ہی میں مُجھکو رُوحانی فایدہ حاصل کر لینے دو۔ بُدھ کبھی نہ روکیں گے مُجھکو یقین ہے۔ اور مَیں اُن کی دیا سے اپنے شکوک رفع کر لونگا۔" آنند نے کہا "سوبھدر! بُدھ آج ہی سفر سے آئے ہیں۔ اور بات کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ اُن کو اور زیادہ تکلیف نہ دو۔"

جب بھگوان نے یہ باتیں سُنیں۔ آواز دی۔ "آنند! نہ روکو۔ سوبھدر کو آنے دو وہ دھرم کے جاننے کی خواہش سے سوال کرے گا مجھکو تکلیف نہ دیگا۔ اس وقت اُس کے سوال کا میں جو کچھ جواب دوں گا وہ آسانی سے سمجھ جائے گا۔ اور اُس کی تسلّی ہوگی۔" آنند نے بھگوان کا حکم سُن کر سوبھدر کو گورو کے پاس آنیکی اجازت دی اور اُنھوں نے آکر ساشٹانگ دنڈوت کیا۔ اور حکم پاکر پُوچھنے لگے "بھگون! کھٹ[1] درشنوں کے معلّم کی تعلیم آیا نجات دینے والی ہے یا نہیں۔ اُن کو گیان کا دعوے تھا۔ اور ان کی رائیں ایک دوسرے کی مخالف ہیں؟" بدھ بولے "سوبھدر! یہ مسئلہ بہت بحث طلب ہے۔ تُم دیکھتے ہو۔ میرے کوچ کا وقت پہنچ گیا ہے۔ مَیں تُم کو کیا جواب دوں۔ صرف اِتنی بات کہتا ہوں۔ جس درشن میں پاکانہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت نہ ہو۔ اُس کی مدد سے

[1] کھٹ درشن ہم ہندوؤں میں ویدانت۔ سانکھیہ۔ یوگ۔ نیائے۔ ویشیشک۔ اور میمانسا ہیں۔ مگر برہما کے بودھ ان سے کھلی۔ گو۔ سانکی۔ تھنتری۔ جانی۔ اور گنتی مراد لیتے ہیں۔ اور پوری طرح پر ان کی وضاحت نہیں کرتے۔

نجات کی اُمید رکھنی غلطی ہے۔ تم اشٹانگ مارگ پر چلو۔ چار آریہ سچائیوں کو سمجھو۔ پاک بنو۔ پریم کو اپنے دل میں جگہہ دو۔ یہی نجات اور مُکتی کا راستہ ہے۔ اس سے زیادہ تُم اور کیا چاہتے ہو"!

سُبھدر کی اتنی ہی باتوں سے تسلّی ہو گئی۔ اور اُس نے اُسی وقت بُدّھ دھرم اور سنگھ کی شرن لیکر آنند سے کہا " مجھ کو تو صرف آخری دن گورو کی سنگت نصیب ہوئی تُم ساری عمر ان کے ساتھ رہے ہو۔ تم مبارک اور خوش نصیب ہو"۔

ساتواں سرگ

بُدّھ کی وفات

> ہے قمر نظروں سے غائب۔ وصل کی شب ہو چکی
> جلوہ گر اب آفتاب روزِ ہجراں ہو گیا ٥

اُوم نمو پارمے ہِتم سُبھدر کے دیکشا دینے کے بعد بُدّھ کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے لگے۔ پھر بھی وہ آنند سے مخاطب ہو کر بولے " آنند! ایسا نہ ہو۔ کہ تم میرے پیچھے اس طرح کہو۔ کہ اب اُپدیش ختم ہو گیا۔ اور گورو کے گُپت ہونے پر تعلیم کا سلسلہ بند ہو گیا۔ ایسا کبھی خیال نہ کرنا چاہیئے۔ یہ سچ ہے۔ کہ مَیں اب پھر کبھی پیدا نہ ہونگا۔ میرے جنم مرن کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے مگر میرے بعد دھرم اور سنگھ دونوں رہینگے۔ اور تُم اُن ہی کو گورو سمجھنا۔ سنگھ کو اختیار ہے کہ میری عدم موجودگی میں وہ ضرورت۔ خواہش اور مصلحت وقت کے مواقف صرف ادنےٰ اور معمولی احکام کے متعلق ترمیم اور

٥ شاہ ظفر مرحوم کا کلام ہے:۔

وصل کی شب ہو چکی رخصت قمر ہونے لگا آفتاب روزِ محشر جلوہ گر ہونے لگا

تفسیخ سے کام لے"۔

اس کے بعد آپ نے بھکشوؤں کو خطاب کیا "بھائیو! یہ میرے مہاپری نروان کا وقت ہے۔ ممکن ہے دھرم اور سنگھ کے معاملات میں کسی بھائی کے دل میں کوئی اعتراض یا شک و شبہ باقی ہو۔ اور وہ پیچھے سے افسوس کرے۔ کہ میں نے بدھ گورو سے اُن کی زندگی میں نہیں پوچھ لیا۔ اس لئے مَیں تم کو حکم دیتا ہوں۔ کہ ابھی وقت ہے۔ جس کو جو سوال کرنے ہوں وہ کرلے"۔ مگر نہ کسی نے کچھ دریافت کیا۔ اور نہ پوچھنے کی کسی کو ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ حالت دیکھکر آنند کو تعجب ہوا۔ اور وہ کہہ اُٹھے "اس مجمع میں ایک بھی تو ایسا بھائی نہیں نظر آتا ہے۔ جس کے دل میں بدھ۔ دھرم۔ اور سنگھ کی بابت اعتراض ہو۔ یا غلط فہمی ہو۔ سب نے سچائی کی رُوح کو جذب کرلیا ہے"

بدھ آنند کی بات سُن کر بولے "آنند! ان لفظوں سے تمہارے اپنے وشواس اور بھگتی کا پتہ لگتا ہے۔ لیکن حقیقت یوں ہی ہے۔ کہ کسی بھائی کے دل میں بدھ دھرم اور سنگھ کے متعلق شک و شبہ کی گنجایش نہیں ہے۔ اور جس کا سنسکار کر دیا گیا ہے وہ نروان کا ادھکاری اور پرم پد پانے کے قابل ہو گیا ہے۔ لیکن میں احتیاطاً پھر بھی تم سے پوچھتا ہوں۔ کہ آیا۔ تم سچ مچ شک و شبہ نہیں رکھتے یا محض بدھ کی تعظیم اور اُن کی آخری حالت کی تکلیف کے خیال سے خاموش ہو؟" بھکشو ہم زبان ہو کر بولے "نہیں بھگون! ایسا نہیں ہے۔ بلکہ سچ مچ ہمارے دلوں میں کوئی بھی شک و شبہ باقی نہیں رہ گیا ہے"۔

تب بدھ نے پھر فرمایا "اگیان نے سنسار کو گھیر رکھا تھا۔ جیسے انڈے کے جانور انڈے میں پڑے اور پھنسے رہتے ہیں۔ ویسے ہی سب اندھکار میں تھے۔ میں نے اس اودیا کے انڈے کو توڑ دیا۔ اور بدھ ہوا۔ اس لئے تم کو بدھ کی عزت اور تعظیم دل میں رکھنی چاہیئے۔ اور ان کے معراج اور اشٹ کے پورے کرنے کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

خواہش کرنی چاہیئے - اور تم کو بھی بُدھ پد اور نروان اَوستھا کو حاصل کرنا چاہیئے - اب میں تم سے رُخصت ہوتا ہوں - تمام مُرکّبات میں تحلیل ہونے کا قدرتی خاصّہ ہے - ست واقعی دایم وقایم ہے - تم اپنی مُکتی آپ اپنی محنت سے کرو - اور کسی کا سہارا نہ تلاش کرو - یہ تم سے میرے آخری الفاظ ہیں" +

اس تقریر کے بعد گہری سمادھی لگ گئی - آنکھیں بند ہوگئیں - اور وہ پھر نہیں کُھلیں - بُدّھ نے دُنیا سے کوچ کیا - نِروان پد کے سِکھانے والے گوروُ نے شریر کو ہمیشہ کے لئے تیاگ دیا - ایک نور کا شعلہ تھا - جس نے روشن ہو کر دُنیا کو نُورانی کر دیا تھا - اور پھر خاموش ہو گیا - زمین میں بھونچال آیا - آسمان میں رعد کی گرج ہوئی - جس مخلوق کو ابھی تک گیان کی دولت نہیں حاصل ہوئی تھی - ترستی ہوئی رنج و ملال سے فرش خاک پر گر پڑی " ہائے! گوُرو نے بہت جلد شریر کا تیاگ کر دیا - ابھی ہماری ضرورت رفع نہیں ہوئی تھی - اور نہ دلوں کی تاریکی مٹی تھی - کہ دُنیا کا روشن کرنے والا نُور آناً فاناً میں بجھ گیا " ماتم کی صدا بُلند ہوئی - سب رونے لگے - ملّا قوم کے مرد و عورت اس واقعہ کو سُن کر سب وہاں آئے - اور گورو کی موت پر ماتم کرنے لگے +

آنندؔ نے اِن لوگوں کو سمجھایا " بھائیو! رونا اور شور کرنا عبث ہے - گوُرو نے ہمارے ذہن نشین کرا دیا تھا - کہ ہر پیدا شُدہ شے میں تحلیل کا قدرتی خاصہ ہے - جو بنتا ہے وہ بگڑتا ہے - یہ جسم عنصر کے اجزا سے بنا ہے - اس کا تو کمزور ہو کر زائل ہو جانا لازمی ہی تھا - تم صبر کرو" +

اُسی وقت ملّا قوم کے سرداروں نے باجے گاجے منگائے - پھول - ہار - لباس پوشاک - عطریات، وغیرہ کے سامان مہیا کئے گئے - اور دوسرے دن جسم کو غسل دیا گیا اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ چتا پر لاش کو رکھکر اُس کا داہ کرم کر دیا گیا کہتے ہیں - کہ کسی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شاہنشاہ یا مہاراجہ کا بھی انتشیٹھی کرم اس دھوم دھام سے کبھی نہیں ہوا تھا +
جب جسم جل گیا۔ مختلف راجاؤں کے دربار سے ایلچی آئے۔ اور گورو کے پھول کے حصّہ کی درخواست کی۔ یہ آٹھ حصّوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور جو لوگ جہاں جہاں اُس کو لے گئے۔ دھات کے صندوق کے اندر رکھکر اُس پر عالیشان ستھوپ (مینار) بنوائے۔ اور اُس کو بُدّھ گورو کی یادگار کا ذریعہ ٹھہرایا۔ اور آج تک تمام مُلکوں کے معتقد اِن پاک مقامات کے درشن کرنے کے لئے آتے ہیں۔
اور بُدّھ بھگوان کی لامثال تعلیم۔ لامثال زندگی کی مثال۔ اور لامثال گیان ہیں اپنی رُوحانی تسلّی تلاش کرتے ہیں۔ جب سے بھگوان نے دھرم کا پرچار کیا اربوں آدمیوں کو اُس سے فیض پہنچا۔ اب بھی کروڑوں ایسے ہیں جو رات دن اُن کی سچّی تقدیس کا گیت گاتے ہوئے اپنا جنم سپھل کرتے ہیں +

بُدھ کی جے ہو۔ دھرم کی جے ہو۔ سنگھ کی جے ہو +

دُکھیوں کے دُکھ دُور کرنے والے۔ بھوجال میں پھنسے ہوؤں کی پھند کاٹنے والے۔ بھوساگر سے پار اُتارنے والے۔ سب کے بھائی۔ پیارے۔ گورو۔ دھرم چکر کے پرورتن کرنیوالے
بُدّھ بھگوان کی جے ہو

اوم نمو بدھے ہم
ہولی کے دن ۹ مارچ ۱۹۱۷ء کو شری وِگیان بودھاین سماپت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ضمیمہ جات وگیان بودھاین

یعنی

شاکیہ منی بھگوان بدھ کا

دھرما لوک بکھ سوتر

بدھ دھرم کے تمام فلسفہ اور دھرم کرم کے

مستعملہ اصطلاحات کے مجموعہ سے سوتر

مہایان شاکھا کے بموجب

بمعہ مختصر تشریح کے

و دیگر ضمیمہ جات

از ایڈیٹر وگیانی لاہور

جملہ حقوق بنام منشی گوری شنکر لال اختر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

فہرست ضمیمہ جات وگیان بودھاین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ ۔۔۔۔۔	۳۸۷	شانت پرتیہ ویکشا ۔۔۔	۳۹۴	چار ردھی ۔۔۔۔۔۔	۴۰۱	آدھیہ آتشے ۔۔۔۔	۴۰۸
سروہا ۔۔۔۔۔	۳۸۸	ستیہ ۔۔۔۔۔۔	۳۹۴	شردھا اندری ۔۔۔۔	۴۰۲	پریوگ سے ۔۔۔۔	۴۰۹
پرشاد ۔۔۔۔۔۔	۳۸۸	بھوت ۔۔۔۔۔۔	۳۹۴	ویر اندریہ ۔۔۔۔۔۔	۴۰۲	دان پارمتا ۔۔۔۔	۴۰۹
پرمود ۔۔۔۔۔۔	۳۸۸	دھرم چرن ۔۔۔۔۔	۳۹۵	سمرتی اندریہ ۔۔۔۔	۴۰۲	شیل پارمتا ۔۔۔۔۔	۴۱۰
پریت ۔۔۔۔۔۔	۳۸۹	تینوں سکے ۔۔۔۔	۳۹۵	سمادھی اندریہ ۔۔۔	۴۰۲	کشانتی پارمتا ۔۔۔	۴۱۰
کلے سموہ ۔۔۔۔	۳۸۹	کرتگیتا ۔۔۔۔۔۔	۳۹۵	پرگیا اندریہ ۔۔۔۔۔	۴۰۳	ویریہ پارمتا ۔۔۔۔	۴۱۰
واک سموہ ۔۔۔۔۔	۳۸۹	کرتی وتا ۔۔۔۔۔	۳۹۵	شردھا بل ۔۔۔۔	۴۰۳	دھیان پارمتا ۔۔۔	۴۱۰
من سموہ ۔۔۔۔۔	۳۸۹	آستیکتا ۔۔۔۔۔۔	۳۹۶	بیریہ بل ۔۔۔۔۔۔	۴۰۳	پرگیا پارمتا ۔۔۔۔	۴۱۱
بدھ سمرتی ۔۔۔۔	۳۸۹	سنتوگیا نمانتا ۔۔۔	۳۹۶	سمرتی بل ۔۔۔۔۔	۴۰۳	اپائے کوشل ۔۔۔۔	۴۱۱
دھرم سمرتی ۔۔۔۔	۳۹۰	دھرم گیتا ۔۔۔۔۔	۳۹۶	سمادھی بل ۔۔۔۔۔	۴۰۳	چار سنگرہ ۔۔۔۔۔	۴۱۱
سنگھ ۔۔۔۔۔	۳۹۰	کالگیتا ۔۔۔۔۔۔	۳۹۶	پرگیا بل ۔۔۔۔۔	۴۰۳	ستو پریپاک ۔۔۔۔	۴۱۲
تیاگا نوسمرتی ۔۔۔	۳۹۰	نیت انتا ۔۔۔۔۔	۳۹۶	سمرتی سمبودھینگ ۔۔	۴۰۴	سد دھرم ۔۔۔۔۔	۴۱۲
شیلا نوسمرتی ۔۔۔	۳۹۰	اپرتی ہمت ۔۔۔۔	۳۹۷	دھرم پرچے سمبودھی	۴۰۴	پنیہ سنبھار ۔۔۔۔	۴۱۲
دیوتاؤں کی سمرتی	۳۹۱	انوتپاپ ۔۔۔۔۔	۳۹۷	بیریہ سمبودھی ۔۔۔۔	۴۰۴	گیان سنبھار ۔۔۔۔	۴۱۲
کایا گتا نوسمرتی ۔۔	۳۹۱	ادھی مکتی ۔۔۔۔	۳۹۷	پریتی بدھی سمبودھی ۔	۴۰۴	شمتھ سنبھار ۔۔۔	۴۱۳
ویدنا گتا نوسمرتی ۔۔	۳۹۱	ادیاپاد ۔۔۔۔۔	۳۹۷	پرشربدھی سمبودھی ۔۔	۴۰۴	ودرشنا سنبھار ۔۔۔	۴۱۳
چت انوگتا نوسمرتی ۔	۳۹۱	اموہ ۔۔۔۔۔۔۔	۳۹۷	سمادھی سمبودھی ۔۔۔	۴۰۵	پرتی سنبھار ۔۔۔۔	۴۱۳
دھرما نوگتا نوسمرتی	۳۹۲	دھرمارتھ کتا ۔۔۔	۳۹۸	اپیکشا سمبودھی ۔۔۔	۴۰۵	پدی سرن ۔۔۔۔	۴۱۴
میتری ۔۔۔۔۔	۳۹۲	دھرم کامتا ۔۔۔۔	۳۹۸	سمیگ درشٹی ۔۔۔۔۔	۴۰۵	دھارنا کی پراپتی ۔۔۔	۴۱۴
وکمپونا ۔۔۔۔۔۔	۳۹۲	شرت ۔۔۔۔۔۔	۳۹۸	سمیگ سنکلپ ۔۔۔۔	۴۰۵	پرتی بھان ۔۔۔۔۔	۴۱۴
مدتا ۔۔۔۔۔۔	۳۹۲	سمیگ پریوگ ۔۔۔	۳۹۸	سمیگ واک ۔۔۔۔	۴۰۶	انولوم ۔۔۔۔	۴۱۴
اپیکشا ۔۔۔۔۔۔	۳۹۲	نام روپ ۔۔۔۔۔	۳۹۹	سمیگ کرمانت ۔۔۔	۴۰۶	انوتپتک ۔۔۔۔۔	۴۱۴
انتیہ پرتیہ ویکشا ۔۔	۳۹۳	بینو درشتی ۔۔۔۔	۳۹۹	سمیگ آجیو ۔۔۔	۴۰۶	اپورتک ۔۔۔۔۔	۴۲۵
دکھ پرتیہ ویکشا ۔۔	۳۹۳	سکندھ کوشلیہ ۔۔۔	۳۹۹	سمیگ ویایام ۔۔۔۔	۴۰۷	ایک بھومی ۔۔۔۔	۴۱۵
اناتم پرتیہ ویکشا ۔۔	۳۹۳	دھاتو سمتا ۔۔۔	۴۰۰	سمیگ سمرتی	۴۰۷	ابھی شیک بھومی ۔۔۔	۴۱۹
اشدھ پرتیہ ویکشا	۳۹۳	آتمن کے کھینچنے ۔۔۔	۴۰۰	سمیگ سمادھی ۔۔۔۔	۴۰۷	ضمیمہ نمبر ۲ ۔۔۔۔	۴۱۷
ہری مانس ۔۔۔۔	۳۹۴	انُت پاد ۔۔۔۔۔	۴۰۱	بودھی چت ۔۔۔۔۔	۴۰۷	ضمیمہ نمبر ۳ ۔۔۔۔	۴۲۷
اپترا پیہ ۔۔۔۔۔	۳۹۴	چار سمیک	۴۰۱	آتشے سے ۔۔۔۔۔	۴۰۸	ضمیمہ نمبر ۴ ۔۔۔۔	۴۲۸

اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ضمیمہ وگیان بودھاین نمبر ۱

دھرما لوک مکھ سوتر

ایک مشہور سنسکرت کتاب کا ترجمہ معہ نہایت مختصر تشریح کے

دیباچہ۔ یہہ سنسکرت کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں بُدھ دھرم کے قریب قریب تمام متعلقہ دھارمک اور فلسفانہ اصطلاحات آجاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہہ سوتر خود بدھ بھگوان کے تصنیف کردہ ہیں۔ مگر یہہ بالکل غلط اور غیر صحیح بات ہے۔ کیونکہ اوّل بھگوان نے خود کوئی بات نہیں لکھی۔ دوسرے اس میں ہین یان اور مہایان کا ذکر آتا ہے جن کا بھگوان کی زندگی میں کہیں نام ونشان تک نہیں تھا۔ اُس وقت بدھ دھرم صرف آریہ دھرم کے نام سے موسوم تھا۔ صدیوں کے بعد اُس کی دو شاخیں ہو گئیں۔ قدیم شاخ ہین یان اور نئی مہایان کہلانے لگی۔ یہاں ہم مصلحتاً اس مختصر کتاب کو بطور ضمیمہ داخل کر دیتے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو اس مذہب کے تمام مسایل سے معمولی طور پر واقفیت ہو جائے۔ اس کے سوا اور ہماری کوئی غرض نہیں ہے۔ ایک ایک سوتر تفصیل کے ساتھ بیان کئے جانے میں کئی صفحے لے لیتے۔ اس لئے بہت مختصر مگر واضح پیرایہ میں اُن کو بیان کیا گیا ہے۔ مزید تشریح کے لئے اس نام کی ہندی کتاب مترجمہ مرحوم شاستری کھنی لال جی کو دیکھنا چاہئے +

شیبو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پہلا سُوتر۔ (۱) شردّھا (عقیدت) پہلا دھرما لوک[1] ہے۔ اُسکا پھل یہ ہے۔ کہ چت کا آشے (مقصد) نہیں ٹوٹتا +

مختصر تشریح جس شخص کو جس بات۔ جس کام اور جس خیال میں شردّھا ہوتی ہے وہ لگاتار اُس بات اُس کام اور اُس خیال میں لگا رہتا ہے اور جبتک اُن کی تکمیل نہیں کر لیتا تب تک نہیں چھوڑتا۔ دھرم میں بھی شردّھا نہایت ضروری شے ہے۔ بغیر اس کے دھرم کی کمائی کرنا۔ دھرم کے پھل اکٹھا کرتے رہنا اور دھرم کے مقصد میں کامیاب ہونا مشکل ہے۔ شردّھا دھیرج وے دے کر چت کو مقصد۔ معراج اور تمنا کی طرف مائل رکھتی ہے۔ اور بددل۔ بے دل اور بے صبر نہیں ہونے دیتی +

دوسرا سُوتر۔ (۲) چت کی پرسنتا کو پرساد کہتے ہیں۔ اور وہ چت کی شُدھی کو پیدا کرتا ہے +

مختصر تشریح۔ شردّھا کے ساتھ ساتھ جس قدر من کی کثافت دور ہوتی جائے گی اور وہ پاک صاف اور لطیف بنتا جائیگا۔ اُسی قدر وہ خوش مطمئن اور بفکر رہیگا۔ اسی حالت کا نام پرساد ہے۔ اور وہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ چت شُدھ ہو رہا ہے۔ تم اور رج کے پردوں کی وجہ سے من چنچل ملین اور آلسی رہتا ہے یہ عیب جس قدر دور ہوتے جائیں گے۔ اُسی قدر وہ پاک ہوتا جائے گا۔ جیسے صبح کے وقت سورج کے آہستہ آہستہ طلوع ہونے پر رات کی تاریکی دُور ہوتی ہے۔ ویسے ہی شردّھا سے ملینتا کا ناش ہوتا ہوا شُدھتا آتی اور چت کو پرسنّ کرتی ہے +

تیسرا سُوتر۔ پرمود یہ جگت میں پرسدّھی پیدا کرتی ہے +

مختصر تشریح۔ پرمود نام ہرش۔ آنند۔ اور خوشی کا ہے۔ جس میں شردّھا اور پرساد کے سلسلہ میں یہ آتی ہے۔ اُس کو دھرماتماؤں کو دیکھکر خوشی ہوتی ہے۔ وہ کسی کی حسد نہیں کرتا۔ اور جگت میں پرسدّھ ہو جاتا ہے۔ سادھو کو شہرت یا نیکنامی کی خواہش نہیں ہوتی۔ نہ دنیاوی شہرت سے اُس کو

[1] دھرما لوک ہر سُوتر میں آیا ہے۔ ہم نے اپنے ترجمہ میں صرف پہلے سوتر میں یہ الفاظ داخل کئے ہیں +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کو فائدہ پہنچتا ہے - مگر سنسار کے لابھ کا تو ہونا ضروری ہے - اگر یہ نہ ہو تو پھر اولوگ اُن کے پاس اُپدیش پانے اور ست سنگ کرنے کیسے آئیں گے - اس وجہ سے سنسار میں پربدھ ہو ناجیوں کے اُپکار اور اُن کے گیان دھرم سکھانے کی غرض سے ہے +

چوتھا سُوتر - پریت سے چِتّ کی شُدھی پرگٹ کرتی ہے +

مختصر تشریح - سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا پریت ہے - اور جب یہ وصف آجاتا ہے تو حسد نفرت اور خود غرضی نہیں رہتی - پر اُپکار میں جی لگتا ہے - اور پھر جتنا کام کیا جاتا ہے اُسی قدر چِت میں پاکی آتی جاتی ہے اور آدمی فیاض اور سیرچشم ہو جاتا ہے +

پانچواں سُوتر - (۵) - کایے سمور سے شریر کے تین دوش دُور ہو کر شُدھتا آتی ہے +

مختصر تشریح - کایے جسم کو اور سمور سم ورتی کو کہتے ہیں (پاکی) - اس سے تین جسمانی عیب مٹتے ہیں - قتل چوری - اور زنا +

چھٹا سُوتر - (۶) - واک سمور سے بانی کے چار دوشوں کی نورتی ہوتی ہے +

مختصر تشریح - بانی کی شُدھی کا نام واک سمور ہے - جھوٹ بولنا - سخت کلامی کرنا - چغلی کھانا - اور بلا ضرورت بات چیت کرتے رہنا - یہ چار زبان کے پاپ کہلاتے ہیں - واک سمور سے یہ سب دور ہو جاتے ہیں +

ساتواں سُوتر - (۷) - من سمور سے اَبھدّھیا - ویاپاد - اور متھیا درشٹی کی نورتی ہوتی ہے +

مختصر تشریح - من کی سم ورتی (پاکی) سے تین پاپ دُور ہو جاتے ہیں - اول ابھدھیا یعنی کسی کی دولت یا چیز کو چھین لینا - دوسرے ویاپاد یعنی کسی کے برخلاف دل میں بغض اور کینہ رکھنا - تیسرے متھیا درشٹی یعنی ناستک بھاو کو چِت دینا - یہ تین من کے پاپ ہیں - اور وہ من سمور سے جاتے رہتے ہیں +

آٹھواں سُوتر (۸) - بُدّھ کے بار بار سمرن کرنے سے شُدّھ درشن پیدا ہوتا ہے

مختصر تشریح - بُدھ کو ایشور - برہم - سروگیہ وغیرہ کہتے ہیں - اس طرح برابر سمرن کرنے سے آدمی کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شُدّھ درشن یعنی اصلیت اور حقیقت کے جلوہ کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ بُدھ نام اُس کا ہے جس نے جنم۔ بڑھاپا۔ موت اور دُکھ کو جیت لیا ہے سوہ آدرش۔ اشٹ اور معراج ہے۔ اُس کے بار بار یاد کرتے رہنے سے چت اُسی طرح جاتا ہے اور حقیقت کی سمجھ آنے لگتی ہے۔ یہ شُدھ درشن کا مطلب ہے +

نواں سوتر۔ (۹)۔ دھرمانوسمرتی دھرم کے اُپدیش کی شُدھی پیدا کرتی ہے

مختصر تشریح ۔ دھرم کے بار بار سمرن کرنے کو دھرمانوسمرتی کہتے ہیں۔ جو شخص دھرم کا سمرن کر لیتا ہے وہ دوسروں کو بھی شدھ دھرم کا اُپدیش دیتا ہے۔ شُدھ دھرم کا اُپدیش کرنا بڑی فیاضی اور اُدارتا ہے +

دسواں سُوتر۔ (۱۰) سنگھانوسمرتی نبل سے کا اُوکرمن پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح ۔ سنگھ نام ہے سادھو کے مجمع اور بھکشوؤں کے سنگ کا۔ اس کے سمرن کرنے سے دھرم کے مارگ پر چلنا اور دھرم کے برخلاف کام کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ دھرم میں درڑھ ہونا اور اس کی میاد اکو خراب نہ کرنا نبل کے اُوکرمن کہلاتا ہے +

گیارھواں سُوتر۔ (۱۱) تیاگانوسمرتی سے سب اُپادھیوں کی نورتی پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح ۔ تیاگ نام ہے ویراگ اور سنیاس کا۔ اس کے سمرن کرنے سے جتنی سنسار کی اُپادھی ہوتی ہیں وہ مٹ جاتی ہیں۔ اور پھر وشے بھوگ میں لپٹ نہیں ہوتا۔ ویراگ اور ابھیاس دونوں ہی ضروری ہیں۔ انوسمرتی یعنی بار بار سمرن کرنے کو ابھیاس کہا جا سکتا ہے۔ روپ۔ رس۔ گندھ۔ شبد۔ سپرش وغیرہ کی چاہ کو مٹنا ویراگ ہے +

بارھواں سُوتر۔ (۱۲)۔ شیلانوسمرتی سے پُورن پرندھان پیدا ہوتا ہے

مختصر تشریح ۔ شیلا نام ہے چرتر کا۔ پرندھان کہتے ہیں چت کی اِچھیا وشیش کو۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص مہاپُرشوں کے چرتر کو بار بار غور کرتا رہتا ہے۔ اُس کے دل میں خود بخود سیری۔ سیر چشمی اور اُدارتا آجاتی ہے۔ اور پھر وہ اور جیوؤں پر دیا کر کے اُن کے اُپکار میں لگتا ہے۔ اور جس طرح مہاپُرشوں نے چرتر کئے ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ویسے ہی اس کا بھی عمل وشنل بن جاتا ہے +

تیرھواں سُوتر (١٣) دیوتاؤں کی سمرتی سے چت کی اُدارتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - دیوتا ساتوک ہوتے ہیں - ستوگن اُدارتا کا لکشن ہے - اسلیئے دیوتاؤں کے سمرن کرنے سے دیوتاؤں کے گُن چت میں پیدا ہو کر اُس کو اُدار بناتے ہیں +

چودھواں سُوتر (١۴) - کایاگتانوسمرتی سے کایا کا بویک پیدا ہوتا ہے

مختصر تشریح - کایا جسم اور شریر کو کہتے ہیں - اس پر بار بار سوچتے رہنا کایاگتانوسمرتی ہے - یہ شریر کیا ہے ؟ رتش - رکت - چمڑا - چربی - ہڈی - بیج وغیرہ سے بنا ہے اشُدھ ہے - ناپاک ہے - ناپائدار ہے - جو شخص اس طرح غور کرتا رہیگا وہ شریر کو ناشمان جان کر اس سے اپنے موہ میا کو ہٹائیگا - اِسی کو کایا کا بویک یعنی جسم کی اصلی حالت کا گیان کہتے ہیں - یہ گیان شریر سمبندھی وچار سے پیدا ہوتا ہے +

پندرھواں سُوتر (١٥) - ویدناگتانوسمرتی سب وستوؤں کی شُدھی کے نشچے کو پیدا کرتا ہے +

مختصر تشریح - ویدنا نام ہے دُکھ کا - جب دُکھ پر غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ دُکھ کا اصلی سبب صرف راگ اور دویش ہے - اور جب غور کرتے کرتے یہ عیب دل سے دور ہو جاتے ہیں تو پھر اور سب چیزوں کے بے عیب ہونے کا یقین آتا ہے - اگر ہم میں خودی - خودغرضی اور اہنکار نہ ہو تو پھر ہم کسی کو بھی بُرا نہ سمجھیں +

سولھواں سُوتر (١٦) - چتانوگتانوسمرتی سے مایا کے اُپچے کا وِچار پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح - اُپچے نام ہے مجموعہ گروہ اور سموہ کا - جب چت کے سنکلپ وغیرہ کی مناسب سمرتی ہو جاتی ہے - تب یہ وچار خود بخود پیدا ہونے لگتا ہے - کہ سب چیزیں مایا کی سموہ ہیں - اور مایا کے طرح ناشمان اور دُکھ دینے والی ہیں - اور تب ان سب کی طرف سے ویراگ ہو جاتا ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سترھواں سُوتر۔ (۱۷)۔ دھرما نوگنا نوسمرتی سے اندھکار رہت گیان پیدا ہوتا ہے ❖

مختصر تشریح۔ جب دھرم کے انگ پورے پورے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اور چت میں اُن کا سمرن رہتا ہے۔ تب پُرش اُدھرم رُوپ گیان کے اندھکار سے نکل کر گیان رُوپ اُجالے میں آجاتا ہے ❖

اٹھارھواں سُوتر۔ (۱۸) میتری سے تمام اُپادھی والے پُنیہ کرم دب جاتے ہیں۔ اور نشکام کرم کی رُچی پیدا ہوتی ہے ❖

مختصر تشریح۔ میتری نام ہے جیوؤں کے ساتھ مِترتائی۔ اور مِتر بھاو رکھنے کا۔ اور قاعدہ کی بات ہے۔ جو آدمی سب کا دوست اور خیر خواہ ہوگا۔ وہ تو پر اُپکاری ہوگا۔ اُس میں خود غرضی نہ ہوگی۔ اور اپنے پُنیہ کرموں کے پھل کو جیوؤں کے اُپکار کے ارپن کرکے وہ بغرض بنا رہیگا اور صرف نشکام کرم میں اُس کا چت ہوگا۔ اور یہہ کرم اُس کے لئے کوئی اُپادھی نہ پیدا کریں گے ❖

انیسواں سُوتر۔ (۱۹) کرونا سے اہنسا پیدا ہوتی ہے ❖

مختصر تشریح۔ کرونا نام ہے دیا کرنیکا۔ جس میں دیا ہوگی وہ رحمدل ہوگا۔ اور من بچن کرم سے کبھی ہنسا نہ کریگا۔ دل میں کسی کے برخلاف بُرے خیال لانا دلی ہنسا ہے۔ زبان سے بُری بات کہکر کسی کو دُکھی کرنا زبان کی ہنسا ہے۔ اور کسی کو مارنا۔ قتل کرنا۔ گوشت کھانا وغیرہ کرم کی ہنسا کہلاتی ہے ❖

بیسواں سُوتر۔ (۲۰)۔ مُدِتا سب کرموں کے کرشنتا (کشش) کو پیدا کرتی ہے ❖

مختصر تشریح۔ مُدتا۔ پرسن رہنے اور خوش رہنے کو کہتے ہیں۔ اور جو شخص خوش ہوکر کرم کرتا ہے تو وہ خوشی اُس کے کرم کو اِس قابل بنادیتی ہے۔ کہ وہ صرف پرسن کرنے والے سنسکار اپنی طرف کھینچتا رہتا ہے۔ اور بُرے سنسکار اُس کی طرف نہیں آتے۔ اور جو دُکھی ہوکر کوئی کرم کرتا ہے تو اُسکے طرف دُکھ دینے والے سنسکار کھچکر اُس کے دل کو اور بھی دُکھی کرتے رہتے ہیں ❖

اکیسواں سُوتر۔ (۲۱)۔ اُپیکشا سے اُپرام پیدا ہوتا ہے ❖

مختصر تشریح ۔ اُپیکشا نام ہے اُداسینتا کا ۔ نفرت اور رغبت دونوں سے بے تعلق رہنا اُپیکشا ہے ۔ اس وصف کے پیدا ہونے سے آدمی سہج ویراگی اور اُداسی بنا رہتا ہے +

نوٹ ۔ مہرشی پتنجلی کے یہاں بڑوں کی بڑائی کو دیکھ کر خوش ہونا مُدِتا ۔ چھوٹوں کے اوپر رحم کرنا کرونا برابر والوں کے ساتھ محبت کرنا میتری ۔ اور بُرے آدمیوں سے بے تعلق رہنا اُپیکشا کہلاتی ہے +

بائیسواں سُوتر ۔ (۲۲) ۔ انتیہ پرتیہ وکشا سے کام ۔ رُوپ سے ویراگ ہو جاتا ہے +

مختصر تشریح ۔ انتہ کہتے ہیں فانی اور ناشمان کو ۔ پرتیہ وکشا نام ہے وچار نے سوچنے اور دیکھنے کا ۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص سب کو ناشمان جان لیتا ہے اُس کو ویراگ ہو جاتا ہے ۔ اندر لوک کا نام کام لوک اور برہما کے لوک کا نام رُوپ لوک ہے ۔ اور وچار کرنے سے یہ سمجھ میں آجاتا ہے کہ برہمہ لوک اور اندر لوک تک کے سُکھ ناشمان ہیں ۔ اور اُن کی کیا خواہش کی جائے !

تیئیسواں سُوتر ۔ (۲۳) ۔ دُکھ پرتیہ وکشا سے سنسارک پرندھانوں کا ناش ہوتا ہے +

مختصر تشریح ۔ سنسار کے سُکھوں کو دُکھ رُوپ جاننا ۔ سمجھنا ۔ اور ماننا ہی دُکھ کی پرتیہ وکشا کہلاتا ہے ۔ جو ایسا سمجھتا ہے وہ سنسار میں نہیں پھنستا +

چوبیسواں سوتر ۔ (۲۴) ۔ اناتم پرتیہ وکشا سے ابھی نویشنا پیدا ہوتی ہے

مختصر تشریح ۔ سنسار کو ناشمان جاننا اناتم پرتیہ وکشا ہے ۔ اور ابھی نویش موہ ۔ غرض ۔ بندھن اور تعلق کو کہتے ہیں ۔ جب سنسار کو آتما سے مختلف سمجھ لیا تو پھر کس سے موہ ہوگا +

نوٹ ۔ بُدھ بھگوان نے ’’آتما‘‘ کو بھی ناشمان کہا ہے ۔ یہاں ’’آتما‘‘ کا ارتھ کچھ اور لیا گیا ہے ۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب بعد میں لکھی گئی ہے ۔ اور بودھوں نے ’’غلط العام فصیح‘‘ کے بموجب آخر آتما کو ست کے معنی میں قبول کر لیا +

پچیسواں سُوتر ۔ (۲۵) ۔ اشبھ پرتیہ وکشا سے کام وترکوں کی نورتی

ہوتی ہے +

مختصر تشریح - سب ناشمان پدارتھوں کو ناپاک مان لینا اشبھ بھاونا ہے - جس میں یہ آگئی پھر کام وغیرہ وشے بھوگ کے چاہ سے چھٹکارا ہو جاتا ہے +

چھبیسواں سوتر (۲۶) - ہری مانس پاپ کو ناش کرتا ہے +

مختصر تشریح - شرم وحیا کی دو قسمیں ہیں - ظاہری اور باطنی - باطنی شرم کو ہری کہتے ہیں اس کے پیدا ہونے سے دل کے جتنے پاپ ہوتے ہیں اُن سے نجات مِل جاتی ہے - ظاہری شرم کی وجہ سے تو انسان اَوروں کی نظر بچا کر بھی پاپ کریگا - مگر دلی شرم ہونے سے وہ ہر قسم کے پاپ سے بچ جاتا ہے - مانس من کے پاپ ہیں +

ستائیسواں سوتر (۲۷) - اپترا پیہ سے باہری چیشٹا اور پاپ مٹ جاتے ہیں +

مختصر تشریح - ظاہری شرم کا نام اپترا پیہ ہے - یہ جس میں ہو گی وہ باہری پاپوں سے بچنے کی کوشش میں لگا رہیگا +

اٹھائیسواں سوتر (۲۸) - شانت پریتہ ویکشا سے دینتا کی نورتی پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - سب کو شانت دیکھنا - اور کسی کو دوش درشٹی سے نہ دیکھنا شانت پریتہ ویکشا ہے - جس میں یہ آگئی - پھر اُس میں دینتا - بے کسی - مانگنے - سوال کرنے وغیرہ کے عیب دور ہو جاتے ہیں +

انتیسواں سوتر (۳۰) - ستیہ سے دینتا اور ترشنہ کی وسم وادنتا دور ہو جاتی ہے +

مختصر تشریح - ستیہ نام ہے سچ کا - جب آدمی سچا ہو جاتا ہے تو پھر دینتا اور ترشنہ میں سے کسی کی بھی نندیا (غیبت) نہیں کرتا - اور نہ کسی کو بہکاتا ہے - بُرا کہنے اور نندیا کرنے کو وسم وادنتا کہتے ہیں +

تیسواں سوتر (۳۰) - بھوت سے آتما کی وسم وادنتا دور ہو جاتی ہے +

مختصر تشریح - واسنا کی نورتی کا نام بھوت ہے - جب واسنا دور ہو جاتی ہے تو پھر آدمی کسی کو یہ

کمکر نہیں ہوسکتا - کہ یہ آتما نہیں ہے - آتما کی نندیا یا بڑائی نہیں کی جاتی +

نوٹ - یہاں بھی آتما شبد کا مطلب ذات اور حقیقت ہے +

اکتیسواں سوتر - (۳۱) - دھرم چرن سے دھرم پرتی سرنتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - دھرم چرن نام ہے دھرم میں آچرن کرنے کا - اور دھرم پرتی سنتا کہتے ہیں دھرم کے سمیپ ورتی ہونے کو - یعنی جو شخص دھرم کی زندگی بسر کرتا ہے وہ دھرم سے قریب ہوتا ہے اور دھارمک ہو جاتا ہے +

بتیسواں سوتر - (۳۲) - تینوں کے شرن میں جانے سے تین اپاپ کا ناش ہوجاتا ہے +

مختصر تشریح - اپاپ نام دُکھ کا ہے - یہ تین طرح کے ہیں - اول ہنسا - شراب خوری - جوا کھیلنا ستری گمن کرنا - دوسرا اشبھ پرارَبدھ - تیسرے دُکھ درد - تینوں سے مطلب بُدھ - دھرم اور سنگھ سے ہے جو شخص ان کی شرن میں آتا ہے وہ تین اپاپوں سے نجات پا جاتا ہے +

تینتیسواں سوتر (۳۳) کرتگیتا سے کُشل مول کا اوِپرناش ہوتا ہے +

مختصر تشریح - احسان ماننے کو کرتگیتا کہتے ہیں - کوشل مول نام ہے پُنیہ کے ناش ہونے کا اور اوِپرناش کہتے ہیں ناش نہ ہونے کو - اس کا مطلب یہ ہے - کہ جو شخص دوسروں کا اُپکار مانتا ہے اُس کے پُنیہ کا کبھی ناش نہیں ہوتا +

چونتیسواں سوتر - (۳۴) - کرتی ویدتا سے پرابھی مینتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - کسی کے اُپکار کے ماننے کو کرتی ویدتا کہتے ہیں - دوسرے کو بڑا ماننا پرابھی مینتا ہے - مطلب یہ ہے - کہ جو کسی کا احسان مانتا ہے - وہ اُس کی بڑائی اور عزت کرتا ہے - اور اس طرح سادِک کرنے سے اُس کا کرم سپھل ہوتا ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پینتیسواں سوتر - (۳۵) - آتمگیتا سے آتما نوکرشنتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - آتما کے جاننے والے کو آتمگیہ کہتے ہیں - اور اسی جاننے کا نام آتمگیتا ہے آتمانوکرشنتا نام ہے موافقت کرنے کا - یعنی جو شخص آتما کا جاننے والا ہے اُس کے کام بھی آتما کے موافق (اور آتم گیانیوں کی طرح) ہوتے ہیں - (یہاں بھی آتما ذات کے معنی میں سمجھا گیا ہے) +

چھتیسواں سوتر - (۳۶) - ستوگیانتا سے پراپت سمتنا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - سماں آتما کے گیان کو ستوگیانتا کہتے ہیں - جو یہ سمجھتا ہے - کہ سب جیوؤں کو ایک ہی طرح دُکھ سُکھ ہوتے ہیں - وہ کسی کو بھولکر بھی دُکھ نہ دے گا - اور اپنی ہی طرح سب کو سُکھ دینے کی خواہش کرے گا - اسی کا نام پراپت سمتنا ہے +

سینتیسواں سوتر - (۳۷) - دھرمگیتا سے دھرم اور انودھرم کے گیان اور پراپتی کی پیدائش ہوتی ہے +

مختصر تشریح - دھرمگیہ - دھرم کے جاننے والے کو کہتے ہیں - جو دھرمگیہ ہوتا ہے دھرماتما بنتا ہے - وہ سب پرمارتھ اور بیوہار کے دھرموں کو سمجھ کر اُن کو پالیتا ہے +

اڑتیسواں سوتر - (۳۸) - کالگیتا سے اموگھ درشن پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح - کس وقت کیا کرم کرنا چاہئے - اور کس کرم کو کس وقت میں کرنا چاہئے - ایسے گیان کو کالگیتا کہتے ہیں - اموگھ درشن ساکشاتکار کرنے کو کہتے ہیں - اس کا مطلب یہہ ہے کہ جو شخص کرم کے وقت اور وقت کے کرم کو جانتا اور وقت پر کرم کرتا ہے - وہ حقیقت کا وقت پر درشن کر لیتا ہے +

اُنتالیسواں سوتر - (۳۹) - نہت مانتا سے گیان کی پرتی پورتی پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - نہت مانتا کا ارتھ ہے نرہنکار اور بغیر بڑائی کی خواہش کے ہونا ہے - پرتی پورتی کہتے ہیں پورا ہونے کو - یعنی جس شخص میں غرور اور اہنکار نہیں ہوتا - وہی پورے گیان کو پاتا ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چالیسواں سُوتر۔ (۴۰)۔ اپرتی ہت چِتّتا سے آتم بل کی رکشا پیدا ہوتی ہے +

اپرتی ہت

مختصر تشریح۔ جو کام کرتے ہوئے۔ محنت کرتے ہوئے۔ سادھن کرتے ہوئے نہ گھبرائے تو اُس کے اس وصف کو اپرتی ہت چِتّتا کہتے ہیں۔ جس میں یہ گُن ہے اُس کے آتم بل کی رکشا ہوتی رہتی ہے۔ اور اُس کا چِت نہیں ٹوٹنے پاتا۔ اگر چِت ٹوٹ گیا۔ اور آتم بل گھٹ گیا تو پھر شردھا سے لیکر اور باقی تمام گنُوں کا ناش لگ جاتا ہے۔ اور کری کرائی محنت برباد ہو جاتی ہے +

اکتالیسواں سُوتر۔ (۴۱)۔ انوپنا ہو سے کرم کی نورِتی پیدا ہوتی ہے +

انوپناہو

مختصر تشریح۔ انوپنا ہو نام ہے بندھن کے نہ ہونیکا۔ جس کے سنساری بندھن جی سے ٹوٹ گئے ہیں۔ اُس کے کچھ کرم کرنے کو نہیں رہتے۔ سنسار کے بندھن جبتک دل سے نہ توڑے جائیں گے تبتک پرمارتھ کا [illegible] ہوگا۔ اور جب یہ ٹوٹ گئے۔ تب کچھ کرنا باقی نہیں رہتا۔ کرم درمیانی حالت میں ہوتے ہیں +

بیالیسواں سُوتر۔ (۴۲)۔ اَدھی مُکتی سے اوی چکنتا پیدا ہوتی ہے +

ادھی مکتی

مختصر تشریح۔ پرمارتھ۔ یوگ سادھن اور سروگیتا کے متعلق دل میں کسی قسم کے شک و شبہہ کا نہ ہونا ادھی مُکتی ہے اس حالت کے آتے ہی اوی چکنتا یعنی یقین کا درجہ ملنے لگتا ہے۔ اور وہ دھرم میں ایسا مضبوط ہو جاتا ہے۔ کہ پھر اُس کو کمزوری نہیں ہوتی +

تینتالیسواں سُوتر۔ (۴۳)۔ اَویاپاد سے دروہ وغیرہ کا ناش ہوتا ہے +

اویاپاد

مختصر تشریح۔ ویاپاد نام ہے دُشمنی۔ حسد اور بغض کے وکار کا۔ اس کے نہ ہونے کو اَویاپاد کہتے ہیں۔ اس کے دل میں پیدا ہونے سے پھر آدمی کسی کے ساتھ دشمنی یا خصومت نہیں کرتا۔ بلکہ پریت کرتا ہے +

چوالیسواں سُوتر۔ (۴۴)۔ اموہ سے تمام اگیان کی نِورتی ہوتی ہے +

اموہ

مختصر تشریح۔ موہ کہتے ہیں بھرم کو۔ کسی وستو کو اُس کے اصلی رُوپ میں نہ دیکھنا بھرم ہے ست کو است اور است کو ست سمجھنا۔ نت کو اَنت اور اَنت کو نت جاننا بھرم ہے۔ اس کا یا القلم

دور ہو جانا اموہ ہے - جب آدمی اموہ ہو جاتا ہے تو بھرم اگیان خود بخود مٹنے لگتا ہے +

دھرم ارتھکتا

پینتالیسواں سُوتر - (۴۵) - دھرم ارتھکتا سے ارتھ پرتی پتی پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - دھرم ہی کو ارتھ سمجھنا دھرم ارتھکتا ہے - ارتھ پرتی پتی نام پرمارتھ کی پراپتی ہے - یعنی جو شخص دھرم ہی کو مقصد سمجھ لیتا ہے وہ پرمارتھ کو پا لیتا ہے +

دھرم کامتا

چھیالیسواں سُوتر - (۴۶) - دھرم کامتا سے لوک کا پرتی لمبھ پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح - دھرم کی پراپتی کی کامنا کو دھرم کامتا کہتے ہیں - پرتی لمبھ پراپتی کو بولتے ہیں جس شخص کے دل میں دھرم کی سچی کامنا ہے وہ لوک کی پراپتی کرتا ہوا پرلوک یعنی سورگ لوک اور مُکتی لوک کی بھی پراپتی کر لیتا ہے +

شرت پرایشٹی

سینتالیسواں سُوتر - (۴۷) - شرت پرایشٹی سے یوگی کے شودھن کرنے والے وچار پیدا ہوتے ہیں +

مختصر تشریح - شرت نام گیان اور ودیا کا ہے - اُپدیشک کو بھی شرت کہتے ہیں - پرایشٹی نام ڈھونڈنے کا ہے - جو پُرش گیان، اور ودیا اُپدیش سمبندھی شاستروں کو ڈھونڈ کر پڑھتا اور وچارتا ہے اُس کو شرت پرایشٹی کہتے ہیں - جس کی ایسی عادت ہے اُس کو آواگون سے چھوڑانے والے دھرم کا وچار پیدا ہوتا ہے +

سمیک پریوگ

اڑتالیسواں سُوتر - (۴۸) - سمیک پریوگ سے سمیک پرتی پتے پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح - سب چیزوں کا ٹھیک ٹھیک استعمال سمیک پریوگ کہلاتا ہے - اور یتھو چت پھل کی پراپتی کا نام سمیک پرتی پتے ہے - جو پُرش ست دھرم کا آچرن اور سب پدارتھوں کا مناسب استعمال کرتا ہے اُس کو یتھو چت اور ویسے ہی پھل کی پراپتی بھی ہوتی ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نام روپ پر گیان

اُنچاسواں سوتر۔(۴۹)۔نام رُوپ کے پرگیان سے سرب سنگ سمنتی کرم پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح۔نام روپ کے گیان کو نام روپ پرگیان کہتے ہیں۔یہ ہر قسم کے سنگوں کی نورتی کو پیدا کرتا ہے۔جس کسی کو ہر شے کے نام اور روپ کا واقعی گیان ہو جاتا ہے تب اُس کا تمام پدارتھوں سے سنگ چھوٹ جاتا ہے۔نام اور رُوپ انتیہ یعنی ناپایدار اور فانی ہیں۔اور جب یہہ سمجھ میں آگیا کہ یہ ناش ہونے والے ہیں تو اُن کی طرف سے بھرم جاتا رہا۔اور من آتم تتو میں مستھر ہونے لگ جاتا ہے +

ہیتو درشٹی سمدھات

پچاسواں سُوتر۔(۵۰)۔ہیتو درشٹی سمدّھات سے گیان کا نشچے پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح۔ہیتو اور ترک سے کسی چیز کے ثابت کرنے کا نام ہیتو درشٹی ہے۔اس ہیتو درشٹی کو توڑ دینے اور شردھا کے ساتھ بُدھ یا گُورو کے بچن کے مان لینے کو ہیتو درشٹی سمدّھات کہتے ہیں۔اس سے شُدھ ودیا اور شُدھ گیان کا یقین ہو جاتا ہے۔ساری باتیں دلیل اور منطق سے ثابت نہیں کی جا سکتیں۔بہت سی دُنیاوی باتیں بھی اس سے ثابت نہیں ہو سکتیں۔مثلاً اپنی پیدایش کا واقعہ اور تاریخ وغیرہ۔پھر جو پرمارتھ کی اور پرلوک کی باتیں نظر نہیں آتیں۔اُن کے سچ جھُوٹ کا گیان ہیتو اور ترک سے کیسے ہوگا۔وہاں تو ست پُرشوں کے بچن کو ماننا ہی پڑے گا۔اور اس کے ماننے سے شُدھ گیان پیدا ہوتا ہے +

سکندھ کوشلیہ

اِکاونواں سُوتر۔(۵۱)۔سکندھ کوشلیہ سے سب دُکھوں کا واستو گیان پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح۔سکندھوں کا پُورا گیان رکھنا سکندھ کوشلیہ کہلاتا ہے۔اس سے دُکھوں کا سچا گیان ہوتا ہے۔سکندھ پانچ ہیں۔(۱)۔رُوپ۔(۲)۔ویدنا۔(۳)۔سنگیا۔(۴)۔سنسکار۔(۵)۔وگیان + اب ان کی وضاحت کرتے ہیں۔(۱)۔سنسکار کے ہر چیز کا رُوپ ہے۔جو نظر میں آئے وہ رُوپ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کہلاتا ہے - رُوپ والے جتنے بھی پدارتھ ہیں سب دُکھ کے پیدا کرنے والے ہیں - (۲) - سُکھ دُکھ کا
انبھو جو من میں ہوتا ہے اُس کو ویدنا کہتے ہیں - یہ بھی دُکھ کا سروپ ہے - کیونکہ دُکھ تو دُکھ ہی ہے - سنسار
کے سُکھ بھی دُکھ رُوپ ہیں - (۳) - شبد ماتر کا نام سنگیا ہے - کیونکہ یہ بھی سُکھ دینے والی نرو کلپ بدھی
کا مزاحم ہے - (۴) - من کی واسناؤں کا نام سنسکار ہے - یہی سنسکار بار بار جنم اور مرن کو پیدا کرتے رہتے
ہیں - اس وجہ سے یہ بھی دُکھ ہی ہے - (۵) - سروگیہ تا کے نہ ہونے پر الپگیہ وشا میں پدارتھوں کا واستو
گیان نہیں ہوتا - پُرش صرف متھیا گیان کی کلپنا کر لیتا ہے - اور اس طرح اودیا سے پیدا ہوئے متھیا
گیانوں کا نام وگیان ہے - اور وہ دُکھ سروپ ہے - اِن پانچ سکندھوں کا جب سچا گیان ہو جاتا ہے تب اُسی
کو سکندھ کو شلبیہ کہتے ہیں - اور اس گیان کے ہوتے ہی سنسار دُکھ رُوپ پرتیت ہونے لگتا ہے اور
پُرش اُس کے دُور کرنے کے سادھن میں لگتا ہے +

باونواں سُوتر - (۵۲) - دھاتو سمتا سے سمودے پر ہان پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - پرتھوی - جل - اگنی - وایو - اور آکاش - یہ پانچ تتو - دھاتو کہلاتے ہیں -
بُدھی اِن میں چھٹی ہے - ان چھٹوں کو سم یعنی ایک طرح پر دیکھنا - جاننا اور سمجھنا دھاتو سمتا ہے - اور جو
شخص اس گیان میں ستھر ہوگا - وہ سمودے پر ہان کے قابل ہوگا - سمودے کارن کو اور پرہان ناس
کرنے کو کہتے ہیں - یعنی چھ تتوں کے سم گیان میں ستھتی کرنے سے کارن کا ناش ہو جائے گا - پانچ تتو
تو تیاگ کرنے کے لایق ہی ہیں - بُدھی بھی چونکہ اودیا سے پیدا ہوئی ہے - وہ بھی تیاگنے کی وستو ہے
اسی بُدھی کا نام وگیان ہے +

نوٹ - ناظرین یاد رکھیں - وہ بودھی پد جس کا بودھوں میں اس قدر خیال ہے اس بُدھی
سے مختلف ہے وہ ست ہے یا است ہے +

ترپنواں سُوتر - (۵۳) - آیتن کے کھینچنے اور ہٹانے سے مارگ بھاونا پوری ہوتی ہے +

مختصر تشریح - آیتن اندریوں کا نام ہے - کان - توچا - آنکھ - جبھیا - ناسکا - یہ پانچ گیان اندریاں اور چھٹے من کا نام آیتن ہے - جو شخص اندریوں کو اُن کے وِشیوں سے نہیں کھینچ سکتا - اور نہیں ہٹاتا وہ اشٹانگ مارگ کے بھاونا کو پوری نہیں کر سکتا - اشٹانگ یوگ کے مارگ پر وہ چل سکتا ہے - جو اندریوں کو روک رکھے +

چوونواں سُوتر - (۵۴) - اَنتّ پاد سے نِرودھ کا ساکشاتکار ہوتا ہے +

مختصر تشریح - سب پدارتھ اپنے بھاؤ سے شُدھ ہیں اور شُدھ سنتھت ہیں - ایسی بھاونا کو اَنتّ پاد کہتے ہیں - اور جب اس قسم کی حالت میں من ارُوڑھ ہو جاتا ہے تب اُس کو کسی بات کی اِچھا نہیں رہتی - اور تب چت کا اور چت کی ورتیوں کا نرودھ ہو کر اُن کا ساکشاتکار ہو جاتا ہے - اور چت شُدھ ہو جاتا ہے +

پچپنواں سُوتر - (۵۵) - چار سمیک پرہان سے سرب اکُوشل دھرم پرہان اور سرب پرتی پورتی ہوتی ہے +

مختصر تشریح - سمیک پرہان کہتے ہیں ٹھیک طور پر ناش ہو جانے کو - دُکھ کی نورتی کا نام پرہان ہے - یہ چار ہیں - (۱) - وِترک پرہان - (۲) - وچار پرہان (۳) - سُکھ پرہان - (۴) - دُکھ پرہان + یہ چار پرہان دھیان میں آتے ہیں جن کا ذکر آگے چل کر کیا جائیگا - ان چاروں سے اکُوشل دھرم یعنی پاپ کا ناش اور سرب کُوشل پُنیہ کی پرتی پورتی (پورنتا) حاصل ہوتی ہے - پرہان کا نام ہان بھی ہے +

چھپنواں سُوتر - چار رِدّھی پاد سے شریر اور چت ہلکے ہو جاتے ہیں +

مختصر تشریح - رِدھی نام ہے سِدّھی کا - بودھ چار سِدّھیاں مانتے ہیں - (۱) - بیرج شکتی - (۲) - بویک شکتی - (۳) - بھاونا شکتی - (۴) - دھیان شکتی - اِن چاروں کے حاصل کر لینے سے شریر اور من دونوں قابو میں آ جاتے ہیں - بیرج شکتی اُتساہ کا بل ہے - بویک شکتی شک و شبہہ کا دُور ہو جانا - بھاونا شکتی - سنسار کی چیزوں کو متھیا جان کر چھوڑ دینا - اور دھیان شکتی چت کو دھیان میں لگانا ہے - یہ

چاروں سِدّھی کے پیدا کرنے والے ہیں۔ اِسی وجہ سے ان کو رِدّھی پاد کہتے ہیں +

شردّھا اندری

ستاونواں سُوتر۔ (۵۷)۔ شردّھا اندری رُوپ دوسرے پُرشوں کو نِیت بناتی ہے +

مختصر تشریح ۔ جیسے من کی حرکت کا کارن اِندری ہے۔ اندریوں سے من کو حرکت ملتی ہے۔ اور وہ شبد وغیرہ بھوگوں میں پھنستا ہے۔ ویسے ہی شردّھا بھی اندری رُوپ ہی ہے۔ یہ گیان کی پراپتی کا کارن اور سادھن ہے۔ جس پُرش میں شردھا ہوگی۔ اُس کی شردھا کو دیکھکر اور لوگ بھی نِیت (شردّھالو) ہو جائیں گے۔ اور دھرم کو گرہن کریں گے۔ ویسے ہی ویریہ سِمرتی۔ سمادھی پرگیا بھی اِندریہ ہیں +

ویریہ اندریہ

اٹھاونواں سُوتر۔ (۵۸)۔ ویریہ اندریہ سے سُوبچنتت گیانتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح ۔ پُرشارتھ اور اُتساہ کا نام ویریہ (بیرج) ہے۔ جتنا جس میں بیرج زیادہ ہوگا اُتنا ہی اُس میں سُوبچنتت یعنی زیادہ وچارنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ بھاونا کو پورا کرتی ہے۔ بھاونا وچار اور بودھ کو کہتے ہیں +

سمرتی اندریہ

انسٹھواں سُوتر۔ (۵۹)۔ سِمرتی اِندریہ سے سوکرتی کرمنتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح ۔ جس کی یادداشت کی طاقت بنی رہتی ہے اُس کا چت سوکرتی کرموں میں لگا رہتا ہے۔ سوکرتی نیک کرموں کو کہتے ہیں +

سمادھی اندریہ

ساٹھواں سُوتر۔ (۶۰)۔ سمادھی اِندریہ سے چت کی مُکتتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح ۔ جو شخص سمادھی کا ابھیاس کیا کرتا ہے۔ اُس کا چت مُکتی کو پراپت ہوتا ہے اور اُس سے چت کو بندھن نہیں رہتا +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اکسٹھواں سوتر۔(۶۱)۔ پرگیا اندریہ سے پرتیہ وکیشن گیانتا پیدا ہوتی ہے

مختصر تشریح۔ پرتیہ وکیشن گیانتا نام ہے پدارتھ کے یتھاوت گیان کا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ پرگیا درشٹی (روشن ضمیری) سے پدارتھ کا ٹھیک ٹھیک گیان ہو جاتا ہے +

باسٹھواں سوتر۔ شردھا بل سے مار کے بل اُلنگھن کرنے کی شکتی آجاتی ہے +

مختصر تشریح۔ شردھا۔ بیریہ۔ سمرتی۔ سمادھی اور پرگیا جب یہ پانچوں پورے طور پر پیدا ہو جاتی ہیں تو اُسی حالت کا نام بل ہے۔ ان کے بل الگ الگ ہوتے ہیں۔ شردھا بل کے پیدا ہوتے ہی پھر مار جو بہکانے والا ہے پرش پر غالب نہیں آتا۔ اور پرش اُس کے بل کا اُلنگھن کر جاتا اور اُس سے بچ جاتا ہے +

ترسٹھواں سوتر۔(۶۳)۔ بیریہ بل سے اَوِپورتکتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح۔ اَوِپورتکتا نام ہے وِورت ہونے کا۔ جس شخص میں بیریہ بل اور اُتساہ بڑھ جاتا ہے پھر وہ سرو گُپتی پانے سے رُک نہیں سکتا۔ وِورت نام ہے تبدیل ہونے اور چنچل رہنے کا +

چونسٹھواں سوتر۔(۶۴)۔ سمرتی بل سے اسنگھارتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح۔ جس پرش میں سمرتی کا بل ہے۔ اُس کا کوئی بھی سنگھار نہیں کر سکتا۔ سنگھار نام ہے ناش کا۔ سمرتی بل سے پرش کے کسی کرم کا ناش نہیں ہوتا +

پینسٹھواں سوتر۔(۶۵)۔ سمادھی بل سے وِترک پرہان پیدا ہو جاتا ہے +

مختصر تشریح۔ وترک کہتے ہیں سنکلپ وکلپ کو۔ جو شخص سمادھی کا بل بڑھا لیتا ہے اُس کو سنکلپ وکلپ پھر نہیں ستاتے۔ چت کا ایکاگر ہونا سمادھی ہے +

چھیاسٹھواں سوتر۔(۶۶)۔ پرگیا بل سے انومردیہ ہو جاتا ہے +

مختصر تشریح۔ نومردیہ نام ہے۔ نہ مردن کرنے کا۔ مردن کرنا مغلوب کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب سمادھی کرنے سے پرگیا اور پرگیا کا بل ہو گیا تو پھر ایسے پرش کو کوئی طاقت سمادھی یوگ سے نہیں گرا سکتی۔ یہاں تک کہ اگر دیوتا بھی اس کو دیو لوک کا لالچ دینا چاہیں تو اُن پر غالب آجاتا ہے اور کسی طرح کی چدھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

۱۱۴۶

شکتی کے لالچ کا خوف نہیں رہتا پر گیا روشن ضمیری اور سمادھی گیان کی حالت ہے +

سرسٹھواں سوتر ۔ (۶۷) ۔ سمرتی سمبودھینگ سے یتھاوت دھرم پر گیان پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح ۔ سمبودھینگ نام ہے سروگیہ تا کا ۔ سمرتی سمبودھی چونکہ سروگیہ تا کا انگ ہے اس لیئے اُس سے سب پدارتھ اور دھرموں کا یتھاوت گیان پیدا ہوتا ہے +

اڑسٹھواں سوتر ۔ (۶۸) ۔ دھرم پروچے سمبودھینگ سے سب دھرموں کی پورنتا پراپت ہوتی ہے +

مختصر تشریح ۔ پروچے جتن سے ڈھونڈنے کو کہتے ہیں ۔ یہ بھی سمبودھینگ یعنی سروگیہ تا کا انگ ہے ۔ اس سے کام لینے پر پورا پورا دھرم پراپت ہوتا ہے +

انہترواں سوتر ۔ (۶۹) ۔ ویریہ سمبودھینگ سے سووچتر بدھیتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح ۔ ویریہ بہت اُتساہ کو کہتے ہیں ۔ اس ویریہ سمبودھینگ سے پُرش وچتر بدھی والا ہو جاتا ہے جس کو دیکھ سُن کر سب کو تعجب ہوتا ہے ۔ ویریہ ہی سے سب کچھ بیوہار ۔ پرمارتھ وغیرہ ہوتا ہے اور یہ سروگیہ تا کا انگ ہے ۔ اس لیئے جس کسی میں یہ ہوگا وہ بدھی والا ۔ انبھو والا ۔ اور پرمارتھ والا ہوگا +

سترواں سوتر ۔ (۷۰) ۔ پریتی سمبودھینگ سے سمادھین پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح ۔ سم کہتے ہیں ٹھیک ٹھیک کو ۔ اور ادھیہ ین نام ہے سوادھیاد کا ۔ مطلب یہ ہے کہ جس میں پریتی سمبودھینگ ہوگی وہ پُرش برابر شانتی کے ساتھ اُدیوگی بنا رہیگا ۔ اور کبھی نہ اکتائیگا اور نہ گھبرائیگا +

اکہترواں سوتر ۔ (۷۱) ۔ پرشربدھی سمبودھینگ سے کرتیہ کرنیتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح ۔ پرشربدھی کہتے ہیں وشواس کو ۔ یہ بھی سروگیہ تا کا انگ ہے ۔ جس میں یہ ہوتا ہے اس کو کامیابی حاصل ہونے میں ذرا بھی شک نہیں ہوتا ۔ کرتیہ کرنیتا ۔ کرنیکے قابل کام کی کامیابی کا نام ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بہتروال سوتر (۷۲) - سمادھی سمبودھینگ سے سمتانورودھا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - سمتانورودھا کا مطلب ہے - سب پدارتھوں کو سمان سمجھنا - عام سمادھی میں یہ حالت ہوتی ہے - اور جب سمادھی سمبودھینگ ہوگی تب تو پھر کسی سے بھی ویربھاو - بروده نہ رہیگا اور نہ پریم پریت ہی ہوگا - کیونکہ راگ دویش کے دور ہوتے ہی سمان بیوہار کا پالن شروع ہو جاتا ہے +

تہتروال سوتر - (۷۳) - اپیکشا سمبودھینگ سے اُپرام پیدا ہوتا ہے

مختصر تشریح - اُپیکشا اُداسینتا کو کہتے ہیں - جب یہ حالت آ جاتی ہے - تو طاقت سے بڑے بھی طاقت کی طرف توجہ نہیں جاتی - اور جہاں کامیابی کا امکان بھی معلوم ہوتا ہے اُس طرف سے بھی طبیعت پھری رہتی ہے - یہ راگ اور دویش سے علیحدگی کا نام ہے +

نوٹ - ہم نے اوپر سمبودھینگ کا اتھ سروگیہ تا بتا دیا ہے - ممکن ہے کہ کوئی شخص اُس کو نہ سمجھ سکے - یہاں پھر دوبارہ سمجھاتے ہیں - سروگیہ تا بودھوں میں اُسی کو کہتے ہیں جس کو ویدانتی برہمہ - صوفی ذات حقیقت اور محیط کُل جوہر مانتے ہیں - اور دوشواس ویریہ سمادھی اُپیکشا وغیرہ اُسی کے انگ ہیں - جب اُس کی نظر سے خاص خاص چیزوں کا سادھن کیا جائے گا تو خاص خاص بیوہار کی کامیابی بھی زندگی میں آتی جائے گی - آگے اشٹانگ مارگ کا بیان آئے گا +

چوہتروال سوتر - (۷۴) - سمیک درشٹی سے نیاروکرنتا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - سمیگ کہتے ہیں ٹھیک ٹھیک کو درشٹی کہتے ہیں دیکھنے کو - ناستا سمجھیا درشٹی ہے آستک سمیک درشٹی ہے - نیاروکرنتا - نیائے کے ساتھ دھرم پالنا اور اُس سے پتت نہ ہونے کو کہتے ہیں - جس میں سمیک درشٹی ہوگی وہ نیاپوروک دھرم کو پالیگا - اور اُس سے کبھی نہ گرے گا +

پچہتروال سوتر - (۷۵) - سمیگ سنکلپ سے سرب کلپ وکلپ کا ناش ہو جاتا ہے +

مختصر تشریح - سمیگ کہتے ہیں ٹھیک اور ستیہ کو - من میں شُدھ سنکلپ کا ہونا سمیک

سنکلپ ہے - دھرم یوگ سمادھی کی خواہش کو سمیک سنکلپ کہتے ہیں - جو شخص اس کو پراپت کریگا پھر اُس کے دل میں پاپ ادھرم اور استیہ کے کلپ وکلپ کبھی نہ پیدا ہونگے +

چھہترواں سُوتر - (۷۶) - سمیک واک سے بانی کے سب انگ اکشر دھونی - پریتن - اور واک کی سمانتا کا گیان پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح - بانی (بات) اچھی ہو اُس کو کہتے ہیں - بدزبانی - دروغ بیانی - بیہودہ گوئی وغیرہ بدی سے پاک رکھنا سمیک واک ہے - جس پُرش میں یہ وصف آجاتا ہے اُس کے الفاظ جنچے تُلے - لب ولہجہ شیریں اور کلام پُر تاثیر ہوتا ہے اور الفاظ مستعملہ کی مُراد سُننے والوں کے دلوں میں داخل ہوجاتی ہے - اور بات پکی اور پوری اُترتی ہے +

ستہترواں سُوتر - (۷۷) - سمیک کرمانت سے شریر سے کئے ہوئے کرموں کا ٹھیک ٹھیک پھل پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح - کرمانت کرم کو کہتے ہیں - اور شریر کے شُبھ اور مناسب کرم کو سمیک کرمانت بولتے ہیں - جو شخص قاعدہ کے موافق دھرم کا آچرن کئے ہوئے شریر کے کرموں کو کرے گا - اُس کو ضرور ہی اچھا پھل ملیگا - اس میں ذرا بھی شک نہ کرنا چاہیئے +

اٹھہترواں سوتر - (۷۸) - سمیک آجیو سے ہر قسم کی خوشی دینے والے سامان کے ملنے کا وشواس پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح - آجیو نام ہے ورتی - رزق اور معاش پیدا کرنے کے پیشہ کا - سمیک آجیو حق وحلال کی کمائی کو کہتے ہیں - یہ کمائی دو طرح کی ہے - ایک تو معاش دوسری معاد - ایک شریر سے روزی کے لئے محنت کرنا - دوسرے من کی ورتی کو نیک رکھنا - جو شخص اس طرح کام کریگا اُس کو خوشی دینے والے سامان ملیں گے - اور ان خوشی دینے والے سامان کے ملنے کا وشواس رہے گا - آدمی چاہے بھوکوں مرجائے مگر بُرا پیشہ نہ اختیار کرے - اور اُس کے دل میں بُری طرح روزی کمانے کا خیال تک نہ پیدا ہو - اور وہ خوش رہیگا +

اناسیواں سُوتر۔ (۷۹)۔ سمیگ وایام سے پرتیر لمن پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح ۔ وایام نام ہے پرُشارتھ۔ محنت۔ مشّاقی۔ ورزش وغیرہ کا۔ پرتیر کہتے ہیں کنارے کو۔ گمن نام ہے جانے کا۔ مطلب یہ ہے جو شخص ٹھیک ٹھیک۔ من۔ بانی۔ اور شریر سے کام لیتا رہتا ہے۔ اور پرُشارتھ کرتا ہے۔ وہ کرموں کے دوسرے کنارہ پر پہنچ جاتا ہے۔ وایام (جسمانی۔ دلی۔ اور زبانی ورزش) نہ کم ہو نہ زیادہ۔ اعتدال کا خیال ہر وقت رہے۔ اور پھر سُستی آئے گی اور نہ تکان (تھکاوٹ) کا خوف رہیگا۔ ستار کی مثال اصل کتاب میں آ گئی ہے +

اسیواں سُوتر۔ (۸۰)۔ سمّیگ سمرتی سے بُری سمرتی کا ناش ہو جاتا ہے +

مختصر تشریح ۔ سمرتی نام ہے یاد کرنے۔ سمرن کرنے اور دھیان کرنے کا۔ جو شخص ٹھیک طور پر اچھی یاد۔ سمرن۔ سودھیان اور بھجن کا خیال رکھتا ہے اُس کے دل میں پھر نہ بدی کی یاد آتی ہے۔ اور نہ پہلے کئے ہوئے بُرے کرموں کی یاد دہانی ہوتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ وہ سمادھی کا ادھکاری بنجاتا ہے +

اکیاسیواں سُوتر۔ (۸۱)۔ سمیگ سمادھی سے چت کے کوپ اور دوش کا ناش ہو جاتا ہے +

مختصر تشریح ۔ ٹھیک طور پر سمادھی کرنے کو سمّیک سمادھی کہتے ہیں۔ جب من میں غُصہ۔ بے چینی۔ اور بیکلی ہوگی۔ تو سمادھی کا لگنا مشکل ہے۔ چت نہ ایکاگر ہوگا۔ اور نہ سمادھی پراپت ہوگی۔ اس لئے چت کو من کے تمام دوش اور کوپ (غصہ) سے میٹ دینے کا نام سمّیک سمادھی ہے۔ پڑھنے والوں کو خیال رہے۔ دش انو سمرتی اور پرہان۔ چار بودھی پاد۔ پانچ اندریہ۔ پانچ بل۔ سات سمبودھینگ اور آٹھ مارگ۔ یہ سب ملکر سینتیس ۳۷ ہوتے ہیں۔ ان کا نام بودھی پکش ہے۔ اور یہ سمبودھی کے پراپت کرنے میں سہایک ہوتے ہیں۔ ان سب کا بیان پہلے آ چکا ہے +

بیاسیواں سُوتر۔ (۸۲)۔ بودھی چت سے ترشنا کا پکش پیدا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہوتا ہے +

مختصر تشریح - بودھی کہتے ہیں سروگیتا کو - جو چت کہ ہمیشہ سروگیتا میں لگا رہتا ہے اُس کو بودھی چت کہتے ہیں - تر نش - تین نس یعنی بدھ - دھرم - اور سنگھ کا نام ہے - مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں سروگیتا (محیط کل جوہر) کا خیال ہوگا وہ ہمیشہ بدھ - دھرم - اور سنگھ کا خیال رکھتے ہوئے کام کرے گا - تاکہ اوروں کو بھی بودھی اور سروگیتا کے ساکشاتکار اور نروان پد پراپت کرنے کا موقع ملتا رہے - جیسے گرہست اپنے نس کو بڑھاتا ہے ویسے ہی ورکتوں کو بھی بدھ کا نس بڑھانا چاہیئے - اس سے یوگ کی بھاونا قائم رہے گی +

تراسیواں سُوتر - (۸۳) - آشے سے ہین یان کی اچھیا کا ناش ہوجاتا ہے +

مختصر تشریح - سروگیتا کی اچھیا کا نام آشے ہے - یان کہتے ہیں مارگ کو - یہ یان یا مارگ دو طرح کا ہے - ہین یان - اور مہایان - یعنی چھوٹا مارگ اور بڑا مارگ - مہایان وہ مارگ ہے جو بدھ کی پدوی پر پہنچاتا ہے - اور سروگیتا کا ساکشاتکار کرا دیتا ہے - اور ہین یان شراوک اور پرتیک بدھ کے درجہ پر پہنچا کر سروگیتا کا ساکشاتکار کراتا ہے - شراوک اور پرتیک بدھ اُن کو کہتے ہیں - جو صرف اپنی نجات سے غرض رکھتے ہیں - اور بدھ اُن کا نام ہے - جو اوروں کو بھی اپنے ساتھ ساتھ نروان پد کا ادھکاری بنا دیتے ہیں - یہ ان کے درمیان فرق ہے - سروگیتا تو دونوں کو پراپت ہوتی ہے - مگر ایک کو صرف اپنی ذات کا اور دوسرے کو اوروں کا بھی خیال رہتا ہے - سُوتر کا مطلب یہ ہے - کہ جس پُرش میں سروگیتا کا آشے رہتا ہے وہ ہین مارگ کے شراوک اور پرتیک بدھ ہونے کی چھوٹی اچھیا کو چھوڑ کر بدھ بننے اور سارے جگت کے کلیان کی اچھیا رکھتا ہے +

چوراسیواں سُوتر - (۸۴) - ادھیہ آشے سے بدھ دھرم کا

نوٹ - یورپ کے محقق اصلی بات کو نہ سمجھ کر بدھ دھرم کی جا بجا غلط تاویل کرتے ہیں - اس سُوتر سے ہین یان اور مہایان کا مطلب صاف ہوجاتا ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

اولمبن پراپت ہوتا ہے +

مختصر تشریح - ادّھیہ آشے یا بڑے ہاشے یا اُدار آشے کو کہتے ہیں۔ اور جس میں بڑا آشے ہوتا ہے وہ بُدّھ کا دھرم اختیار کرنا چاہتا ہے۔ یعنی جب تک وہ بے شمار پرانیوں کا اُدّھار نہیں کر لیگا تب تک وہ اپنی نجات کا بھی خواہشمند نہ ہوگا +

پچاسیواں سُوتر - (۸۵) - پریوگ سے سرب کُوشل دھرم کی پُورنتا پیدا ہوتی ہے +

پریوگ

مختصر تشریح - پریوگ کہتے ہیں عمل شغل کرنے کو۔ جب تک آدمی عامل اور شاغل نہیں ہوتا تب تک اُس کا کوئی کام پُورا نہیں ہوتا۔ اس لئے جو شخص دھرم میں پُوری طرح کوشل ہونا چاہے وہ پریوگ یعنی عمل ضرور کرے +

چھیاسیواں سُوتر - (۸۶) - دان پارمتا سے بُدّھ کشیتر شُدّھ ہوتا ہے۔ مہاپُرشوں کے لکشن اور انو بینجن پُوری طرح بُدّھ کے شریر میں پرگٹ ہوتے ہیں۔ اور کرپن کا پری پاچن کراتا ہے +

دان پارمتا

مختصر تشریح - پار پہنچے ہوئے کا نام پارمتا ہے۔ برتیہ دان کرنا دان پارمتا ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی دان نہیں ہو سکتا۔ ناج۔ دھن۔ شریر وغیرہ تک سب کا دان دینا دان پارمتا ہے جس میں یہہ وصف ہے۔ اُس میں بُدّھ جیسے شریر کی تمام اچھی علامتیں اور مہاپُرشوں کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ اور کنجوس سے کنجوس آدمی اُس کو دیکھکر اُدار بننے لگتے ہیں۔ پری پاچن کا ارتھ ہے بُدّھ کشیتر اُس پرتھوی یا شریر کو کہتے ہیں جس میں بُدّھ پرگٹ ہوتے ہیں۔ اور دان سے وہ بھی شُدّھ ہو جاتے ہیں۔ پری پاچن پکا دینے کو کہتے ہیں +

نوٹ - ۱ - للت وستر میں لکھا ہے۔ کہ جب اسِت نامی رشی نے بُدّھ کو دیکھا تو اُنکے شریر میں بتیس لکشن اور اسّی انو بینجن (اوصاف) بتلائے۔ ان کی صراحت طوالت میں داخل ہے +

نوٹ - ۲ - لکشن معمولی چینھ کو کہتے ہیں۔ اور انو وینجن غیر معمولی چینھ ہوتے ہیں +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ستاسیواں سوتر - (۸۷) - شیل پارمتا سے ہر سمے کے ستھتی کے بادھک (برباد کرنے والے) کا ناش اور بڑے شیل والوں کا پری پاچن ہو جاتا ہے +

مختصر تشریح - سب جیوں کے ساتھ یکساں پریم کا سلوک کرنا شیل پارمتا ہے جس میں یہ وصف ہوگا۔ اُس کا چت ہمیشہ ستھت رہیگا - اور جو لوگ بڑے آچرن والے ہیں اُس کو دیکھکر خود بخود سُدھر جائیں گے +

اٹھاسیواں سوتر - (۸۸) - کشانتی پارمتا سے من کے تمام دروہ دوش مان مدورپ کا ناش ہوتا ہے - اور درو ہی مانی پُرشوں کا پری پاچن ہوتا ہے +

مختصر تشریح - قصوروں کا بہت معاف کرنا کشانتی پارمتا ہے - یہ انتہائی عفو ہے جس میں یہ ہوتا ہے وہ خود من کے تمام عیب - حسد - پاپ - غرور - فریب وغیرہ سے آزاد ہو جاتا ہے - اور جن میں یہ عیب ہوتے ہیں وہ اُس کو دیکھکر سُدھر جاتے ہیں -

نواسیواں سوتر - (۸۹) - ویریہ پارمتا پُنیہ کرموں کے دھرم مول اُدارتا کو پیدا کرتا - اور آلسی سنساری جیوں کا پری پاچن کرتا ہے +

مختصر تشریح سیت پُرشارتھ ہونے کا نام ویریہ پارمتا ہے - اس سے پُرش اُدار چت ہوتا ہے پُنیہ کرموں کا پرکاش ہوتا ہے - اور جو سنساری اور آلسی جیو ہیں وہ ویریہ پارمتا والے کو دیکھکر جاگ جاتے ہیں - اور اُن کا سُدھار ہو جاتا ہے - اور وہ بھی پُرشارتھی بنتے ہیں +

نوّے واں سوتر - (۹۰) - دھیان پارمتا سے سرب گیان اور ابھگیا پیدا ہوتے ہیں - اور وکشیپ چت والوں کا پری پاچن ہوتا ہے +

مختصر تشریح - ابھگیا سدھی کو کہتے ہیں - دھیان سے تمام گیان اور سدھی پیدا ہوتی ہیں اور جن کا من چنچل ہے وہ دھیانی کے سنگ سے سُدھر جاتے ہیں - اور اُن کا چت ایکاگر ہونے لگتا ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اکیانوے واں سُوتر - (۹۱) - پرگیا پارمتا سے اودیا - موہ - تم کا اندھکار - اُپلبھ درشٹی کا ناش ہوتا ہے - اور پرگیا سے خالی پُرشوں کا پری پاچن ہوتا ہے +

مختصر تشریح - حد درجہ کی روشنضمیری کا نام پرگیا پارمتا ہے - یہ گیان کی حد ہے - اس کے ہونے سے پھر اگیان - بھرم - اودیا سب دور ہو جاتے ہیں - اور اُپلبھ درشٹی نہیں رہتی - اُپلبھ درشٹی اپنے اور سنسار کی وشیوں کے سنکلپ رکھنے کو کہتے ہیں - یعنی پرگیا پارمتا سے آدمی نِروکلپ ہو جاتا ہے - اور جن پُرشوں میں گیان نہیں ہے - مگر شردھالو ہیں وہ ایسے پرگیا پارمتا والوں کے درشن میل اور صحبت سے سُدھر جاتے ہیں +

بانوے واں سُوتر - اُپائے کوشل سے ادھی مُکت ہونے کی پراپتی اور مارگ دکھا کر بدھ دھرموں کی پوری پراپتی ہوتی ہے +

مختصر تشریح - اُپائے میں کُوشل ہونا خوش تدبیر بننا ہے - جو اُپائے میں کوشل ہے وہ سروگیہ ہو جائے گا - شردھالو پُرشوں کو مارگ دکھا سکیگا - اور بدھ دھرم کی پوری پراپتی کر لیگا - جو صرف اپنی ہی مکتی نہیں چاہتے بلکہ اور پرانیوں کا بھی کلیان چاہتے ہیں - وہی زیادہ اُپائے کوشل کہلاتے ہیں +

نوٹ - اشٹا سہسرکا نامی کتاب میں اس مضمون پر پُورا ایک ادھیائے دیا گیا ہے +

ترانوے واں سُوتر - (۹۳) - چار سنگرہ وستو سے انیک جیووں کا سنگرہ ہوتا ہے - سمبودھی کی پراپتی کا سادھن بھی بنتا ہے +

مختصر تشریح - دان دینا - میٹھے بچن بولنا - دھرم کا آچرن کرنا - سب جیوں کو ایک جیسا جاننا - یہ چار سنگرہ وستو کہلاتے ہیں - سنگرہ نام ہے اکٹھا کرنے کا - جن میں یہ وصف ہو گا - بہت پرانی اُن کی طرف کھنچیں گے - اُن کے ساتھ رہیں گے اور سمبودھی کے سادھن میں بھی کُوشل ہونگے +

چورانوے واں سُوتر۔ (۹۴)۔ ستو پری پاک سے اناتم وستوؤں کے سُکھ کی نِورتی اور سنسار کے سُکھوں سے دُکھ بُدھی پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح۔ دھارمک پُرشوں کے آچرن دیکھنے سے جو دھرم کا شوق دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اُس کو ستو پری پاک کہتے ہیں۔ اس شوق سے جتنے اناتم وستو ہیں اُن کی چاہ اور اُن کے سُکھ کی چاہ چلی جاتی ہے۔ اور سنسار کے سُکھ بھی دُکھ رُوپ پرتیت ہونے لگتے ہیں۔ یعنی جب پرش کسی اچھے آدمی کو سنسار اور سنساری پدارتھ چھوڑتے ہوئے دیکھتا ہے۔ تو اُس کے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب یہ بُری ہے۔ تب تو اُس کا تیاگ کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ +

پچانوے واں سُوتر۔ (۹۵)۔ سد دھرم پرگیہ سے سب جیوُں کے سب کلیشوں کی نِورتی پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح۔ ستیہ دھرم۔ یوگ دھرم۔ سروگیتا دھرم وغیرہ کا اختیار کرنا سد دھرم پرگرہ کہلاتا ہے۔ جس میں یہ وصف ہوگا وہ تمام جیوُں کے ہر ایک قسم کے دُکھ کو میٹ سکیگا۔ مثلاً کسی نے سروگیتا دھرم اختیار کیا ہے تو وہ خود سروگیہ بنتا ہوا اوروں کو اُس کی تعلیم دینے لگیگا۔ اور سروگیہ ہونے سے اُن کے دُکھ دُور ہو جائیں گے +

چھیانوے واں سُوتر۔ (۹۶)۔ پُنیہ سنبھار سے سب جیوُوں کو سہائیتا اور لابھ ملتی ہے +

مختصر تشریح۔ سنبھار نام سامگری (سامان) کا ہے۔ جس نے پُنیہ کو اکٹھا کیا ہے وہ اور جیوُوں کو اپنے پُنیہ سے مدد دیکر اُن کو فائدہ پہنچاتا رہیگا +

ستانوے واں سُوتر۔ (۹۷)۔ گیان سنبھار سے دس بل کی پُورنتا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - جب گیان اکٹھا ہو جاتا ہے تو دس بل یعنی دان - شیل - کشانتی - ویریہ - دھیان - پرگیہ - بل - اُپائے - پرندھی اور گیان - یہ پورے طور پر پیدا ہوتے ہیں - جہاں گیان ہوگا وہاں یہ بھی ہونگے +

شمتھ سنبھار

اٹھانوے واں سُوتر - (۹۸) - شمتھ سنبھار سے تتھاگت کی سمادھی کا لابھ ہوتا ہے +

مختصر تشریح - شمتھ نام ہے شانتی کا - اور تتھاگت بُدھ کو کہتے ہیں - جب شانتی اکٹھا ہو جاتی ہے تب ہی بُدھ کوٹی یا بُدھ کے درجہ کی سمادھی ممکن ہے - جس سمادھی میں تتھاگت بُدھ بیوہار کرتے ہیں - اُس کا نام تتھاگت سمادھی ہے +

ودرشنا سنبھار

ننانوے واں سُوتر - (۹۹) - ودرشنا سنبھار سے پرگیا چکشو کا لابھ ہوتا ہے +

مختصر تشریح - وشیش درشن کا نام ودرشنا ہے - پرگیا چکشو گیان کی آنکھ کہلاتی ہے - چکشو (آنکھیں) پانچ ہیں - (۱) - مانس چکشو - (۲) - دھرم چکشو - (۳) پرگیا چکشو (۴) - دبیہ چکشو - (۵) سروگیتا چکشو - اندریوں کے گیان کو ماس چکشو - دھرم کے آچرن سے جو بھاو پیدا ہوتا ہے - اور وہ دھرم ادھرم کے انبھو کو بڑھاتا ہے وہ دھرم چکشو - نظر نہ آنے والی چیزوں کا انبھو اور بودھ پرگیا چکشو - دیوتاؤں کی لطیف درشٹی - دِوّیہ چکشو - اور سروگیتا کے پا لینے سے جو گیان ہوتا ہے وہ سروگیتا چکشو کہلاتا ہے - اس سے آگے اور گیان نہیں ہوتا - جب پُرش کو وشیش درشن ہو جاتا ہے تو پرگیا کا پرکاش کھُل جاتا ہے - پدارتھوں کے ٹھیک ٹھیک جاننے اور دیکھنے ہی کو ودرشنا بولتے ہیں +

پرتی سمود اوتار

سوواں سوتر - (۱۰۰) - پرتی سمود اوتار سے دھرم چکشو پیدا ہوتی ہے

مختصر تشریح - پرتی سمود کا نام بُدھی ہے - اوتار اُترنے کو کہتے ہیں - بُدھی کے آتے ہی ست است - اور ہِت اَہِت جاننے کی شکتی آتی ہے - اور اسی سے دھرم کا آچرن کیا جاتا ہے - اور جہاں بُدھی کے اُترنے سے دھرم کا آچرن ہوگیا - دھرم چکشو پراپت ہو جاتی ہے +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پری سرن

ایک سو کے بعد پہلا سُوتر (۱۰۱) پری سرن اوتار سے بُدھ چکشو شُدھ ہو جاتی ہے +

مختصر تشریح - پری سرن نام ہے ستیہ بُدھی کا - اس کے اُترنے سے بُدھ چکشو پُوری پُوری شُدھ ہوتی ہے - اور سرو گیتا وشے کی سمجھ آنے لگتی ہے +

دھارنا کی پراپتی

سو کے بعد دوسرا سُوتر - (۱۰۲) - دھارنا کی پراپتی سے بُدھ کے کہے ہوئے بچن کی دھارنا پیدا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - دھارنا نام ہے دھارن کرنیکا - سُننا - سُن کر یاد رکھنا - اور اُس پر قایم رہنا یہ دھارنا ہے - جس میں یہ وصف ہوگا وہ بُدھ کے اُپدیش کو گرہن کریگا - اور اُس کا سمرن رکھیگا +

پرتی بھان

سو کے بعد تیسرا سُوتر - پرتی بھان کی پراپتی سے یوگ بچنوں کا اُپدیش دے کر پُرش سنتشٹ کرا سکتا ہے +

مختصر تشریح - کسی بات کے سننے کسی شے کے دیکھنے اور کسی پُرش سے ملنے پر جو نئے نئے انبھو خود بخود ہو جاتے ہیں - اُن کو پرتی بھان کہتے ہیں - اس انبھو کا آدمی جیوں کو اچھے اور دھارمک اُپدیش سُنا کر اُن کو شانتی دے سکتا ہے - اور وہ اُس کو مان جاتے ہیں +

آنولومک

سو کے بعد چوتھا سُوتر - (۱۰۴) - آنولومک دھرم سے تمام بُدھ دھرموں کا انولومن پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح - بارہ پدارتھوں کو کرم سے جان لینا اور اُن کا نرودھ کر دینا آنولومک دھرم کہلاتا ہے اس سے شانتی آجاتی ہے - پدارتھ بارہ ہیں - (۱) - اودّیا - (۲) - سنسکار - (۳) - وگیان - (۴) - نام روپ (۵) - کھڈاین (۶) - سپرش - (۷) - ویدنا (۸) - ترشنا (۹) - اُپادان (۱۰) - بھو (۱۱) - جاتی (۱۲) - جرا مرن شوک پری دیو - یہ بارہ پدارتھ ہیں - ان میں سے سب کا مُول کارن اودّیا ہی ہے - جب ان کا گیان ہو ہو کر ان کا نرودھ ہو جاتا ہے تب سب دُکھ جاتے رہتے ہیں - اور اُس میں شانتی آجاتی ہے +

انوتپتک

سو کے بعد پانچواں سُوتر - (۱۰۵) - انوتپتک دھرم کے کشانتک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دھرم سے ویاکرن پیدا ہوتا ہے +

مختصر تشریح - جب پُرش ایسی اونچی حالت کو پہنچ جاتا ہے - کہ پھر اُس سے گرنے کا ڈر نہیں رہتا - تو اُس انوتپتک دھرم کی کشانتی دھرم کہا جاتا ہے - اس دشا کے پراپت ہونے پر یوگی یا سریشٹ پُرش اُس کو دُعا دیتے ہیں - کہ اتنے دنوں میں تم سروگتیا کو ضرور پراپت ہو جاؤ گے - اسی آشیرباد اور دُعا کو ویاکرن کہتے ہیں - انوتپتک دھرم کی کشانتی کا یہ ارتھ ہے - کہ پُرش کو معلوم ہو جاتا ہے - کہ جگت کے پدارتھ صرف چت کے دھرم ہیں - وہ بطور خود نہ دُکھ کے کارن ہیں نہ سُکھ کے - پرانی صرف اپنے راگ دویش اور چت کی وجہ سے دُکھ سُکھ پاتا ہے - وہ نہ پیدا ہوئے ہی کے برابر ہیں - دوش درشٹی کے ہٹ جانے سے پھر سب شُدھ پرتیت ہونے لگتے ہیں +

سو کے بعد چھٹا سوتر - (۱۰۶) - اویورتک دھرم سے سب بُدھ دھرم کی پُورنتا ہوتی ہے +

مختصر تشریح - جو شخص بُدھ ہونے کا آدرش دل میں قائم کرکے پاکی اور دھرم کا جیون اختیار کر لیتا ہے - اُس کو بودھی ستو کہتے ہیں - جب پُرش لگاتار دھرم کی مشاقی سے بودھی ستو ہو جاتا ہے - تو اُسی حالت کی پراپتی کو اویورتک کہتے ہیں - اِس اُونچے پد پر چڑھ جانے سے پھر بُدھ دھرم کی پُوری پُوری پُورنتا آنے لگتی ہے +

سو کے بعد ساتواں سوتر - (۱۰۷) - ایک بھومی سے دوسری بھُومی پر جانے کے گیان سے دھرم میگھ گیان ابھی شیک کی پراپتی ہوتی ہے +

مختصر تشریح - جب بودھی ستو یا یوگی کو ایک بھومی (درجہ) سے دوسری بھومی پر جانے کا گیان ہو جاتا ہے - تو پھر وہ سروگتیا کا ساکشاتکار کر لیتا ہے تب دیوتا وغیرہ سنان کرا کے اُس بُدھ پُرش کو چکرورتی راج تیلک کی طرح دھرم میگھ گیان کا تیلک دیتے ہیں ابھی شیک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ابھی شیشنک تمام تیلک دینے کا ہے۔ اور جب تک اس طرح اُس کا ابھی شیک نہیں ہوتا تب تک
اُس کی پُرشارتھ سے نِورتی نہیں ہوتی +

سو کے بعد آٹھواں سُوتر۔ (۱۰۸)۔ ابھی شیک بھُومی
دھرمالوک مکھ سے (۱)۔ اوکرمن ۔ (۲)۔ جنم۔ (۳)۔ ابھی نشکرمن ۔ (۴)۔ وُشکر چریا۔ (۵)۔ بودھی منڈ لوپ سنکرمن ۔ (۶)۔
مارودھونس ۔ (۷)۔ بودھی وبودھن ۔ (۸)۔ دھرم چکر پرورتن ۔
(۹)۔ مہا نروان کی پراپتی ہوتی ہے +

مختصر تشریح ۔ جب ابھی شیک ہو جاتا ہے ۔ اور بُدّھ دھرنگیہ سنگھاسن پر بیٹھتا ہے
تب یہ نو حالتیں پیدا ہوتی ہیں ۔ (۱) اوکرمن یعنی گربھ میں آتا ہے ۔ (۲)۔ جنم لیتا ہے ۔
(۳) سنیاسی ہو جاتا ہے ۔ (۴)۔ سخت تپ کرتا ہے ۔ (۵) پیپل کے درخت کے نیچے
بیٹھ کر دھیان لگاتا ہے ۔ (۶)۔ مار کو جیت لیتا ہے ۔ (۷)۔ سروگیتا کا ساکشاتکار کرتا ہے
(۸)۔ دھرم چکر پرورتن یعنی دھرم کا پرچار کرتا ہے ۔ اور (۹)۔ مہا نروان پد کو پا کر پھر کبھی
جنم نہیں لیتا +

سماپت ہوا شاکیہ مُنی بھگوان بُدّھ کا دھرمالوک مکھ سُوتر
معہ ٹیکا کے

ضمیمہ نمبر ۲

مہایان کے متعلق کچھ خیالات

ہین یان اور مہایان

یہہ پہلے بتایا گیا ہے - کہ بدھ دھرم کی آج کل دو بڑی شاخیں مانی جاتی ہیں - ایک ہین یان (چھوٹا مارگ) اور دوسرا مہایان (بڑا مارگ) ان کا فرق کسی قدر بدھ کے دھرم الوک سکھ سوتر میں بتادیا گیا ہے یہاں اور واضح اور صاف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے - مہایان زیادہ آزادی پسند ترقی پسند اور فلسفہ پسند ہے - اور ہر قسم کے روحانی خیالات کی قبولیت تکمیل اور صراحت کی اُس میں گنجایش ہے - ہین یان کسی حد تک کٹر اور کئی باتوں کے لحاظ سے ایک طرح کا اخلاقی طریق کہا جا سکتا ہے *

زمانہ

مہایان کی ابتدا کس زمانہ میں ہوئی - اس کا پتہ تواریخ سے نہیں ملتا - اشو گھوش اسنگ اور ناگ ارجن بدھ مذہب کے زبردست منّاد ہوئے ہیں - اُن کی تحریروں میں یہ نام آتے ہیں - مگر وہ بھی یہہ اشارہ نہیں کرتے - کہ کب سے بدھ دھرم دو فرقوں میں تقسیم ہوگیا - ابتدائی اصول دونوں کے ایک ہیں - اور دونوں ہی اپنا ماخذ بدھ بھگوان کی تعلیم ہی کو بتاتے ہیں - مگر بہت باتوں میں اُنکے درمیان فرق ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ ابتدا میں بدھ کی تعلیم بالکل سیدھی سادی تھی - بعد کے معلّمین نے ضروریات زمانہ - اِرد گِرد کے حالات - اور آریہ ورت کے مختلف فلسفوں کے خیالات کی وجہ سے بہت سی باتیں اپنے میں شامل کرلیں - اور اپنے طریق کو ترجیح دیکے مہایان موسوم کیا - اور پورانے طریقہ کو ہین یان کا خطاب عطا کیا -

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اسوگھوس اس مت کے پہلے پرچارک ہیں۔ جن کی کتاب میں یہ نام پہلی مرتبہ آیا ہے۔ یہ قریب قریب مسیح کے زمانہ میں تھے ✦

بُدھ کے پیروکاروں کی تقسیم

خیالات اور اثرات کے وجہ سے بُدھ کے پیروکار تین قسم کے کہلانے لگے۔ ایک بودھی ستو جن کو اپنی نجات کے ساتھ دوسروں کی نجات کی بھی فکر تھی۔ دوسرے پرتیک بُدھ جو صرف اپنی نجات کے خواہشمند ہوکر بُدھ بھومی پر پہنچنے کے خواہشمند تھے۔ تیسرے شراوک جو معمولی معتقد اور پیروکار کہلاتے ہیں۔ پرتیک بُدھ اور شراوک کا تعلق زیادہ تر ہین یان سے ہے۔ اور بودھی ستو صرف مہایان سے مخصوص ہیں۔ اور گو اُن میں پرتیک بُدھ اور شراوک بھی ہوں۔ مگر اس فرقہ کے تمام پیروکاروں کا آدرش یہ ہے۔ کہ ان میں سے سب بودھی ستو ہوکر بُدھ کی طرح جگت کا کلیان کریں۔ ان کا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ بُدھ کی تعلیم ہی یہ تھی۔ کہ کوئی شخص صرف اپنی ہی نجات کا فکرمند نہ ہو۔ بلکہ اَوروں کا بھی خیال رکھے۔ اس عقیدہ کے آدمی نیپال۔ تبت۔ چین۔ کوریا۔ منگولیا۔ منچوریا۔ مشرقی رُوس اور جاپان میں ہیں۔ اور شمالی شاخ کہلاتے ہیں۔ اور دوسرے خیال کے پیروکار لنکا۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ کمبوڈیا وغیرہ میں ہیں گے اور جنوبی شاخ کہلاتے ہیں مہایان والے ان کے عقاید کو مُبہم قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ مکھی پر مکھی مارتے ہوئے نقل اور تقلید پر تُلے رہتے ہیں۔ اور مہایانیوں کی طرح وسیع دلی۔ بلند خیالی۔ اور سیر چشمی سے محروم ہیں۔ سوا چند باتوں کے باقی ہر قسم کے مذہبی خیالات جو ہندو دھرم سے مخصوص ہیں۔ اِن میں موجود ہیں۔ یہ مذہب کو الہامی نہیں مانتے۔ تصوّف کے پہلو کو زیرِ نگاہ رکھتے ہیں۔ اور جس طرح ہر شے کی ترقی ہوتی ہے۔ ویسے ہی وہ اسی اصول کے ماتحت مذہب کو بھی قرار دیتے ہیں۔ شردّھا اور عقیدہ ان کے یہاں مذہب کی بُنیاد ہے۔ مگر گیان اور بویک بھاؤش ہیں شمول رہتا ہے ✦

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مہایان کی خصوصیتیں

عام لوگوں کا یہ خیال ہے - کہ بُدّھ دھرم میں آتما اور ایشور کا عقیدہ نہیں ہے - یہ خیال صحیح بھی ہے - اور غلط بھی ہے آتما اگر فردیت اور شخصیت کے معنی میں لیا جاتا ہے - تو بودھ اُس کو نہیں مانتے - اسی طرح اگر یہ خیال ہے - کہ ایشور کوئی ایسی ذات ہے - جو کائنات سے علیحدہ رہکر اُس کو بناتی اور بگاڑتی رہتی ہے تو بودھ اس کو کسی حالت میں صحیح نہ تسلیم کریں گے - ہاں وہ حقیقت اور تمام کمال کی ہستی سے انکار نہیں کرتے - اور ساتھ ہی سکندھوں (اجزا) کی شمولیت سے جو جنم جنمانتر کے چکر سے گذرنے والا فانی آتما بن جاتا ہے - وہ اُس کو بھی تسلیم کرتے ہیں - آتما سنسکرت لفظ "ات" (حرکت کرنا) اور "مَن" (سوچنا) سے بنا ہے - حقیقی اور لغوی معنی میں اس کو بُدھ صحیح مانتے ہیں - ویدانتیوں کے مجازی معنی میں وہ اُسے غیر صحیح تسلیم کرتے ہیں - اور اگر تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ دیا جائے - تو اُن کا خیال نسبتاً بالکل صحیح اور راستی پر مبنی معلوم ہوگا - اگر آتما حقیقت میں کوئی لافانی شخصیت یا فردیت کا نام ہے - اور وہ مفرد شے ہے تو پھر نجات کیسی!

کرم

کرم کی سمجھ بودھوں میں ویسی ہی ہے جیسے ہندوؤں میں ہے - اس لئے اُس کی صراحت فضول ہے - یہ کائنات کرم کے قانون کے تابع ہے اور ہر موجودہ زندگی گذشتہ زندگیوں کے افعال کے اثرات سے بنی ہے +

اَوِدّیا

اَوِدّیا کی سمجھ بودھوں میں بھی ویسی ہی ہے جیسے ویدانتیوں میں ہے - اسی اَوِدّیا سے سنسار کا بھرم کرموں کے سلسلہ میں آیا ہے - اور اسی کے سبب سے جنم مرن کا چکر ہوا کرتا ہے - اس اودیا کا سلسلہ کیسے چلتا ہے - اس کا ذکر بارہا وگیان بودھاین میں بارہ ندھان کے نام سے آگیا ہے - ناظرین اُس کو بغور پڑھ کر سمجھ لیں +

دھرم کایا

جس کو ویدانتی برہمہ کہتے ہیں - بودھ اُسی کو دھرم کایا کہتے ہیں - سو دونوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہی اپنے اپنے مُراد کو ست بتاتے ہیں۔ ویدانتیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ کوئی ست پدارتھ ہے جو محیط کُل ہے۔ اور اُسی کے سہارے کام ہوا کرتا ہے۔ بودھ اُس کو بُدّھ کی دھرم کایا مانتے ہیں۔ جو پہلے بھی تھی۔ اور اب بھی ہے۔ اور گوتم بُدھ نے اُس کی وضاحت کر دی ہے۔ اُسی میں کرونا۔ بودھی اور ہر قسم کے جذبات اور خیالات کا امکان ہے۔ اور وہ سب میں ہے سب کی ہے۔ کوئی اُس سے ایک دم کے لئے بھی جُدا نہیں ہے۔ اور اس نظر سے سوا اس ایک کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس دھرم کایا کا گیان مایا کے سبب سے نہیں ہوتا۔ اور جب مایا دُور ہو جاتی ہے پھر اُس کے سوا اور کچھ بھی نہیں بھاستا۔

نروان

یہہ لفظ بھی بودھ اور ہندوؤں میں عام ہے۔ نروان کے معنی نیستی۔ معدومیت اور فنا ہونے کے کبھی نہیں ہیں۔ بلکہ مایا۔ اودیا۔ اور من کی تمام بدی اور خباثت کے دُور ہو جانے اور دھرم کایا سے مل کر ایک ہو رہنے کا نام نروان ہے۔ ویدانتی اس کے سوا اور کیا کہتے اور مانتے ہیں؟ صرف لفظوں کا فرق ہے۔ مُراد دونوں کی ایک جیسی ہے۔

بُدھی

بُدھ دھرم کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ وہ سوا اپنے اور کسی کے سہارا لینے کی تعلیم نہیں دیتا۔ سوچو۔ سمجھو۔ وچار کرو۔ اور سوا اپنے کسی دوسرے کی اُمید نہ رکھو۔ یہہ بودھی ہے۔ ویدانت کا مہا واک کیا ہے؟ "اہم برہمہ آسمی" "میں ہی برہمہ ہُوں"۔ اور جب کوئی شخص اپنے ہی آپ کو برہمہ کہتا۔ مانتا اور سمجھتا ہے تو پھر وہ سہارا کس کا ڈھونڈے گا؟ بُدھ دھرم عملی طریق ہے۔ صرف زبانی جمع خرچ نہیں کرتا۔ اس لئے وہ نیک کرم کراتا ہوا آخر میں ویدانت کی وحدانیت کی طرف واپسی کا پیغام دیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہہ عملی ویدانت ہی ہے۔ جس کا نام مدھیہ مارگ رکھا گیا ہے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور خصوصیتیں

جب مہایان کے اور دو فرقے **یوگا چاریہ** اور **مادھیمک** ہو گئے۔ اِن کی تعلیم کے بموجب اُس کی خصوصیتوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ اسنگ اپنی کتب (۱)۔ **مہایان ابھی دھرم سنگیت شاستر** (۲)۔ **یوگا چاریہ بھومی شاستر** اور (۳)۔ **مہایان سمپر گیا شاستر** میں اس طرح اُن کا ذکر کرتے ہیں۔ (۱)۔ مہایان کسی ایک ہی بدھ کی تعلیم کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں پہلے کے تمام بدھوں کی تعلیم کا شمول ہے۔ (۲)۔ اس کا خاصہ یہ ہے۔ کہ تمام زندہ مخلوق کا پریم ہر بودھ کے دل میں پیدا کیا جائے۔ (۳)۔ اس میں بڑی وضاحت اور خوبی کے ساتھ ذہن نشین کیا جاتا ہے۔ کہ آتما کی فردیت کا خیال غلط ہے۔ (۴)۔ بودھی ستو کو کبھی اپنے مقصد کی تکمیل کی طرف سے ناامیدی نہ ہو اور وہ کبھی بھول کر بھی کائنات کے جانداروں کی اصلاح فلاح اور نروان کے ارادہ کو ترک نہ ہونے دے۔ (۵)۔ اُپائے (تدبیر) سے غافل رہنا بُرا ہے۔ اور جس کے دل میں سب کا پریم ہے۔ اُس کو بے شمار تدبیریں سوجھتی رہیں گی۔ اور وہ اُن کا اُپکار کرتا ہوا آخر میں اپنے ساتھ سب کو گیان کی وشا میں لے جائے گا۔ (۶)۔ ہینیان میں سدھی شکتی کمی کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ مہایان کے پیرو کار سدھی شکتی حاصل کرتے ہوئے بھی بدھ کی پدوی پا سکتے ہیں۔ (۷)۔ بودھی ستو بدھ بھومی پر پہنچ کر اپنے آپ کو کائنات میں ہر جگہ پرگٹ کر کے جیوؤں کا سدھار کر سکتا ہے +

نوٹ۔ یوگا چاریہ شاخ کے آچاریہ اسنگ اور واسوبندھو ہیں۔ اور مادھیمک شاخ کے ناگ ارجن ہیں۔ ان کے قریب قریب تمام عقائد دھرما لوک سوتر میں آ گئے ہیں +

تین کایا

مہایانی بودھ تین کایا کو مانتے ہیں۔ کایا نام جسم کا ہے۔ مگر اُس سے کثیف جسم مراد نہ لینی چاہئے۔ (۱)۔ دھرم کایا جس کا ذکر پہلے آ گیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے۔ یہ محیط کُل حقیقت ہے۔ اِس میں دیوتا۔ نار۔ انسان۔ حیوان وغیرہ سب کے پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اور جب یہ بات ہے۔ تو پھر اُسی کا نام (۲) نرمان کایا ہو جاتا ہے۔ گوتم بُدھ نے اپنے آپ کو پرگٹ کیا۔ یہ نرمان کایا کی مثال ہے (۳) سمبھوگ کایا ہے۔ اُس سے مُراد شری دھاری بُدھ کے آنند روپ ہونے کی ہے۔ جس کا سمجھنا اور سمجھانا مُشکل ہے *

دل اور دماغ

ہندو دھرم کی خصوصیت ہے۔ کہ وہ اور مذہبوں کی طرح صرف دل کے نشوونما پر زور نہیں دیتا۔ بلکہ دماغ کی ترقی کا بھی خیال رکھتا ہے۔ بُدھ دھرم چونکہ ہندو مذہب کی ایک شاخ ہی ہے۔ وہ اس خصوصیت سے کیسے خالی رہ سکتا تھا۔ اُس میں پریم اور گیان دونوں ہی ہیں۔ مگر اُس کا پریم توہمات اور باطل عقاید سے آزاد رکھا گیا ہے۔ اور اُس کا گیان بھی بالکل خشک گیان نہیں ہے۔ جو خواہ مخواہ دلی جذبات کی تخریب کرتا ہو۔ اسی وجہ سے وہ ان دونوں کے درمیان چل کر اپنے معراج کی تکمیل کی ہدایت کرتا ہے۔ اُس کا پریم کسی فوق البشر مخلوق سے ساتھ نہیں۔ بلکہ عام جانداروں کے لئے ہے۔ اور اُس کا گیان فضول فلسفہ کے بال کی کھال نکالنے سے غرض نہیں رکھتا۔ بلکہ اُس کا ماحصل نروان ہے *

تین قسم کی ودیائیں

یوگا چار نے تین قسم کی ودیاؤں کا خیال دلایا ہے۔ اوّل پری کلپتا (اندریوں کا دھوکا دینے والا بھرم) گیان۔ دوسرے پرتنتر یا نسبتی علم۔ تیسرے پری نشپن (گیان مطلق)۔ اندریوں کا گیان اُس حد تک صحیح ہے جس حد تک کہ اندریوں سے پرش کا تعلق ہے۔ مگر اس علم کے تعمیر میں من کی خودی کا خیال بنیاد ہو کر بیٹھا ہے۔ اس لئے جو کچھ ہم ان سے دیکھتے سنتے اور جانتے بوجھتے ہیں۔ اُس میں من کے کسی سنسکار کا شمول رہتا ہے۔ اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اس وجہ سے وہ بھرم کا باعث ہوتا ہے۔ پرنتو وِدّیا محض نسبتی علم ہے۔ اور ایک
موجودگی سے دوسرے کا وہم دلاتا رہتا ہے۔ اگر وہ ایک غائب ہو جائے۔ تو پھر
دوسرے کا امکان نہیں رہتا۔ اس لئے یہ علم بھی ایسا نہیں ہے جس پر دارومدار رکھا
جائے۔ پر یہی نسبتی سچا اور مطلق گیان ہے۔ جس پر سب کا دارومدار ہے۔ اور جو
سب میں شامل رہ کر اخلاق۔ دھرم اور نظامِ عالم کا محرک ہوتا ہوا سب سے نیارا
ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے۔ تو اس کو ایشور کا نام دے لے۔ وہ کوئی شخصی وجود
نہیں ہے۔ اور نہ اس میں کسی طرح کا بھید ہے۔ بودھ اسی کو دھرم کایا بولتے
ہیں۔ اور اسی کو معراج تمنا بنا کر نروان پد کا ساکشار کرتے ہیں۔ ان کے سوا
ناگ ارجن نے مادھیمک شاستر میں دو قسم کے گیان اور آئے ہیں۔ ایک کو
سمورتی ستیا اور دوسرے کو پرمارتھ ستیا بولتے ہیں۔ ایک نسبتی ہے۔ اور
دوسرا مطلق ہے۔

بھوت تتھتا

مہایان کا فلسفہ شے کو خیال سے اور خیال کو شے سے علیحدہ
نہیں کرتا۔ اس وچار کا نام اُس کے یہاں بھوت تتھتا ہے۔
یعنی وہ جیسا ہے ویسا ہے۔ یہی پرمارتھ ستیا ہے۔ ویدانتیوں میں بھی تین
قسم کے گیان مانے گئے ہیں۔ بیوہار۔ پرتی بھاس۔ اور پرمارتھ۔ اندریوں
کا گیان بیوہار ہے۔ اور وہ بیوہارک ستیا کہلاتا ہے۔ پرتی بھاس کا گیان [illegible]۔
فرضی۔ کلپت۔ اور بھرم سے مشروط ہے۔ اس لئے اُس کا علم پرتی بھاسک ستیا
ہے۔ متعلق ہے مگر پرمارتھ حقیقت ہے۔ ذات ہے۔ سروپ ہے۔ اور
اُس کا گیان پرمارتھک ستیا ہے۔ ان لفظوں سے ویدانت اور بودھ فلسفہ کی یکسانیت
اور مشابہت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بھوت تتھتا پرمارتھ ستیا ہے۔ اس کا بغیر گیان انبھو کے
سمجھنا اور سمجھانا دونوں مشکل ہے۔ ناگ ارجن اپنے سنسکرت شاستر میں یوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لکھتے ہیں +

سُو بھاوم پربھاوںچہ بھاونچہ بھاون میوچہ
اے پشیینتی ناپشیینتی تتّوم ہی بُدّھ شاسنے
(ادان ادھیا ۶)

ترجمہ "سُو بھاو اور پربھاو میں ہستی اور نیستی کے درمیان جو تمیزی خط کھینچتا ہے اُس کو بُدّھ دھرم کا ساکشاتکار نہیں ہوتا" +

پھر لکھتے ہیں :-

استی سوتا گرہو۔ ناستی اُچّھید درشنم
تسمادستی تو ناستی تتوے ناشریتا وچکشنا

ترجمہ۔ استی کا سوچنا بقا۔ اور نیستی کا سوچنا فنا ہے۔ بقا اور فنا گیانی اِن دونوں میں سے کسی سے بھی تعلق نہیں رکھتے" +

اور ملاحظہ ہو :-

استی ناستی اُبھے پی انتا
شُدّھی اشُدّھتی اِمے پی انتا
تسما دوبھے انتے وِیور جیتو
مدّھے پی سیانم نہ کروتی پنڈتا

ترجمہ "ہستی اور نیستی - دویت ہیں - شُدھی اور اشُدّھی دویت ہیں - ایسے دویت کو چھوڑ کر پنڈت اُن کے درمیان (مدّھ میں) بھی نہیں ٹھہرتے" +

اِسی بھُوتتھا اور پرمارتھ ستّا کو مادھیمک شُونیتا کہتے ہیں - اَستو گھوس بھی اس شُونیتا کے متعلّق کہتے ہیں - کہ نہ وہ یہ ہے - اور نہ یہ وہ ہے"۔ غور کیجئے ویدا ور ویدانتی بھی کیا کہتے ہیں - "نیتی نیتی" اور اس مشابہت کو دیکھکر بھی بُدّھ دھرم و ہندو مذہب کا مخالف سمجھنا اگر ظلم سے بے انصافی - ہٹ دھرمی ا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri